تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ہشتم

بادشاہت عالمگیری

جس میں

شہنشاہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر غازی کے حال مفصل ذکر ہیں

مستند و معتبر فارسی و انگریزی کتابوں سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

جناب شمس العلما مولوی محمد ذکاء اللہ صاحب دہلوی مرحوم

باہتمام [illegible]

مطبع انسٹی ٹیوٹ واقع علی گڑھ میں طبع ہوا

فہرست کتب موجودہ بک ڈپو

فہرست اعلیٰ [illegible]

تاریخ ہندوستان مصنفہ [illegible] ذکاء اللہ صاحب شمس العلماء [illegible]
مسلمانوں کے عہد سلطنت کی تاریخ [illegible]
جلد اول [illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible]

جلد دوم [illegible]
تاریخ [illegible] قیمت [illegible]

جلد سوم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
قیمت [illegible]

جلد چہارم [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] قیمت [illegible]
[illegible]
[illegible]

فہرست مضامین بادشاہنامہ عالمگیری

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان

ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۱ سے ۱۲۰ تک

ولادت ۔ شاہجہاں کی علالت اور دارا شکوہ کا اختیار سلطنت ۔ دارا شکوہ کی تدبیر سلطنت
حاصل کرنے کی ۔ بادشاہ کا شاہجہان آباد سے اکبر آباد میں آنا ۔ سلیمان شکوہ کے لڑنے کے لئے
لشکر بھیجنا اور شجاع کا بھاگنا ۔ دارا شکوہ کا لشکر مالوہ بھیجنا ۔ اورنگ زیب کے دارا شکوہ
سے لڑنے کا سبب ۔ اورنگ زیب کا اورنگ آباد سے برہانپور میں آنا ۔ مراد بخش کی
اورنگ زیب کو پیام ۔ راجہ جسونت سنگھ کا احوال ۔ اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی
لڑائی اور راجہ کی شکست ۔ شاہجہاں کا حال ۔ دارا شکوہ کا محمد امین خاں کو قید کرنا ۔ دریائے
چنبل پر اورنگ زیب کے لشکر کے روکنے کے لئے دارا شکوہ کا فوج بھیجنا ۔ اکبر آباد کے
قریب دارا شکوہ اور اورنگ زیب کی لڑائی اور دارا کا شکست پا کر دہلی بھاگنا اور دہلی
سے لاہور جانا ۔ دارا شکوہ کا حال ۔ اکبر آباد سے اورنگ زیب کا شاہجہان آباد جانا ۔
مراد بخش کو قید کرنا ۔ ... کا قید ہونا اور اس کے ... اورنگ زیب کا اپنے نام کا خطبہ
پڑھوانا اور ... سلیمان شکوہ ... مراد بخش کے امرا کا اورنگ
زیب پاس آنا ۔ دارا شکوہ کا حال دہلی سے لاہور تک جانے میں اور اورنگ زیب کی
عزیمت پنجاب ۔ اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور دارا شکوہ و سلیمان شکوہ کے
لئے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہونا ۔ سلیمان شکوہ کا حال ...
ملتان ... کے لشکروں کا حال ۔ ... دارا شکوہ کا حال لاہور سے ...
ہونے کے بعد شیخ میر کا دارا شکوہ کے تعاقب میں پہنچنا ۔ بادشاہ کا ملتان سے شاہجہان آباد
آنا اور شاہزادہ شجاع کے حالات ۔ اورنگ زیب ... کی محبت ... زندگی ...

کا الہ آباد آنا۔ جشن وزن شمسی سال چہل و دوم۔ بادشاہ کا شاہجہاں سے [illegible] کے لئے روانہ
ہونا۔ شجاع اور [illegible] کے لشکروں کی معرکہ آرائی اور راجہ جسونت سنگھ کی [illegible]
[illegible] لشکر [illegible] کے لشکروں کا بیان [illegible] کے مقابلہ میں [illegible]
کی [illegible] بادشاہ کا [illegible] سے اکبرآباد میں [illegible] الہ آباد کا فتح ہونا [illegible]
اکبرآباد میں [illegible] ہونا [illegible] کا بیان۔ راجہ جسونت سنگھ [illegible] داراشکوہ کا حال [illegible]
اور راجہ جسونت سنگھ کے [illegible] داراشکوہ اور [illegible] شاہی کی [illegible] بادشاہ کا حال
بادشاہ کا جلوس ثانی اور [illegible] خطبہ [illegible] کا مقرر ہونا [illegible] سال کا [illegible]
جشن کا [illegible] ہونا۔ داراشکوہ کا باقی احوال [illegible] ملک [illegible] میں قید [illegible] جلوس کے
[illegible] کا جشن اور [illegible] داراشکوہ کا [illegible] کرنا [illegible]
[illegible] ہونا [illegible] شاہجہان آباد میں [illegible] ایک مسجد [illegible]
کا بنانا۔ شجاع کا حال [illegible] سے بھاگ کے [illegible]
محمد سلطان کا [illegible] شجاع [illegible] ۱۰۷۰ [illegible]
بادشاہ کا حال۔ بادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے [illegible]
کی تنبیہ کے لئے امیر خان کا بھیجا جانا اور [illegible] کے ملک کا بیان۔

سیواجی کی ولادت اور تعلیم صفحہ ۱۲۳ سے ۱۳۰ تک

سیواجی کی ولادت اور تعلیم۔ سیواجی کا [illegible] سیواجی کے [illegible]
قلعوں پر سیواجی کا قبضہ۔ باپ کی [illegible] سیواجی کی [illegible]
[illegible] کا [illegible] ہونا اور [illegible] سیواجی کے [illegible]
[illegible] سیواجی سے [illegible] کے [illegible] ایک [illegible]
[illegible] بادشاہ کا [illegible] سیواجی [illegible] سے [illegible]

سال دوم اعلان ... سے جلوس ... پرنیدہ ولی فتح ... سے سلیمان ... کا حضور میں لانا
... کا ... کرنا ...

واقعات سال چہارم ... صفحہ ۲۰۹ سے ۲۱۳ تک

باقی بیگ ... ... بہیت ... شاہزادہ ... کی شادی
... ... بہادر ... کا حال ... ... خان ...
کی ... شاہ ... کی ... بہادر کا حال ... آسام کے ... لشکر کا ... تک
آسام میں ... ... کا محاصرہ ... کی فتح ... کا حال ...
... شاہی کا ... لشکر سے ... کا ... فتح ہونا ... کی ... سے
... ... آسام کی ... آسام کے ... کا ... آسام کی
... کا بیان ... لشکر ... سے ... اور ... کا ... ہونا ... کا آنا اور
... کا ... بہادر ... کا ... لشکر کی جانب ... کا
... اور ... کا ... ہونا اور ... کا ... کا ... ہونا اور ... کو
... اور ... لشکر ... کے ... اور ... کا حال ...
اس سال میں ... ہونے ... ... اور ... کا ...
کی ... کرنی ... کا ... کا ... ہونا ... کا ...
اور ... واقعات ... کا ہونا اور ... آسام سے نجات پانا ...
انتقال کرنا۔

واقعات سال پنجم ... صفحہ ۲۱۳ سے ۲۱۸ تک

جشن جلوس ... بادشاہ کی ... ... قطب الدین خان ...
... کا ... ... ہونا ...
... ہونا۔

واقعات سال ششم سنہ ۱۰۷۳ صفحہ ۲۱۸ سے ۲۲۵ تک

بادشاہ کا کشمیر جانا۔ قوم حبش کا استیصال۔ متفرقات وغیرات۔ سیواجی کے حملے۔ پادشاہی ملک پر سیواجی کا امیر الامرا کو دغا سے زخمی کرنا۔ سیواجی کے اور امیر الامرا کے معاملے جس طرح مرہٹے بیان کرتے ہیں۔

واقعات سال ہفتم سنہ ۱۰۷۴ صفحہ ۲۲۵ سے ۲۲۸ تک

سیواجی کا سورت کا لوٹنا۔ شاہ جی کا مرنا۔ سیواجی کی گرفتاری کے لیے راجہ جے سنگھ کا مقرر ہونا۔

واقعات سال ہشتم سنہ ۱۰۷۵ صفحہ ۲۲۸ سے ۲۴۴ تک

راجہ جے سنگھ کا لشکر کے ساتھ مہم سیوا کے فراغ کے بعد ملک بیجاپور کی تخریب اور عادل شاہ کی تنبیہ کے لیے جانا۔ تبت میں بادشاہ کا خطبہ پڑھا جانا اور سکہ کا بننا۔ تبت و بیان و ولایت زنگار سے قلعہ چاٹ گام کی فتح۔

سوانح سال نہم جلوس سنہ ۱۰۷۶ صفحہ ۲۴۴

ولایت بیجاپور کی تاخت وتاراج اور دکنیوں سے لڑائیاں صفحہ ۲۴۴ سے

سیواجی کا دہلی جانا اور بھاگنا۔ افضل خاں کا کشتہ ہونا۔ سیواجی کا مستعد ہونا۔ چاندہ و دیوگڈہ پر دلیر خاں کی لشکر کشی اور پیشکش کا وصول کرنا۔

سوانح سال دہم جلوس سنہ ۱۰۷۷ صفحہ ۲۴۴ سے

شاہزادہ محمد معظم کا دکن پہنچنا۔ قوم یوسف زئی کی سرکشی۔ ان کی تنبیہ و تادیب۔ جشن وزن شمسی۔ ۔۔۔ بادشاہ کا حال۔

واقعات سال یازدہم سنہ ۱۰۷۸ ۔۔۔

بادشاہ کا حال۔ سیواجی کا حال اس کے فرار ہونے کے بعد۔ راجہ جے سنگھ۔ سیواجی کا سورت
کا لوٹنا اور قلعہ راہیری درہ سے گڈھ کا بنانا۔ سیواجی اور بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور
اور سیواجی کا قلعوں اور ملک کا فتح کرنا۔ سیواجی کی حبشیوں سے لڑائی۔ جنجیرہ کو سیواجی کا
جلانا۔ سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۱۰۷۹ھ بادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔ مہابت خاں
کی مہمات دکن میں۔ جزیہ و زکوٰۃ۔ سیواجی و رآد خاں کی لڑائیاں۔ فساد قوم یوسف
زئی۔ اسلام خاں رومی حاکم بصرہ کا آنا۔ جعفر خاں کی وفات۔ اہل بیجاپور سے لڑائی۔
فساد افغان۔ قاضی عبدالوہاب کی وفات۔ قلعہ سالہیر۔ وکیل شرعی کا مقرر ہونا۔ فرقہ ست
نامی کا فساد۔ راجہ جسونت سنگھ کا مرنا اور اس کی اولاد۔ راجپوتوں سے اور بادشاہ کا بگاڑ۔
شاہزادہ اکبر کا راجپوتوں سے ملنا۔ اکبر کا ایران جانا۔ راجپوتوں سے اشتداد جنگ۔

معاملات دکن صفحہ ۳۱۸ سے ۳۳۵ تک

تعینات خان جہاں بہادر۔ سلطان علی عادل کا مرنا اور سیواجی کا راجہ بننا۔ قلعوں کے لینے پر
سیواجی کے حملے۔ سیواجی کا اپنے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا۔ سنبھاجی کا بادشاہ سے مل کر
پھر باپ پاس آنا۔ بیجاپور کا محاصرہ۔ سیواجی کی موت اور اس کے خصائل۔ سنبھاجی کا راجہ
ہونا اور اس کا ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام بگڑنا۔

واقعات سال بست و چہارم ۱۰۹۲ھ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۳۶ تک

جہان آرا بیگم کی وفات۔ راجپوتوں سے لڑائی۔ بادشاہ خانہ کا ... بادشاہ کا برہان پور کو
اورنگ آباد جانا۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ صفحہ ۳۳۶ سے ۳۳۹ تک

قلعہ رام سیج پر دھاوا۔ متفرقات۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ ۳۳۹ سے ۳۴۵ تک

ابو الحسن قطب الملک اور لشکر شاہی کی لڑائی

کے سامنے آئندہ زمانہ ہماری اولاد کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے۔ مؤلف نے اس دس برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اس کا مصنف محمد ساقی خان مستعد ہے وہ بادشاہ کے وزیر عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اس نے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کرکے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس سال میں بادشاہ کے دربار کے حاضرین میں سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہیں اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینوں عالمگیر کے عہد نویس مورخوں نے لکھے ہیں اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیری بھی ہے۔

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہیں اس کا مصنف اورنگ زیب کی خدمت میں رہا تھا وہ اپنی تاریخ میں لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھنا دریا کے پانی کو کپے سے ناپنا ہے خصوصاً آخر چالیس سال کا حال جس میں بادشاہ نے مورخوں کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک بحر بے پایاں ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پا زنی کرکے تفتیش تمام اور تجسس تمام کرکے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جن میں سے بعض کو ثقہ اور بوڑھوں کی زبانی اور بعض کو اور اہل دفتر و واقعہ نگاروں سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت میں اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جس میں اورنگ زیب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہیں وہ تاریخ نہیں ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جس کا نسب

منتخب اللباب خافی خان نے لکھی ہے اس میں حالات اس زمانہ کے اورنگ زیب [illegible] ولادت سے
محمد شاہ بادشاہ کی چودھویں [illegible] تک لکھے ہیں۔

(۵) آداب عالمگیری۔ اس کتاب میں وہ سارے رقعے [illegible] جمع ہیں [illegible]
جو عالمگیر نے باپ کو اور امیروں وزیروں مشائخ و بزرگوں [illegible] کو لکھے
اپنے منشی ابوالفتح سے لکھائے ہیں جس کا خطاب قابل خان تھا۔

(۶) رقعات عالمگیری جس کا مصنف خود عالمگیر ہے اس کے تین مجموعے ہیں پہلے
کا نام ہے (۱) کلمات طیبات (۲) رقائم کرائم (۳) [illegible] ان کتابوں میں
تاریخی حالات بھی لکھے ہیں اگرچہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ [illegible]

(۷) تاریخ آشام۔ اس میں شہاب الدین طالش نے آشام کی لڑائی کا حال [illegible]
جس جنگ میں وہ خود شریک تھا۔

ان کتابوں کے سوا اور چھوٹی چھوٹی کتابیں تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہیں
انگریزی تاریخوں کی ورق گردانی [illegible] اس بادشاہ کے حالات کے [illegible] اس
بادشاہ کے حالات کی تاریخیں جو [illegible] لکھی گئیں [illegible] تاریخ [illegible]
[illegible] جیسے کہ اس کے آباؤ اجداد کی تاریخیں [illegible] اس کے [illegible]
تاریخوں [illegible] ہیں کسی اور بادشاہ کے حال میں نہیں

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی

کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک

[illegible]

تاریخ ولادت [illegible]

اورنگ زیب [illegible]

جس کی وجہ تسمیہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں وہ انہیں سے منسوب ہے اور بڑا درجہ کمال [illegible]
میں رکھتی [illegible] میں پیدا ہوا جو صوبہ [illegible] اور [illegible] کی سرحد [illegible]
میں [illegible] کی تحریریں اور تصنیفات [illegible] کی عبارت میں درست [illegible] سے
ادا کئے ہیں جو کلام اس سے نظر میں آئے وہ ہم نے [illegible] صاحب [illegible]
کر دیئے ہیں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں [illegible] ہے کہ ہم نے
[illegible] میں ان کو بیان کر دیا ہے مگر یہاں ان کو ہم لکھتے ہیں جیسے [illegible]
کو تخت نشین ہوا

[illegible] دارا شکوہ [illegible] شاہجہان [illegible] بیمار [illegible] کی علالت سے
[illegible] جب سے [illegible] کے [illegible] میں [illegible]
[illegible]
[illegible] کی [illegible] جب وہ اس سے [illegible]
[illegible]
[illegible] سلطنت کا [illegible]
اس نے [illegible] اپنے [illegible] میں لیا [illegible] تمام [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بہادر پور میں گیا جو شہر سے [illegible] کے [illegible] وہاں مقیم تھا اور [illegible]
نکالا اس [illegible] تھا [illegible] لشکر شاہی [illegible] اور دست برد کی [illegible]
میں [illegible] کی [illegible] کا باپ [illegible] کے [illegible] کیا [illegible]
[illegible] کیا [illegible] اس وقت [illegible] خواب [illegible] غفلت
میں پڑا تھا اس [illegible] گیا اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] لشکر شاہی [illegible]
[illegible] بھاگ کر [illegible] میں گیا اور
کشتی میں سوار ہو کر بھاگ گیا [illegible] توپ خانہ [illegible]
[illegible] لشکر شاہی سے [illegible]
گیا [illegible] لشکر [illegible]
[illegible]
[illegible] لشکر [illegible]
[illegible] ایک لشکر عظیم [illegible]
[illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible]
[illegible] شاہجہاں [illegible]
[illegible]
[illegible] ہندوستان [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہوا [illegible] بادشاہ سے [illegible] ساتھ ایک
[illegible] کیا [illegible] کر [illegible] لشکر کے ساتھ [illegible] جائے [illegible] وہاں [illegible]
[illegible] کے خلاف [illegible] کرنے کے لئے [illegible] نہ [illegible] ہو [illegible]
[illegible] سے [illegible] عشق [illegible] ہو [illegible]
[illegible] کے پاس سے [illegible] لشکر [illegible] باپ سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

صحبت رکھتا تھا اور ان کو مرشد کامل اور عارف حق واصل جانتا تھا اور ان کے دین کی کتابوں کو
آسمانی و خطاب ربانی جانتا تھا اور اس کو صحیفہ قدیم و کتاب کریم خیال کر کے پڑھتا تھا اور اسی
اعتقاد کے سبب سے اس نے اطراف سے سنیاسی اور برہمن بڑی کوشش سے جمع کئے تھے
اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسی کام میں اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور جابجا اسمائے
الٰہی کے بجائے پربھو جو بمنزلہ اسم اعظم جانتے ہیں بجائے خاص الخاص یا برکت و نامدار کے نگینوں
پر نقش کر کے پہنتا اور ان کو تبرک جانتا اور اس کا معتقد تھا کہ تناسخ کے واسطے ثبوت عقلی
ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہیں اور اس کی دلیل آیہ کریمہ واعبد ربک حتیٰ
یاتیک الیقین اس کی دلیل بتاتا تھا اور ہمیشہ اس نے نماز و روزہ اور کل تکلیف شرعی
کو ترک کر دیا اس کے برعکس اورنگ زیب پکا معتقد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی حمایت اور
شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت اپنی منظور رکھتا تھا سلطنت و دولت کو منظور ترک کی
شرع و ملت اور شاہی و سروری کے غرض دین پروری وہ رکھتا تھا اور ہمیشہ ذکر میں جو اپنی
اپنی اوقات کو طاعت اور سنت و نوافل کی ادا میں صرف کرتا تھا اور حتی المقدور ہر امر
امر معروف و نہی منکر میں کوشش کرتا تھا اور دارا شکوہ کے خیالات کو گمراہی اور بدمذہبی
جانتا تھا اور اس سبب سے اس کی بیعت و محبت [illegible] میں کمی تھی اور یہ بات
سب پر روشن تھی کہ اگر دارا شکوہ تخت سلطنت پر بیٹھا تو البتہ دین اسلام کا نقصان ہوگا تو
اس سے ارکان شریعت میں خلل پڑے گا اور حمیت اسلام دربار کفر کے طرف سے تبدیل
ہو جائے گا

جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ میں مصروف تھا تو بادشاہ نے دارا شکوہ
کے کہنے سے اس لشکر کو جو بادشاہی کمک کے واسطے تھا طلب کیا تو ناچار اورنگ زیب
[illegible]
[illegible]

معلوم ہوا کہ بادشاہ بیماری کی کثرت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی خود رائی سے ملک
میں فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اس نے یقینی جان لیا کہ بادشاہ پر ضعف کا ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت
کے کاموں کو نہیں کر سکتا اور حزم و احتیاط کے سبب سے دارا شکوہ کے ہاتھ اختیار کو
چھوڑ دیا ہے اور اس سے مصالحت کرتا ہے جس سے خوف ہے کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے
تو ارکان سلطنت و اساس خلافت میں خلل عظیم پیدا ہوجائیگا کہ اس کا تدارک کسی وجہ سے نہیں ہوسکیگا
دین و دولت کا حفظ ناموس واجب ہے ... ملک و ملت کے اختلال کا جبر بادشاہ زادوں کی غیرت
و حمیت کے موجب ہیں جب کہ امر یہ متحقق ہوگیا کہ دارا شکوہ کو مراد کے قتل و استیصال سے
فرصت مل گئی اور وہ اس مہم سے فارغ ہوگیا اور سلیمان شکوہ اور اس کا لشکر دارا شکوہ سے مل گیا
تو اس کو قوت و شوکت عظیم حاصل ہوگی کہ وہ مہم دکن کی تدبیر میں لگیگا اور جو کہ اس کی طبیعت
جبلت میں کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ ظلم و عدوان کا کچھ فائدہ نہیں سکتا اس لیے
اس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر جو باعث ملک و دولت کی شورش ہے بہت
زیادہ تحمل نہیں کرنا چاہیے اس لیے اورنگ زیب اکبر آباد بادشاہ کی خدمت میں جانا
چاہیے۔ باپ کی خدمت میں جاکر ملک کا نظم و نسق پیدا کرنا چاہیے کہ سلطنت کے ارکان
و قواعد میں فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ کرنا چاہیے
جو اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے وہ سلطنت و لشکر و دارائی کے گھوڑے خالی میدان
میں دوڑا رہا ہے بادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھڑانا چاہیے۔

اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی شاہی بیجو صلح سے ادا چاہے
چاہا ہے کہ اپنی لشکر اپنے ساتھ لیجا کر باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرائے۔ عالمگیرنامہ
میں تو فقط یہ لکھا ہے اس کو ہم نے ظفر نامہ میں بیان کیا اس عزیمت کی تصمیم کے بعد
اورنگ زیب نے جو چاہا کہ میرا لشکر بادشاہ کی ... ہو گیا ... ہمراہ
بڑے لشکروں کے ساتھ آئین میں موجود ہیں اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ ...

جلد ..

[illegible] ان کو فنا کر دیا گیا۔ [illegible] اورنگ زیب [illegible]
[illegible] کے تخت کے قریب [illegible] اورنگزیب [illegible]
سے مقابلہ کیا۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] کے خلاف [illegible]
[illegible] شاہجہاں [illegible] لشکر [illegible] سب باپ [illegible]
اور [illegible] دارا [illegible] ایک لشکر [illegible] کے [illegible]
[illegible] اورنگ زیب نے اس بات [illegible] ایک لشکر [illegible]
[illegible] سپاہ کے [illegible] ان کو [illegible] خطاب [illegible]
[illegible] الاول [illegible] شاہجہاں [illegible] محمد سلطان [illegible]
[illegible] کے بیٹے [illegible]
[illegible] دارا [illegible]
[illegible] شاہزادہ [illegible] کے [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] اورنگ زیب [illegible]
[illegible] شاہجہاں [illegible] اورنگ زیب [illegible]
[illegible] ایک [illegible] شاہزادہ [illegible] اورنگ زیب [illegible]
گیا وہ [illegible] شاہزادہ محمد سلطان جو [illegible]
گیا تھا وہ باپ کی خدمت میں [illegible] اورنگ زیب نے [illegible] سات برس تک بیٹے کو قید کیا۔
اس زمانہ میں بھی ایک [illegible] دارا [illegible] لشکر [illegible] قید کر کے [illegible] اورنگ زیب کی
خدمت میں گیا۔ اورنگ زیب نے باپ کی خدمت میں ایک عرضداشت [illegible]
بھیجی تھی اس کے جواب کے انتظار میں ایک مہینے تک [illegible] توقف کیا جس کو
[illegible] شاید باپ [illegible] حاصل ہو جائیگی [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible] کے [illegible] زمان [illegible]

اور کشمیر کے سفر دائمی میں نہایت خوش کیا تھا بادشاہ نے اپنے خاص تحفہ میں سے انعام و اکرام [illegible]
اور [illegible] کے بہت تعریف و استقلال کو کرتا اور کہا کہ [illegible] جسونت سنگھ [illegible]
کے انتقال میں [illegible] صحت و [illegible] کا فرزند [illegible] اگرچہ [illegible]
[illegible] استقلال چھپاتا تھا [illegible] حال [illegible]
[illegible] کر [illegible] اگیا [illegible] کے اختیار [illegible]
[illegible] دیکھا تھا [illegible] کیا [illegible]
راجہ جسونت سنگھ [illegible] کے پہلے [illegible] عرصہ [illegible]
[illegible] اورنگ زیب [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] اورنگ زیب [illegible]
ساتھ [illegible] شہزادہ محمد سلطان [illegible]
ساتھ [illegible] جسونت سنگھ [illegible]
[illegible] اورنگ زیب [illegible]
اورنگ زیب [illegible]
[illegible] بہت [illegible] کے [illegible]
چند روز [illegible] کے [illegible] دریا [illegible] باہر آیا [illegible]
سے کوچ کیا [illegible] اس پار [illegible] گیا [illegible] بھائی [illegible]
میں آگئے جو اجین سے سات کوس پر واقع ہے راجہ جسونت سنگھ و قاسم خاں [illegible] تمام
لشکر شاہی کے مقابلہ کے [illegible] اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کوس [illegible]
اورنگ زیب نے [illegible] کیا
راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اجین میں آگیا تھا [illegible]

جسونت سنگھ کو ایک لشکر کے ساتھ مامور کیا تھا جب انہیں سنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مراد بخش آتا ہے تو وہ
قاسم خاں اور راجہ کے لشکر کو لیکر اپنی پرانی راہ سے اس کے قصد سے مراد کی سمت روانہ ہو گیا
کا چہرہ وہ سے اجین پور پر آکر ٹھیرا اس سے مراد بخش اشارہ کر دیو پر تھا راجہ سوں کیا گیا کہ
مراد بخش کی جمعیت کی خبر حق پر اطلاع دیں اور اورنگ زیب سے ملنے پانے کے لئے گروہوں اور
رستوں کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ جب تک [illegible] کی کوئی خبر اور جب تک انہیں پہنچ گئی
تھی اس کو خبر ہی نہیں ہوئی کہ اورنگ زیب برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا اور مراد بخش
سے ملنے کے لئے آمادہ تیار تھا جب مراد بخش اورنگ زیب کی مدد کے ساتھ نزدیک پہنچ گئے
کی خبر ہوئی اور انہوں نے دیکھا کہ دونوں لشکر کے مقابلہ کی تاب تو ان میں نہیں ہے تو [illegible]
کی ہدایت اور منع سے جو اس نے [illegible] میں کی تھی کا چہرہ وہ سے ہٹا اور کوہ کے
قاسم جی پور میں [illegible] کی سمت لائین پر آیا تھا اور خیال ہوسکا کہ وہی اورنگ زیب
سے آن ملا اور جسونت سنگھ نے کا چہرہ وہ میں یہ سنا وہ سب [illegible] مراد بخش
جس راہ پر آیا تھا اسی راہ پر چلا گیا جب وہ اس راہ کی تفتیش میں ہو
اور جسونت سنگھ اس کو خبر پہنچی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریا نربدا سے پار آگیا ہے
اس وقت میں وہ [illegible] نے اپنا [illegible] پاس دستہ بھیجا [illegible] اورنگ زیب
کے نزدیک آنے سے پہلے [illegible] کا مال ایسا تھا [illegible] ہوا کہ [illegible] ہیں جو [illegible] کے
ذکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے [illegible] لشکر کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور پیچھے
بھاگ گئے راجہ نے یہ خبر سنکر کہ چہرہ وہ میں [illegible] سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کا ارادہ
جنگ کے ارادہ سے [illegible] ایک گروہ پر آکر اورنگ زیب کے لشکر کو
تنہا وہ جو اورنگ زیب یہ نہیں چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانوں کا خون ہو [illegible] بات
بڑھی آنے سے باز [illegible] چاہتا تھا کہ لڑائی [illegible] پہنچ [illegible] تھا [illegible] کو
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہیں ہے صرف باپ کی ملازمت کی

نیت پر ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت میں چلا یا جائے سر راہ سے ہٹ کر جو وطن اپنے
وطن چلے جاؤ۔ جس تو لڑائی میں تھا، ابھی نقصان ہوگا۔ جب اس پیغام کو کچھ نہ سنا
جنگ کیجانے کے لئے آمادہ ہوا۔ جب کہ ان کو اطلاع ملی یہ جب اورنگ زیب کو یقین ہوگیا کہ دارا
شکوہ پہنچا تو وہ تدبیر جنگ اور ترتیب سپاہ میں مصروف ہوا۔

روز جمعہ ۷ رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور ہاتھیوں کو آراستہ
کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ میں آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خاں کو ہراول
کا سردار بنایا اور توپخانہ مرشد قلی خاں کے حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار اور محمد اعظم کو جرانغار
کا سردار بنایا۔ لشکر کی قراولی شیخ میر اور عبداللہ و قزلباش خاں کے سپرد ہوئی اور قلب لشکر کی
سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجوں کے سرداروں کے ساتھ اور بہت سے نامی
سردار تھے جنکے نام لکھنے طول سے خالی نہیں۔ ہمارے لیے یہ بیان کرنا اور بکار ایسا
کیا۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ دارا جب تک اسکا اورنگ زیب کے لشکر کی ہیبت سے بہت
خوف زدہ ہوا کہ اس نے چاہا کیں اورنگ زیب کے پاس بھیجا اور اپنی بندگی و عجز و فروتنی و
سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ میں حضور کے لشکر سے لڑنا نہیں چاہتا بلکہ میرا
ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور غلامی کے سوا میں کوئی اور طریقہ نہیں چاہتا
اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کرکے خبر دے بازآئیں تو حضور کی آستان بوسی کروں۔ اورنگ زیب نے
اس بات کا اعتبار نہیں کیا۔ اسکو جواب دیا کہ ہم جنگ میں توقف نہیں کرتے اگر تو سچا ہے تو لشکر سے جدا
ہو کر تنہا نجابت خاں پاس جا وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس پہنچا دیگا اور وہ میرے پاس لیکر آئیگا
تو میں تیرے جرائم معاف کر دونگا۔ دارا کب ماننے والا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم کو ہراول
کا سردار بنایا اور اس کے ساتھ شیخ میر، راجپوت راجہ اور مسلمان امراء ہمراہ کئے
بہادر بیگ بخشی داروغہ توپخانہ تھا اسکے ہمراہ توپخانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور ان
کے نامی سپاہی سوں مخلص خاں محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا [illegible] اس کو

اکو وہاں راجپوتوں کو [illegible] مقرر کیا اور اپنے [illegible] قول ہیں کہ داؤد خان کا پسر دین اور مالوہ کی
[illegible] اور راجہ جسونت سنگھ نے بیدار بخت کی حفاظت کے لیے مقرر کیا یا شاہزادہ [illegible] چڑھا
تھا کہ لشکروں میں لڑائی شروع ہوئی [illegible] جنگ میں زخمی [illegible] گولیاں [illegible] پہنچے
شروع ہوئے پھر [illegible] جنگ گرم ہوا لشکر [illegible] وہاں سے لڑتے ہوئے آگے
بڑھے راجپوت جیسے کہ [illegible] میاں [illegible] ہوئے تو شاہزادہ
پکڑے [illegible] خان کی جان لی اور [illegible] خان کو زخمی کیا اور شاہزادے کے گرد
ہراول پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ و کفایت خان [illegible] سالاروں کے [illegible]
جب دونوں کے [illegible] اور گردن کے [illegible] بیٹھے تھے [illegible] ان کے تیغ [illegible]
کی [illegible] پہنچے تھے [illegible] جب اورنگ زیب نے [illegible] کا قصد اپنے لشکر
[illegible] جنگ پر متوجہ ہوا اس نے دشمن کو ہٹایا [illegible] طرف [illegible]
[illegible] اس طرف سے [illegible] ہوا [illegible] لشکر شاہزادت کے [illegible] میں تھا [illegible]
[illegible] اور [illegible] خرچ کی [illegible] جو [illegible] لشکر تھے [illegible]
[illegible] کیا جسونت سنگھ نے [illegible] کے ہاتھی کے پاس تک گیا [illegible] ہاتھی
[illegible] اپنے [illegible] لیا [illegible] جسونت کو شکست ہوئی [illegible]
[illegible] اپنے وطن کو چلا گیا [illegible] قاسم خان اور [illegible] لشکر پادشاہی فرار ہوا
اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہیں کیا کہ وہ عاجز [illegible] تھی اس سے
کمال دین پروری اور مسلمانوں کے سبب سے حکم دیا کہ [illegible] جو مسلمان [illegible] نے
اس کو [illegible] امان دیں اور اس کا خون نہ کریں [illegible] کے [illegible] شروع [illegible]
اورنگ زیب نے اس فتح کا شکر ادا کیا [illegible] کہ چند [illegible]
جو ہاتھی غنیمت ہاتھ لگے [illegible] شاہزادہ محمد سلطان کا [illegible] سوار [illegible]
کرکے [illegible] وہ [illegible] اس جنگ میں حفاظت کی

کی تھی ان کو بڑے بڑے عہدے و منصب خلعت انعام دیئے اور دارا شکوہ کے منانے کے لیے اورنگ زیب نے
بہ زور [illegible] سے باجتن مقام [illegible] اور جب کہ وہ یہاں سے [illegible] مقام کر کے
اور شجاع ان کو [illegible] آیا اور [illegible] کے سامنے [illegible] جب اورنگ زیب
آگرہ میں آیا تو دارا شکوہ [illegible] میں آیا اور اس نے ایسی تدبیر کیں کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کر سکے [illegible] اس نے توپ خانے اور آلات جنگ لگائے
تھے اورنگ زیب نے یہاں [illegible] دریافت کر لیا [illegible] اس طرف
[illegible] اب [illegible] جہاں سے لشکر [illegible] اورنگ زیب کا
لشکر [illegible] دارا شکوہ نے [illegible] مخالفت [illegible] کی
اورنگ زیب نے خانخاناں [illegible] مقابل [illegible]
[illegible] شجاع ان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے [illegible] آپ [illegible]
[illegible] اس طرف [illegible] کے قبضہ [illegible] ملا رمضان کو
اورنگ زیب نے [illegible] شکوہ کے [illegible] ہے اور [illegible] کیا جاتا ہے
[illegible] شاہجہان کے [illegible] ہو گیا تھا [illegible]
[illegible] بہت [illegible] ہو گیا تھا [illegible] اورنگ زیب [illegible]
کی [illegible] بہت [illegible] یہاں کے [illegible] کی [illegible] شاہجہان کے [illegible]
کی [illegible] اورنگ زیب [illegible] آگرہ
میں [illegible] شاہجہان [illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] کی [illegible] جب [illegible]
[illegible] اس [illegible] بادشاہ [illegible] کے [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible] اورنگ زیب [illegible] شاہجہان [illegible]

اور موضع [illegible] میں آیا۔ راجہ جسونت سنگھ کے پاس [illegible] بیگ کو روانہ کیا اور [illegible] بیگ کے بھیجے
تھے انہوں نے آ کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سننے سے اورنگزیب کے
ہوش اڑ گئے وہ خود اکبرآباد کو الٹا پھرا۔ شہر [illegible] کو جو [illegible] ہے بادشاہ کی منت و سماجت
کر کے ساتھ آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب بہت جمع کر کے [illegible] کو قرض دینے لگا اور جن [illegible]
اور محال سے منصب اور [illegible] جاگیر اور [illegible] کا آنا [illegible] اورنگزیب کی تیزی [illegible]
خاطر کی تسلی ہی کو غنیمت کی سب کو اپنا ہمداستان بنایا۔ بادشاہ کے ملازم [illegible]
کو [illegible] امانت [illegible] احسان و رعایت سے [illegible] کیا اور جنگ کے لیے آمادہ کیا اور [illegible]
دنوں میں بادشاہ کے نوکروں اور قدیم و جدید سپاہیوں کا ایک مجمع جمع کر لیا جس میں [illegible] سوار
تھے اور توپخانہ شاہی سے ہتھیار بھی لیا اور [illegible] لشکر کے ساتھ لے
[illegible] پریشان کیا شاہی [illegible] کے لیے [illegible]
سبب زیادہ اس کا سبب یہ تھا کہ [illegible] معظم خاں کے بیٹے محمد امین خاں کو قید سے [illegible]
اس کی تفصیل یہ ہے کہ اورنگزیب نے معظم خاں کو [illegible] حدود دکن میں [illegible]
تھا کہ [illegible] اس کے [illegible] لشکر دکن میں [illegible]
لے [illegible] ایک [illegible] اورنگزیب
کہ اورنگزیب کا مطلب [illegible] اس کے کام کو [illegible] میں ڈال دیا
اور اس نے بادشاہ سے [illegible] کہ بادشاہ نے معظم خاں کو اپنے پاس بلایا [illegible]
بادشاہ کے [illegible] باقی لشکر کو وہاں [illegible] اورنگ آباد میں آ کر [illegible]
سے بادشاہ کے دربار میں جائے [illegible] اورنگزیب نے [illegible]
مصلحت اس سبب سے [illegible] زیادہ [illegible] معظم خاں نے بادشاہ
کے حکم کی تعمیل [illegible] جب [illegible] اورنگزیب نے معظم خاں کو [illegible]
میں [illegible] جب یہ خبر معلوم ہوئی [illegible] بدگمانی سے

بادشاہ نے اس غرض سے اس پیرایہ میں کوشش کرکے اورنگ زیب عالمگیر نے افغانوں کا
سازش کی ہو دیکھا کے جیسے مظفر امین خاں کو جو جہانگیر کی سلطنت تھا دارا شکوہ نے بیٹے
کو میں بلاکر امور خفیہ واقع سے منحرف کرکے قید کیا۔ شاہجہان پر تین چار ہزار کے بعد خان جہاں
کی بے گناہی اور حقیقت حال پیدا اطلاع ہوئی جس سے دارا شکوہ سے خود ہی انکے حکم کو منسوخ
کرکے انکو بحال کیا۔ شاہجہان یقینی چاہتا تھا کہ اورنگ زیب سے دارا شکوہ کو گزند پہنچے
تخت و دولت کے بارے میں آپ کبھی ہی ہارے گا۔ اور مع صوبہ [illegible] کا شکوہ [illegible] بادشاہ جا کر بیٹا
عادل ہے۔ ان کو دارا شکوہ ہی کی شکست کی اور چاہے کی سے [illegible] آمادہ ان پادشاہ کے بات
سے مرشد تیار ہوا [illegible] بادشاہ [illegible] مراد [illegible] دو [illegible] کا تھا
اور شجاع [illegible] دارا شکوہ نے سلیمان شکوہ کو [illegible] بھیجا اور بعض [illegible] سپاہ
کو اسکے ہمراہ بھیجا کر [illegible] دھول پور میں جاکر اسکے تب تک [illegible] کرے اور دریائے چنبل
کے گھاٹوں پر توپیں لگانے لگے اور سپاہ مقرر کرکے حفاظت کرے۔ دو ہزار سوار
کو اکبر آباد سے خود مع سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو ہمراہ
لیکر [illegible] دھول پور میں آیا اور اس [illegible]
[illegible] کا انتظام کیا اور جہاں [illegible]
[illegible] اس کا بڑا
[illegible] سلیمان شکوہ [illegible] لشکر [illegible] سے آن [illegible] کو اس نے [illegible] تھا
[illegible]
[illegible]
[illegible] دارا شکوہ [illegible]
[illegible]
[illegible]

فوج کی ترتیب میں مصروف ہوا۔ اس وقت بھی بادشاہ نے سلطنت کی کل جنگ [illegible] سے
باز آنا مگر اس نے نہ سنا۔ گو اس وقت بادشاہ مرض کا [illegible] اور [illegible] کا ضعف شاہی کی
تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اس نے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے [illegible] لشکرگاہ
میں خیمہ گاہ لگا کے پایانوں کی چمک کی آگ [illegible] ضعف [illegible] کے صحت کرے [illegible] میں
عزم سے [illegible] خانہ [illegible] اور [illegible] کیا۔ وہ دونوں لشکر [illegible] یہاں خیمہ گاہ [illegible] پہنچے [illegible] بھی
سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ [illegible] بادشاہ کا [illegible] بیٹے سے مقابلہ ہو [illegible] کی [illegible]
نہیں کرتا تھا بیٹے [illegible] بادشاہ کے جانے [illegible] نہیں ہوا اس نے [illegible] کے [illegible] کو
بھیل [illegible] جنگ [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کیا [illegible]
اورنگ زیب نے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کیا [illegible] کے [illegible]
بیٹے کی [illegible] آرام [illegible] تھا [illegible] کے [illegible]
[illegible] کا [illegible] تھا [illegible] لشکر [illegible]
ہوا [illegible] کی [illegible] اس کے [illegible] کی ترتیب [illegible] ہو [illegible]
اورنگ زیب کا لشکر قریب آ [illegible] جنگ کے [illegible] سے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے
[illegible] اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] سبب [illegible] بیٹے [illegible]
[illegible] لشکر [illegible] تھا [illegible] کے [illegible]
[illegible] بھی [illegible] گرمی کی شدت [illegible] دھوپ اور پانی کی [illegible] میں آیا
تھا اس نے [illegible] سبب سے [illegible] لشکرگاہ میں [illegible]
[illegible] کی [illegible] کے [illegible] ہوں [illegible] ہو [illegible] سے [illegible] میں
[illegible] ہوں [illegible] کی [illegible] اورنگ زیب نے [illegible] سے [illegible] کے
[illegible] کے [illegible] لانے [illegible] کے [illegible] صبح [illegible]

اور جنگ [illegible] سے [illegible] ہو گئے اور دونوں [illegible]
[illegible] سلطان [illegible] کے ساتھ [illegible]
کی سرداری [illegible] کی سرداری [illegible]
[illegible] دست [illegible]
[illegible] جنگ [illegible]
[illegible] جنگ [illegible] معلوم ہوا [illegible]
[illegible]
[illegible] سلطان [illegible] جنگ [illegible]
[illegible] سلطنت [illegible]
[illegible]
[illegible] بیگ خان کی سرداری میں [illegible]
[illegible]
[illegible] خان [illegible] کے ساتھ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] دونوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہمراہیوں میں سے سید دلاور خاں اور داؤد خاں کشتہ ہوئے ۔ اعظم کی فوج عظیم نے بھی
ہراول کی سعی سے وہ فتح نہ ہو سکی قریب تھا کہ ہراول میں لغزش آئے کہ شیخ میر نے التمش کے
ساتھ اس کی کمک کو آیا اس نے دشمن کو پیچھے ہٹایا ۔ اس جنگ میں رستم خاں جنگ سے نہ
کر کے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا ۔ اورنگ زیب کے ہراول میں سے حسن بخش و
سیف خاں و غریب بیگ و محمد صادق و میر زمند زخمی ہو کر کشتہ ہوئے ۔ اس کے بعد قول و
التمش کی فوج دارا شکوہ پیکار اورنگ زیب کے توپخانہ پر دوڑی کہ … مگر مقابلہ میں
… دست راست کی طرف گیا … ہراول میں تھا خلیل اللہ خاں جو ہراول
کی فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر نے دلیری و مردانگی کی داد دی اور راجہ روپ سنگھ نے
بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ چھتر سال اور رام سنگھ راٹھور … بہادر جو
راجہ سیورام بہادر … دادا … راجپوتوں کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آگئی اور راجہ روپ سنگھ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اتر کر جلادت سے ہاتھی کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی بہادری
دیکھ کر اپنے نوکروں کو اس کے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکروں کی
اس گستاخی سے قتل نہ ہوئے ۔ افسوس ہے … اورنگ زیب کے
رحم و مروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اس کے قتل کرنے کے قصد سے آئے اس پر وہ
عنایت فرمائے ۔ اورنگ زیب بھی عجب مروت کا شخص تھا گستر و فرست آئین … تھا
کہ اس کا قہر … ساتھ … اس کا غضب … حسن … اور
سلطنت کے … سبب … مخالفوں کو … جوش … اور … جنگ میں …
… سے … خاطر … کشتہ ہو … نے دیکھا
کہ رستم خاں و راؤ چھتر سال اور راجہ رام سنگھ راجپوت جو اس جنگ میں اس کے قوت بازو
تھے ہلاک ہوئے تو اس نے تھوڑی دیر اور … کی کہ اس کا … جم …

تو دارشکوہ کی امداد کر کے آیا میں وارہ کا کافر خزانہ و جواہر مرصع آلات و کارخانہ جات [illegible]
ہاتھی اور تمام اسباب حشمت منتقل ہو گیا اس پاس سے [illegible]

اس لڑائی میں یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی نسل میں پہلے مرتبہ ہندوؤں کے ساتھ [illegible]
اس زمانہ تک دارشکوہ اور ان کی طرف کی جانب ... اور ہندوؤں کو مسلمانوں کے ساتھ [illegible]
مسلمانوں کو راجپوتوں کے ساتھ بہت ہمدردی تھی کہ مسلمان اپنی سلطنت کے قیام کے لئے ان
ان کو اپنا شریک بنائے اور وہ شریک ہو کر ان کا ساتھ دیتے تھے۔

جب اورنگ زیب نے اور مراد نے دریائے ... خدا کی درگاہ میں شکر ادا کیا اور
افواج کو ہمراہ لیکر دارشکوہ کے لشکر گاہ میں گیا ... [illegible]
جاودب ... [illegible] ... اورنگ زیب نے [illegible]
شکر ادا کیا ... [illegible] ... بیان ... [illegible]
بیان ... دارشکوہ کا ... [illegible] ... اورنگ زیب نے [illegible]
پھر حضرت ... سلطنت ... [illegible]
بیٹے ... جب بادشاہ کا ... [illegible] ... تمام ... کی ... [illegible]
اور ... [illegible] ... کی تھی ... [illegible]
و ... [illegible] ... ہر شخص کو ... [illegible]
... [illegible] ... کی ... [illegible]
... [illegible] ... اورنگ زیب کا ... [illegible]
پر مکانات میں اترا اور اسی روز باپ پاس حضرت ... [illegible]
آیا ... [illegible] ... جنگ کا سبب ... [illegible]
کے ساتھ ... [illegible] ... حال ... کی خدمت میں آیا ... [illegible]
بہت ... [illegible] ... کی خدمت میں ... [illegible] ... حضرت [illegible]

آئیں اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی سلطنت کے امرا اور
سر دفتر اہل دیوان خالصہ کل دیوانی کے متصدیوں اور کل مرزا اہل قلم و ارباب مناصب
کے حاضر ہوا اور مراتب ملکی و مالی بتائیں اس مدت میں [illegible] اہل یا تھا حاضر ہونے
اورنگ زیب کی خدمت میں عرض کیا انکے باب میں اسنے احکام دیئے۔ غرہ رمضان سے
اور تاریخ تک ایک جم غفیر انکی مراسم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب بہرہ ور ہوئی۔
منجملہ ان کے شاہزادہ محمد سلطان کو خلعت و خنجر مرصع علاقہ مروارید کے ساتھ اور دو ہزار فیل
مرحمت ہوئے۔ اور مراد بخش کو خزانہ سے بیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔
۱۳ رمضان کو دارا شکوہ [illegible] سواروں کے ساتھ دہلی میں آگیا۔ کرنی شکست ہو کر یہ
سوار شاہجہاں تھا اس پاس بھیجے اور بادشاہ دہلی کے لشکر میں بیا اسرا بھیجے کر [illegible]
اور اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر تعین نہیں کیا تھا۔ وہ خود اکبرآباد
میں مقیم تھا کہ دارا شکوہ دہلی میں توقف کر کے پھر لشکر و سپاہ و سامان تیار کرنے لگا۔ وہ شاہ
خاصہ بادشاہی کی [illegible] اموال و کارخانہ [illegible] سے لشکر و جیش و حشم
و [illegible] درست و درازی کرنے لگا جس کا حال [illegible] تو اسکو عزم کیا اسنے سلیمان شکوہ
کے لشکر کو طلب کیا تھا۔ وہ [illegible] سے پہلے آتا تھا اسنے ان امرا کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے
لکھا تھا کہ [illegible] اس طرف سے دہلی کی سمت میں بہت جلد آکر مجھ سے مل جائیں [illegible]
کے [illegible] کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا کہ اسکے لشکر کے آنے کے بعد وہ فوج لشکر کی جا
پہونچیگی تو دوبارہ [illegible] کی شکست آپس میں ہو جائیگی۔ دہشت سے جانتا تھا کہ [illegible]
و لشکر و سپاہ [illegible] اورنگ زیب کی طرف [illegible] پہنچ کر [illegible] سے [illegible] تھا
[illegible] دست [illegible] تقریب [illegible] دولت [illegible] سے [illegible] و لایات
کے [illegible] اورنگ زیب کی [illegible] خدمت کریں [illegible] اطاعت [illegible] ان کو
اپنی طرف دعوت کی [illegible] امرا اورنگ زیب کے ساتھ [illegible] ہو [illegible] نہیں [illegible] کے

ان کی اوضاع سے اورنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ دارا شکوہ کو الحاد اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور دارا شکوہ
پوشیدہ نوشتے باپ پاس بھائی کو اس سے ایسی دوستی کے بارے میں کوشش کرتا تھا ملک کی
کی بنیاد میں یہ امر داخل ہو کر وہ مخلوق خدا کو اعتقادات کو قبول کرتا ہو خصوصاً جو
شکوہ ابھی اور غیر مذہبی کے پاس ہیں غلط نابود کر دو افضل زیب ہوں۔ شاہجہان کے
بعض اطوار سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ دارا شکوہ کی محبت و الفت و وفاداری کو دوچند کر سکتا
جب حضرت شاہجہان نے افضل خان کے ہاتھ فرمان اورنگ زیب کو بھیجا تھا جس کا خلاصہ یہ
کہ اے میرے فرزند میں تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہوں مدت کے بعد اب تیرا یہاں آنا ہی پسند
ذات سے اشتیاق زیادہ ہو گیا ہو خدا کی عنایت سے بیٹے دارا شکوہ کی بڑائی کر تجھے پاس بلا کر
عادت تعزیر میں شامل کر۔ اورنگ زیب نے اس کا جواب یہ لکھا کہ میری عزت اسی میں ہے
اقبال ہو کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا ہے میں حضور سے اس امر کا امیدوار ہوں کہ میری ملازمت کے
واسطے کوئی ساعت مقرر فرما دی جائے۔ بادشاہ اس درخواست کو سن کر بڑا خوش ہوا اور بیٹے
کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگ زیب دل سے چاہتا تھا کہ میں باپ کے پاس جاؤں اور مراسم
اخلاص عقیدت کو بجا لاؤں اور حاضر خدمت ہو کر سب خیالات کو رفع کروں مگر باپ شاہ کے
کی طرف سے کچھ خطرہ ہو تو اس کو بادشاہ نے بلوا لیا
ہو جاتی لیکن شاہجہان کو دارا شکوہ کے علاج حال کی سعادت
بہی باقی دارا کی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وہ خیال میں آیا تھا وہ مطلب کے منافی تھا
اورنگ زیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اس کو ترک کر دیا اس لیے کہ جب معلوم ہوا کہ دارا شکوہ
ملنے کا سامان تیار کر رہا ہو تو اس نے ان کے سب کاموں پر مقدم جانا۔
جب اورنگ زیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہو گیا تو اس نے شاہزادہ محمد سلطان
کو ایک لشکر کے ساتھ دارالخلافہ اکبر آباد میں متعین کیا اور اسلام خان کو اس کا اتالیق بنایا۔
افضل خان کو شاہجہان کی خدمت کے لیے اور مہمات کی پرداخت کے واسطے

... کارخانجات خاصہ کے بندوبست ... [illegible] ... خان ... کی ... [illegible]

اور ... خان کو جس نے شاہجہان کے ... [illegible] ... کی کوشش کی تھی ... [illegible]

تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی ... [illegible]

اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو ... [illegible] ... شاہزادہ محمد اعظم باپ کے حکم

سے ... کی خدمت میں ... [illegible]

... [illegible] ... رخصت کیا ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... رمضان کو ... [illegible]

... خان ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... خان کو ... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

... [illegible]

پاس آیا تو اس نے اپنی دست خود سے لکھوا دیا کہ وہ فرمان کو اورنگ زیب معتبر رکھا۔

بیت

اگر کس کہ اقبال و اجلال است | فرزند چون بخیر رک حق ہمال است
شہنشاہ فیروزی باد و در اقلیم | ز بیگانہ بود و در خورد و بیم

مراد بخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورخین مختلف طریق سے بیان کرتے ہیں جنکو ہم یہاں بیان کرینگے۔ عالمگیر نامہ کا مؤلف یہ لکھتا ہے کہ مراد بخش کو تمنا سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک سلطنت کی وراثت کا دعویٰ مجھے پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اسکے سر پر قرار پائیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور واقعہ میں اسکی خبر شہرت پائی تو بے تحقیق حال وہ اندیشہ تخت سلطنت پر بیٹھا مروج الدین بادشاہ کے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ بعد صوبت گجرات صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس میں مراد بخش نے کس گذر کو قریب سے پایہ سرکار پادشاہی اور حکیم صاحب میں جو احوال و ... تحقیق ان پر متصرف ہوا اور آدمیوں کے سوال اور احتیاط پر دست تعدی دراز کیا اور خلافت کا نام لینے لگا چنانچہ شریف پسر اسلام خاں مرحوم کو جو بندر سورت کی متصدی تھا اس کو معزولی سے قید کیا اور انکی امانت کی ... کو اور جو مال بادشاہی سرکار کی سورت کی گذرا ... مشتہر تھا وہ بادشاہ کی طرف سے دیوان کرتا تھا اس کو دیوان مقتضی ... کے تعلق سے تھا ... اور حرم ... کے خلاف اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور علانیہ سرکشی و خود رائی اختیار کی مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہیں کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہیں فرمایا۔ جب خبر ... کا جھوٹ ظاہر ہوگیا اور تحقیق ہوگیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قویٰ میں فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی انکی شمع حیات انجمن ہستی میں روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش میں آیا۔ اورنگ زیب کی مخالفت کا دامن پکڑا کہ وہ باپ پاس پہنچکر تقصیرات معاف کرائے مگر اب بھی نادانی اور بیخردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا تخت و چتر سامان سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اسباب کو اورنگ زیب کی خیر سگالی و جانبداری پر محمول کرتا تھا اور اپنی بیہودگیوں سے باز نہ آتا تھا جب بات اس سے درگذر کرتا تھا۔

اور حسن اخلاق اس کے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ باغی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ بھی
نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب دارا شکوہ کو شکست ہوئی اور اس نے دیکھا کہ اورنگزیب
کو سلطنت ہاتھ آئی تو اس کے دل میں نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور بے صبری کے بیج سر
کھینچنے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا ... خزانہ پاس تھا لشکر کو بڑھایا۔ اور
بادشاہی بندوں اور امرا کے ساتھ طرح طرح سے ... کی اور اپنی طرف دعوت
کی ... امیر اسکے طرفدار ہوے ان کو مناسب منصب اور بے موجب روپے اور ... دیا
آدمیوں کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور ... کیا ...
... بے اتفاقی کو بڑھایا جب جنگ ... تھا ...
... اعتقاد ... کی ... ملک ... کے پیچھے ... کر ...
... کی ... میں ... جنگ ... کی ... مخالفت ... کر ...
کی سازش ... سے شورش پیدا ہوئی تو اس نے ... جب
اسکی تنبیہ ... ہو جائے اور فتنہ ... جب
... اس کو ... ہوا ... کر کے

... آباد بھیجوا دیا۔

ثانی ... کہ ... وقت ... تھا
... کی رعایت ... کی ... میں ...
... کے ... ہر ... کرتا تھا کہ ... بادشاہ ... جنگ ... سے
... سے اور ... کی ... سے ... کر ... بہادر ... کرتا تھا
... گھر ... تھا اور اپنی سادہ ... سے ... سلطنت ... دل ...
... تھا ... بھی ... کے ... تھا ... جو ...
... کو ... کر ... ہوئی ... کر ...

میں کہ ملک نے دو [illegible] شاہ ملک کے ساتھ زمانہ سلطنت میں کیا مگر وہ نہیں سنتا ہے صحابہ چند آدمیوں کے ساتھ جانی کہا
خدمت میں جاتا۔ ایک دن ایک پیر [illegible] قدیم حضرت [illegible] نے اس [illegible] کو وہ جانی پایا
جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہیں ہوتی [illegible] مجھے معلوم ہوا میں [illegible] دیکھا ہے کہ جو عہد
یہاں آپکے اور جانی کے درمیان ہوئے ہیں وہ [illegible] کے لائق نہیں ہیں مراد اس بات کو خوب سمجھا
اور انکی طرف سے منہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا۔ (جو انکو اکثر اس قسم کی نصیحتیں
کیا کرتا تھا کہ ایسی باتوں سے محبت [illegible] میں خلل پڑتا ہے) الغرض [illegible] کو
[illegible] الی [illegible] مراد بخش کو ان سے [illegible] نہیں کرتا اس کو [illegible]
اس بات کو جان [illegible] وہ [illegible] ہاتھوں [illegible] دوسری طرف دونوں [illegible] ایک [illegible]
[illegible] [illegible] کے [illegible] میں بیٹھا تھا [illegible] کے ساتھ [illegible]
کے شہر میں [illegible] بیٹھے کی [illegible] میں [illegible] ہاتھ [illegible]
[illegible] دونوں کے تمام [illegible] [illegible]
ایسے [illegible] حضرت [illegible] اس [illegible] کرتے ہیں [illegible]
[illegible] ہندوستان میں [illegible] کے [illegible]
اس [illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] لوگ [illegible]
اس حقیقت حال [illegible] ہیں [illegible] کہ [illegible]
کے [illegible] خواجہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کہ [illegible]
اب میں اپنے لشکر کے ساتھ [illegible] کی [illegible] میں [illegible]
[illegible] بیان کیا کہ [illegible] نزدیک [illegible]
[illegible] سے [illegible] یا [illegible] لگے [illegible] اپنے جانی [illegible]
کے [illegible] میں [illegible] اگر میں [illegible] صبح کو [illegible] دیتا تو [illegible] لشکر [illegible]
[illegible] مگر [illegible] ابھی [illegible] ہوا [illegible] اپنے جانی کے ان [illegible]

پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان قرار پایا تھا کیونکہ جب تک وہ دونوں بھائیوں سے سازباز کرتے [illegible]
کی طرف کوچ کیا۔ اگر چہ سے [illegible] شہزادوں کی فوج کے [illegible] سے تمام [illegible] کے
جو اخر انہوں نے بہت کچھ دیا دیکھا اور شاہ جہاں سے انکے [illegible] بیمار ہونے [illegible]
کوشش کی کہ مراد کو شکوہ دلائے اور شاہجہاں کا [illegible] کر [illegible] کہ اورنگزیب کی [illegible]
سے فساد ہو اور قطعی ایک مدت تک سازش آپ کی خیال کے [illegible] ہر ایک [illegible]
اطلاع ہم کو آتی ہو سابقے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جئیں [illegible]
نہ کیجیے اور مصلحت یہ ہو کہ آپ [illegible] کریں [illegible] اورنگزیب
جب [illegible] آپ کی عیادت کو [illegible] انکے ساتھ [illegible] ہو [illegible]
اورنگزیب کی [illegible] [illegible]
کر [illegible] انہوں نے [illegible] آپ کی [illegible] اورنگزیب [illegible]
آرزو [illegible] اپنا [illegible]
اپنی اس [illegible] کے ساتھ [illegible] خوشی ظاہر کی کر
[illegible]
[illegible] دونوں بھائیوں نے [illegible] خوشی [illegible]
کی [illegible] کے ساتھ [illegible] جب [illegible]
ہوئے [illegible] اورنگزیب [illegible]
[illegible] جب [illegible] کریں [illegible] زخمی [illegible]
[illegible] ہم کریں [illegible] آپ کی [illegible]
[illegible] خدمت [illegible] کی [illegible] بہت [illegible]
اورنگزیب [illegible] اورنگزیب [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے [illegible] کہ [illegible]

آدم کے خواب [illegible] شخص [illegible] نہیں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اصل
میں [illegible] کا [illegible] ایک [illegible] اور اس کا [illegible]
[illegible] نہیں ہے [illegible] اور [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] کا [illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible]
[illegible] اور [illegible] نہیں [illegible] ایک [illegible]
[illegible] ہے [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] یا [illegible] اور [illegible]
[illegible] میں [illegible] کی [illegible] کے [illegible]
[illegible] کی [illegible] کے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] کی [illegible]
[illegible] میں [illegible] کی [illegible] اور [illegible]
[illegible] میں [illegible] کر [illegible] ہے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] نہیں [illegible] اور [illegible] کے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کی [illegible]
[illegible] ایک [illegible] کر [illegible] ایسے
[illegible] تھے [illegible] کے بیان [illegible] وہ
[illegible] بات نہیں [illegible] نے [illegible] سے [illegible]
[illegible] اس کی [illegible] سے [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] اس نے [illegible] میں [illegible]

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اس کو جدا بند کرنا پڑا صبح کو جب رات کا نشہ اتر جائیگا تو وہ پھر آزاد
ہو جائے گا۔

اس انتشار میں بڑی بڑی سازشیں اس کے تمام امراء عظام کو پیدا ہو گئیں اور جو بڑے بڑے
عہدے ان سے لئے گئے اور خود اگرچہ سپاہی کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے
تھے جو یہ نہیں جانتے تھے کہ مراد کا زوال نزدیک آ لگا ہے اس لئے جب ان ہو تو اس شورش کا نشان
بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اس نے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری میں بند کر کے دلی
بھیج دیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڑھ میں جو جمنا کے بیچ میں بنا ہوا ہے قید رہے اب ... صاحب کی
تاریخ ہندوستان کی داستان سنیئے جو جانتا ہے انہوں نے اس کی داستان کیسے سلسلہ لکھی ہوگی اس کا
خلاصہ یہ ہے کہ جب قیدی اس بات کا تھا تو مراد بخش نے اورنگ زیب کو دعوت میں بلوا بھیجا
آیا اور وہ اس بھائی کا نشہ پینے کو شہزادہ نہیں تھا وہ جب سارے عمر مراد بخش کا رازدار تھا مراد
بخش کی گرمی ہو شاکر ہیں یہاں کہ ایک وقت وہ بھی اورنگ زیب کو دیکھنا چاہیے اور اورنگ زیب
جو خدا ان ظاہر ہے اس کا دل جان بنا تھا بات کو بجا لایا اگر اس کا لکھنا ہو گیا تو مراد بخش نے
شہزادہ کہا کہ اب جانا اور اس لڑائی کے لئے تیار ہو تو اورنگ زیب سے یہ کہا کہ میرے قتل کا
منصوبہ ہوا ہو تو جیت کے [illegible] بہت جلد اپنے لشکر جا ملا گیا تیسرے روز یہ عہدہ وہ خوشی
منا رہا مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی خوب ناچ رنگ
کیا۔ ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی
اسلام کر کے سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بے ہوش کیا اور اس کے امراء بھی
شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوا لئے اور اسکے
ہاتھ آہستہ آہستہ بندھے خبر یہ کہ مراد جو ... کر آدمیوں کو لائیں مار ہیں تو
آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس قرانت کے سننے سے کہ اگر مراد ہوا اٹھ گیا

پاس ہوتے تو اس کو بھی قتل کرا دیتا تو یہ لشکر مراد کے پاس جا کر جمع ہو گیا۔ اور یادگار بیگ جو
شہباز خان کے دل میں خوف طاری ہوا اور قید ہوا۔ ایک خیمے کے نیچے چھپا ہوا تھا کہ اس کی رسیاں
کاٹ دیں۔ وہ اس کے نیچے دب گیا اور اسکو ایک خیمے سے نکال کر گرفتار کیا۔ باقی امراء کو
صلح آمیز پیغام سے بلایا۔ انہوں نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اس کا رفیق
بہ منافقت کا الزام لگا کر روانہ کئے گئے۔

خبر دیں لکھا ہے کہ ۲۸ رمضان ۱۰۶۸ھ اورنگ زیب نے آگرہ سے کوچ کیا اور کہ
بیس شوال کو ... کہ دارالحکومت پہنچا اور متھرا کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ
آگرہ سے پنجاب کی طرف بھاگ گیا ہے۔ وہ ان شاہی کی ایک جماعت شامل ہو کر مع ... ان
امیر الامراء خلیل اللہ خاں نے مراد کی اطاعت اختیار کی اور جب شاہی بیعت ... خزانہ پر
قبضہ کر دیں ہونے کی وقت ... کی بے عزتی ... دارا شکوہ کے
... غضب کی ... کر کا لشکر بھاگ کر ... بیس ... سے ... بھاگ
ہیں۔ اور اتفاقات ... کی مدت ... ہو گئی ہے تو جاگیردار کی اس طرح کی
فاتحہ خوانی ... اور ... کے خلاف بھی ... اور ... ۔ ... دل میں خلل ... کا
آپ سمجھ لیجئے کہ مراد بخش سے ... کرنے کی وجہ یہ بھی تو
ہو سکتی ہے کہ اپنی ... کی وجہ سے خزانہ کی پریشانی حال ہیں ان کی تو
اورنگ زیب نے ... کہ ... لیا اور کہہ کر ... ان کو اپنی فوج میں
رکھ لیجئے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تمام ... بھی دی جائے گی۔ اور
... کے انتظام کے بعد ... پنجاب ... اور کشمیر ... آپ کے
... کیا جائے گا۔ اس ... آپ مطمئن رہیں اور جلد تشریف لائیں ... باقی
... ہو ... سب خزانہ ... انتظام ہو جائے۔

پھر ... میں لکھا ہے کہ اس ... کی ابتداء یہ ہوئی کہ ... کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک دولت پانچ حصے تقسیم ہوگا اب اس کا ایفا کیجئے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر بہت متفکر ہوئے دل میں تدبیریں ہوا اور یہ جواب دیا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ دارا شکوہ کی طرف بہت ہے اس کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے سلطان [illegible]
نے یا بلا تسلی کیئن پائی اور آگرہ سے چلا گیا اب جو عالی کے لشکر سے اپنا لشکر ایک کوس پیچھے
رکھنا اسطرح وہ تو جہاں تک پیچھے چلتے ہوئے متھرا میں آئے تو پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر
مراد نے اپنا قیام کیا۔ اور لیا دولت سے شہر [illegible] و خاص و اطوار و حرکات و سکنات کو
ایک دل و یک جہتی کے خلاف پایا اور خلوت میں عالمگیر کو اس پر متنبہ کیا کہ یہ وقت [illegible]
جس سے کام کرنے کو پیش ہیں اور جب تک [illegible] [illegible] نقصان [illegible]
خاطر میں [illegible] [illegible] عالمگیر [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] قیام کیا [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

یہ دن بھی یوں گفتگو میں گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو دیدہ اچھوڑ کر آگے مہم کے لئے مکرر
عشق کے خلاف جانا اور شہر میں توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجا اور پیغام دیتا کہ بڑے
بڑے معاملات ایسے پیش ہیں کہ ان میں بغیر آپ کی صلاح و مشورہ دیئے کچھ نہیں کر سکتا
آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے اگر آپ تشریف لائیں تو ایک نتیجہ [illegible] جوں جوں ایک
ملاقات کی مسرت [illegible] کی اصلاح کی تدابیر میر ابوالحسن سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے
فریب میں آگیا اور سچا جان کر ملاقات کرنے پر آمادہ ہو گیا [illegible] اپنے آشنا کے گھر جو
میں گیا [illegible] خاص ملازم نورالدین اورنگ زیب کے ساتھ [illegible] تھا [illegible] سامنے
سے آیا اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ میں درد شدید [illegible] اور نقاہت [illegible] بستر پر لیٹ
ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت میں اس کی عیادت کے
لئے جانا نہایت مناسب ہے میر ابوالحسن سیدھا سادہ آدمی [illegible] فریب سے محض نا آشنا تھا
اور نورالدین کو سچا جان کر [illegible] چند [illegible] اور خواصوں کے ساتھ [illegible]
[illegible] وقت میں چلے [illegible] اورنگ زیب کے [illegible] محل کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] میں [illegible] کے ملازموں کو [illegible] باہر [illegible]
[illegible] اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش آیا اور بہت
[illegible] بشاشت و مسرت [illegible] ظاہر کی اور خلوت [illegible] میں لے گیا اور کہا کہ آپ کی
حاضری کا وقت آگیا ہے [illegible] اور [illegible] فرمائیے [illegible] استراحت کے
بعد معاملات سلطنت میں [illegible] مشورہ کیا جائیگا [illegible]
پلنگ پر لیٹ گیا [illegible] سے [illegible] کر ایک [illegible]
[illegible] اور سو گیا [illegible] اورنگ زیب [illegible] گیا [illegible] استراحت کے [illegible]
[illegible] میں چلا گیا [illegible] ایک [illegible] تھوڑا [illegible]
[illegible] اب [illegible] حالت [illegible] باقی [illegible]

خوابگاہ میں آن لگے اُن کے پاؤں کی آہٹ سے اور شیخ جی کی [illegible] سے پہچان کے انکی آنکھ کھلی
تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہوا کر [illegible] اور جب اپنے تئیں وہاں کا تماشا پایا تو آپ ہی گھبرا کر کہ
تمہیں سے سانس [illegible] کر کھینچ لگا اور [illegible] کر [illegible] بہت اخلاص [illegible] صادق دل سے
ساتھ ادا کیا اور بہت [illegible] بیان [illegible] قرآن شریف [illegible] ہے
پیشتر حضرت اور [illegible] بیٹھے پردے کے پیچھے سے [illegible] اور جو [illegible] سے [illegible] کچھ
ایسی باتیں [illegible] جن سے [illegible] اور [illegible] کا گمان ہوتا تھا اور چونکہ
اور [illegible] لوگوں کے [illegible] سے ہو [illegible] تھے [illegible] کچھ ایسا [illegible]
نخوت سا [illegible] اور [illegible] لوگوں کو [illegible] کے [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کے
انتظام میں [illegible] کا [illegible] کی [illegible] سلطنت کی [illegible]
کہ اور [illegible] خدمت میں [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سمجھا تھا
اور [illegible] کی [illegible] آپ کی پیدائش ہوں سے [illegible]
میرے دل میں [illegible] ہے [illegible] کو [illegible] میں آپ کے [illegible]
ہے کسی طرح [illegible] نہیں کیا اور [illegible] بیان [illegible] کی [illegible] ہے
میں [illegible] ہے کہ اس کو اپنے [illegible] کر [illegible]
لگ دیکھے [illegible] ہر [illegible] آید [illegible] است [illegible]
(عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم) [illegible] کہ [illegible]
[illegible] سے [illegible]

اس [illegible] کی تفصیل میں [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] ہے
اور [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] بیان [illegible] نے [illegible]
[illegible] ہو [illegible] بیان [illegible] کی [illegible] کی [illegible]
[illegible] اخلاق [illegible] ہے [illegible]

بہت عجب کہ دکنی سلطنت کا اصلی [illegible] کے [illegible] کا ملک اور اسکے تخت سے [illegible]

نے بھی کیا مگر [illegible] بہت سے جو خود غرض [illegible] سے شہزادہ [illegible] سلطان [illegible] اسکے پاس سے

علیحدہ کر دیا [illegible] اور [illegible] کا [illegible] اور [illegible] خان

اور [illegible] سب سے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] سلطان [illegible] لشکر

کا [illegible] فرزند [illegible] اسکے [illegible] وقت [illegible] جنہوں نے [illegible] تھے [illegible]

[illegible] سلطنت میں اسکے شریک [illegible] کا ایک [illegible]

[illegible] بہت سے [illegible] اس [illegible] ملک کے [illegible]

ایک شریک [illegible] سے [illegible] اسکے بعد [illegible] سلطنت کے [illegible]

کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] اصلی [illegible]

[illegible] بادشاہ [illegible] کیا

[illegible] کے [illegible] سے [illegible] پاس [illegible] خان

[illegible] قطب الملک [illegible] خان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تھی جب [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

...رون تھا۔ وہ اُدھر بیرون کی نشان دہی سے نکال دیا اور اس پر حضرت ہمایاں سے لاہور کو روانہ
ہوا جو اُس کی جاگیر میں تھا۔ جب سندھ کے کنارہ پہنچا تو اُس نے اُن اکثر شیوں کو جن کی [illegible]
دیا یا بعض کو آزاد۔ اس نے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور پنجاب [illegible] تک [illegible]
کا انتظام [illegible] لگا اور شیخ [illegible] کے بیٹے پایا [illegible] اکثر [illegible]
پھر اپنے [illegible] داود خان کا لشکر کے ساتھ مقرر کیا [illegible] اورنگ زیب کے [illegible] سے پنجاب تک
برسات ختم ہوگی اورنگ زیب پنجاب میں [illegible] اس عرصہ میں لاہور میں خزانہ بادشاہی اور
اپنے اموال پر [illegible] کے قریب [illegible] تھا وہ آپ [illegible] اور کارخانوں پر اور
اسباب [illegible] پر اور دولت [illegible] پر حضرت [illegible] سلطان [illegible]
[illegible] لشکر سپاہی [illegible] خوب ہوگا [illegible]
[illegible] اورنگ زیب [illegible]
[illegible] پنجاب سے [illegible]
اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ [illegible] برسات کا موسم تھا لشکر کا راستہ
چلنا دشوار تھا پھر دریا ستلج سے پار [illegible] مشکل تھا [illegible] سال میں [illegible]
[illegible]
[illegible] اس کا خیال نہیں کیا [illegible]
[illegible] نصر من اللہ [illegible]
پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی [illegible]
[illegible] خاندان کی
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] | [illegible]
[illegible] | [illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بیٹے پادشاہ کے حکم سے دار الخلافت شاہجہان آباد سے کشتیوں کو پکڑ کر دریا میں لا دیا تھا۔ کشتیوں
میں پچاس ہزار سوار ان سے بھر کر بعض کشتیاں بچا ہوئیں۔ بسبب ... پادشاہ ...
اور انہیں لشکر کے انتظار میں تھا۔ پھر بات ... بہادر ... جنگ کے ...
اور سوار ان کو کشتیوں میں چڑھا کر پار اتارا ... کشتیوں ... دریا ...
کی طرف چلے ... خبر پہنچی تو ... [illegible] ... لشکر شاہی سے
دریا کے پار ... بیٹے ... بعد ... [illegible] ... دریا پر لشکر
... [illegible] ...
... [illegible] ...
کی خبر پادشاہ ... [illegible] ... لشکر ... آیا۔

اور لشکر ... [illegible] ... سلطان ... لشکر ... [illegible]
سے ... [illegible] ... کی ... شکست کی خبر ... [illegible] ...
کا بیان کیا ... شکست ... عالمگیر کی فتح کا حال ... لشکر میں
... [illegible] ... لشکر کے احوال
... [illegible] ... شاہجہاں سے ... [illegible]
... [illegible] ... بہت ... [illegible]
... [illegible] ... لشکر کے تمام ... [illegible]
... [illegible] ... سلیمان شکوہ سے ... [illegible]
... [illegible] ...
... [illegible] ... اگر ... [illegible] ...
... [illegible] ... آپ کا حال ... [illegible] ...
اور ... [illegible] ...

پاس جا نکلا راجہ بھی منزل میں رہا اور پھر اسکے پاس نہ گیا۔ دوسرے روز دلیر خاں سے سلیمان شکوہ نے مشورہ لیا دلیر خاں نے یہ رائے دی کہ الٰہ آباد کو مراجعت کیجئے اور دریائے گنگ سے عبور کر کے شاہجہانپور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادر خاں کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانوں کا وطن ہے وہاں افغانوں کی قوم کی امدادوں کی سپاہ جمع کیجئے پھر جو صلاح وقت مقتضائے حال ہو عمل میں لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صلاح پر عمل کیجئے گا تو میں آپ کی رفاقت ہمراہی کرونگا ورنہ نہیں اپنا راستہ لونگا سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے روز الٰہ آباد جانیکا قصد کیا جب راجہ جے سنگھ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیر خاں کا بڑا دوست تھا اس نے دوستانہ نصیحت کی کہ کیوں احمق بنا ہے اور اپنے خانمان کو برباد کرتا ہے میرے ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز جب سلیمان شکوہ نے دلیر خاں کی رائے کے موافق الٰہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیر خاں نے معذرت کی۔ راجہ جے سنگھ کے ساتھ رہا اسی طرح اور بندہ ہائے شاہی نے اس کی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے ساتھ کوچ نہ کیا اس کے باپ کے نوکر جن کے وطن اسی جانب میں تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہو کر اپنے وطنوں کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گئے تھے ان کے ساتھ ہی جانیکا ارادہ کیا مگر بہادر خاں اس کے اتالیق نے اس تجویز کو نہیں پسند کیا اس کو الٰہ آباد جانے کی صلاح دی ناچار وہ باقی بیگ اور سید صلابت خاں بارہہ کے ساتھ الٰہ آباد کو چلا۔ اب اس کے ساتھ اپنے اور باپ کے نوکر چھ ہزار سوار تھے ان کے ساتھ الٰہ آباد میں آیا اور سات روز یہاں ٹھیرا ہر روز صلاح و مشورہ ہوتا اس کے ہمراہیوں میں سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا۔ ایک جماعت کی رائے یہ تھی کہ الٰہ آباد میں قیام کیجئے اور اس کی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت میں لائیے اور خود سری کیجئے ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ میں چلیے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالیے اور اس کے اتفاق و رفاقت سے کام بنائیے۔ سادات بارہہ کی ایک جماعت جن کا وطن میان دوآب تھا کہتے تھے کہ ہم کو چاہئے کہ جا کر پور اور منیہ دکھینہ کی طرف چل کر وہاں پہنچ جائیں اور وہاں کی رعیت اور زمیندار خود سے جتنا چاہیں ہوں اور یوں پنجاب میں جائیں

پھر اسکے بعد گفتگو بحث کے سلیمان شکوہ کو پند ان احوال زمانہ و کار خانجات تھا کہ الہ آباد کو قلعہ الہ آباد میں
چھوڑا۔ سید قاسم بارہہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سے عبور کیا اور منزلیں طے کرنی شروع کیں ہر
منزل میں اسکے اور باپ کے نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز اسکی شکست جمعیت کی خلق
منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر پرگنہ نذینہ میں آیا جو بیگم صاحب کی اقطاع میں تھی اس نے سنا کہ یہاں
تحصیل کا روپیہ موجود ہے۔ کروری سے اس کو وصول کرنا چاہا وہ بھاگ کر اپنے گھر میں چھپا سپاہ نے
جاکر اس کا گھر گھیرا۔ اور اس کو پکڑا وہ لاکھ روپیہ وصول کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مقید کیا۔ سید
صلابت خاں بارہہ جو اسکے ہمراہیوں میں تھا وہ بھی جدا ہو کر عالمگیر پاس چلا گیا سلیمان شکوہ جمن گنگ
سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا اسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیاں اس طرف لیجاتے تھے کہیں وہ
دریا پار نہ جا سکا تو ناچار مراد آباد کے پاس سے گذر کر چاندی میں آیا جو ہر دوار کے محاذی ہے اور
ولایت سری نگر کی سرحد کے قریب ہے یہاں پرتاب کو دارا شکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس
بھیجا تھا اور وہ سلسلہ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہوں سے واقف تھا اس کو
سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا کہ کشتیوں کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے
عبور کرنے کے واسطے استعانت امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار میں یہاں
ٹھیرا اسی اثنا میں امیر الامرا فدائی خاں اور سارا لشکر جو شاہجہاں آباد سے اس کے
روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا۔ جہاں سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا
تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ یہیں اس سے لڑنے کی
تاب و تواں ہے ناچار پہاڑوں میں گرتا ہوا کاتل میں جاکر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی
سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب پرتاب وہاں گیا تو اسنے اپنے آدمیوں کو بھیجا تھا وہ
سلیمان شکوہ سے ملے اور اس کو پہاڑوں میں لے گئے جب سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو
سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اس سے کہا کہ آپ کے پاس تھوڑی سی جمعیت ہے
آپکے ساتھ جو لشکر ہے اس کی گنجائش اس میں کہاں تو ... میں تھوڑی تھی وہ رہا کی

راہ مسدود ہو۔ اگر یہاں رہنے کا ارادہ مصمم ہو تو سپاہ کو رخصت کیجئے، اور اہل و عیال اور چند لوگوں
کے ساتھ سری نگر پہنچئے۔ اس وقت باقی بیگ خالب بہادر خاں بھی سلیمان شکوہ سے جدا ہو کر وطن کے لیے
رخصت ہو گیا۔ سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردی پرگنہ نگینہ کا جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی
پابزنجیر ساتھ تھا اس کا خون اپنی گردن پر لیا۔ غرض سات آٹھ روز وہ یہاں ٹھیرا، اسطرح سے زمیندار
سری نگر نے اس کو جانے کے لیے کہا تھا اس میں وہ متردد و متفکر تھا اور روز صلاح و مشورہ کرتا تھا
سلیمان شکوہ اور دارا شکوہ کے نوکر اپنی خیریت نہیں جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائیں وہ
اسی گھات میں لگے رہتے تھے انہوں نے دیکھا کہ یہاں کا زمیندار اس کے آدمی موجود ہیں جنکے ہاتھ میں
یہاں کی سرداری ہے اور وہ کہتے ہیں وہ سری نگر میں پہاڑوں کے چکروں میں جا کر یوں پھنسیں
سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھیں اور حسن تدبیر و
معاملت انہیں سے ان پہاڑوں سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع میں لے جائیں
جہاں ہمارے جدا ہونے کا کوئی خوف و مانع نہ ہو۔ سرداروں نے اتفاق کر کے سلیمان شکوہ
کو سمجھایا کہ یہاں کا زمیندار جس طرح جانے کو کہتا ہے وہ حزم و احتیاط سے خلاف ہے
بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہیں اسی راہ سے الہ آباد چلیں۔ نیز فریب کے لیے سید قاسم قلعہ دار
الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے
اس جانب روانہ ہوا ہے عنقریب وہ یہاں آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد میں آجاؤ اور اسکے
ساتھ اتفاق کر کے جو مصلحت حال و وقت منظور ہو اس پر عمل کرو۔ اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ
نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہرات
مرصع آلات اور ایک ہاتھی اس کو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔
جب نگینہ میں آیا تو اس کے آدمی جنہوں نے اپنی مصلحت کا وقت دیکھ لیا تو جیسا بنایا تھا
اب وہ جدا ہونے شروع ہوئے۔ سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے
اور وہ بھی بھاگنے کی فکر میں تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے یہ ارادہ کیا کہ اسی طرح چاہے ساتھ آ جائے

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہے تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر کسی طرف چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیوں میں سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تلنج نیازی بہادر و حاتی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئے۔ مراد آباد میں قاسم خاں تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے سنا کر شاہزادہ سری نگر کی طرف جاتا ہے وہ پیچھے جلد کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے پکڑنے کیلئے چاروں طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب اسکا ادبی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ محمد شاہ کوکہ اور ستر آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہوں سے پھیری کے سری نگر لے گئے زمیندار نے اس کو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت میں رکھا۔ شاہزادہ پاس کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیاں تھیں خافی خاں نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع میں زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیوں کے نظر بند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جاویگا۔

داراشکوہ ۱۲ شوال [illegible] کو لاہور کے باغ فیض بخش میں [illegible] کو شہر میں اور [illegible] کو قلعہ میں آیا۔ عزت خاں اس صوبہ کا حاکم تھا جب داراشکوہ آگرہ سے بھاگا ہے تو اس نے اس کو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سرانجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے میں جس قدر کوشش ہو سکے وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف میں اور اس کے حدود و نواحی میں استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے وعدوں پر امیروں کو بھیجے کہ وہ [illegible] کی ہر قوم و قبیلہ کے سپاہیوں کو میری نوکری کی ترغیب دیں اور اس کی اطاعت میں [illegible] ملتان و بھکر تھے انکے زمینداروں و فوجداروں اور کوکیوں کو [illegible] پشاور و کابل کے حاکم مہابت خاں کو خلعت [illegible] اور وہ کے [illegible] کی دعوت اپنی ذات کی خافی خاں نے تو اس کو مدعی شاہجہاں کا بھی شریک کر دیا۔ ایک نامہ شاہجہاں کی طرف سے مہابت خاں کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] کے [illegible] سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سنا ہوگا [illegible] [illegible]

دارا شکوہ شکست پا کر لاہور میں گیا ہے تم مہابت خاں کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خاں ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص دوست اعتقاد ہو اسلئے میں اپنا درد دل بیان کر کے امید رکھتا ہوں کہ تم اس کا تدارک کرو گے۔ تم اس بڑے باپ کے بیٹے ہو جس نے جہانگیر کو خراسانیوں کے ہاتھ سے نکال ڈالا اور مجھے پادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہے کوئی شخص بجز تمہارے متکفل ہو نہیں سکتا میرا دارا شکوہ لاہور میں ہے وہاں خزانہ میں کمی نہیں ہے اور کابل میں آدمی اور گھوڑے بہت ہیں تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین ہے اور لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور میں پہنچکر دارا شکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ کرے اور صاحبقران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند میں نے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنے تئیں بالکل تجھے حوالہ کرے اور تجھ سپہ سالار کی اطاعت میں اپنا حال و مآل جانے۔ مگر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خاں کو یہ بات کب پسند ہوگی کہ صاحب قراں ثانی زندانی اقسام بلا میں گرفتار ہو اور ایک شخص دام تزویر سے ایک عالم کو رام کر کے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال سے وہ مہم الملک اغماض کرے فردائے قیامت دست من و دامن او۔ دارا شکوہ نے لاہور میں داخل ہو کر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قلعہ کے توپ خانے اور اور کارخانوں پر قبضہ کیا سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ دیا کہ اس کے پاس تھوڑی مدت میں بیس ہزار سوار جمع ہو گئے اور کچھ بندے پادشاہی بھی اس کے ساتھ ہو گئے جیسے کہ راجہ راجروپ زمیندار کوہستان جموں سنجر خاں فوجدار بھیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز دارا شکوہ کی جمعیت کو بڑھا رہی تھی۔ وہ خفیہ استمالت نامے اور سے موجہات [illegible] راجپوتوں و شیعوں کو ان کے وطن میں بھیجتا تھا کہ وہ عالمگیر سے سرکشی کریں۔ داؤد خاں کو پانچ ہزار سوار اور توپ خانہ اور بہت کچھ ان دیگر مقبلوں کے ساتھ روپڑ بھیجا تھا کہ گذروں کو مستحکم کرے۔ جب پادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی تو داؤد خاں و صاحب بیگ کی ہمراہ ایک [illegible] سپاہ کو گذر ... کی طرف بھیجا

دریا کے کنارہ پر جابجا لشکر تعین کیے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ انہوں نے مرزا شجاع کو جس سے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کیلئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ میں پنجاب میں لڑائی پر آمادہ ہوتا ہوں وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات پر قول وقسم ہوے کہ جب ملک فتح ہو جائے تو آپس میں آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہو جائے۔ دارا شکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا بیان آگے ہوگا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ دارا شکوہ اسباب جنگ وستیزہ و سامان مقدمات نبرد و پیکار میں کوشش کرتا تھا مگر اورنگ زیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جائے۔ اس لیے وہ کشتی و بار برداری کا سامان کرتا تھا جب آدمیوں نے اپنی فراست سے یہ عزیمت اس کی دریافت کی تو لوگ اس سے جدا ہونے شروع ہوئے۔ چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ دارا شکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جدا ہو گیا کہ میں اپنے وطن میں سپاہ و لشکر کا سرانجام کرونگا اور وہاں کے زمینداروں کی استمالت قلوب کرونگا

ہم نے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خاں و بہادر خاں مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب دارا شکوہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے اپنے سرداروں کو جو ادھر گذروں سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور میں توقف کریں اور داؤد خاں کو گذروں سے اپنے پاس دارا شکوہ نے بلا لیا تھا اس کو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ دریا بیاس کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہاں جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے زیادہ دریا سے پار جا کر مصلحت ہو تو پار جائے اور وہاں کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر دشمن کی مدافعت کرے اور نہیں تو دریا کے اس طرف توقف کرکے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلائے۔ پھر جب آگاہ ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے۔ داؤد خاں بہت جلد گوبند وال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اس کی دانست میں دارا شکوہ کی طاقت

باہر تھا کہ ۔۔ عالمگیر کے لشکر سے ملتا۔ بادشاہ نے پار کا لشکر اپنے پاس بلا لیا۔ حقیقت حال پر اسکو
کو مطلع کیا اسنے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپخانہ کے ساتھ گرو گوبند داس پر داؤد خاں کے
پاس بھیجا کہ بمقتضائے مصلحت دریا کے اس پار جنگ کا بازار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۰ ذیقعدہ کو رہبر دریا
کے تیج پر آگیا تھا مہاراجہ جسونت سنگھ سے جنگ کرکے اپنے جودھپور کو چلا گیا تھا اسنے اپنے فرستادہ راجہ جے سنگھ
کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف کرائیں خلیل اللہ خاں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ فوج عظیم دریائے
بیاس کے اس طرف پہنچا اور مدافعت کے لئے تیج سہو تک داؤد خاں اور سپہر شکوہ آگئے ہیں اور دارا شکوہ
لاہور سے آگیا ہے اس لئے عالمگیر نے راجہ جے سنگھ اور دلیر خاں کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے
بھیجا اور دوسرے روز صف شکن خاں میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خاں اور بہادر خاں
کو حکم بھیجا کہ جس جگہ یہ لشکر تم سے آملیں جہاں جہاں وہیں ٹھیرنا۔

یہ داؤد خاں والا شان ۲۲ ذیقعدہ کو دریا تیج سے پار اترے ۲۵ کو نوشہرہ میں آئے
آگے کی منزل میں بہت نشیب و فراز اور ناہموار گذر آتے تھے کہ لشکر آسانی سے نہیں جاسکتا تھا
اس لئے بیلداروں کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہوگئی تو ۲۹ کو گذرمانک میں
منزل کی۔ لشکر کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۳۰ کو راجہ جے سنگھ اور دلیر خاں آن ملے ۔۔
روز تک دارا شکوہ کے حال کی تحقیق میں صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اس نے اپنا ارادہ بیاس کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند داس بھیجا تھا اس کو بلا لیا ۲۲ ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خاں کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ دریائے بیاس کے کنارے پر قیام کرے اور
کشتیوں کو جلادے یا غرق کردے جو اسکے شکست کھائے بادشاہی آدمی اس خبر سے بہت ہی
خوش ہوئے اسکی بادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبند داس کو ایک جماعت کے ساتھ لشکر
کے پیچھے تک اطاعت و نواحی و موضع [illegible] آپ میں کشتیاں جو دشمنوں سے [illegible] کرنے کی
بھی ایک جمع کریں اور اندرونی حصول کشتیوں کو نکالیں [illegible] میں کوشش کریں [illegible] داؤد خاں کو
لاہور بھیجا [illegible] انتظام میں مشغول ہوا [illegible] شاہی

پانچ روز میں بارہ سے جو کے کوچ کر کے دریا بیاس سے اُتر کر [illegible] آیا۔ راجہ [illegible] کی طرف سے
راجہ جیسنگھ پاس آیا کی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ لشکر دریا سے عبور کر کے دار السلطنت لاہور سے باہر
آیا خلیل اللہ خان پاس تصدیان دار السلطنت آگئے۔ انکی تقریر سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ نے اول عالمگیر
سے لڑنیکا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے مارے وہ لاہور سے ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزانہ و ذخائر لاہور
اشرفی روپیہ طلاء نقرہ وغیرہ ملک کیجو ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ تھا اور نفیس اشیاء اور کارخانجات شاہی
کی اجناس کو ساتھ لے گیا۔ اور اکثر توپوں اور تمام دولت توپخانہ کو زیادہ تر کشتیوں میں اور کچھ دولت
پر لادکر پار لے گیا اور قندھار کے جانیکا ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ دارا شکوہ کو آدمی چھوڑتے
چلے جاتے تھے مگر وہ آدمیوں کو اس قدر روپیہ دیتا تھا کہ وہ بیس ہزار سوار اس پاس ابتک موجود تھے
عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان بہادر خان دلیر خان [illegible] خان [illegible] خان
اور سارا لشکر لاہور میں توقف نکرے اور دارا شکوہ کا تعاقب کرے اور وہ کہیں [illegible]
کی مہلت نہ دے خلیل اللہ خان شہر میں نہیں داخل ہوا اور ۱۱ ذی الحجہ کو اس نے کوچ کیا
دارا شکوہ کا بخشی خواجہ صادق اور اور امراء جو اس سے جدا ہوگئے تھے وہ خان کی خدمت
میں آگئے۔ عالمگیر [illegible] سے ستلج کے کنارے [illegible] کشتیوں کو بہم پہنچا کر [illegible]
دارا شکوہ کا مال [illegible] کرے۔ [illegible] دن میں [illegible] جسونت سنگھ کو شاہجہان آباد
کو رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہاں رہے۔ ایک [illegible] کی جاگیر
اس کی حفاظت کی [illegible] کا قصور معاف ہوا اس کو اپنے پاس بلایا شہزادہ محمد معظم کو
برہان پور [illegible] بھیجا گیا [illegible] خان کو [illegible] سے باہر [illegible] بیٹھنے کی اجازت [illegible]
روپیہ اس کو [illegible] اس کا مال ضبط شدہ [illegible] برہان پور
[illegible] کشتیوں [illegible] بہم پہنچی تھی۔ بادشاہ نے [illegible] ذی الحجہ کو
سات روز میں کشتیوں میں لشکر کو بشمار ستلج سے پار اتارا۔ [illegible] کو عید الضحی کا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ [illegible] منصب و خلعت و خطاب امراء کو مرحمت ہوئے۔ [illegible] کو [illegible] خان کو حکم ہوا

کہ وہ خلیل اللہ خاں سے مل کر دارا شکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۰۔ ذی الحجہ کو بادشاہ دریا بیاہ کے کنارے پہنچا اور ایک پل پر جو اس کے حکم سے بندھا تھا عبور کیا۔ راجہ راجروپ موضع چاندنی کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیوں کو اس پاس جانے نہ دے۔

خلیل اللہ خاں کی عرضی سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اس کے ساتھ خزانہ و توپ خانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سواروں کا موجود ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ جہاں تک ہو سکے ملازمان عالمگیر کے لشکر سے لڑے عالمگیر نے یہ گمان کر کے کہ کہیں اس کے لشکر کو شکست نہ ہو جائے۔ وہ خود ایلغار کر کے دارا شکوہ کے تعاقب میں گیا کہ کہیں اس کا پاؤں نہ جمنے دے اور اس کے دل میں جدال کا خیال نہ پیدا ہونے دے کہ ملک و دولت کا ساحت اس کے غبار وجود سے پاک ہو جائے تاکہ بادشاہ دلی خاطر بالکل اس کی طرف سے جمعیت ہو اور پھر امور سلطنت پر فراغ توجہ کیا ہے جس میں بہت سے خلل اور فتنے پیدا ہو گئے ہیں اس لئے اس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجا اور اس کے ساتھ نامور لشکر اور کارخانوں کو روانہ کیا کہ جب تک اس کو اس مہم سے فراغت ملے وہاں رہے اور خود چل کر ۲۹۔ کو ذی الحجہ موضع مومن پور میں آیا۔ بادشاہ نے سنا کہ دارا شکوہ ملتان میں اس سبب سے نہیں ٹھہرا کہ اس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سنی جب سے اس کے سردار اور نوکر ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے تھے اور روز بروز اس کا لشکر پریشان و پراگندہ ہوتا گیا اس لئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن میر آتش کو اس کے تعاقب میں روانہ کیا کہ اس کو ممالک محروسہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور بڑے بڑے سردار اس کے ساتھ گئے۔

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اس نے دارا شکوہ کے تعاقب میں کوتاہی اور تاخیر کی اس لئے اس کو فرصت مرحلہ پیمائی اور سب [illegible] کی ملی اور پھر وہ ان گرفتاری سے بچا ۱۷ ذی الحجہ کو وہ ملتان میں آیا اور یہاں آکے بادشاہ کے بیم و خوف سے ٹھہر نہ سکا

زیادہ قیام نہ کر سکا اور دنوں میں یہاں خزانہ شاہی پر قابض ہو گئیں بائیس لاکھ روپیہ تھا جو کہ اپنے
خزانہ میں شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و دیگر اثاثہ جو کشتیوں میں ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی
کشتیوں میں لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بہشت خواجہ سرا کو ان کا محافظ بنا کے اور پیادہ نوکر کے
حکم دیا کہ وہ ان کشتیوں کو لیجاویں اور وہ خشکی کی راہ سے روانہ ہوا۔ سیخ دریا چونکہ اس کے حکم سے
پل بنائے گئے تھے اس سے وہ دریا اترا اور بلوچ لے گیا کہ وہاں سے تعاقب ہو جائے جب ملتان کو
چلا تو ایک دو بعد خلیل اللہ خاں اور بہادر خاں اور پادشاہی سواروں کو ہوئی تو وہاں کے
تعاقب میں وہ جلد روانہ ہوئے اور ملتان میں گئے ابھی ان کو تحقیق نہ تھا کہ وہ بھکر کو بھاگا یا بھکر کو
یا اور ان کو بھکر کی طرف ہی کا ہوا خبر معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ ابھی کی راہ پہ گئے جہاں معلوم ہوا
وہ بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ ملک خاں بلوچ نے جو ملتان کے علاقہ زمینداروں میں سے ہے
دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خضر آباد اور اسباب
کی کشتیوں کو جن کے محافظ فیروز اور بہشت تھے روک لیا اور وہ آگے جانے کا ارادہ
کیا لیکن ان کے ساتھ توپ خانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اس کی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے ہیں
جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیوں کو خلاف تیر روک لئے۔

جب بادشاہ کو ملتان سے دارا کے دور پہنچنے کی خبر ملی تو اس نے ... کو مقرر
کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ... کو دریا راوی کے کنارہ پر ملتان سے تین کوس
پر آیا۔ دارا شکوہ کے لشکر سے جو اس کو چھوڑ کر بادشاہ کے پاس آگئے تھے وہ خلعت
کی عنایت سے سرفراز ہوتے تھے۔ ... مرحوم صف شکن خاں قندھار سے دارا شکوہ کے تعاقب
میں روانہ ہو چکا تھا مگر بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ دارا شکوہ کے پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہیں کہ
صف شکن خاں اس سے مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اس لئے ... شیخ میر کو دو ہزار سواروں کے
ساتھ بھیجا ... خاں کو جس کی ... ہم پہلے لکھ چکے۔ گجرات کا صوبہ دار مرزا مراد
کی جگہ مقرر کیا اور بادشاہ نے شیخ بہاؤالدین کے مزار کی زیارت کی۔ شہاب الدین ... اور

اور خاندان کا دامن دولت سے بھر گیا۔

جب بادشاہ ملتان میں آیا تو ملک شرقی کے قاتل تکاروں کی برابر دوامی آنکی مرزا شجاع بنگالہ سے پٹنے کے قصبے سے روانہ ہوا جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت زوال کے اصلاح کے سبب اس کی شورش افزائی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہئے نہیں ہوا تھا۔ ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور مملکت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے انتظام کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ دارا شکوہ جب ملتان سے بھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اس کے تعاقب میں افواج تعین کی اور خود اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا۔ بعض کتاب ہے کہ جب اورنگ زیب کو معلوم ہو گیا کہ دارا شکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہیں ہے تو اس کو اطمینان ہوا کہ اب دارا کا کام چنداں مشکل نہیں رہا۔ اس لئے پیشتر ہم نے بیان کیا ہے کہ دارا شکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نہ جانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہاں کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اس کی مدد کرتا۔ وہ بہت پاس تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر دارا شکوہ نے اس بات پر خیال نہیں کیا کہ دارا شکوہ نے قندھار جانے کا قصد اس طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایوں نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایوں کی طرح ہندوستان کی سلطنت لینے کی امید ہو گئی تھی۔ خود شاہجہان بھی ایک عرضداشت میں اس کو بلا کر آیا تھا بادشاہ پانچ روز ملتان میں رہ کر ۱۳ محرم ۱۰۶۹ھ کو یہاں سے روانہ ہوا۔ ۲۲ کو کوچ میں کہ لاہور سے باہر ملتان کی سمت میں واقع ہے بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دار السلطنت لاہور میں چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب میں مشغول ہو اور ان سرحدوں کے خیر دولت سے خاطر جمع کرے۔ دارا شکوہ کے سبب سے اس ملک میں بہت خلل آگیا تھا کہ شجاع کا ایسا فکر اس کو لگا ہوا تھا کہ وہ یہاں نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش میں شاہزادہ معظم اور اس کے ساتھ کے امرا بادشاہ کی خدمت میں آئے

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر میں گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خاں کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش میں واپس آ گیا۔ جو کچھ انتظام کی بابت بتلانا تھا وہ شاہزادہ اور قلعہ دار کو بتلا دیا پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خاں کو مرحمت ہوئی اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہاں آباد کی طرف روانہ ہوا۔ ۲۰ صفر کو باغ اعز آباد میں آیا یہاں راجہ جسونت سنگھ جو پادشاہ کے حکم سے شاہجہاں میں مقیم تھا پادشاہ کی خدمت میں آیا۔ پادشاہ شاہجہاں آباد میں ۲۰ ربیع الاول کو پہنچا۔

اورنگ زیب و شجاع کی محبت و اتحاد کی باتیں۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و صداقت و یک جہتی و موافقت کا دم اورنگ زیب بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر میں اس کا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضاء مہر اخلاقی و محبت برادری اس سے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے کام و مال کی رونق میں اور اس کی دولت کے استقلال میں اعانت کرتا تھا چنانچہ جب نواحی بنارس میں شجاع کو دارا شکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اس کے ملک میں فتور آیا تو اورنگ زیب کو اس کا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اس کے کار کو رونق ہو اور اس کے ملک و دولت کو استحکام۔ جب دارا شکوہ کو اکبر آباد کی نواحی میں شکست ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ میں آیا تو اول کام اس نے یہ کیا کہ شاہجہاں سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پر مونگیر و صوبہ بہار و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک مدت سے رکھتا تھا اور شاہجہاں کا فرمان ان ملکوں کے تفویض ہونے کا حاصل کر کے میرک گرز بردار کے ہاتھ بھیجا اور اپنے خط میں یہ جتلایا میں اور بار کے متعلق وعدے کئے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تم کو ہمیشہ رہتی تھی اب اس کو ولایت بنگالہ کے ساتھ ملا کر تصرف ہو جب مجھے دارا شکوہ کے شر سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاؤں و مطالب کے حاصل کرانے میں کوشش کروں گا جیسا کہ آئین اخوت و محبت اور مقتضاء فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال میں تمہارے ساتھ

میں مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ میں محمد میرک آیا اور عالمگیر کا امر شجاع کو دیا تو وہ خوشی کے
مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا ...... نہایت ممنون پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار اور ادبار سے
کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا جس میں اس کے احسان کی نہایت شکرگذاری کی اور
اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ میں چلا آیا یہاں آکر سنا کہ داراشکوہ کے تعاقب میں
اورنگ زیب پنجاب میں بہت دور چلا گیا ہے اور اس مہم کا جلد سرانجام پانا خیال میں نہیں آتا اب
میدان خالی ہے اول لشکر جمع کر کے الہ آباد پہنچے اور پھر آگے سے اکبر آباد دوڑے شاید
اس تیز دستی میں کام نکلے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے یہ سوچ کر اس نے توقف میں
پٹنہ میں ان صوبوں کے لشکروں اور توپخانہ اور عظیم بنگالہ کو جمع کر لیا تھا لشکر میں پٹنہ
سے الہ آباد کو روانہ ہوا اس زمانہ میں اورنگ زیب پنجاب میں داراشکوہ کی مہم
میں مصروف تھا۔ جب شجاع مع لشکر بنارس کے نواح میں آیا۔ یہاں کے قلعہ دار
رگھوسنگھ نے اس سے ملاقات کی اور اس کو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا
اور اسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اس کو اور الہ آباد کی حفاظت کے قلعہ دار کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کر دیں
اور ایسے ہی سید عبد الجلیل بارہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنار کا حاکم
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کر دیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائیں تو مجھے حکم ہے کہ قلعہ آپ کے حوالہ کروں اور ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھا دیا جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اس نے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے اور پند و صلاح
آمیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے خیال سے باز آئے اور نادم ہو کر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خونریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضائے سلطنت
جہانداری و خردمندی و ہوشیاری کے یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میرے کہنے کو

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خاں جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ الہ آباد کی تسخیر کے لئے لگ گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقاومت نہیں رکھتا اس لئے یہ تجویز کی کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سد راہ ہو اور حقیقت حال اور اسکی غربت [illegible] کی کیفیت پر مطلع کرے۔ اس نے فرمان لکھا کہ شاہزادہ محمد سلطان اکبرآباد کا انتظام امیر الامرا کے سپرد کرکے ۱۰ ربیع الاول کو الہ آباد روانہ ہو اور ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے قریب شجاع آ جائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑ کے شاہزادہ کے لشکر سے مل جائے۔

خاندان تیموریہ کے سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ شمسی و قمری سالوں کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایکدفعہ سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے پھر اور فلزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزیں محتاجوں اور مستحقوں کو خیرات ہوتی تھیں چونکہ تاریخ شمسی و قمری میں اختلاف ہوتا تھا اس لئے ایک سال میں یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن میں عیش و نشاط کا سامان ہوتا اور محتاجوں کو خیرات ملتی تھی اورنگ زیب کا جشن وزن شمسی سال چہل و دوم شاہجہان آباد میں ۲۰ ربیع الاول کو ہوا اور اس دن بہت سے امرا جو دارا شکوہ اور سلیمان شکوہ سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت میں آئے ان کو بڑے بڑے منصب و خلعت و جاگیریں عنایت ہوئیں جیسے کہ راجہ جسونت سنگھ [illegible] سنگھ [illegible] داؤد خاں وغیرہ ہیں اورنگ زیب کے اس جشن میں جتنے [illegible] تقسیم ہوئی اور آتشبازی چھوڑی [illegible] مظفر خاں کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جس کو چاہے سپرد کرکے اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے

شاہجہان آباد میں بادشاہ نے حضرت ہمایوں اور حضرت نظام الدین اولیاء کے زیارت کی ہزار روپیہ [illegible] اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے۔ ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا کہ جب رعد انداز خان جو اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہے وہاں پہنچے تو اس کو قلعہ سپرد کرے اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیاں خزانہ عامرہ سے لیکر شاہزادہ محمد سلطان پاس چلا جائے۔

اب عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہو گئی کہ میں پنجاب سے شاہجہان آباد میں آگیا ہوں مگر وہ مخالفت اور فساد سے باز نہیں آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد کا قصد جنگ کے ارادہ سے کرتا ہے اس لئے بادشاہ نے اس میں مصلحت دیکھی کہ دارالخلافے سوروں کی نواح میں شکار کھیلنے جائے۔ اور شجاع کے حال کی تحقیق کرے اور اسکے اخبار سنے اور اس کو نصیحت کرے اگر وہ ان کو سنکر سعادت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سوروں میں شکار کھیل کر دارالسلطنت میں واپس آئے اور اگر شجاع الہ آباد میں آکر جنگ و پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر خود توجہ کرے۔ [illegible] ربیع الاول [illegible] کو بادشاہ سوروں کی طرف چلا [illegible] کو قصبہ سوروں میں آیا دو تین دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت میں یہ تھا کہ جہاں تک ممکن ہو یہ معاملہ صلح اور مصالحت سے انجام پائے۔ ستیزہ و آویز کی نوبت نہ آئے اس لئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سے اسکی عزیمت کی کیفیت اور اس کے دلی ضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جائے۔ اس وقت میں مخلص خان جو بہمراہی شاہزادہ سلطان محمد [illegible] مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت شاہزادہ کی لایا اس میں مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبریں [illegible] آئیں تب اس کو یقین ہو گیا کہ شجاع کو سلطنت کا سودا ہو [illegible] اب [illegible] نہیں [illegible] گا کسی طرح [illegible] اور ہوا سا [illegible] ربیع الثانی [illegible] کو [illegible] سوروں سے شجاع کی مدافعت کے لئے چلا جس روز بادشاہ [illegible] ذوالفقار خاں کی [illegible] آن ملا

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد میں آگیا اور سید قاسم قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرارداد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس میں آیا تھا وہاں کے تجار و مہتوں سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج بسرکردگی سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجے تھے اس نے وہاں جا کر جونپور کا محاصرہ کیا۔ یہاں مکرم خاں صفوی حاکم تھا اس نے اپنے میں ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی کچھ توپیں چلاکے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا اور الہ آباد سے دو منزل پر مخالفوں سے جا ملا۔ ۲۰ ربیع الثانی کو الہ آباد میں شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارہہ بھی قلعہ سے باہر آ کر اس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اس کو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا نائب یہاں مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ روز الہ آباد میں شجاع رہا پھر دریا سے اتر کر آگے بڑھا۔

۲۱ ربیع الثانی کو میر ابوالمعالی جو صوبہ بہار کے جاگیرداروں میں تھا اور شجاع کے ہمراہ ہو گیا تھا وہ پادشاہ کی خدمت میں آگیا اس کو مرزا خانی کا خطاب اور تیس ہزار روپیہ انعام ملا۔ ۲۴ کو پادشاہ مکن پور کی نواحی میں آیا سید بدیع الدین شاہ مدار کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہاں کے مجاوروں کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۲۸ کو قصبہ کوڑہ سے باہر جہاں شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا پادشاہ آگیا یہاں سے چار کروہ پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اس نے اپنی برابر توپ خانہ لگا رکھا تھا اور صف آرائی پر مستعد ہو رہا تھا پادشاہ نے شاہزادہ اور امرا کو کمک بھیجے اور معظم خاں بھی دکن سے پادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہیں کہ کوئی صفت شجاعت و مردانگی [illegible] انگریزی [illegible] سے زیادہ [illegible] نہیں ہے۔ [illegible] خصلتوں سے [illegible] عظیم [illegible] والاحتشام کا [illegible] والاشرار [illegible]

رہ اس فساد، مجاہد کے ساتھ صبر و تحمل اور استقلال سے مقرب رہا ہوں، یہ حقیقت میں چشمے دشمن
تاکی ہیں، مگر ان کو نصرت تا ہے پس رفیق ان۔ وقت ان شاہی ملک کے عمدہ ہوا اور شیخ میر اور اندیشہ
تھی ان کے مقبرہ ہوں، اگلی شان مجاہد کا حال ہے کہ اس نے اورنگ زیب کی نصیحتوں کو دشنام
اور جنگ و پیکار پر اصرار کیا کوئی بہادری ... کہ بادشاہ۔ یہ اس ان دشمنوں سے لڑنے کے لئے
اس نے اپنا تمام افواج خیمہ کی جانب ہٹالیا۔ لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے
زینت دی ہراول راجہ جسونت سنگھ کے سپرد ہوا۔ ذوالفقار کی سواری شاہزادہ محمد اعظم ... اور قوش کی
سرکردگی بہادر خان کو تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر میں خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح قرار دیا
چنداول خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا، اور شاہزادہ محمد اکبر کو اپنے ساتھ
ہودہ میں بٹھایا۔ معظم خان اور اس کے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول میں مقرر
کیا۔ غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہانتک نظر جاتی تھی ہاتھیوں کے نشان اور نشانوں کی کثرت
چھتے جنہیں نظر آتے تھے ... سے چھپا ہوا تھا۔ محمد شجاع نے بھی اپنی فوج کو اسی طرح ترتیب
کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے چھوٹے بیٹے زین العابدین کو برانغار میں جگہ
دی اور کرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو فوج بنایا اور سید عالم کو قوش
قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام میر ابو المعالی میر آتش کے سپرد ہوا۔ سید عالم اپنے دیوان کو چنداول
اور محمد تقی ازبک کو التمش سوار کی اور خود قول میں کھڑا ہوا۔

۱۱۔ ربیع الثانی دو شنبہ کو بادشاہ پانچ گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا۔ ایک شاعر کو
اس وقت خوب سوجھی کہ نیک فال کی تاریخ "شود فتح مبارک" (۱۰۶۹) بادشاہ کو مستانہ کر
انعام اور بہت انعام دے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفوں کی ترتیب اور
تسویہ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکر گاہ سے آدھ کوس پر اس سرزمین میں
پہنچا جہاں بادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہیں میدان جنگ مقرر ہوا تھا۔ شجاع لڑنے
کے لئے میدان جنگ میں نہیں آیا۔ مگر اپنا توپ خانہ پہلے بھیج دیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے رات تک تیر اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا
توپخانہ واپس بلا لیا اور اپنی فوج کو یکجا کر لیا جس سرزمین پر شجاع کا توپخانہ تھا ایک مکان مرتفع تھا اور
بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا۔ معظم خاں نے اپنے توپخانہ کی چالیس توپیں
وہاں لگادیں اور ان کا منہ دشمن کی طرف کر دیا عالمگیر نے حکم دیا کہ لشکر جس ترتیب سے دشمن سے صف بستہ
کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑوں سے اترے اور ہتھیار لگائے ہوئے رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج
کے آگے گھوڑے پر چال بنا کے اور دشمن کی فریب سے غافل نہ رہیں معظم خاں پہر رات رہے تک مورچالوں کا
اہتمام اور خبرداری کی تاکید کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑوں کی
زین اتارے۔ بادشاہ کے حکم سے لشکر میں ایک نقارہ لگاتار بجتا تھا۔ شاہی میں بادشاہ ہاتھی سے
اتر گیا اور مغرب و عشاء کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات
کو پچھلے پہر سے لشکر میں یکبارگی غلغلۂ عظیم ہوش ربا اٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا
اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت سنگھ جو بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے
دل بدنامی کا جو اس کے لئے لیا گیا تھا اس نے اول شب میں شجاع کے محرم راز کی
زبانی پیغام اس پاس بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر شبخون مار کے راستہ
فرار اختیار کرونگا بادشاہ اس سے مطلع ہو کر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بعد
لشکر شاہی پر تاخت کریں۔ رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنے صاحب فوج
راجپوتوں کو لیکر جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور مہیا داس دسیں داس تھے اور اپنے لشکر
کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ و امرا
و شاہزادوں کے بہیر و کارخانوں کو جو اس کی راہ میں آئے غارت کرتا اس کو جو منع کرتا وہ
راجپوتوں کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانوں اور بہیر پر اس کے
ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ راجپوتوں کی لوٹ سے سالم نہیں رہا شاہزادہ
کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتوں کے لوٹ نے سپاہ کا جو بہت ال

اس نا ہموں برباد کیا بلکہ پادشاہی خزانہ کارخانوں وغیرہ سب پر اچھوتوں اور دیانتوں اور اقتصار
طلب غارتگروں کا ہاتھ پہنچ گیا۔ دولت خانہ تک کوئی خبر نہیں تھا کہ غنیم کی دست اندازی سے محفوظ
رہا ہو۔ جہانگیر اس ہنگامہ فساد کا سبب نہیں معلوم ہوا۔ ہر ایک شخص سے بعید قیاس معلوم تھا۔ سارا
لشکر میں تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت پادشاہی لشکر کا حال جو چھوڑ گیا تھا وہ لائق توجہ تھوں کے ساتھ
ہو جاتا اور ہجتا کر میں اس بلا سے ناگہانی سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہاں لٹ جاتا۔ نامی
و نشان امیر کہ پادشاہ کے ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب میں اگر اپنے خبر مال وعیال کی خبر گیری
کو جاتے کوئی بے تحاشا سوار کو بھاگا جاتا اسلام کیش فدویوں کی ثبات قدم میں خلل عظیم آگیا
اور منافقوں اور حوصلہ دشمنوں کا ذکر کیا ایک راجپوت شہ پر سوار غیرہ واقعہ میں
سے آتا تو اس کو ایک جماعت دیکھ کر نقش دیکھ دیا اور کرنے حس حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت پر بادہ نوشوں کی قطار کو سار بان کے ہاتھوں سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اس کا مزاحم ہوتا گو لشکر کے احوال میں بالکل اختلال آیا مگر پادشاہ کے
استقلال میں سر مو فرق نہ آیا جب اس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراپردہ سے
نکل کر عمدہ ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت رواں پر سوار ہوا شہزادوں کو جگر بست تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سواروں کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دیں اور جو کوئی اپنی جا
سے بیجا ہو تو اس کو عنان گشتہ ان ہفت کے ساتھ تدبیر سے رو برو لائیں۔ باوجود اس
آشوب اور لشکر کے درہم و برہم ہونے کے پادشاہ نے سر رشتہ تدبیر و حزم اور کار فرمائی
کو ہاتھ سے نہیں دیا اس پادشاہ کو وقار نے دل اور حوصلہ میں کچھ تغیر نہیں ہوا۔ بلکہ
اس کی شگفتگی اور بشاشت میں مضاعف پیدا ہوئی وہ ناگوار نے جو کم ظرفوں کی دل باختگی کا
نشان ہے دل نہیں دیا خوش ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق
میں تفریق ہو جائے گا اور ملک چاہیں آئی اس بات کو بہ عطیہ الٰہی اور فتح و فیروزی
جانتا ہوں جو کچھ اندیشہ منافق اپنے دل کا کیا بد اندیشی کر کے اس بات کو ظاہر

فہیم کی دلیل عظیم تقرر کر کے لشکر ظفر پیکر میں پہنچ گئے ہیں۔ دونوں جانب [illegible] عالم کی فوج کو [illegible]
سے زیادہ تھا اور فتح و ظفر ہوا اور دشمن کے لشکر سے باہر جب جنگ ہوا معلوم ہوا کہ جسونت سنگھ [illegible]
لگیا بادشاہی آدمی دوڑ دوڑ میں بادشاہ پاس پہنچے اور بادشاہ بدستور ہاتھی پر سوار رہا اور مستعد [illegible]
کے ساتھ کارزار سے لڑنے میں بہت کچھ جنگ میں ہو اور سامنے ہاتھی میں [illegible] پیشانی میں [illegible]
راجا جسونت سنگھ کی جگہ رستم خان کو جو افغان کی فوج کا سردار مقرر کیا اور سر تو دستار کی ترتیب میں
مشغول ہوا رستم خان کو حکم کیا کہ جو تغیر و تبدل میں مزاحمت ہو کر دے شجاع سے بھی
فوج کی ترتیب میں تغیر کیا لشکر کے بائیں طرف سے [illegible] ہوا اور [illegible] لشکر کو ایک مستعد [illegible]
دیا۔ ہراول کا تمام انتظام توپ خانہ کو کیا [illegible] اپنے ساتھ توپ خانہ میں لیا اور ہراول کے
آگے رکھا۔ ہر بادشاہی آدمی دن چڑھا [illegible] مقابل ہوئی دونوں [illegible] اور توپوں سے
آتش شروع ہوئی [illegible] توپوں کے آگے [illegible] اور دشمن کے [illegible] گولہ
تھی بہت بیرق اڑ رہی اور دشمن [illegible] بڑا ہنگامہ گرم ہو رہا تھا
تھا۔ اس حالت میں سلطان [illegible] اپنے ہاتھی پر [illegible] سوار [illegible]
[illegible] سب مرکب [illegible] ہوا لیکن [illegible] تھا ایک گولہ اس
[illegible] دشمن کی فوج میں بہت آدمیوں کے [illegible] جب توپوں کی آگ سے
[illegible] انسانوں کی صنعت [illegible] تھا
[illegible] سے [illegible] گرتے [illegible] بہادروں کے سامنے تن سے خون کی
ندیاں بہتے تھے [illegible] جوش [illegible] کے تن [illegible] سے تیروں کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا۔ اس [illegible] سپہ سالار [illegible] تن جنگی مست ہاتھی بادشاہی لشکر کے
[illegible] میں پھر سے [illegible] ہاتھیوں کے صدمے [illegible] اور [illegible] حملہ [illegible]
جب کی فوج کے ثبات قدم میں تزلزل آ گیا اور اس فوج کے دل سے [illegible] بھاگ گئے لشکر
میں ایک شور عظیم [illegible] ہوا۔ اس فوج میسرہ کے [illegible] اور فوج [illegible] سے بہت

پادشاہ کے قول میں تفرقہ پڑا اور یہاں تک نوبت آئی کہ پادشاہ کے پاس کل بارہ ہزار سوار
سے زیادہ نہ رہے۔ لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی امید کر کے وہیں ٹھہر گیا اور جرأت کر کے
تب لشکر شاہی پر کمال گستاخی اور بے ادبی سے دوڑ پڑے۔ پادشاہ شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا
سپاہ دل جمعی کی تسلی و تشفی میں مشغول تھا اور اپنے ہاتھ سے دشمنوں پر تیر برساتا تھا۔ اس عرصہ میں شمشیر
قلی خاں میر شکار اور بہادر خاں کوکلتاش سے او جمیع غلامان [illegible] سے آ گئے اور انہوں نے اپنے
توپخانے اور تیروں سے دشمنوں کو روکا اور پادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنوں
کی طرف پھیر دیا اور بہادروں سے اتفاق کر کے دشمن کشی اور جنگ کی اور [illegible]
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ خان کشان پادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آئے۔ لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم رکھا اور اپنی جرأت و شجاعت
سے مرزا شجاع کے لشکر میں تزلزل آیا۔ بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے۔ اگرچہ سادات
بارہ کی پیشقدمی بحال نہیں رہی مگر انہوں نے [illegible]
[illegible]
ہلاک کرنے تھے۔ ایک ہاتھی پادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا۔ پادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤں میں زنجیر ڈلوا کے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خاں قراول نے اس فیلبان کو جس کے انکس کے اشارہ پر ہاتھی حملہ آور ہو رہا
تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک پادشاہی فیلبان اس ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
انکس کے بس میں کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی پادشاہی قول سے حمل کر کے لشکر شاہی
کے جانب دست چپ متوجہ ہوئے۔ اس حال میں بندہ خوب نے چند سوار نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ذریف و حسن [illegible] اسلام خاں کی سواری
کا ہاتھی [illegible] صدمے سے [illegible] کے سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خاں و اکرام خاں جو پادشاہ کے ہمراہ ثابت قدم ہو کر اعدا سے مقابل ہوئے

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن میں اگرچہ بعض نامور سرداران ہراول نے صلاح دی کہ بادشاہ ہراول لشکر کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج غنیم گھیرے ہوئے تھی اور خصوصاً اکثر دل باختہ فرار کے کنارے تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ دشمنوں کی مار کے قصد سے قبل سواری کے رخ بدلنے میں یہ احتمال ہو کہ دشمن کے توپخانے کے بیچ پہنچ جاتے۔ زیادہ میں نواح کی شہرت کہیں زیادہ شوخی کرینگے اس صورت میں یہ سطور ہراول لشکر بھی درہم برہم ہوگا یہ معلوم نہیں ضرور یہ فلک کیا اپنا نقش دکھائے اس لئے بادشاہ نے دشمن کے روبرو مقامات اشتہار کی اسلام خان اور سرداروں کو پیغام دیا کہ ثابت قدم رہو کر رہیں میں کمک کو آتا ہوں اس حال میں خبر آئی کہ رستم خان دکھنی بہادر بیگ وہ جوان کہ توپخانہ کا افسر تھا اور سیف خان و اکرام خان کا پیشرو تھا پہلے پہل زخم کھا کر دنیا سے روانہ ہوا اور اس کے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فتح نصرت کا قصہ اس کے مقابلہ میں کچھ ضعیف ہوگیا تھا ہراول لشکر کی مدد کو گیا جس سے ہراول لشکر کے سرداروں کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے بہ دولت دشمنوں کا تعاقب کیا اس ضمن میں شیخ ولی فرمولی کہ شجاع کی فوج میں بڑا نامور شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانہ زین سے سرنگوں ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے جب آخر بادشاہی لشکر کی بہادری کو دیکھ کر وہ آپ واپس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال میں اکرم خان صفوی کو جو ہراول جو پہلے سے بہ اقتضائے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی تھی وہ نشانیوں کی صورت میں بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا۔ اسکو آگے دی گئی اور حکم ہوا کہ جو ہاتھی بر ساب ہیں ان میں سے کسی ایک کے اوپر بیٹھے۔ پھر عبد الرحمن خان پسر نذر محمد خان جو شاہزادوں کے حد میں جنگ آزما تھا [illegible] بیگ ولد الہ وردی خان شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہو کر بادشاہ کی خدمت میں آگئے اس اثنا میں [illegible] گیا اور عالمگیر [illegible] افواج شجاع سے [illegible] کے جنگ اوپر [illegible]

اور گھوڑوں اور تمام اسباب کو جو ان میں تھا بہت کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا ایک سو
چودہ توپیں اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوا جو لوٹ گیا سرکار میں
شامل ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اترکر دوگانہ شکرانہ ادا کیا اور اپنے ہمراہ کے سب امراؤں کو تحسین کی اس خیال
سے کہ شجاع کہیں قرار نہ ہو شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب میں روانہ کیا اور یہاں ان شاہانہ انتظام
درست کر دیا۔ بادشاہ نے ایک ہفتہ یہاں قیام کیا امراء کو اضافہ منصب و انعام سے سرفراز کیا معظم خاں
کا منصب ہفت ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دو [illegible] ہزار سوار بر آورد کی بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کی عزاہیں ممتاز کیا۔ [illegible] نے منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا اور بعد چند منزل
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت میں آیا۔ بادشاہی حکم سے صف شکن خاں
[illegible] کو ملتان سے دارا شکوہ کے تعاقب میں گیا اور دس روز پہلے یہاں سے بھاگ گیا تھا
اس نے اوچھ میں تین روز قیام کیا جب اس نے لشکر شاہی کے یہاں آنے کی خبر سنی تو
[illegible] کو بیابان کی راہ بھاگ گیا اور [illegible] صف شکن خاں اوچھ میں آیا یہاں اس کی
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیاں صلہ جاں نثاری دیا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے وغیرہ ادھر بادشاہ نے اس پاس بھیجے اور کمک ہو پہنچے وہ گئے تھے [illegible]
[illegible] کو شیر شکن نے کہ پہنچا وہ اس لشکر سے تین کوس کے فاصلہ پر تھا جب [illegible]
بھی وہیں [illegible] لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ نے یہاں سے [illegible] کو کوچ کیا ہے
[illegible] کوس [illegible] گیا ہے۔ [illegible] بادشاہی [illegible] صف شکن خاں کے لشکر سے ملکر یہاں
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] لشکر [illegible] [illegible] کے سکھر میں اترا ہے اس
منزل سے [illegible] اس [illegible] ملک [illegible] کوس کا فاصلہ تھا [illegible] کہ اس [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] دو [illegible] سے
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کے
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

اسلئے وہ سخت تنگ ہو کر گذرا تھا اور طول مسافت اور دہشت میر کے سبب [illegible] اور بہت
تلف ہوئے لاکھ سے زیادہ افغان [illegible] میں پہنچ کر اس سے جدا ہو گئے اور آخر کار
دولت آباد میں مقیم ہوا حضرت محمد خان [illegible] پہلے جا کر معلوم ہوا کہ وہ لشکر اور احوال انتقال
اور [illegible] اور کچھ اور [illegible] لشکر میں لایا [illegible]
[illegible] سید عبد الرزاق کو قندھار کی طرف کے لشکر کیا اور [illegible] پہ ساتھ میں
لازم ترتیب اور [illegible] اور تیر انداز اور [illegible] بچا اور کو اس
خود حصار میں تعین کیا ساتھ کم کو خود لشکر سے آگے بڑھا اس کے پاس خزانے اور احوال
کشتیوں میں تھے اور خود پیدل جنگلوں اور درختوں کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا چلا
جاتا تھا اور اس کے ساتھ ان میں سے دلاور خاں اور شیخ نظام اور میر [illegible]
[illegible] تھا خان اور سید [illegible] بخاری اور [illegible] اور قریب چار
ہزار کے آدمی لشکر میں اس سے جدا ہو گئے ہیں دلاور خاں اپنے وطن [illegible] کو چلا گیا
[illegible] بادشاہ پاس گیا اور میر [illegible] شیخ نظام اور سید [illegible] حضرت محمد خان
سے [illegible] بادشاہ پاس بھیجا [illegible] ان میں
سے شیخ عبد [illegible] آبادی [illegible] صاحب تھا شیخ [illegible] ملاقی ہوا اس نے
[illegible] لشکر [illegible] ہو کر بھاگے شیخ [illegible] لشکر سے [illegible] میں [illegible]
[illegible] معلوم ہوا کہ لشکر سے [illegible] قندھار کو [illegible] جاتی ہے [illegible]
یہاں سے [illegible] قندھار جانا چاہتا تھا مگر اس کے ہمراہی [illegible] جانے [illegible]
[illegible] حضرت محمد خاں [illegible] معلوم [illegible] قصبہ [illegible] سے [illegible]
[illegible] ایک
[illegible] حضرت محمد خان سے ملاقی ہوا [illegible] بادشاہ [illegible] بھیجا [illegible]
[illegible]

لیا۔ خانات کے پاس آدمی دوڑائے گئے۔ بعد ازاں صادق خان بھکر میں پہنچا قصبہ تو ... میں
نزول کیا۔ بلاد کا نظم و نسق کیا۔ ... خان کو ساتھ ... سو سوار ... کے یہاں کا ... بنایا ... بیگ
... ترخانوں کو ... سو سوار ... تین سو ... کے ... کو ... دی اور ...
کی ... اور ... تین سو ... پیادے اور ترخانہ کی ... توپیں ... کشتیوں ... کیا
کر ... خان ... سے ... اور ... توپ ... جنگ کے ... قلعہ
آہنگ کے صادق خان ... کو ... کر کے ... قصبہ سیوستان سے ... کوس پر
پہنچا۔ یہاں سے ... محمد صالح ترخان کا ... آیا کہ قلعے ... پہنچا ... پر
... آ گیا ہے ... جلدی پہنچا ... سے ... رسد ... کشتیوں کے
... دریا کے کنارے پہنچے ... صادق خان ... محمد معصوم ...
کو ... اور ... اور چند ... اور ... سواروں اور ...
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا اور ... کشتیوں سے گزر کر قصبہ سیوستان کے
نزدیک جہاں دریا کا عرض کم ہو جاتا ہے دریا کے کنارے ... اور توپیں کو
نصب کریں ... اور کہا ... کو ... اور ... رات کو
... لشکر کے محاذی سے تین کوس پر ... دریا کے کنارے
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قصبہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے
آ گیا تھا۔ آدھ کوس تک دریا کے کنارے پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیوں کے آنے
کی امید میں بیٹھے مخالفوں نے کشتیوں کو اپنی جگہ سے ... لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہاں ایک ہزار سوار اور ... ہاتھی اور چند عمدہ کشتیاں
کے ... نمایاں تھے صادق خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جا کر
غنیموں کو دفع و منع کرے مگر غنیموں کی کشتیاں پہلے آ گئی تھیں ... اس کی کشتیوں کے
پہنچنے کے مانع تھیں اس نے محمد صادق قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس وقت کشتیوں کو بھیجے

اور خود بھی سپاہ اور تابینوں کے ساتھ قلعہ سے نکلے اور گھاٹی جو عرف میں شوارگھاٹ سیرستان
کے قریب واقع ہوئی ہے جہاں دارالشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اس پر قبضہ کر کے لشکر کے آنے تک حتی المقدور
دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت مخالف اپنی جگہ سے کشتیوں
کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گزرنا چاہیں تو قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ چلا کر شرائط مدافعت کی
تقدیم کرے مگر چونکہ ان میں اس خدمت کی لیاقت نہ تھی اس نے خیال کیا کہ اگر کشتیوں کو نکلنے دیں تو
دارالشکوہ کے آدمی جو دریا میں ہیں ان کو پکڑ لیں گے اور جب لشکر شاہی پہنچے گا اور دلیر گھاٹی پر قبضہ کرنے
کی قدرت اور دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہیں ہے اس طرف دریا کے کنارے پر عمق زیادہ
کم ہے کہ کشتی کا گزرنا ممکن نہیں ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیوں کا گزر ہوگا وہیں
ان کی مدافعت کرنی چاہیے اس سبب سے صف شکن خاں نے دریا سے عبور نہیں کیا
اس نے محمد صالح کی گفتار کو تاج مانا دریا کے اس طرف دارالشکوہ کی کشتیوں کا منتظر رہا
کہ ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا کہ دارالشکوہ نے کشتیوں کو دوسری طرف روانہ کیا
اور بادشاہی سوارہ اس کی طرف نہیں آیا دریا کے اس طرف جو توپ خانہ شاہی
تھا اس نے گولے مارے مگر زیادہ بعد کے سبب کچھ اثر نہیں ہوا ایک کشتی توپ کے
صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری کیچڑ میں پھنس گئی باقی کشتیاں قلعہ کے نیچے سے نکل گئیں
محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۔۔ گو دارالشکوہ بھکر سے بھی گزر
گیا ۔۔ مگر شیخ میر اور صف شکن خاں کے لشکر دریا کی ایک طرف میں مل گئے اور
دونوں لشکروں نے ٹھٹھہ کی طرف کوچ کیا ۔ بادشاہی لشکر کے قراول چند پیادوں کو
گرفتار کیا جو دارالشکوہ کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے لشکر شاہی میں لائے تو ان کی تقریر سے
معلوم ہوا کہ ٹھٹھہ میں دارالشکوہ ۔۔۔ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر
کو دریا سے پار اتارتا تھا ۔ ترکتاز خاں افواج شاہی کا قراول تھا اس کا نوشتہ
لکھ کر شیخ میر کے پاس آیا کہ دارالشکوہ نے ۔۔ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھ آدمی اس کو دریا

اُدھر سے گولے کہ اس سے بہادری آویزش ہوئی کہ کچھ ان میں آدمی مارے اور کچھ زخمی ہوئے
کچھ قید ہوئے۔ بادشاہی آدمیوں میں ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان کوکہ بخبر لشکر گذشتہ
سے ایک گروہ پہنچا اور قصبہ مسعوم کو شہر میں لایا کہ وہ داراشکوہ کا مال ہوا اس شہر میں رکھا جائے ضبط
کرے پھر خیراتی کے دریا کی طرف دوڑے تھے گجرات کی طرف لے گیا صف شکن خان نے تعاقب کی
تیاری کی کہ اس اثنا میں شیخ میر کے نام حکم شاہی آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑ کر ہمارے پاس آؤ
ایک بہت کار ضروری در پیش ہے اس سبب صف شکن خان شیخ میر اور راہ دو تنخواہ جمع ہوئے اور مشورہ
کرنے لگے کہ قصد سے آگے جائیں یا بادشاہ کے پاس مراجعت کریں چونکہ اس ویرانی میں لشکر نے
پانی اور گھاس نہ ملنے کی تکلیفیں بہت کچھ تب اٹھائے تھے اور اکثر چارپائے لشکریوں کی سواریاں
اور بار برداری تلف ہو گئے تھے۔ رفتار کی طاقت نہ رہی تھی اس کے سوا خرچ خزانہ میں
ایک دو دن کی تنخواہ کی بیج کے سوا کچھ نہیں رہا تھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہیں کرتا تھا
اور سوا اس کے داراشکوہ نے جو وہی زور اختیار کیا تھا اکثر اس میں چول ویابان
بے آب ویران تھے جن نے تفت آگے جانے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب نے
مراجعت کی تیاری اور لشکر بھکر تک آیا یہاں معلوم ہوا کہ داراشکوہ کچھ میں پہنچ گیا
اور تین منزل طے کرکے کنارہ چول پہ آگیا اس سال مینہ کم برسا اور ان سے راہ میں کم تالاب
تھے اور جہاں کنوئیں تھے وہ لشکر کو کفایت نہیں کرتے تھے اس لئے اس کے لشکر کے اکثر
آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیا ہوں کہ وہ چول میں داخل ہوا چول
کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کروہ
پرے ہے اور اس فاصلے میں میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ سراب آب کے امواج
سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قریب دریا کے سبب اس سرزمین میں بعض مواضع پر
ایک قسم کی گل ہے جس کی تہ میں پانی ہوتا ہے اور وہ سب اس میں ڈوب جاتے ہیں
ہندی میں اس کو دلدل کہتے ہیں

اس بیابان کا طول عرض اندازہ پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ [illegible] کی ولایت میں واقع ہے وہاں ایک ماہ گجرات کو
جانا پڑا اور دوسری راہ نہ تھی [illegible] شیخ [illegible] یوسف [illegible] بکریں [illegible] ایک [illegible] بیابان
تغیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیا۔ توپیں اور جو آلات اور [illegible] توپخانہ [illegible] تھے تاتار خان
فوجدار کے پاس چھوڑے اور ولی بیگ [illegible] اور [illegible] یاقوت خان کو [illegible]
آدمیوں کے ساتھ لشکر میں [illegible] خان کو [illegible] میں چھوڑا [illegible] کو پادشاہ
کی خدمت میں [illegible] ہو گئے۔

شجاع کی شکست [illegible] پادشاہ [illegible] میں [illegible] گنگا کے کنارے [illegible]
کیا اور شجاع کے تعاقب میں [illegible] کیا [illegible] کہ [illegible] لشکر کے
گجرات جانے کی [illegible] خبر سنی تھی اس لئے الہ آباد کی [illegible] میں
توقف [illegible] الہ آباد کی طرف [illegible] لشکر کے [illegible] استیصال
کی تدبیر کرے [illegible] جسونت سنگھ کی تادیب [illegible] کرے۔

[illegible] تھیں ان کی طرف پادشاہ متوجہ تھی۔ غرہ جمادی الاول کو پادشاہ
[illegible] میں آیا یہاں شاہزادہ محمد سلطان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ الہ آباد
فتح ہو گیا تفصیل اس کی یہ ہے کہ [illegible] شجاع نے سید قاسم [illegible] الہ آباد [illegible] لشکر کی تعداد
الہ آباد میں [illegible] بہت کم تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو
اپنا قائم [illegible] قلعہ میں [illegible] اور خود [illegible] کے ساتھ شجاع کے ہمراہ
پادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی [illegible] اور [illegible]
کے سبب سے شجاع سے جدا ہو کے اپنے [illegible] آدمیوں کے ساتھ قلعہ میں چلا آیا۔ جب شجاع
الہ آباد میں آیا ہر چند اس نے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف میں لائے مگر سید قاسم صواب
اندیشی و کمال [illegible] کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا [illegible] شجاع
سے ملنے گیا مگر قلعہ میں اس کو قدم نہ رکھنے دیا۔ جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

لشکر اکبرآباد میں آیا تو سب نے آپ نے اپنا چارہ لاد اور مصلحت پادشاہ کی بندگی اور دولتخواہی میں دیکھی اور مستغنی ہو کر اس کے قلعہ کا سعادت خان کو حوالہ کیا وہ یہاں قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور سید قاسم بارہہ پادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا۔

راجہ جسونت سنگھ کی تنبیہ و گوشمالی کے لئے پادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار سوار کا سردار بنا کے جعفر اللہ خان کے ساتھ بھیجا۔ راجہ جسونت سنگھ کا بیرا اور راو رائے سنگھ راٹھور تھا اور جن کے ساتھ عنایات اور ترقی کی گئی تھی اس کو راجہ کا خطاب دیا اور منصب میں ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ خلعت و اسپ و فیل عطا کیا۔ راجہ کے استیصال کی مہم میں شریک کیا اور اس کے وطن جودھپور کے دینے کا وعدہ کیا۔ امیر خان ... اور اللہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ دارا شکوہ کے تعاقب سے بسبب فتح بہادر آوے اور دیکھے کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اس کے ہمراہ قلعہ گوالیار کو لیجاوے۔ ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۰۶۹ کو پادشاہ اکبرآباد کے نزدیک باغ نور کے متصل مقیم ہوا۔ فاضل خان خانساماں نے دارا شکوہ کا نقد و جنس و مال اسباب روپیہ کا لاکھا شاہ کے سامنے پیش کیا امیرالامرا اور تمام امرا و متعینہ اکبرآباد پادشاہ کی خدمت میں پہنچے۔

بعض اخلاص کیشوں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ جب یلغار کرکے اکبرآباد کے قریب آیا تو منافق کیشوں کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کرے گا اور شاہجہان کو قید سے آزاد کرکے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و حوصلہ باختوں کے دلوں میں وسوسے پیدا ہوئے ہیں۔

عالمگیر و شاہجہان کی ذیقعدہ کے تحریک کے وقت کونسیل کے ... میں بیٹھی ... کا سیاست نامہ ... زیر نظر رہتا ہے۔ ہندوستان میں جو ارباب دانش اپنے ملک کے حال سے خوب واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ امراء اس ملک کی عادت میں

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو اسکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے موافق نہایت
فصاحت و بلاغت سے بجوش پیچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے بیان کیا کرتے ہیں کہ سننے والوں
کو ان میں بڑا مزا آتا ہے۔ اُن کا انداز بیان والا و طرز ایسا ہوتا ہے کہ بعض راوی ان کے
بیان خبر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین نہیں کرتے تا کہ ہر نیز کو کوئی ظریف ایسا نکتہ لگا
ہے کہ بیچارہ اجنبی اس کی باتوں کو سچ جانتا ہے اور اپنے سفر نامہ میں لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا
اول بگاڑ دیتا ہے جو یہاں کے حال سے بالکل اُلٹا ہے۔ اس لئے بہت وقت میں ایک وہ تعبیر ایسی
کرتا ہے کہ جن کی کچھ اصل نہیں ہوتی اور یہ لوگ ان پر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے۔ مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اس میں رائے دینے
کے لئے کافی ہو۔ اب میں مثال کے طور پر اورنگ زیب اور جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہوں کہ جب مہاراجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا ہلکا
گیا تو اس نے سوچا کہ جو روپ بادشاہ لیتا ہے اس کے منہ سے اترا ہے وہ شخص انتظار
اگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے وہ [illegible] اگر وہ
[illegible] اور اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر
[illegible] خان وغیرہ قید ہو گئے ہیں اور سلطان شجاع اپنے فتح مند لشکر کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے تو شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب کے اعوان و انصار کو وہم
اس خطرت کا یقین ہوا اور جسونت سنگھ جس کی وفاداری سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ میں لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتوں نے اس کو جا کر گھیر نہ لیا ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا۔ آگرہ کے رہنے والوں کو دو روز تک
ٹھیک اصل حال نہیں معلوم ہوا اس میں شبہ نہیں کہ ان دونوں میں ان کو اگر جسونت سنگھ
امداد وہ جگہیاں اور پیاسا [illegible] کرتا تو شاہجہاں کو قید سے آزاد کر لیتا

اور تخت بخشا دیتا مگر چونکہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ الہ آباد میں زیادہ دن ٹھہرنے
کی جرأت کر سکتا تھا اور نہ کوئی مہم جاری اختیار کر سکتا تھا اس لئے وہ صرف شہزادہ کے نام
کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ میں عاقل خاں لکھتا ہے کہ جسونت سنگھ کے پٹ جانے
کی خبر جو شمس اکبر آباد میں، شاہجہاں آباد میں پہنچی بلکہ لاہور تک اور اطراف اکناف میں پہنچی تو اس
پر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر نا ملائم کو آب و تاب سے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ وہ خبر ناگوار کو
خود اس نے دیکھی ہے یہاں تک یہ حال خبر آئی کہ عالمگیر کو شہزادہ گرفتار کرکے آگرہ کو لے
آتا ہے۔ جب جسونت سنگھ آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خاں حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور
اس خبر کو سچ جانا اور کہ جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہاں کے تخت بچے تو یہی بات کہ اس نے
پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہاں سے تقصیر معاف کرا دو۔ فاضل خاں نے اسے سمجھایا کہ
خوب ہے پہلے اس خبر کی تو تحقیق ہو لینے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پانچویں جمادی الاول
۱۰۶۹ھ کو بادشاہ علاء پور میں آیا جو سموگڑہ کے قریب ہے۔ یہاں بادشاہ کو دارا شکوہ
پر فتح نصیب ہوئی تھی اس نے سموگڑہ کا نام فتح نگر رکھا۔ بادشاہ کے پیش نظر شاد
بہت زیادہ امر تھے۔ دارا شکوہ کی شکست اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب اس لئے
بادشاہ نے اجمیر جانے کا قصد کیا اور ۵۔ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ کو اجمیر کی طرف
کوچ کیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سپاہ جو شجاع میں دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اس کو
بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اس کو غنیمت جانا اور وہ پیادہ اس کو
خود سری کا سودا چڑھا ولایت گجرات میں نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اس کی
موافقت و مخالفت کرتا۔ میدان خالی تھا اس نے چل دیا بیابان میں قدم رکھا
بعض زمینداروں کی دو نالی سے دریا شور کے کنارے اسی راہ سے کچھ چین پایا
کر جس پر گھوڑی ساز پہنا تھا اور تخت شہزادہ گذر گئی مجھے کلام زبان ان کے

استقبال کر لیا اور اس سے ملاقی ہوا۔ دارا شکوہ نے اس کو نقد جواہر و دیگر سامان دیا اور اس کی بیٹی کو
اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ مرزا جیون نے ضیافت کی اور بعد ازاں ساتھ کر کے اپنی حد سے باہر
کر کے رخصت کیا۔ [illegible] جب دارا شکوہ احمد آباد کے قریب آیا شاہنواز خان صوبہ دار احمد آباد
کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی مراد بخش سے تو وہ دیوان سلطنت
اور اور ملکیوں کو ساتھ لیکر دارا شکوہ کے استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سر انجام خود [illegible] دارا شکوہ
کے لئے تیار کیا۔ اور جو مراد بخش کا [illegible] جنس و غلہ و ظروف آلات اور دس لاکھ روپے جو
اس کے گھر میں تھے دارا شکوہ [illegible] دارا شکوہ نے روپیہ [illegible] جمع کرنے کی فکر
میں ہوا [illegible] رخصت [illegible] جواہر و دیگر [illegible] پسند کیا اور [illegible] کا دل
اپنی طرف کیا اور [illegible] سوداگر [illegible] جواہرات [illegible] گجرات [illegible] حاصل [illegible] اپنی طرف
سے [illegible] حال [illegible] کیا [illegible] سات روز [illegible]
میں [illegible] ہزار سوار جمع کر لئے [illegible] اور جیند آیا [illegible] خط [illegible] پیغام
[illegible] جمعیت [illegible] راجہ جسونت سنگھ سے ملنے کے
لئے مختلف [illegible] اس [illegible] پاس خبر [illegible] لشکر شاہی کی ملاقات
سے راجہ جسونت سنگھ نے [illegible] شہرت [illegible] توپی [illegible]
دارا شکوہ نے [illegible] راجہ جسونت سنگھ کو نوشتہ آیا اس میں
اس نے اپنا حال لکھا اور دارا شکوہ کو اشارہ کیا کہ [illegible] کی طرف آئے۔ دارا شکوہ
غرہ جمادی الاخری [illegible] کو [illegible] آپ خانے کے ساتھ [illegible] توپ خانہ
اس پاس اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اس نے [illegible] سے چالیس توپ نکالی
تھیں جب دارا شکوہ چلا [illegible] راجہ جسونت [illegible] نوشتہ [illegible]
تھا اور اس پر [illegible] آنے کا افسوس [illegible]
[illegible] کی جمعیت [illegible]

جن کے جلن اجمیر کی نواحی میں ہیں اور اس بات سے دارا شکوہ کے عزم میں تقویت ہوئی تھی وہ جودھپور سے تین منزل پر میرٹھا میں آگیا تربیت خاں فوجدار اجمیر دارا شکوہ کے قریب آنے سے وہاں باختہ پادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ رزم و پیکار پر آمادہ ہوا ہے تو پادشاہ نے طاہر خاں کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ چار روز کی خبر لاسکے۔ پادشاہ بھی چلکر قصبہ تودہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ مذکور میں جو قلعہ ہے اس میں خزانہ اور زوائد کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھے جائیں۔ راجہ راسنگھ کو قلعہ کی محافظت سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ میں تھا پھر پادشاہ تالاب رامسر سے چھ کوس پر آیا یہاں طاہر خاں نے جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کرکے پادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا پھر متعلقہ راجہ جے سنگھ میں پادشاہ نے پہنچ کر فوج بندی کا حکم دیا راجہ جے سنگھ کو دلیر خاں و حسن قلی خاں اور ایک اور جماعت کے ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خاں کو توپخانہ کے آگے جانے کے لئے مقرر کیا شیخ میر اور اس کے بھائی امیر خاں کو التمش کا سرفوج بنایا امیر الامرا کو اس کے بیٹوں اور گنج علی خاں اور بعض سرداروں کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری پادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادروں کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خاں و مرشد خاں و عبدالرحمن خاں بن نذر محمد خاں اور ایرانی و تورانی اور سرداران کو اور افغانوں اور راجپوتوں کو جابجا میمنہ اور میسرہ و قول و چنداول میں مقرر کیا اور حکم دیا کہ جنگ کر دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب ہو اس میں فرق نہ آئے۔

داراشکوہ اور جسونت سنگھ کے معاملات

جب دارا شکوہ میرٹھا میں آیا تو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جو معاملات پیش آئے وہ بیان کئے جاتے ہیں اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پادشاہ کے ساتھ سے شجاع کی لڑائی میں بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ پادشاہ افواج میری تنبیہ و تادیب کے لئے مقرر کریگا تو ناچار اس نے اپنا چارہ کار اس میں دیکھا کہ دارا شکوہ کو ترغیب و تحریص

سے اپنی طرف کھینچے اور اس سے فوج امداد راجپوتوں سے ایک بڑا لشکر جمع کر کے اُن کے
استقلال سے خلاف جوئی کرے۔ جب یہ حال معلوم ہو گیا تو اس نے دارا شکوہ کو بلایا اور خود بھی تدارک
کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور دارا شکوہ کے [illegible] راجہ جے سنگھ کے حال پر بہت
از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ [illegible] رشتہ [illegible] رکھتا تھا اس نے بادشاہ سے
اس کے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور [illegible] اس کی خطا کو معاف
فرمائیں گے اور اس کو جان کی امان دیں گے تو یہ میری سرفرازی کا باعث ہوگا اور وہ بھی ممنون
ہوگا اور بصدق دل اس سے بندگی کرے گا۔ بادشاہ نے اس کی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ
وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور وہ مکتوب بھی بہ مضمون ہو
اور حضور عالم کی دید منتظر ہے اور دارا شکوہ کے ساتھ رہنے سے پرہیز کرے اور بادشاہ نے بھی ایک
خط اس کی طرف تحریر کر دیا۔ عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جے سنگھ کو خط لکھنے
کی اجازت دی لیکن اس خط کا مضمون نہیں لکھا مگر دیگر تاریخوں کو دیکھ کر اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوتا
ہے کہ راجہ افغانستان اور دارا کی خط و کتابت کے مضمون [illegible] ہندوستان میں [illegible] کر کے پیچھے معلوم
ہو جاتے ہیں۔ لکھا ہے کہ راجہ جے سنگھ نے یہ خیال کیا کہ وہ ان کے ساتھ [illegible] حالات
اورنگ زیب کی فتح پر دلالت کرتے ہیں راجہ اپنی مصلحت [illegible] دارا شکوہ کے
تو عرض کرنے میں جانتا تھا اس نے راجہ جسونت سنگھ کو دارا شکوہ کی امداد و اعانت سے باز
رکھنے میں اپنے رسوخ و اثر کو یہ کام میں لایا اس نے جسونت سنگھ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم
جو بے اقبال دارا شکوہ کی امداد کرنے میں کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدہ تم کو حاصل ہوگا
اس کام میں تمہارے استقلال سے دارا شکوہ سے کام میں بہبودی ہونے کی نہیں۔ مگر
اس میں شک نہیں کرتا ہے کہ تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائے گی اور اورنگ زیب
سے تم ہرگز اپنے قصور کی معافی نہیں کرا سکو گے۔ میں [illegible] ہوں [illegible]
[illegible]

تحریر میں ... پر خط لکھیں اور اعادہ کیا [illegible] میرے پاس ایسے وسائل ہرگز [illegible]
اس کوشش [illegible] خلاف میں اس کو [illegible] سے دو لاکھ [illegible] ابھر کر
ملنے [illegible] سے شخص [illegible] ہو گئی [illegible] سکتے ہیں
ایسی حالت میں [illegible] کوشش سے [illegible] ہو سکے اب اگر [illegible] دارا شکوہ [illegible] اپنی حمایت
چھوڑ دو اور اورنگ زیب تمہاری ساری خطائیں معاف کر دیگا [illegible]
نہیں کریگا بلکہ [illegible] عزت کا [illegible] ملک کے حکومت سے [illegible] تم خو [illegible]
جاتے ہیں جو تمہارے ملک کے ہمسایہ ہیں ہے یہاں تم ان [illegible] سے [illegible] رہو گے
میں ان وعدوں کے ایفا کی ذمہ داری [illegible] اپنے ذمہ لیتا ہوں۔

جب اورنگ زیب کا [illegible] مہاراجہ جے سنگھ [illegible] کے [illegible]
لئے راجہ جسونت سنگھ کے پاس پہنچے تو ان کے اثنا میں اس نے کوشش کی اور [illegible]
دارا شکوہ کے استقبال کے لئے نہیں کوچ کیا تھا اب اس نے ملنے کا ارادہ چھوڑ دیا اور [illegible]
دلی کی طرف [illegible] دارا شکوہ کو راجہ کے وطن کی طرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
خود [illegible] رسائل شروع کئے بار بار خط [illegible] کر کے پیغام بھیجا مگر کچھ [illegible]
اس سے دارا شکوہ کے دل میں اور خلشیں پیدا ہوئیں وہ خود جودھپور سے چند کوس پر گیا
اور یہاں چند مقام کئے اور راجہ پاس دوین چند (دوی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اعتماد رکھتا تھا اس نے جا کر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اب اپنے وعدہ کو ایفاء
کیجئے اس نے جواب میں یہ عذر کیا کہ میں اپنے قول پر راسخ ہوں فی الحال میرا آنا مصلحت
نہیں ہے دارا شکوہ اجمیر میں جا کر قیام کرے اور راجپوتوں کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے
جب دوسرے نامی راجپوت اس کے پاس آ جائینگے تو میں بھی اس پاس آ جاؤنگا۔ دوی چند
یہ جواب یاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو دارا شکوہ اجمیر چلا آیا اور دوبارہ
دوی چند کو راجہ پاس بھیجا اس نے یہاں آن کر [illegible] تو [illegible] بنا کر پیغام کا

ذکر کیا اور راجہ پر بہت سے احسانات واقسوس یہ ہے کہ کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا کہ راجہ کے سامنے جواب نالائق دینے کے ہیں یہ بات لوگوں میں بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر سراپا ندہ بھیجنے راجہ کے جواب کا منظور کر دیا ہے صاحب غرض مضمون جو کا کو اور احتیاج قیصر زادوں کو رہا جناتی ہے پر دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا ہر چند اس شہزادہ نے لابہ گری و الحاح و دلبری کی اور وعدے وعید کے مگر راجہ نے اسکو بھی مثل چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سپہر شکوہ مایوس پریشان جا کر باپ پاس آیا تو دارا شکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید کی اب حیران تھا کہ دنیا چارہ کار کیا کروں کہ اس حالت میں عالمگیر کے آنے کی خبر مشہور ہوئی چارنا چار کارزار کو قرار دیا اور بتقاضاء وقت جنگ صف میں صرفہ مناسب جانا اور نواح اجمیر کے کوہستان میں مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور وہیں جگہ سے چل کر لشکر میں آیا بعض راجپوتوں کی دیوار خام تیار اور سنگ چین کرکے توپوں کے لگانے کے لیے اور تفنگچیوں کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اسنے جانب یمین مصطفے خاں وسید ابراہیم کو سپرد کی اور تین امیر اور ہزار برقنداز انکے ہمراہ مقرر کیے اور یسار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خاں اور اس کے بیٹوں کو سپرد کیا اور ایک جماعت برقندازوں کی ان کے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میواتی کو حوالہ کیا توپ خانہ کا مصالح دیا اور سپاہیوں کی جماعت ساتھ کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشباری اور باقی توپوں کے ساتھ قائم کیا ۔ خود بیچ میں رہا ۔ سب جگہ توپیں چن دیں اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال میں مصالح مطلوبہ پہنچا کر مزاولی کرتے رہیں اور ایسا نہ کریں کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار ہو مطلب یہ ہے اب بادشاہ نے مع حشمت دیوراٹی میں آکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہاں سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان مقرر کر کے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خاں

بیرا آتش بامور ہوا اور توپخانہ کو آگے لیجا کر جہاں خصم کے مورچالوں کے مقابل لگانے اور توپخانے
کے پیچھے شیخ میر و دلیر خاں کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سرداروں نے مقامات مورچال بنانے
کے تجویز کرنے اور توپچے گروں کے راستے میں وحشت باز رکھنے ان میں سے ہر ایک دوسرے
پر کارزار کے تردد میں سبقت لینا چاہتا تھا اور دوسرے کو پیشقدمی نہیں کرنے دیتا تھا خصوص
شیخ میر اور دلیر خاں سید نصیر الدین خاں دکھنی نے جانفشانی کرنے میں تین روز تک تردد بیادا نہ
کیا اور خواب و خور کو اپنے اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالوں کے بڑھانے کے لئے
دشمنوں پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ ان کے دل ہل جاتے تھے۔ لیکن مخالف کے مورچال جو حد
کوہ میں قلب مقام میں بکمال استحکام رکھتے تھے اس لئے پادشاہی آدمیوں کی کچھ
پیش نہ جاتی تھی بلکہ دارا شکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور دمدمہ کے آگے چپر لگا کر پایہ بنا کر
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیوں اور چارپایوں کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑوں کی پناہ میں چلے جاتے تھے ان کی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی نہ کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور پادشاہ کے مورچال کے گولے سوا اس کے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکرا دیں کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو پادشاہ نے اپنے اخلاص کیشوں
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ وعید کئے اور یورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز
راجہ راجروپ زمینداروں نے جو کوہ نوردی اور شیر نبردی میں ضرب المثل تھا اپنے
پیادوں کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہاں کوہ نشینوں کو یورش
کا گمان تھا ان کوہ نوردوں نے دامن ہمت کو کمر پر کس کر افتاں و خیزاں ان
مورچال و تشبارون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اس کو اپنے پاؤں کا زینہ بناتے
اور چڑھ کے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ بھی ان
جیالوں کے عقب میں تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اس کے آدمی اوپر چڑھ کے
آواز دیں باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلے کے لئے آگئے تھے مگر راجہ

بہادر از قدیم جا بجا سے اور گاہ تفنگ تفنگ کے بارش میں سینہ سپر ہو کے لشکر سے جدا ہو کر حملہ آور ہوا
دلیر خاں سے بھی جو افغانوں میں بہادری میں مشہور تھا۔ راجہ تفنگ کی بہادری دیکھ کر اس پر حملے
کا قصد کیا اور راجہ تفنگ کی باڑھیں ہو کر بائیں طرف سے اس پر پہنچ گیا اور بائیں طرف سے شیخ میر نے
پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر میں بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جے سنگھ نے
بہادر راجپوتوں کے ساتھ بہادرانہ حملہ کیا اور امیر الامراء نے توپخانے کے آدمیوں کو ہمراہ لے کر جانب
پیچھے اور اسد خاں و جو سردار خاں سے جو افغانوں کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر بطرف سمت
پست [illegible] کرتے ہوئے اس یورش میں سب بہادروں نے مردانگی دکھائی لیکن راجہ جے سنگھ
آدمیوں سے پیش قدمی کی اور آخر کار شیخ میر و دلیر خاں افغانوں نے اپنی شجاعت و جلادت
دکھائی ان کے مقابل میں شمشیر خاں وغیرہ جو ان کے سرہال سے بادشاہ سے جا کے لگے
اسی میں مل کے [illegible] سرداروں کے آدمیوں میں سے ایک شیخ کثیر نام بھی
اس اثنا میں توپ خانہ کی آگ اور ہاتھیوں کی گرج بلند تھی صدا اور توپوں اور بان چھوٹ
کا وہ جوان [illegible] صحرا میں ایسی وحشت اور ہیبت تھی کہ خویش و بیگانہ میں فرق کرنا
دشوار تھا ہر طرف سے گھوڑوں کی ٹاپوں میں [illegible] پامال ہو کے [illegible]
نشان [illegible] دلیر خاں کے داہنے ہاتھ میں ایسا تیر لگا کہ وہ [illegible] سے باندھا
[illegible] بلندی پر [illegible] اپنے آدمیوں کو [illegible] ہزیمت و شکست جنگ
کی [illegible] تمام [illegible] کی [illegible] سے دیتا تھا ہر چند کہ [illegible] نے [illegible] کی
[illegible] میں [illegible] کے عقب سے [illegible] بہادری [illegible]
[illegible] خاں نے ہمت [illegible] اس جنگ [illegible] نجات [illegible]
دونوں [illegible] کی خدمت میں خصوصاً بادشاہ کی جانب [illegible]
جان کے جانے میں [illegible] کی [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] قتال [illegible] کے [illegible]

اس سلطنت میں گردکا کا اس ملک میں پیدا ہوا تھا کہ جو اس سے نسبت [illegible] رکھتا تھا اس
کی وجہ میں پیچھے نیت [illegible] سب پہلے [illegible] اتفاقاً [illegible]
نے کی [illegible]
عیب [illegible] حال سے [illegible] وقت [illegible]
[illegible]
اور شاہ کا خیال کرتا چاہتے تھا [illegible] اور ملک کے پاس [illegible]
کی اس حقیقت [illegible] کے سبب بادشاہ [illegible] ان کی ترقی
ایسی کی [illegible] کسی بادشاہ کے عہد میں نہیں ہوئی تھی [illegible]
کے نسبت [illegible]
[illegible] ملک کے پاس [illegible]
[illegible]
[illegible] بادشاہی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جانے کے غم میں اور ننگ و ناموس کے برباد جانے کے الم میں بیٹھے بعض زخم کاری سے تڑپتے تھے اور اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیوں کے بھاگ جانے سے گروہ دریائے حیرانی سرگردان آہ و نالے کے ہمدم ہو رہے۔ دارا شکوہ کا کل اردو اور اسکے تمام کارخانجات مع ہاتھیوں کے لٹ گئے اس اندھیری رات میں اور بارود کے دھوئیں سے بھرے ہوئے میدان میں کر دو تین گھنٹوں تک یہ خبر تحقیق نہیں ہوئی کہ دارا شکوہ بھاگ گیا۔ دوسرے دن بعض مورچال میں جنگ تمام ہی اور هوشدار خاں مع بعض امرا کے اپنی جگہ میں دلیری گرم رہ کر برقندازی کرتے رہے جب تک کہ ان کو دشمن کے فرار اور مورچال کے خالی ہونے کی خبر نہ تھی۔ اطلاع ہوئی دارا شکوہ کے ہمراہی حملہ کرنا سید ابراہیم اور ایک جماعت دارا شکوہ کے پیچھے چلنے سے متوقف نہ ہوئے بھر رات کے تک حرکت مذبوحی کرتے رہے۔ محمد شریف مخاطب بقلیچ خاں کہ دارا شکوہ کا میر بخشی تھا اس کے پیٹ میں تیر لگا جس سے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت خاں پسر شہنواز خاں کے گولیوں سے تین چار زخم لگے تھے۔ عسکر خاں و سید ابراہیم اور دارا شکوہ کے ہمراہیوں کی ایک جماعت جن کا بدن زخمی اور دل پر خون تھا اور سر و رخت جن کے مال و اسباب بیخانمان تاراج ہو گیا تھا صف شکن خاں کے وسیلے سے شرف اندوز ملازمت ہوئے اور مورد عنایات۔

ناظرین! دیدۂ تجربہ کار صفت پیشوں پر ظاہر ہے کہ نہنگان دریائے غیرت اور شیران بیشۂ شجاعت سے جن میں سے ہر ایک روز رزم میں رستم سے چار جنگ کرتا اور ایسے حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہوں اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور ثبات قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور خصم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و نصرت الٰہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر محمول نہیں کر سکتے۔ عالمگیر نے فتح کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خاں و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا اور فرمایا کہ دونوں کو حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ میں مدفون کریں۔ خود

اس مظفر کی نجابت کر کے اور [illegible] دیگر گروہ کی [illegible] سب [illegible] کر کے [illegible]

چار روز مقام کا حکم دیا اس سبب [illegible] ایک [illegible] جا [illegible] خان [illegible]

کیا اور دشمن کے ساتھ ایک جماعت کا [illegible] کی [illegible] تعاقب

کرنے کے لئے مظفر کی [illegible] خلعت دیکر رخصت کیا [illegible]

کے [illegible] بادشاہ کے [illegible]

اور اس علامت [illegible]

مظفر کی بحالی [illegible] خلعت کے [illegible]

پر اس کی نجات [illegible]

[illegible] حکم دیا اور [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] بادشاہ کے [illegible]

[illegible]

پھر اپنے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور اقسام زرّیں اور نقرئی ظروف و آلات ... آرائش ... پیش ایوان ... قدر ولایت
کا زربفت صرف ہوا ... ہوا اور رامشگران ...
عشوہ ... کے ساتھ مجلس آرا ہوئے اور انھوں نے اصول گوناگوں سے رقص و سرود کا ہنگامہ
ہنگامہ پر جوش و خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا منبر پر ہم لقب ابوالمظفر محی الدین محمد
اورنگ زیب بادشاہ عالمگیر غازی کا ذکر ہوا۔ عہد سابق میں روپیہ اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ
اور خلفاء راشدین کے نام سے مزین ہوتی تھی ہر کس و ناکس کے ہاتھوں میں اور پاؤں تلے یہ سکے
آتے تھے اور ناپاک مقاموں میں جاتے تھے۔ بادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی
اس لئے بادشاہ نے اشرفی کے لئے یہ سکہ تجویز کیا ہے

سکہ زد در جہاں چو بدر منیر   شاہ اورنگ زیب عالمگیر

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا ہے

اوسکہ اقبال زد چو مہر منیر   سیم و درم شاہ ... نقش پذیر

از سکہ اقبال صبح اورنگ   گردید زر از سکہ اورنگ عالمگیر

چونکہ دونوں دفعہ تاریخ فتح روز یک شنبہ کو ہوئی تھی اس لئے ہر ہفتہ میں جشن کا روز یہ دن مقرر ہوا۔ اس جشن میں جو کچھ انعام دیا گیا اس کی تفصیل طول طویل ہے اس لئے چند خاص آدمیوں کا انعام لکھا جاتا ہے۔ سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ بیگم کو اور چار لاکھ روپیہ زینت النساء بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النساء بیگم کو اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النساء بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو حاضر تھا دیا اور منصب ... ہزاری ... ہزار سوار اور اس کے لوازم اور بادشاہزادہ محمد سلطان کو جو شجاع کے تعاقب میں گیا تھا ... لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ بادشاہزادہ محمد معظم کو اور ایک ... روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن میں تھا۔ امیر الامراء فاضل خاں خانساماں ... سعد اللہ خاں کے بیٹے ... اور ... ہر ایک قدر کو خلعت و خطاب و منصب اور جواہر عنایت ہوئے ... ہزار ...

روشناسوں کو خلعت [illegible]

پہونچی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جلال الدین محمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور [illegible]

[illegible]

سال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کرکے اس نے جلوس کا نیا سال مقرر کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عید الفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے اس کی سلطنت کے سال بسال وقائع کی تاریخ میں ایک دقت پیدا ہوئی اس کی سلطنت کا سال اول غرہ جمادی الاول ۱۰۶۸ھ سے غرہ رمضان ۱۰۶۹ھ تک شمار ہوتا ہے وہ اول تاریخ میں دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان میں اس کا جلوس دوم ہوا تھا۔ ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول میں شمار کر اور باقی جلوس کے سالوں کا حساب غرہ رمضان سے شروع کر اگرچہ اس پر ملاؤں نے حساب کے دقت کا [illegible] کیا مگر کہا کہ نوروزی میں بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان میں موسم ہمیشہ بدلا رہتا ہے جشن کی بہار موسم بہار میں اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے ان کے کہنے پر کان نہ لگایا۔

دارا شکوہ کا احوال پر ملال یہ ہے کہ وہ کہ اجمیر میں شکست پانے کے بعد (جس کا حال پہلے لکھا گیا ہے) دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ و بیوی بیٹی اور کچھ جواہر و اشرفی چند اسامی خدمت حمل کر اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور بارہ ہاتھیوں پر باقی خزانہ و اسباب سرانجام ضروری لادا اور بیگمات خادمہ عورتوں کو سوار کیا اور ان کو کچھ تھوڑے سے نوکروں کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ سرا ان کے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کو لائیں وہ چار پانچ کوس راہ چلے ہوں گے کہ سب نوکروں نے اس مال پر بیداد و غارت کا ہاتھ دراز کیا آپس میں خوب دست و گریبان ہوئے اور جس کے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اڑا ہاتھیوں کے اوپر سے مال کے بوجھ اتار لئے عورتوں کو اونٹوں کے کجاوے سے اتارا اور ان کا سارا زیور چھینا اور ان کو ہاتھیوں پر بٹھایا اور صحرا میں آوارہ کیا اور ہاتھیوں سے اتارا ہوا مال ان اونٹوں پر لادا پھر منتشر ہوا اور [illegible] تک روکا نقد و جنس [illegible] جو سے ہو سکے اپنے ساتھ لے گئے زیادہ یہ مال راجپوتوں کے ہاتھ لگا وہ جیسی گڑھ نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سراؤں کو شکستی نہیں کر سکے بادشاہ کے لشکر کے خوف سے [illegible] کی ہاتھیوں کی سواریوں کو دارا شکوہ کے پاس

سے جانے کو اپنی آبرو [illegible] کی امیر [illegible] کہ اس [illegible] میری [illegible] میں [illegible]

ساتھ وہ [illegible] کے پیچھے [illegible] کو ایک [illegible] اس کے [illegible]

سے جاتے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کی [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

آیا اوقات تنگ نہ کی ہے

بہ تیغ گر دولت دنیا بادہ — زہ پیش بیزش زرے نقد
بہ تیغ گر بخشش بدہ دستگیر — نگردد و بخشش گزرد از سر کہ

دوچین دن تک راجا شنکرو نے اس زمیندار کے استقبال کرنے میں ہیچ و کوشش کی کہ آخر وہ
جل چین کر بنگر کی راہ لی جب سندھ کے کنارہ پر پہنچا تو زمرداری راجا شنکرو کی جو اتنا ہی ہے
دنوں میں یہی آنے کے دن تک رفیق تھا اس کو برگشتہ بخت دیکھ کر ذرا دغا کیا اور اس راہ
کو چلا گیا جب پہنچا شنکرو جا دون دادا خان کا تھانا اس کی دولت میں آیا تو ہمیں ہا سے ہمراہ
لیکن اس کے ہمراہ ہوئے اور اس کے دستگیر کرنے پر تیار ہوئے پیام کہہ بھیجا کہ آخر تنگ
اور دوشی سے ان کے ہاتھ سے نجات پائی بلکہ ان کی دولت میں گیا مرزا انجیلی نے جو ہی تھا
اس دور تک استقبال کیا اور دوستی کر کے دن کے ساتھ پیش آیا اور ضیافت کی اور ان
پانے کے رنجور ہو کر کے درخواست کی کہ میں آپ کے ساتھ ہوں تو راہ بند کرو تب یہاں
سے تنہا کر کے منزل دو ترتیب سے ہاتھ اس اثنا میں اس نے بہت مبالغہ کیا اور
ترغیب دی لیکن راجا شنکرو کو زیادہ تر کی ہوئی تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کرے
ملک مال پر تصرف ہوں اس نے مرزا انجیلی کی بات کو نہ مانا اب اس نے ملک جیون خان
و حاکم کے ششدر میں جانے کا ارادہ کیا وہ راجا شنکرو کا مرہون احسان تھا اور قبول کی
اخلاص خاص کا دعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجا رہتا تھا

صید را چوں اجل آید سوے صیاد رود

اس زمیندار کے وطن کی سرحد پر پہنچا تو ملک جیون نے کمال کی طرح استقبال کر کیا اس
خیر ابن عمان کش جن کی خصلت ہے ہیں کہ اپنے محسن سے ہماہ اور جفا غداری میں کمر بستہ ہوتا
پیدا تھا تا ہے کہ اس کی وحشت دو سب راجا شنکرو کی ذریعہ نادرہ بیگم دختر پرویز غزیز کی
جو مرض یا سہال میں مبتلا تھی اس میاں بیوی میں کمال محبت تھی تاکہ اس کی مصیبت

فرو سنج میں کمل کمل کر وہ مر گئی تھی دارا شکوہ کو غم پر غم اور الم پر الم ہوا۔ بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے دارا شکوہ نے اس کو لاہور میں اپنے مرشد میاں میر کے مقبرہ میں دفن ہونے کے لئے بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس بیکسی میں رفیق تھا جس ایک سپاہی کا سا اخلاص تھا اور جدا ہونے پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ ستر آدمیوں کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ مقبول کو بھی جس کی رفاقت اس حال میں غنیمت تھی اس کے روانہ کیا۔ خود چند خدمتگاروں اور ناکارہ خواجہ سراؤں کے ساتھ رہ گیا۔ ماتم کے بعد یہ مصلحت جانا کہ بیچ کر ملک جیون کو ہمراہ لے کر راہ چلا گیا اور اپنے فرزند سپہر شکوہ کو ساتھ لیکر ایران کے ارادہ سے قندھار کو روانہ ہوا۔

ملک جیون جب تک اس کا ایران تک رفاقت کرنیکے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اس نے اپنی ترقی اقبال کے لئے حق کا احسان کا کچھ خیال نہیں کیا اس کے دستگیر کی فکر میں ہوا۔ مہمان کی رفاقت میں چند کو اس بلا پر اپنے بھائی کو اور راہ تین جماعت کے ساتھ دارا شکوہ کی خدمت میں چھوڑا اور خود یہ منصوبہ باندھ کے پیچھا بنا کر ایران کے سفر ضروری کا سر انجام کرے دو تین منزل پر گیا تھا اس کے بھائی نے اپنی ہمراہی کی فوج لی اور بے خبر دارا شکوہ کے سر پر جا پہنچا اور اس کو ہاتھ پاؤں ہلانے کی فرصت نہ دی گرفتار کر لیا اس کو اور سپہر شکوہ اور اس کے ہمراہیوں کو اس بھائی نے میزبان پاس لائے اور ایک مقرری مکان میں ان کو محفوظ رکھا۔ اجمیر میں مرزا راجہ جے سنگھ و بہادر خاں کو کہ دارا شکوہ کے تعاقب کے لئے مامور ہوئے تھے ان کو ملک جیون نے اپنی اس نیک خدمتی کی اطلاع دی اور بہادر خاں و بعد ازاں بھکر کو بھی ایک اپنے حسن لال کا خط لکھا اور ایک قاصد بادپا کے ہاتھ اس پاس بھیجا۔ بہادر خاں نے اسی وقت حضور میں اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط شتر سوار کے ہاتھ بھیجا۔ جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے محرموں کو اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اس کے اخفا میں کوشش کی۔ عالمگیر ایسا گنجیر تھا کہ اس خبر سے شہرہ

پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خاں کی عرضداشت آئی کہ جس
میں اُس نے ملک جیون کی سعی سے دارا شکوہ کے گرفتار ہونے کی مبارکباد دی اور لکھا کہ
دارا شکوہ کو ساتھ لیکر آتا ہوں جب یہ عرضداشت بادشاہ کی نظر سے گذری تو اُس نے اور
ماہ شوال میں شادیانہ بجانے کے لئے ارشاد کیا۔ سب کو اس امر کی اطلاع ہوئی اور اپنے
جشن جلوس کے ایام عید الفطر تک بڑھائے جب یہ خبر مشتہر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے
گالیاں دینی شروع کیں ملک جیون کے لئے بادشاہی خلعت اور خانی منصب ہزاری دو صد
سوار کا بہادر خاں پاس بھیجا۔ بہادر خاں وسط ماہ ذی الحجہ میں دارا شکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور
میں لایا حکم ہوا کہ پدر و پسر کو اسی طرح مسلسل کر کے ایک ہتھنی پر بٹھا کر دار الخلافہ کے [illegible]
سے داخل کریں اور ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک [illegible] سعادت خاں [illegible]
لے کے پرانی دلی میں خضر آباد میں لے جائیں اور حفاظت خواص پورہ میں قید کریں۔ بہادر خاں
نے بیان اس کو پہنچایا اور حضور کی خدمت میں آیا اور مورد عنایت بے پایاں ہوا۔ ملک جیون
کو بختیار خاں کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر میں وہ داخل ہوا اور بازاروں میں گذرا
تو دیوان آدمی اور داراشکوہ کے ہمراہ تھا ہر کوچہ و بازار کے اہل حرفہ و پیشہ اور ہر قوم کے
تماشائی ایک دوسرے کی تقلید کر کے جمع ہوئے۔ بختیار خاں اور اس کے ہمراہیوں کو گالیاں
دیتے تھے۔ اینٹ پتھر اور گوبر اور نجاست اور ڈھیلے اس پر پھینکے کہ کئی آدمی مجروح ہو کر
بھرے اور بہت زخمی ہوئے۔ بختیار خاں سر برہنہ [illegible] لگا کے اس بلا سے بچ کر بادشاہ کی
خدمت میں آیا۔ کہتے ہیں کہ اس دن اگر کوتوال شہر نہ پہنچے تو مسیوں کے ساتھ شہر کے آشوب کے
رفع کرنے میں کوشش نہ کرتا تو شہر میں ہنگامہ ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیوں میں ایک
جان سلامت نہ لیجاتا۔ افغانوں کے سر پر کوٹھوں سے عورتوں نے اس قدر [illegible]
اول نجاست سے بھرے ہوئے ظروف پھینکے کہ تماشائیوں کو اذیت ہوئی۔ دوسرے روز
کوتوال نے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی حبیب نام احدی تھا اس نے [illegible] جماعت میں [illegible]

کی تھی وہ سامنے سے شہر کا دروازہ تھا اور آفتاب تھا علی زمان کے فوجی کو اول بیت کو قتل کیا
دوسرے دن کا آخری ہی پہر تھا کہ پایا کہ دارا شکوہ نے دروازہ شہر سے قدم باہر رکھا تھا تو عوف
ہو جا تمام کیا تھا ، جلاد کو حضرت فرصت پیچانی تھی اس نے اس کو ذبح کر کے اس کی نعش کو خیل
پڑا ال کو دوبارہ چوکی کے بازاروں کے دستوں میں لے گیا ، سارے تماشائی اس کے
حال و جلال بادہ پرکریاں تھے پھر اس کو شہر و بیابوں میں مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ
نے حکم دیا کہ قتل کر لیا ، ریجا جائے اسد اں جیب ہے ۔ اصل حال تو یہ ہو گیا کیا ۔ سبب کے
یہ جھوٹی کہانیاں بنائی گئی ہیں کہ اب دارا شکوہ نے اس حال میں بادشاہ و جانی کو لکھا کہ
میں ہاتھ جوڑ کے کہ بادہ حق بادشاہ حسن سلامت سلطنت تمہیں اور تمہاری اولاد کو مبارک
مجھے اس کی ہوس نہیں ، ہو ہی تنہا ایک گوشہ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کے لئے
چاہتا ہوں کہ کچھ کھا پی لیا کروں اور تمہارے لئے دعا کیا کروں ۔ اس پر تمہارے کیا خوبصورت
جواب جانی نے دیا ہو کہ مطالعہ کیا یا ان کے روبرو اس کی چند کتابیں پیش کیں جو تماشا
صوفیہ اور تحقیقات کلمات متقین جو دو کے سبب میں تصنیف و تالیف کی تھیں اور پوچھا کہ جس مسلمان
کا یہ اعتقاد ہو اس کے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے ۔ علما نے کہا کہ ان کتابوں کے مضامین شرع
کے خلاف ہیں جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اس کا قتل واجب ہے یہ بات شکل
ظاہر کرنے سے کہ غرض حضرتی یہ بیزی درست ۔ بظاہر نہایت افسردگی سے قتل کا فتوی
جاری کیا ، معلوم ہوا کہ مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہیں کرے گا اس نے ایک سنگدل کو جو
دارا شکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اس کے ساتھ چند غلاموں کو قید خانہ میں بھیجا
دونوں باپ بیٹے اس قید خانے میں مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اسی دال کو زہر کے
اندیشے سے کھایا کرتے تھے جس وقت بیقال سامنے آئے دارا شکوہ نے جان لیا کہ اجل کے
فرشتے آن پہنچے ۔ اس [illegible] بیاری خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی
چھری لیکر وہ دشمنوں کے مقابلہ میں آیا جب تک بہت سے غلام اس پر آکر ٹوٹ پڑے

[illegible] سے [illegible] بادشاہ [illegible]
اس کا [illegible] سے پاک [illegible] سلطنت میں بادشاہ کے [illegible]
نے پہچان لیا کہ [illegible]
کے بیان کے [illegible]
[illegible]
[illegible] سال [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

فوجداری کے محصول شرعی ہوتا تھا کہ اپنی نظر کے سبب سے معاف کیا اور اس حکم کے اجرا کے
واسطے جا بجا صوبجات میں احکام گرز برداروں اور احدیوں کے ہاتھ روانہ فرمائے کہ نفس الامر
یہ ہے کہ اگرچہ بادشاہ دیندار نیک نیت پر ہوتے ابواب مذکور کے معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام متعدد
صادر کئے لیکن ان کی تعمیل سب جگہ پوری نہ ہوئی پاندری کا محصول زیادہ تر مشہور پایۂ تخت
حاکم نشین شہروں دار اکبر آباد دہلی لاہور برہان پور میں لیا جاتا تھا وہاں تو اس حکم کی پوری
تعمیل ہوئی باقی ابواب کی ہر چند ممانعت بادشاہ نے کی لیکن زبردست فوجداروں اور
جاگیرداروں نے وہ سبب اس مال مستانی سے اپنا ہاتھ نہیں روکا اول عالمگیر کے عہد میں
تمام ملک محروسہ میں جاگیرداروں اور فوجداروں اور بعض داران جاگیر کے دل میں سیاست کا
ترس اور ڈر نہیں رہا تھا و دام ابواب مذکورہ جو منسوخ ہوئے تھے وہ چاہئے تھا کہ سرشتہ
دیوانی سے سبب ابواب کی تنخواہ کے وقت میں منہا حساب پر بادشاہ جاگیر تنخواہ میں مجرا دیا کیا
بادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا اتفاق و عدم غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کمی ہمت ذہنی
کی وجہ سے عمل میں نہیں آیا جاگیرداران خود اس علت کے سبب کہ ان ابواب کے دام بطور
تنخواہ میں لگتا ہوئے ہیں زیادہ طلبی کی طمع کرتے اور ظلم کا اور اعتماد کرتے راہداری اور اقوام
دارگیر میں بہت سے مشتبہ بہانات کر کے برابر ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے اگر ان وحشی
سوانح و وقائع نویس پرگنات کا حال بادشاہ سے معروض ہوتا احکام کے منصب میں کمی ہوتی
اور گرز برداروں کے تعین سے ان پر عتاب ہوتا اور گرز بردار جمع بیگر چند روز اس کے اخذ
منع کرتے تھے مگر بعد انقضاء ایام چند و عرضی کے وسیلہ سے یا وکلا کے باتیں بنانے
سے منصب بحال ہو جاتا تھا اس لئے یہ ابواب معافی کا بند و بست عمل میں نہیں آیا راہداری
کا محصول جس کی آمدنی بڑی ہوتی ہے عین ظلم و تعدی ہے اور متدینوں کے نزدیک
سب سے زیادہ ممنوع ہے اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک
میں بیوپاریوں سے اور بے بضاعت مسافروں اور محتاج رہ نوردوں سے فوجدار و جاگیردار

سابق سے زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہیں۔ اورنگزیب نے
عدم ایذا رعایا کے سبب اپنے ملکوں میں تمام بادشاہی محصول کی [illegible]
زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ایک ملک و
بلاد سے خریدا جاتا تھا مقصود تک پہنچتے پہنچتے اتنا روپیہ محصول راہداری کے دینے میں صرف
ہوجاتا کہ مال کی قیمت دو چند ہوجاتی۔ یہ حال خافی خاں نے لکھا ہے کہ دکن میں [illegible]
مرہٹوں کی [illegible] سے دکن میں یہی حال دیکھا جاتا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ عالمگیر نے [illegible]
لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے غلہ ارزاں ہوگیا اور [illegible]
میں بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ مال تجارت پہنچنے لگا اور ایذا بہت کم ہوگیا
[illegible] میں [illegible] نے اپنی دست سے ایک ظالم شخص [illegible]
[illegible] مسلمانوں کی [illegible] میں مشہور تھا اس کو حکم تھا کہ [illegible]
[illegible] اور ایک [illegible] تمام [illegible] سے اور [illegible] کی [illegible]
[illegible] کو [illegible] چند [illegible]
تھا اب اس کو منصب ہزاری [illegible] منصب [illegible] کی ایک [illegible]
اس کی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض سپاہ کہ [illegible] کے [illegible]
مانا نہیں تو وہ اس کی رفاقت کرکے ان کی تنبیہ و تاکید کریں۔

ہم نے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اس کے معنی نہیں بیان کئے کسی زمانہ میں [illegible]
قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبرآباد کا قلعہ جو خشت و سنگ سے بنایا تھا اس کے گرد عالمگیر نے
حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی ایک پہلی فصیل سنگ سرخ
کی تھی اب اس کے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ [illegible] کی بنوائی۔ سال دوم جلوس
میں [illegible] کو اس کی بنیاد رکھی گئی۔ دریا کی جانب بہت [illegible] دیوار [illegible]
[illegible] اور دیوار قلعہ سے اس کا فصل [illegible] رکھا گیا اور [illegible] دیوار [illegible]

ہوا جانب میں زمین مربع قطعہ متصل دیوار سہ طرفی اور دیوار قلعہ سے متصل ساٹھ ذرع اور
عرض [illegible] چار ذراع رکھا گیا اور خندق [illegible] سے باہر [illegible] ہوئی اور اس کے چاروں دروازے
لگائے گئے تین دروازے تو قلعے کے [illegible] دروازوں [illegible] غربی کے [illegible] اور ایک
دروازہ دہلی دروازہ کے سامنے جو شاہ برج کی جانب ہے اور ایک دروازہ دروازہ خضری کی
[illegible] میں [illegible] کے نیچے گنگا [illegible] قلعہ [illegible] تین سال میں تیار ہوا

عالمگیر اپنی دینداری کے سبب یہ چاہتا تھا کہ پانچوں وقت مسجد میں فرض و سنت و
نفل ادا کرے اس لیے اس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی اس کے سبب بغیر سواری کے
[illegible] ساعت کے مسجد میں پانچوں وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے اس مسجد کے
[illegible] کی سمت شمال اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور [illegible]
کی مسجد بنائی گئی اس کے دو ایوان ہیں جو طول میں [illegible] ہیں اور [illegible] ایک کی [illegible]
[illegible] دائیں بائیں [illegible] دو گنبد اس طرح [illegible] ایوان [illegible] گنبد باہر سے [illegible]
[illegible] کے ایوان میں [illegible] گنبد عالی شان [illegible] ایک [illegible] کے اوپر اور [illegible]
[illegible] کا طول [illegible] ذراع اور عرض [illegible] ذراع [illegible] اس کے طول
صحن [illegible] ذراع اور عرض [illegible] کی زمین کا فاصلہ صحن سے [illegible]
ذراع اور سمت شمال میں ایک مختصر ایوان [illegible] کا طول پانچ ذراع اور عرض [illegible] تین ذراع
ایک [illegible] کا ایوان مسجد کی [illegible] باغ حیات بخش کی جانب [illegible] شرقی
[illegible] غربی [illegible] شمالی [illegible] ایوان میں ایک [illegible] حوض [illegible] پانی [illegible] اور صحن
مسجد میں تین دروازے باغ کی جانب [illegible]
کی گئی [illegible] اس [illegible] کا صرف کیا گیا [illegible] سال میں ایک لاکھ [illegible] روپیہ

میں [illegible] ہوئی

[illegible]

الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے اب ہم اس موقع سے آگے سوار بھیجنے
کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہیں شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس میں آیا اس نے
یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور میں جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا ایک حصار بنا کے
اور مورچال لگا کے یہاں چند روز قیام کرے اور جہاں تک ہو سکے دشمن کی مدافعت کرے
اور جب کچھ بری بنے تو نواڑہ میں بیٹھ کر بھاگ جائے۔ بہادر پور وہ زمین ہے جہاں اس نے
شاہجہان کی بیماری کے دنوں میں سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور بھاگا تھا اور بادشاہ
سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ اب یہاں اس نے ایک دیوار کھنچی
اور مورچال لگائے اور الہ آباد سے آنے کے وقت اس نے قلعہ چنار گڑھ پر تصرف کیا تھا وہاں
سے سات بڑی توپیں منگا لیں اور مورچالوں میں نصب کیں اور آدمیوں کو بھیجا کہ وہاں سے
اور توپیں لے آئیں جب کہ فوج معظم جوق کر شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان دو منزل پر آن
پہنچے ہیں تو اس کی جمعیت میں تزلزل ہوا اور بہادر پور میں توقف کرنا مصلحت نہ جانا پٹنہ
میں بھاگ کر گیا اور [illegible] جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا [illegible] اتفاقاً [illegible]
اس کی بیٹی سے زبردستی کر کے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح کیا اور اس کے بعد [illegible] گیا۔
ہر جمادی الآخر کو مونگیر میں داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف پہاڑی تھی اور دوسری طرف دریا
گنگ ہے اور انہوں نے اپنے زمانہ حکومت میں اس شہر کے استحکام کے واسطے ایک فصیل
بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے۔ یہ فصیل طول میں سوا کروہ
چوڑی تھی اس کے گرد خندق کھدی ہوئی تھی۔ شجاع نے چند سال گزشتہ سے اس
وقت تک اس پرانی فصیل کی مرمت کر کے ایک حصار بنایا اور اس کی خندق کو اب گہرا کیا
اور پانی سے بھر دیا غرض اس فصیل کے قریب پہنچ کر مورچے لگائے اور دشمن کی مدافعت کا ارادہ
کیا اس مقام میں اس نے اپنے آدمیوں کو [illegible] پہنچا [illegible] اور ان کو [illegible]
سے جو اس کے [illegible] تھے [illegible] کیا [illegible] زمیندار [illegible] کی [illegible] کے جب

شجاع سے بظاہر متفق تھا شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اس کے سپرد کر رکھی تھی جس میں سے ایک
راہ شہزادہ اکبر نگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہوا خواہی و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی
شاہزادہ محمد سلطان و معظم خاں شجاع کا تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ میں مونگیر کی حد
کے قریب ہوئے اور مصلحت یہی دیکھی [illegible] مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ
کا طول ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانے کا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال
پر اگر عہد و پیمان دولت خواہی کرو گے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کرو گے تو قہر شاہانہ
پہنچے گا یہ پیغام دیکر اس کو شہزادہ کی خدمت میں بلایا راجہ [illegible] اور خدمت گذاری پر تیار ہو گیا
کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اس کی رہنمائی سے لشکر شاہی نے مونگیر کے پہاڑ
کی جانب جنوب کو چھوڑ دیا دامن کوہ کو [illegible] کی راہ سے روانہ ہوئے جہاں جنگل و بیشہ بہت کم
شجاع کے عقب میں تھا اس پر کام کو تنگ کریں شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو وہ
سمجھا اگر میں مونگیر میں توقف کروں گا تو لشکر شاہی پیچھے سے [illegible] پھر بچاؤ
پہنچنا مشکل ہوگا جو اس کے اہل و عیال کا مقر اور حکومت و دولت کا مستقر ہے اور اس نے [illegible]
[illegible] کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر پیادہ پر سے جو مونگیر میں گیا
پر اکبر پور کی سمت میں [illegible] سیدھی راہ ہے اور مونگیر میں معظم خاں آگیا کہ اس کا بندوبست کرے
شاہزادہ محمد سلطان نے خان معظم کے آنے تک [illegible] قیام کیا شجاع [illegible] رنگا مائی میں آیا
وہ مونگیر سے ۲۲ کروہ اور اکبر نگر سے [illegible] کوس تھی اس کی [illegible] مونگیر کی سی تھی کہ
ایک طرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے [illegible] لشکر شاہی کو راہ دست سے
آنے کا اس نے یہ گمان کیا کہ کوہستان کی [illegible] کرکے راہ متفاوت سے
پھر تعاقب ہوگا تو اس نے یہاں بھی مونگیر کی طرح [illegible] کا ارادہ کیا اور [illegible] کے
ایک [illegible] کو تنگ [illegible] پہاڑ [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے بنانے میں مشغول [illegible]

زمینداران مطالب و معاون کے لیے بظاہر انجیل کے شاہ موافقت کا وہم ہوتا تھا شجاعت کی
حماقت تھی کہ اس نے خواجہ کمال کو راجہ بیر بہادر تک پہنچایا نہیں کیا۔ دو بیٹے کرنگھ کا سوار بہت
ہو دھکی ہوا تھا اسی کے اعتبار پر مستوثق تھا اس نے بیٹے ذکر اسفندیار صوری کو اس کے ہمراہ
موضع بیربھوم میں بھیجا کہ اس کے حدود میں سے جنگل جیٹھ کی راہ سے لشکر شاہی کو نکلنے
دیں اور اس کو وہیں منتظر تھا مونگیر میں پہنچ کر قلعہ کے نظم و نسق میں مشغول ہوا بادشاہزادہ
محمد عظیم سے آکر مونگیر کا قلعہ در معمور کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہو کر پھر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور پہاڑ پور سے بدستور سابق جیٹھ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ ہوا۔ خواجہ
کمال اپنے حدود دیار کو خوب جانتا تھا اس نے بیربھوم میں راجہ بیربہادر کی طرح عمل کر کے دریا
و راہ سے مخالفت نہیں کی اور خود بادشاہزادہ کے پاس چلا گیا اور لشکر شاہی کو بیربھوم میں پہنچا
کمال لشکر شاہی سے دامن کوہ میں داخل و اسفندیار نے جب دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی
سے ملحق ہو گیا تو اس نے نادم ہو کر سعادت کی لشکر بادشاہی کا واقعہ عجیب ہے کہ ... نے
لشکر سے جدا ہو کر شورش برپا کی۔ راجہ قوت کے پاس جنگ جیری کی جو لی جو انی خبریں آئی تھیں
ہوئیں جب لشکر شاہی پہاڑ پور سے روانہ ہوا تو گزر راجہ سنگھ ... بہادر سنگھ ...
نے بہت سے راجپوت سرداروں کو اپنے ساتھ لیکر جیٹھ و کوہ کی ... سے حال کی تحقیق کی
... کمال کا سوار چار فوج کی جوڑی کی ... شاہزادہ کی سواری اور فوج
کے وقت کورنش کر کے چھوٹی اور اس کے پاس جا کر توقف کیا اور جنگ ... کی سرحد ...
... قدر دل کا دکھایا جب لشکر شاہی بیربھوم سے دو منزل تھا تو ... کو منصوبہ
اپنے لشکر میں ... پیدا کیا ... ایک کے واسطے ... تھا ... اور سب جمع ہو کر
لشکر سے دور ... کرتے ... کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے ... جب کہ لشکر شاہی
بیربھوم سے ... منزل ... ان سب ... نے مخالفت کر کے سعادت کی منظور نہ کی
... مصلحت ان کے احوال کا ... نہیں ہوا جب ... لشکر شاہی

کے آگے آگے بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ انگامائی سے اکبرنگر کو چلا گیا اور راہ میں جب دیکھا وہ
سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ میں نہیں ہے تو وہ اواسط رجب میں گنگا سے پار جانے
کے قصد سے اکبرنگر سے باہر آیا۔ اللہ وردی خاں اور اس کے بیٹے سیف اللہ خاں کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا
حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبرپور سے پار کر وہ جو گنگا رودگاہ ہے اس سے اتر کر مخصوص آباد کو جائے
وہ شہر سے نکلا تھا دیگر نہ نکلے دو تین گروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نورالحسن کو شہر میں چھوڑا
تھا کہ اس کے کارخانوں اور آدمیوں کا انتظام کریں خود اسنے دریا کے کنارہ پر جا کر کشتیوں کو تقسیم کیا
اور مقرر کیا کہ آخر شب میں دریا سے گذرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیوں کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ میں آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرے۔ اس وقت لشکر
شاہی چلک میں مقیم تھا جو اس کی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔ اللہ وردی خاں یہ چاہتا تھا کہ میں لشکر
شاہی سے جا ملوں جس شب کو شجاع کنار دریا سے اپنے خیمہ گاہ میں گیا تو اللہ وردی خاں شہر میں آیا
شجاع کے بہت آدمی جو اس سے جدا ہونا چاہتے تھے وہ اللہ وردی خاں پاس آ گئے کچھ اس کو
بھی تھی اس سبب اگر شجاع اسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شہر میں اس کے
چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اس نے ایک تدبیر اس کے ہلاک کرنے کی سوچی
اور وہ خود شہر میں چلا آیا اور اپنے آدمیوں کو اللہ وردی خاں کی حویلی کے گرد بھیج دیا
اور جھوٹی جھوٹی خبریں اڑا کر شہرت کیں جس کے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہو کر اللہ وردی خاں کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہو گئے۔ سراج الدین
جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خاں اور اس کے بیٹے سیف اللہ خاں کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیوں
نے ان کو گھیر لیا۔ گنہگاروں کی طرح ان کے ہاتھ پیچھے باندھ کر شہر سے باہر باغ میں
شجاع پاس لائے جس نے اللہ وردی خاں اور اس کے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خاں
کو اپنے سامنے قشقچیوں کے قتل سے اور بعد ان کو تلوار کی تحریک سے مار ڈالا

اور اس کا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔

۱۷۔ رجب کو دوبارہ اکبرنگر سے نکل کر دوکاچی دکانی سے گنگا کے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ
کے محاذی زمین باقرپور میں اقامت کی۔ بنگالہ میں جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہوتا ہے سارے بنگالے کے
نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں کیا باقرپور سے لیکر سوتی تک جا بجا مورچال بنائے۔ اور انکو نوارہ
و توپخانے و سرداروں اور کام کے آدمیوں سے استحکام دیا۔ سلخ رجب کو اکبرپور میں شہزادہ
محمد سلطان اور معظم خان آ گئے۔ موضع مذکور اور باقرپور کے درمیان ایک مرتفع زمین تھی جس میں شجاع
راتکے وقت کہ دشمن دیکھے نہیں اپنے آدمیوں کے ایک گروہ کو اور چند توپوں کو کشتی میں لایا اور اندھیرے
میں زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال بنائے اور وہ تیار کیا کہ اس نوارہ سے آسانی سے توپ و
تفنگ چلانے شروع کئے۔ معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے
چند کشتیاں بہم پہنچائیں اور شام کو لشکر کو لیکر دریا کے کنارہ پر گیا۔ اول شب میں ہوا تیز آئی تھی اور کشتی
دریا میں نہیں چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیوں میں
بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اپنے آدمیوں کو اتار کر کشتیوں کو واپس
بھیجا کہ اور سپاہ کو کیمپ لائیں اسی طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی و شیخ فرخ و افتخار خان
و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و ودی خان و راجہ سجان سنگھ بندیلہ و کنج بندیلہ کی
مع اپنے تابینوں کے اور دو سو بیلدار اور توپ خانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر
گیا جب صبح کو مخالفوں کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو ان کے اثبات قدم میں لغزش
آئی اور کشتیوں میں توپوں کو ڈال کر بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا
اور اس میں دشمنوں کے مورچالوں کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن
بڑی جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیوں پر سے توپ و تفنگ
کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کا بازار روشن ہوا۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالوں
میں قائم ہو کر دشمنوں کی مدافعت میں کوشش کی توپوں کی مار سے کچھ کشتیاں ڈوبیں

دشمنوں کے ایک گروہ نے کشتیوں سے اتر کر نوارہ کے استفا پر دریا کے کنارہ پر مورچال
بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانوں اور مظفر خان کے تفنگچیوں نے حملہ کر کے انکو یہاں ٹھہرنے
نہیں دیا طرفین سے جنگ نمایاں ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے۔ ایک دن بعد پھر
نوارہ کے استفا پر دشمنوں نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے مغلوب ہوئے کچھ مارے گئے کچھ
زخمی ہوئے آخر کو دشمنوں نے تنگ کر اس سرزمین کیلئے جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالوں کے
مستحکم کرنے میں مصروف ہوئے بیشتر ان کا نوارہ دریا پر گشت کرتا۔ کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہاں محمد مراد بیگ
سپاہ کے ساتھ متعین تھا اس سے رات دن توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ کو گرم کرتا۔ دوکاچی
اکبرنگر کی سمت میں دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے پادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل
میں اپنے توپ خانہ اور سپاہ کو جاری کیا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر پادشاہی عبور کرکے
میسر نہیں ہوتا تھا تو معظم خاں نے یہ چاہا کہ چھ سات ہزار سوار ساتھ لے اور شاہزادہ
محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس پر جہانگیر نگر
کی سمت میں ہے اور وہاں سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی دوکاچی
سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھاٹ میں بیٹھے خان
کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی میں مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اسباب کے آنے کی
تدبیر میں لگا اور علی قلی خاں کو ایک جماعت کے ساتھ دوناپور کے محاذی مقرر
کیا یہ موضع چھ کوس کے قریب جہانگیر نگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان
اور اسلام خاں وفدائی خاں اور لشکر کے ساتھ دوکاچی میں تعین کیا کہ وہ شجاع کے
مقابلہ میں بیٹھیں۔ شجاع نے اپنے سردار نور الحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا
کہ سوتی کے مقابل میں بیٹھ کر دشمنوں کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو
ایک جماعت کے ساتھ دوناپور بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے
بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و اموال و اسباب کو ٹانڈہ میں بھیج دیا

معظم خاں نے سوتی میں نوارہ کا اہتمام کیا سو کشتیوں کے قریب جمع کیں اور ان کا سامان
تیار کیا اور رات میں دشمن کی کمین گاہیں لگا رہا مخالفوں نے دمدمہ بنا کے دو بڑی توپیں اس پر
نصب کیں اور بیشتر لشکر شاہی پر ایسے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی سپاہیوں اور اہل اردو
کو آسیب پر آسیب پہنچا معظم خاں نے چاہا کہ دشمنوں پر دست بردی کرے تو اسنے کشتیوں کو
آلات توپخانہ سے پر کیا۔ اور لنگرچیوں اور کام کے آدمیوں کو اس میں سوار کیا کہ دریا کے اس
طرف جا کر دست بردی کریں جب یہ کشتیاں دریا کے قریب پہنچیں تو غنیم کے نوارہ کے بیوپاران
اور قراولوں کو خبر ہوئی تو ان کا نوارہ لڑنے کو آیا بادشاہ کے فریق نے کچھ کام نہ کیا
اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خاں نے دوبارہ بیس بند بلے پادشاہی اور اپنے
غلاموں کی جماعت کو کشتیوں میں بٹھایا اور دن کو جس وقت ہوا میں بڑی
حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بیباکانہ شادیانہ اس فرصت میں دستبردی جو کہ
یہ کار طلب چالاک ہوا کی طرح سیر کر کے آب سے گزرے اور غنیم کے توپخانہ
پر جو دریا کے کنارہ پر مورچالوں میں تھا پہنچ گئے اور دلیری اور تیزدستی
سے چھ توپیں چھین کر اپنی کشتیوں میں لے آئے اور دو بڑی توپوں کو آتشگاہ
میں میخیں ٹھوک کر بیکار کر دیا وہ کشتی میں نہیں آسکتی تھیں اور معاودت کی جب
شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اس نے سید عالم کو جو اس کے لشکر کا رکن اعظم تھا
ایک تازہ فوج کے ساتھ بجائے نور الحسن کے تعین کیا اب پادشاہی لشکر پر ایک
صدمہ عظیم پہنچا جس کی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خاں نے دوبارہ
۱۹ شعبان کو لشکر اور نامی سرداروں کو کشتیوں میں سوار کیا اواخر شب تک اہتمام
کر کے تیرہ کشتیاں مردان کار اور آلات پیکار سے پر کیں صبح کے قریب دشمن کی
طرف روانہ ہوا۔ غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وہ اس عزیمت سے آگاہ تھا
اور اس کی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و پاسداری سے رزم کا

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس عزیمت سے پہلے سے آگاہ
تھا اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا مورچال سے دور دمدموں کے عقب دشمنوں کی کشتیاں
کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے پادشاہی
تین کشتیاں پہنچیں ان میں سے اہتمام خاں اور لشکر نے اتر کر دشمنوں کے مورچالوں پر حملہ آوری
کی مورچالوں میں آدمی بھاگ گئے لشکر شاہی نے ان مورچلوں پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خاں
یہ دیکھ کمین سے نکلا پادشاہی کشتیوں میں سے تھوڑے آدمی اترے تھے اور ان پر سید عالم
نے حملہ کیا۔ انہوں نے مقابلہ کر کے اپنے مورچال میں مخالفوں کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیوں میں جو
آدمی تھے ان کو امداد اور اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ میں سے صرف چھ
کشتیاں کنارہ پر آئیں جن میں کچھ آدمی اتر کر مورچالوں میں داخل ہو گئے تھے اور
باقی اترے تھے مخالفوں نے یہ حال دیکھا تو دلیر ہوئے اور اس جمعیت
انبوہی سے کہ اول مورچالوں پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے
متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیوں پر ہجوم کیا اور خوب لڑے اہتمام خاں نے ہر چند
کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیوں کو آگے بڑھائے۔ مگر کوئی صورت اس کی نہ ہوئی اس
اثنا میں کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی ان کشتیوں
کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خاں مع اپنے رفیقوں
کے دشمن سے خوب لڑا اس کو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور بہت سے اہل شاہی
زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اتر کر دشمن سے لڑے کچھ کشتیوں سے اتر کر
دشمنوں سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک دو سو سواروں کی جیسے آگے ہاتھی
تھا ان پہنچی اس نے حملہ کر کے لشکر شاہی میں سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا
بعض کو اسیر کیا یوں سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالوں پر حملہ کر کے اہتمام خاں کو مارا
پادشاہی لشکر کو کمک پہنچی نہیں دشمنوں کے آدمیوں اور ہاتھیوں نے لشکر شاہی کو

انتشار روان سانحہ سے لشکر میں فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہائے بادشاہی بیدل اور شکست
ہمت ہوئے شجاع سے ایک لشکر زادہ سے دو کامی میں بیجا کر شہزادہ کا لشکر اور سرکار کارخانجات و اموال و اشیا
ہوا لیکن سپاہ معظم خاں کو جب ہی رات کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی گو اُسکے دل میں شاید خوف
پیدا ہوا ہو گر ظاہر میں اُسنے اپنی حسن ہمت غیر دی تدبیر سے ثبات سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہیں
دیا اصلاح و حسن تدارک کا مشغول ہوا اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہیں رکھا اور
جریدہ سواری سے دو کامی میں گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت دلدہی سے مستقل
کیا اور مخالفوں کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کو لینے آئی
تھی اس کو یہاں سے دفع کیا اور اس فتنہ ہولناک کے تدارک میں مشغول ہوا۔ یہ موسم
پانی کی طغیانی کا تھا زمین نے سر پیا تھا اس لئے معظم خاں برسات بسر کرنے
کے لئے پرگنہ مسعود پارہ میں چلا گیا جہاں کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تیس کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اس کی تجویز سے ذوالفقار خاں و اسلام خاں و فدائی خاں و
سید مظفر خاں و اخلاص خاں خویشگی و سید عبداللہ و حسن بندیلہ و قزلباش خاں اور چند اور
امرا اکبر نگر میں رہے۔ بادشاہ کی یہ رائے تھی کہ معظم خاں کا لشکر مخصوص آباد و اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال میں کوشش کرے اور ایک فوج دریا گنگ کی
اس طرف سے تاخت کرتا جائے اور جہاں شجاع کا بنگاہ ہے وہاں اس کا قافیہ تنگ کریں
اس لئے بادشاہ نے داؤد خاں صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت پر
مستعد ہو اور تاخت کرتا جائے جس کمکی اور تابین کو چاہے ساتھ لے جائے جب یہ
فرمان داؤد خاں پاس آیا تو اس نے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو چند سپاہ کے
ساتھ پٹنے میں چھوڑا اور غرہ رمضان کو رشید خاں و مرزا خاں و ہادی داد خاں
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کمکیوں کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریائے ترجوک و گندک اور دریا گنگ کے

اور شیبے راہ میں پڑتے تھے اس فصل میں بغیر کشتی پل آمد و رفت مشکل ہو دشمن اپنے زور کے اقتضا پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جابجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کے لئے سپاہ مقرر کر رکھی تھی جو خشکی میں نہ تری میں راہ چلنے دیتی تھی اسلئے مونگیر و بھاگلپور جانے میں داؤد خاں کو دیر لگی اور اس وجہ میں اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے لشکروں میں لڑائیاں ہوئیں جن میں ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ رہا جب موضع قاضی کریلی کہ بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خاں پہنچا تو نالے ندی اور آب کوہی وکالا پانی وغیرہ برسات کے سبب طغیانی میں آ رہے تھے ان سے گذر دشوار تھا اسلئے باقی برسات بسر کرنے کے واسطے وہ اس موضع میں مقیم ہوا برسات کے سبب لشکر شاہی بنگالہ بادشاہ نے داؤد خاں کو کمک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبر نگر کے ایک طرف کوہستان ہے۔ برسات میں اس کے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر گہرا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہیں سکتا۔ مین شہر میں کشتی کام کرتی ہے۔ اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے سپاہ شاہی کو آذوقہ نہیں پہنچتا تھا اور اس سبب سے کہ راجہ بہرچند زمیندار بھوجپور مرزا شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بنجاروں کو نہیں آنے دیتا تھا ان کو لوٹ لیتا تھا کسی راہ سے بادشاہی لشکر میں غلہ نہیں پہنچتا تھا اس سبب سے اکبر نگر میں سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اس نے اکبر نگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عباس میر بحر کو چار سو سواروں اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع جترا میں بھیجا جو اکبر نگر سے دریا کے ساحل پر [illegible] کوس پر ہے اور اس کی زمین مرتفع ہے اکبر نگر بادشاہی لشکر کے قبضہ میں تھا۔ ان سے اکثر نوکروں کے [illegible] اور [illegible] تھے [illegible] خان و ذوالفقار خان کی [illegible] سے کسی شخص کا [illegible]

شجاع کے متعلقوں اور منصوبوں کے مال کا تعرض کرتا مگر یوں انکا مال غارت ہوتا اور ان کی
ناموس اور بار شوکت کا اثر نہیں پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ توارہ کی ایک جماعت کو اکبر
نگر کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجتا اب شجاع نے دلیر ہو کر دریا کے اس طرف آنیکا قصد
کیا سراج الدین جابری کو تانڈہ میں اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔

اور ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ میر بتوارہ میں آیا اسکے شاہزادہ محمد سلطان کو تانڈہ میں داماد
کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کرے ۱۳ ماہ مذکور کو بتوارہ سے اکبر نگر میں آیا اور
راجہ اندرمن سے لڑائی ہوئی مگر اسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خاں و فدائی خاں اور تمام
لشکر شاہی معہ سرداروں اپنے اغراض باطل نفسانی کے سبب ایکدوسرے کے خلاف تھے
وہ شجاع سے مل گئے لشکر شاہی کو وہ مجبوراً جہاں سے معصوم بازار کی طرف بھاگ گیا اور اکبر
نگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعض بادشاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور محمد سلطان کے
اکثر نوکروں نے شاہزادہ کے کارخانوں و ہاتھیوں اور گھوڑوں پر تصرف کیا جس سے شجاع
کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اسکا لشکر اکبر نگر میں بے دام و مانع تمام ہوا
اور برسات کا موسم انہوں نے وہیں بسر کیا جب ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی
کے بعد اکبر نگر میں آیا تو اسنے معظم خاں سے معصوم بازار میں جہاں سارا لشکر شاہی
جمع تھا ملنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار
ہوئے معظم خاں بھی غنیم کی یہ خبر سنکر کہ وہ اکبر نگر سے روانہ ہوا ہے معصوم بازار سے مقابلہ
و مدافعہ کے لئے روانہ ہوا جب وہ موضع بلکٹہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک چھوٹے نالہ کے عقب
میں مقیم ہوا جو بھاگیرتی دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اسنے دو پل آدھ کوس کے فاصلہ پر
باندھے ایک لشکر کے آگے اور دوسرا بلکٹہ کی جانب راست میں تاکہ وقت لشکر پا بہ
ان دو پلوں پر سے نالے گذر جائے۔ پلوں کی اس طرف مورچال بنایا اور توپخانے کے آلات
ان کو استحکام دیا۔ اپنے مورچہ کی سمت [illegible] مورچال میں توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ کو

کو دیا اور دائیں طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خاں کو سپرد کی اور پیر محمد اعزاز خاں کو فوج کے ہراول کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اور آپ دشمنوں کے آنیکے انتظار میں بیٹھے۔ وہ چھبیسویں شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو صبح وہ بلکت میں لشکر شاہی کے مقابل میں شجاع آیا تالاب بیچ میں حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی قراولی جو نالے سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالے کے پاس نہیں آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی کہ جو پار ہے اس لشکر شاہی کم ہے تو دوسرے روز لشکر شاہی کے اوپر بہت سے بہت کر شجاع اور اسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے چاہا کہ یکہ تاز خاں کو شکست دی اسکو اور اسکے دو بھائیوں کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیروں اور بہت سے آدمیوں کو بہت زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خاں پاس چلے گئے۔ ذوالفقار خاں نے توپ و تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنوں کی کثرت کو دیکھ کر شیخ کو بلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آپ سے ہو گند سکیں معظم خاں نے لشکر کی محافظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالے سے پار دشمنوں سے لڑنے گیا۔ اور لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑے بڑے امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خاں نالے سے اتر کر لڑنے آیا ہے تو اس نے ذوالفقار خاں سے جنگ کرنیکے لڑنے کیلئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خاں سے لڑنے آیا معظم خاں نے چاہا کہ جسطرح سے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے دشمن پر حملہ کرے مگر امیروں نے انانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا اور فرمان بری نہ کی نفاق کرکے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا اور اسنے ہزیمت پائی۔ جب معظم خاں نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ میں آیا اور داود خاں اور دلیر خاں کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور منصور آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خاں کی جرات و استقلال میں اختلال کا گمان کیا اور وہ منصور آباد کی طرف آیا کہ بھاگنے نہ پائے کہ جبرہ کرکے لشکر شاہی سے لڑے نصیر پور کی گڑھی پہنچا یہاں لشکر شاہی تیار تھا شجاع نے مجبور ہوکر ... کی توپ و تفنگ

سے ہنگامہ جنگ گرم ہوا اور بارہ روز تک لڑائی رہی۔

۱۵ ربیع الثانی کو شجاع پاس خبر آئی کہ داؤد خان نے دریائے گوسی سے عبور کیا سید تاج الدین کو اُسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ نہ روک سکا اور عنقریب ٹانڈہ میں جہاں اسکا بنگاہ تھا داؤد خاں آنے والا تھا تو شجاع ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب میں روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی۔ لشکر شاہی میں بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جہاں رہے کے اس طرف گیا لشکر شاہی نے اسپر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونوں لشکروں نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیرودار اور کارزار کے لئے آمادہ رہے اواسط شب میں نورالحسن جو شجاع کے عمدہ مقربوں میں تھا معظم خاں سے آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز تک توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۰ کو شجاع دوناپور میں چلا گیا معظم خاں نے اسکا تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمیں دس توپیں اور دو سو بان تھے جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب درہم و برہم ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دوکاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خاں نے تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد وہ روانہ ہوا اور اسلام خاں افواج برالتماز کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خاں نے آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ ٹھہری اور دوکاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپ خانہ کو آگے چن رکھا تھا وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اسنے فتح جنگ خاں و اسلام خاں کو زمین میں گرایا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے۔ معظم خاں آیا اسنے نالے سے پار جا کر شجاع سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا لیکن بعض عہدہ داروں نے کوتاہی و خودداری کی اور معظم خاں کی بات

نہیں سنی۔ چنانچہ مظفر خان سہک توپخانہ لشکر کنارے کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن
کو اس لشکر اسطرف تقابرق افگنی و آتشک افروزی سے ہنگامہ دشمن کشی و عدو سوزی
گرم کیا اور آخر روز سے اواسط شب تک لڑائی رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن
نے جنگ موقوف کی دوسرے روز مظفر خان اکبرنگر گیا و شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا
دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اسکو یہ اندیشہ تھا کہ اگر میں پہلے عبور کرونگا
تو لشکر جنگی کوئی آسیب سے دقتی اسکو چھوڑ کر عبور نکریگا اور اگر پہلے لشکر کو تاراج
ہوں اور خود قلیل آدمیوں کے ساتھ رہتا ہوں تو گرفتار ہونے کا خوف
ہے انہیں لشکر کا ہمکہ کر ایک عریضہ معین خدمت [illegible] اور آلات توپخانہ
سے اسکو استحکام دیا تاکہ لشکر شاہی سے ایمن ہوکر دریا سے عبور کرے اسی وقت
محمد سلطان جسکے رفاقت باتفاق سے شجاع کی نارنجی دقتی اسکو دریا کے پار
[illegible] بھیجا۔ مظفر خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبرنگر پر قبضہ کرے اور
دوکانچی سے سوال تک جا بیٹھا تھا خزانے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے
سات سے اٹھارہ لاکھ روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر میں تھا نصیر الدین خان کو مونگیر
سے خزانہ لانے کے لئے مقرر کیا دوسرے روز دو زمان کا نواڑہ جسمیں ایک سو
سے کشتیاں تھیں گزر کر سپاہ آگئیں ان دنوں دریاے گنگ کے تین شعبے
ہو گئے تھے دریاے دو نور کو پیلا پاڑہ کہ شعبہ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبہ
دوم سے کشتیوں میں لشکر عبور کیا اور اسباب [illegible] شعبہ دوم و شعبہ سوم
کے درمیان [illegible] اکثر اوقات [illegible] پہنچتی تھی اور دریا میں بہت
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ملاح اس جگہ پہنچتے ہیں تو معظم خاں نے دو سو سوار اپنے تابینوں کے پادشاہی
قزاولوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنوں کو بھگا کے ملاحوں کے
اہل وعیال کو غنیم کی طرف جانے سے روکیں انہوں نے سمدہ میں جا کر چند سواروں
کو دستگیر کیا اور کے آسے سمدہ میں ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحوں کے
اہل وعیال کی حفاظت کریں اور ان کو دشمن سے ملنے دیں یہاں دو سو سوار اور
گرفتار ہوئے تو ان کی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع نے تاندہ چاندی پر پل باندھ کر یہ
تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو توپ خانہ اور لشکر کے ساتھ دریا سے
عبور کرا کے دلیر خاں اور داؤد خاں سے لڑنے کو بھیجے۔ جب انہوں نے یہ سنا کہ
لشکر شاہی شعبہ بڑے گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا خوف ہوا کہ انہوں نے
پل کھلوا ڈالا۔ دلیر خاں اور داؤد خاں کہ دریا کے اس طرف سے تھے اواخر روز میں
جزیرہ دریا کے اس طرف آگئے۔ اور معظم خاں سے ملاقات کی اور صلاح کار میں
مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر میں واپس گئے۔ غرض پندرہ جنگ روز
شب لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر میں محاربات عظیم ہوئے۔ اور ہر بار لشکر شاہی
کو فتح ہوئی اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ اپنے ارادہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر
شبخون مارنے سے سخت لڑائیاں کرتا اور مقابلہ میں مشغول ہوتا اس مابین میں یکہ
تاز خاں اور بہت سے نامی آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خاں و فتح جنگ خاں
اور دلیر خاں اور داؤد خاں نے تردداتِ نمایاں کئے تھا مگر انکے بعد کر بلند اختر کے
ساتھ لشکر سے محمد سلطان ملا۔ طرفین سے ترددات صف ریا ہوتے تھے اور ہر بار طرفیت
غالب مغلوب ہوتی تھی اور پھر مقابلہ و مقاتلہ میں مصروف اور بہت سی جنگی کشتیاں
غرب دریے غرق اور دستگیر ہوئیں۔ تمام جنگوں میں ہم ایک جنگ کا بیان کرتے
ہیں جو خالی غرائب سے نہیں ہے۔ آب گنگ کے اس طرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا

سردار بلند اختر تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپخانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے مشکوک پر
بعض جا پایاب تھا توپوں کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور بادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خاں کی فوج جسکی ہراولی بطریق قراولی آقا خاں سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہ پانی سینہ تک تھا پایابی کی نشان انکے واسطے دو نوطرف
چوبیں نصب کیں لشکر پانی کی طغیانی اور توپ و تفنگ کی آتشباری کے سبب سے ہمت و جرات
نہیں کرتا تھا آقا خاں نے اپنا گھوڑا دریا میں ڈالا پیچھے دلیر خاں اپنی سواری کا ہاتھی پانی میں
چلایا بعد ازاں پھر دلیر خاں گھوڑے پر سوار ہو کر دلاوروں کے ساتھ بطریق یورش جان بازی کو کار
فوج کے توپخانہ آتشبار کے مقابل ہو کر دریا میں آیا اور گھمسان کی غیرت سے اپنی ساری سپاہ لشکر کو لیکر
آب آتش کا مقابلہ کرتا ہوا جب بہت سی کہ درمیان جو پانی کے نشان گاڑنے کے گئے تھے وہاں
ہو کر پہونچے گولہ توپ گولی تفنگ ایسا متصل پہنچتا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا
اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے پھر نہ نکلتا تھا اور نہ اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے ہجوم
ہجوم میں ہاتھی گھوڑوں کی ریل پیل سے جو چوب بندی کا نشان بجا لگا تھا وہ بہا نہیں رہا سپاہ
ادھر پایابی کے تردد سے پاؤنکے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہو گئی اسلئے
بہت سے سوار اور پیادے بحر فنا میں غرق ہوئے ایسی حالت میں پھر دلیر خاں مع ریاست
مع اسپ کے دریا میں ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ ہونے کا نشان نہ ملا خرشیان اور گوالد
کے اور ون کے بیچ سے اور اروک کے دھوئیں کے گرد بچنے سے بے حال ہو گیا کہ بے کو ہاتھ پیچ پہنچاتا
تھا اور بھائی کو حال کی بھائی خبر لیتا نہ تھا سارا دریا غلطاں ہو گیا تھا جو گھوڑے سے گر کر اپنا ہاتھ
کو بچالاتے بعض جگہ تیرنا آتا تھا مگر وہاں کے صدمہ سے مضطر ہو کر ڈبکیاں پائے کنار پانی پر
ہوتے۔ دلیر خاں کے فیل کے آگے آقا خاں غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا
پہاڑ سا چلا جاتا تھا کہ ناگہاں خلیل خاں کے اشارہ سے افغانوں کے ساتھ ایک سے تاحدی آیا
اس ہجوم خلیل کے غلام بیچھے اور باہر فیل نے آقا خاں کو مع گھوڑے کے سونڈ میں لے کر اوپر اٹھایا

اور آتش میں پھینکا کہ ایک مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور جا پڑے دونو
کے جوڑ ٹوٹ گئے۔ گھوڑے کا ردہ پھٹ گیا لیکن آغر خاں پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چستی و
چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار رہا مگر گھوڑے میں بوتا نہ تھا اسلئے یہ سمجھکر کہ
اس بلائے سیاہ کے روبرو جانا جان کا نقصان کرنا ہے ہاتھی کے پیچھے سے جاکر فیلبان کی
گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرا دیا اور گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جاکر
سوار ہوا مگر ہاتھی کا کچھ کانکس ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بیمہار رہا اب حیران تھا کہ کیا
کروں کہ اسکے ایک نوکر نے کہا کہ خنجر کو کمر سے غلاف میں سے نکالکر ہاتھی کی پیشانی کو شہ پر
سہلائیے۔ اسی حالت میں دلیر خاں جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغر خاں کے
پیچھے آتا تھا اس بہادر کا شایستہ کام دیکھکر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور
تحسین و آفرین کہتا ہوا ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا آغر خاں نے کہا کہ میں نے
یہ ہاتھی بادشاہ کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے میں امیدوار ہوں کہ آپ فیلبان سرکار
کو حکم دیں کہ فیلخانہ میں اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپ کوتل
مرحمت ہوں دلیر خاں نے تحسین کرکے کہا یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے
ترکی و عراقی اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغر خاں
گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانوں کو دشمن کے مقابلہ میں لیگیا اور تیر مارنے
شروع کئے اور پیاپے حملے اور چپقلشیں کیں شجاع کے دو تین سردار اور بہت سے
غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت زخموں سے مجروح ہوئی
دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ پاس چلا گیا۔ الغرض اس طرح
پر سخت لڑائیاں ہوتی رہیں۔ غالباً قلب پر اور دریائے گنگ پر اور سواد مالدہ
کے اطراف میں۔
جب عالمگیر نے سنا کہ شجاع سے مہم سالہا سال جاتی ہے اور معظم خاں سے فیصلہ نہ ہو سکے گا

تو بادشاہ نے ازراہ احتیاط باوصف پانچویں ربیع الاول ۱۰۷۰ھ کو سمت ... ق کا سفر شروع
کیا اور اس زمانہ میں راجہ جسونت سنگھ کو از سر نو مہاراجہ کا خطاب دیا۔ سیر و شکار کرتا ہوا
بادشاہ جلا ۲۲ راہ مذکور کو پادشاہزادہ محمد معظم اور وزیر خان دکن سے بادشاہ پاس
آئے۔ بادشاہ نے عوض طلائی بصورت شکل ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو
تیار کرکے پاس کے روبرو لایا اسکو پادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک
منزل میں سات روز قیام کرکے مرزا سنجر کا نام ثانی خراسان کی بیٹی پادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا
پادشاہ پاس خبر آئی کہ پادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر معظم خان سے
آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے۔

پادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا

کہ برسات کے بعد بعض لڑائیاں شجاع اور پادشاہی لشکر کے درمیان ہوئیں انہیں پادشاہزادہ
محمد جو اسکے ساتھ تھا معلوم نہیں کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا یا وہ جیسا معظم کے ساتھ رہنے
سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بیعت سے آزردہ خاطر ہوا کیا اسنے یہ دیکھا کہ
چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہیں کرتی اسکے ساتھ رہنے سے سوا رنج جان کھونیکے کچھ فائدہ نہیں
حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا۔ غرض کچھ ہی سبب ہوا اپنی غلطی سے نادم ہوکر مراجعت
کرنیکی فکر میں وہ ہوا۔ خود اکبر نگر میں شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ میں شجاع سے
ایک دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے
رخصت لی اور ٹانڈہ میں آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ
موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج عظیم
کی مدد بھیج اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین میں اشارہ پر وہ بھیجے۔
۱۰ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ کو خود معہ چند خواجہ سرا کے کہ بجلی کی شکار
کا بہانہ بنا کے سوار ہوا اشرفیاں و جواہر جس قدر اسکا تھا ساتھ لیا اور دریا
کے کنارہ پر آیا۔

چار کشتیوں میں سوار ہو کر بہروہ کاچی پر اسلام خان بموجب اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔
شجاع کے آدمیوں کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیوں میں سوار ہوئے اور
انہوں نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپخانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے
آدمیونکو دیکھا تو اُنکے دفع کرنیکے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ میں روانہ ہوا اور تو
وارث سے بخیر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن آپکی ایک کشتی جسپر بعض کارخانہ اور کچھ خدمتگار تھے
اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولوں کے لگنے سے ڈوب گئی کچھ عورت مرد
ڈوب کر مرگئے بہت ملاحوں کی مدد سے اور اسلام خان کی کشتی کے جا پہنچنے سے بچ گئے جب
یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اسوقت ایک مختصر جمعیت اور حاضری اور میوہ واسطے شاہزادہ
کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ سے ملنے آیا اور بادشاہ کو حقیقت حال اُسکے
ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال کی بادشاہ کے حکم سے شاہزادہ بادشاہ پاس
بھیجا گیا اُسنے اُسکو گوالیار کے قلعہ میں مقید کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے
اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہاں جہاں دریا پایاب ہو گئے ہوں وہاں مورچے باندھکر
لشکر شاہی کو نہ آنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر وادر خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اثناء
میں مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہاں معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بجلی گھاٹ کے قریب سخت
لڑائی ہوئی شجاع نے ہزیمت پائی۔ جب شجاع نے اپنی ملکت بنگالہ اور بحالت دل اٹھایا
ٹانڈہ گیا جہاں اُسکا بنگالہ تھا وہاں سے جہانگیر نگر میں جانیکا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ
گیا اور وہاں تردی پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چار سو کشتیاں گرفتار کیں جن میں سے بعض
اموال اور کارخانجات بھری ہوئی تھیں۔ شجاع کے انتظار میں یہی کشتیاں ٹھہری ہوئی
تھیں۔ ٹانڈہ میں شجاع نے دو حویلیوں میں نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی و طلا
و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دروازوں پر محتسب بٹھایا اور کہا کہ تمام اشیاء
ان بہادروں کو دیدینا اور ٹانڈہ سے ... جب اُس سے

سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھ گھڑی دن رہے دریا کے کنارہ پر گیا اور بیٹوں
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ و سید عالم و سید قلی اور بنگ اور مرزا بیگ اور چند سپاہی
و خدمہ و خواجہ سراؤں کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے اور ساتھ کو۔۔ وہ کشتی میں بیٹھا
پنجم شعبان سنہ جلوس میں جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکروں اور سرداروں
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خود سروں نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا صندل خواجہ سرا اسکا چند ہاتھیوں اور بارہ اونٹوں پر اسباب لاد کر کشتیوں میں داخل
کرنیکے لیئے جاتا تھا اسکو اوباشوں نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خاں ٹانڈہ میں آگیا
اس غارتگیری کا انتظام لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کرلے گئے تھے انسے وہ مال واپس لیا اور
شجاع کی جو عورات و پردگیاں وہاں رہتی تھیں انکی حراست کے واسطے چوکی پہرہ مقرر کیا
اور قدیمی ناظروں اور خواجہ سراؤں کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم اپنی خدمت بجا لائیں
اور ہوشیاری اور بیداری [illegible] آخر کو ان سب مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع
نے جو دو غراب جواہر وغیرہ سے پُر کرکے بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیوں میں سوار ہو کر
انکو گرفتار کر لیا اور سارے جواہر اموال بادشاہی ضبطی میں آئے اور کشتیاں شجاع کے
اسکے مال اسباب کی پکڑی گئیں اور ان میں سید عالم کا برادر زادہ اور شجاع کا متبنی اور بعض
اور انکے بڑے اہل اسیر ہوئے۔ شجاع کا جو مال غارت ہوتا معظم خاں کی حسن سعی سے اسکا
استرداد ہوتا۔ آٹھویں ماہ مذکور کو شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار
معموری و میر مرتضی نامی وغیرہ معظم خاں سے آن ملے خان نے اُن کو جان مال کی امان دی
اور ترحم شاہی کی نوید سنائی اور ہر ایک کو مناصب دلائے۔ جب بادشاہی لشکر
سے جہانگیر نگر پہنچا تو وہاں بھی وہ نہ رہ سکا۔ جہانگیر نگر میں جب تک اسکا بڑا بیٹا زین الدین
رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ رخنگ (اراکان) سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر
اُس پاس آدمی ارخاں کے ساتھ بھیجتا منور خاں جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس

حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ متفق کرکے شجاع کا فرمان برنہ ہونے دیا۔ منور خان
کے دفع کرنیکے لئے راجہ سے کمک طلب کی تو راجہ نے اسوقت ایک جماعت کثیر رخنگیوں
کی بہت طلب و غزارت کے ساتھ بھیجدی زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خاں سے لڑنے گیا اور
اسکو شکست دی اور مہم کے جلد ہی رخنگیوں کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام
بھیجکر راجہ سے یہ بات ٹھہری کہ جسوقت شجاع جہانگیرنگر سے رخنگ میں آنا چاہے تو وہ
ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رخنگ میں لیجائے۔ چاٹگام رخنگ کی سرحد
پر ہے وہاں کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اسباب میں شجاع کوئی اشارہ کرے تو
بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔

جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیرنگر میں آیا اور اسکو یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُسکے پاؤں
یہاں جمنے نہیں دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہیں ہوگا کہ رخنگ کی طرف
میں بھاگوں تو اسنے راجہ رخنگ پاس اپنے آدمیوں کے ہاتھ نوشتے بھیجکر درخواست
کی کہ اپنے آدمیوں کی ایک جماعت کو میری رہبری اور ہمراہی کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری
ولایت میں مجھے لے جائیں۔ ایک مہینے تک جواب کا انتظار کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے
پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار نہ کیا کہ رخنگ سے اسکے آدمی
آجائیں وہ ۶ رمضان آغاز سنہ جلوس کو زین الدین وطنہ اختر و زین العابدین اپنے
بیٹوں کو اور چند رفیقوں مثل جان بیگ و سید عالم و سید قلی ازبک و مرزا بیگ اور سپاہیوں
کی ایک جماعت اور چند خدمت خواجہ سرایوں کو لیکر جہانگیرنگر سے برآمد ہوا۔ [illegible]
میں کہیں کشتیاں نہ ملیں اسکے رفیق جو ایک ساتھ تھے اُس سے جدا ہوگئے تین [illegible]
ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رخنگ پاس اور جہانگیرنگر میں شجاع کے
آنے سے تین چار دن پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی بھیجے تھے وہ تینوں آدمی اور
[illegible] رخنگی وغیرہ [illegible] حاکم

چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک کے طور پر شجاع سے ملے
اور اُنہوں نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا اور رخنگ کے سرداروں نے کہا کہ
اگرچہ راجہ نے ہمکو آپکی کمک اور امداد کو بھیجا ہے اور قرار دیا ہے کہ خود چاٹگام میں آن کر
بیٹھے اور متعاقب نوارۂ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے بھی ایک جماعت کو تعین کرے
لیکن یہ سارے مراتب اس صورت میں ہیں کہ آپ جہانگیر نگر میں ثبات قدم رکھیں آپ
اضطراب کرکے وہاں سے جو چلے آئے ہیں اب ہمکو حکم نہیں ہے کہ آپکو رخنگ لیجائیں شجاع
نے اُن سے کہا کہ میں جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے باہر آیا ہوں کہ موضع بھلوہ میں کہ
سرحد ملک پادشاہی ہے اقامت کروں اور اُسکے قلعے اور تھانوں کو استحکام دوں اور تمہاری
اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہوں وہ قوۃ سے فعل میں لاؤں تو یہ گروہ اسکی موافقت
پر راضی ہوا اور اُسکی ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھی دیہ میں منزل کی دوسرے روز صبح کو بہانے
نوارہ رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بھلوہ میں قلعہ بھلوہ سے چار کوس پہنچکر مقیم ہوا۔
یہاں حسین بیگ قلعہ دار بھلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا شجاع
نے اُسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھا کر لائے حسین بیگ اپنی کم عقلی
سے سو سواروں کو ساتھ لیکر قلعہ بھلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع نے اسکو اور
امام قلی کو حوالات میں کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا کہ حسین بیگ اپنے
آدمیوں کو جو قلعہ میں موجود ہیں لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع کے آدمیوں کو سپرد
کریں دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیوں کے ساتھ کشتیوں میں بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا
نوشتہ دیا کہ جا کر قلعہ کو مع اموال و اشیا اپنے تصرف میں لائیں مرزا بیگ نے قلعہ سے دو
کروہ پر کشتی کو ٹھہرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتوں کے
پاس بھیجا جو قلعے میں تھے اور ان کو پیغام دیا کہ وہ چند مرکب بھیجیں کہ کشتی سے اُتر کر ہمراہ ان
سمیت قلعہ میں آئیں جب نوشتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو اُنہوں نے صواب اندیشی

کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہیں اور ایک چند ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسی سوار اور چار سو پیادے بندوقچی اور تیرانداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر اترنے لگے اور ہاتھیوں کو پانی میں لیجا کر کشتیوں پر پہنچے ۔ مرزا بیگ کو دس آدمیوں کے ساتھ گرفتار کر لیا اور باقی دو آدمی اُسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور واں واقعہ کی خبر سنائی شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیوں اور انکے نواڑہ کو لیجا کر قلعہ بہلوہ کو تصرف میں لائے صبح کو ایک اور سردار تین کشتیاں چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیوں نے دیکھا کہ اسکا کام صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو انہوں نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر لڑیں نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب و آئین یہ نہیں ہے کہ ہم کشتی سے اُتر کر جنگ کریں ہم توپ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہیں اور حسین بیگ ابالکش کو جو شجاع کی قید میں تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب کیا اور کہا کہ ہم تجھ سے معاملہ رکھتے ہیں جب شجاع نے اُسکے بھیجنے میں حیلے حوالے کئے تو انہوں نے ناخوشدلی سے حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لیگئے اس مقدمہ کے بعد انہوں نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف میں آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہاں مقرر کرتے اور آپ کو رخنگ لیجاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہیں صلاح اس میں ہے کہ بے توقف و درنگ رخنگ کو روانہ ہوں شجاع نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ ناحیہ میں چلا گیا شجاع کے آدمیوں کو جب اُس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خدمہ و ملاح متفرق ہوئے اور ہر ایک کسی نہ کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ میں چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے گوشہ میں اراذل اور کافروں کا مسکن ہے مملکت وسیع بنگالہ اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع نے برباد کر کے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات کرنے جو آدمیت و انسانیت کوسوں دور ہے دین و دانش و مروت و مردمی سے بیبہرہ اس برے وقت اور حال میں

سادات بارہ میں سے سید عالم اور سید علی اور بارہ اور معزز آدمیوں نے اسکی رفاقت نہیں چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رنجنگ کا نام اصل میں راکنیگ ہے جسکو مسلمانوں نے رخنگ اور انگریزوں نے اراکان اور برہما والوں نے یا کنیگ بنالیا ہے۔

[illegible]

شاہجہاں کی بیماری کی حالت میں دارا شکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنیکے لئے نہیں آیا تھا اور کوتاہ اندیشی سے احکام کے جواب میں عذر معذرت آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی تنبیہ کے لئے نوہزار سپاہ امیر خاں کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگ باپ سے جدا ہو کر بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استمال کے لئے خود درخواست کر کے امیر خاں کے ساتھ گیا جب امیر خاں اس لشکر کو لے کر بیکانیر میں آیا تو راجہ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا اسنے سوچا کہ اگر لڑتا ہوں تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیر خاں کو اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹوں انوپ سنگھ و پدم سنگ کو ساتھ لاکر بادشاہ کا زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کردیا۔

مرہٹوں کے ملک اور قوم کا حال

[illegible]

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹوں کی ترقی ہے اسلئے ہم انکے ملک اور قوم کا مختصر بیان لکھ دیتے ہیں۔ ہندوستان کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے جو نربدا اور مہاندی دریاؤں کے جنوب میں واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہیں مگر ان میں پانچ بڑے حصے ہیں (۱) دراوید (۲) کرناٹک (۳) اندھرا یا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر جب غیر ملکوں کے باشندوں کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں تو تمام مہاراشٹر کے رہنے والوں کو مرہٹہ کہتے ہیں لیکن خاص مہاراشٹر کے باشندوں کے نام جدا جدا ہیں۔ مہاراشٹر میں جن خاندانوں میں سپہ گیری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو مرہٹہ کہتے ہیں

مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک میں مرہٹہ نہیں کہلاتا۔ مہاراشٹر کی حدود ہر زمانہ میں بدلتی رہی ہے مرہٹوں کی قوم اس سرزمین میں بستی ہے جو کوہستانوں کے سلسلہ اور ایک خطے کے درمیان واقع ہے۔ یہ کوہستانوں کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی النگ میں سلسلہ بندھیاچل کے متوازی پھیلتا ہے اور خطہ وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندہ کے درمیان دارہ پر گذرتا ہوا کھینچا جاسکے۔ یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔ دکھن کے چہرہ میں سلسلہ کوہ سہیادری۔ خوشنما خط و خال ہے جسکو گھاٹ کہتے ہیں جو اسکے مغرب میں اپنے پاؤں پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے وہ سمندر سے تیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہیں ہے صرف تین ہزار فیٹ پانچ ہزار فیٹ تک اونچا ہے مگر اسمیں بعض خصوصیات اور زمینوں کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا ایسا ہے کہ وہ شہرت دکن میں ایسی رکھتا ہے جیسی کہ اتر میں ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنیکے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہیں دیتی اسکے مشرق میں ایک مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہے اور مرہٹوں کے ملک سے بتدریج اسمیں ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین ہے جسکو ولایت کوکن یا کونکن یا کان کان کہتے ہیں اسمیں زرخیز بندرگاہیں چیول دابل ہیں واقع ہیں اسکے ایک حصہ میں کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضے بیشے جنگل ہیں۔ ہمارے جغرافیہ میں اسکا مفصل حال پڑھو۔ ہم مرہٹوں کا حال جو سلطانوں کے عہد سلطنت سے متعلق ہیں یہاں لکھتے ہیں۔ باقیماندہ حال تاریخ عہد انگلشیہ میں دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر ایک ملک کی تاریخ تاریکی میں ہے ایسی ہی مہاراشٹر کی سلطنت کے [illegible] دو چار انقلابوں کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصل باشندے گری ہیں جو اس ملک میں گنوار گنا[illegible] تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہاں ایک راٹ تھا جسکی راجدھانی ناگار اٹھی یہاں کے راجاؤں کی قوت کو شالباہن نے خاک میں ملایا۔ شالباہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے [illegible] کا ملک فتح کرلیا

جو قوم کا راجپوت سسودیہ کے نسل سے تھا سال پانسو میں اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا
مگر ایک عورت اپنے بیٹے کیساتھ جان سلامت لیکر نکل گئی اور ست پورہ کے پہاڑوں میں اس لڑکے نے
پرورش پائی اور یہی لڑکا چتوڑ کے رانا کی نسل کا بانی ہوا چتوڑ کے رانا اودیپور کے رانا پیدا ہوئے۔
اس خاندان میں سے مرہٹوں کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے مہاراشٹر میں جو اور انقلابات ہوئے
انکا حال تحقیق نہیں ہوا اور پیٹھان سے دار السلطنت دیوگڈھ میں (جسکو حال میں دولت آباد
کہتے ہیں) بدل گیا۔ یہاں سال پانسو ستر سے اخیر راجہ جادو راؤ دیوگیر تک ہوتے آئے تیرھویں
صدی کے آخر میں جب مسلمان یہاں آئے ہیں تو یہی راجہ تھا جسکا ذکر فرشتہ اس زمانہ کی بیخ
میں پڑھا ہوگا۔ معتبر نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹوں کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستوں
میں تقسیم ہو گیا۔ تاریخ فرشتہ میں ان راجاؤں کا جو بیان آیا ہے وہ جیسے پہلے لکھ دیا ہے۔
مرہٹے راناؤں کی نسل میں ہونیکا دعوی کرتے ہیں۔ چھتری لوگوں کا یہ دعوی ہے کہ ہم ماں کے پیٹ سے سپاہی
پیدا ہوتے ہیں اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل کو مخصوص کیا ہے اسلئے مرہٹوں نے
بھی جو سپاہی پیشہ کا فرقہ ہے چھتری ہونیکا دعوی کیا اس دعوی کا جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت
مشکل ہے مگر ان راجپوتوں اور مرہٹوں میں یہ فرق ہے کہ راجپوت اصل قوم کی یہ عادت ہے
کہ جب انکی عزت پر حرف آن بنتی ہے تو وہ ہاتھ پاؤں ہلاتے ہیں نہیں کاہل رہتے ہیں
برخلاف اسکے مرہٹوں کے گروہ اپنی غرض و مطلب حاصل کرنیکے لئے جان جوکھوں میں ڈالتے
ہیں فقط عزت ہی کے لئے لڑتے بلکہ اپنے مطلب اور اغراض کیلئے بھی کوشش و کشش کرتے
ہیں ادنی راجپوت کے چہرہ میں وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلی مرہٹے کے چہرہ میں مکر فن اور
کینہ وری ظاہر ہوگا اگر یہ دونوں کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائیں تو راجپوت دانا دشمن اور
مرہٹہ ہیبتناک اور نادان دشمن ہوگا۔

تاریخ میں مرہٹوں کا ذکر اس طرح نہیں آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانوں نے
دکن پر حملہ کیا ہے تو کہیں مرہٹوں کا نام نہیں آیا اور ایسی بات ہر گز [illegible] قوم تھی

کو سترہویں صدی میں جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہیں تو اور قومیں انکو ایک
اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائیں کہ مسلمانوں کے عہد سلطنت
میں مرہٹوں کا حال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہیں جب مسلمانوں نے دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ
کا نام بدلکر دولت آباد رکھا اور بعد زوال سلطنت بہمنیہ کا اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا
تو مرہٹوں نے چند مرتبہ مسلمان حاکموں سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانوں کے لشکر
کو دغا سے مار ڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہو گیا تو پانچ اور سلطنتیں اسکی جگہ قایم ہوئیں۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتدا سلطنت میں مرہٹوں کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت
میں تھا اکثر کوہستانی قلعوں میں مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے
اور کبھی جاگیریں انکو ملتیں کبھی وہ دیس مکھ (چودھری یا زمیندار ہوتے ہیں) ہوتے پھر مرہٹے منصبدار
ہونے لگے مرہٹے گھوڑوں کو تھوڑے دنوں میں جمع کر لیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصبدار
ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا۔ اسطرح کی سپاہ رکھنے
میں صرفہ اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان بادشاہوں نے ان مرہٹوں کو انکے
قدیمی خطاب راجہ نایک راؤ کے دئے اور ان خطابوں کے ساتھ انکا سازو سامان بھی انکو دیا
جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے تاریخ فرشتہ میں بھی کہیں کہیں برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر انکے
نائکوں پر اسکا اطلاق کرتے ہیں اہل کرناٹک جو مسلمانوں کی زبان نہیں بول سکتے تھے وہ برگی
کی جگہ اپنے تئیں مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصبداروں کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمن
کی راہوں کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور بھاگتے ہوئے
دشمن کے تعاقب میں لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکوں کی تاخت و تاراج کے واسطے
مقرر کیجاتی تھی۔ فرشتہ میں لکھا ہے کہ کرناٹک میں بعض برگی سرداروں نے سرکشی کی
جن کو عادل شاہ نے دغا سے مار ڈالا برہمن واسوجی اسی دغا میں مارا گیا وہ بڑا کارکن
تھا پھر ابراہیم عادل شاہ کے علم کے نیچے برگی نظام شاہ سے لڑے۔ بیجاپور و احمدنگر

کے سلاطین کی سپاہ میں بارگی بہت تھے کیونکہ اس قلمرو میں جہاں اشرف دخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ میں کچھ بارگی تھی۔

بیجاپور کی ریاست میں بڑے بڑے مرہٹہ سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) چندر راؤ موری (۲) راؤ نائک نمبل کر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہیں (۳) جوجے ہر راؤ گھاٹ کے (۴) راؤ مانے (۵) گھورپڑے (۶) ڈفلے (۷) ساونت بہادر دیسیں مکہ واری کا احمد نگر کی ریاست میں مرہٹہ سردار بہ تفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھونسلہ اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سرداروں کے نام تاریخ دکن میں مذکور ہیں اکثر ان میں سے دیس مکھ تھے۔ احمد نگر کی سلطنت میں جادو رہتے دیس مکھ سنگھیر کا بیان ہوا ہے۔ وہ غالباً راجہ دیوگڈھ کی اولاد میں سے تھا۔ سولھویں صدی کے آخر میں مرکوجی جادو راؤ کے خاندان سے زیادہ طاقتور کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے اسکی جاگیر دس ہزار سوار کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھونسلہ تھا جسکو زیادہ تر اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا بھونسلہ پاس کئی چیل تھے وہ ایک گاؤں دیرول میں دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ بابجی بھونسلہ کے دو بیٹے تھے بڑے کا نام مالوجی اور چھوٹے کا نام وٹھوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو دگوجی یعنی جگپال راؤ نائک نمبل کر دیس مکھ پھول تن کی بہن تھی مالوجی کی اولاد نہیں پیدا ہوئی تھی احمد نگر میں ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کے سبب سے رکھا گیا اور مرہٹوں کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا شاہ جی نام ہوا جسکو شاہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہیں۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء میں پیدا ہوا۔ مالوجی بھونسلہ بڑا جیالا تھا اسنے اپنی حسن خدمتگاری سے بڑا درجہ حاصل کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء میں ہولی کے تہوار میں یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو راؤ کے

گھر میں آیا۔ ہندوؤں کا دستور ہے کہ اس تہوار میں وہ بڑے آدمیوں سے ملنے جایا کرتے ہیں
اس تہوار کے پانچویں دن ایک جلسہ میں شاہ جی باپ کے ساتھ جادو راے کے گھر میں آیا
جادو راے نے شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکے برابر اسکی بیٹی جی جی تین برس
کی بیٹھی تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولہا بنائے گی۔ پھر اُس نے
مجلس کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا اچھے دولہا دولہن ہیں۔ یہ دونوں بچے ہولی کی
رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھ کر ہنس
رہے تھے۔ سالو جی بھونسلے اُٹھا اسنے کہا ساری سبھا گواہ رہے کہ میرے بیٹے کی سگائی جادو
راے کی بیٹی سے ہو چکی۔ اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو راے متحیر ہو کر خاموش ہو گیا
جادو راے نے یہ بتلانے کے لیے کہ جو میں نے کہا تھا وہ فقط ہنسی کی بات تھی۔ سالو جی کو
دعوت میں بلایا مگر سالو جی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو اپنا جنوائی نہ مانوگے میں دعوت میں
نہیں آؤنگا۔ جادو راے نے اس سے سخت انکار کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور اور نادان
کی تھی وہ میاں پر بڑی خفا ہوئی کہ تم نے ایسی بات کو ہنسی سے کیوں منہ سے نکالا کہ
اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی جاے۔ سالو جی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا خوب
جانتا تھا خواہ کسی طرح ہو وہ اپنے گاؤں کو چلا گیا وہاں جا کر کہا کہ بھوانی دیبی نے اُس
پاس آکر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اُسنے نظام شاہ کے عہد میں جو ستر برس کا تھا
ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہوکار شیو نائک
پونڈے کو حوالہ کیا کہ لوگوں کو اس کی دولت کا یقین ہوا اس دولت سے گھوڑے خریدے کہ
تال وکنو میں کھودا اسے سخت [illegible] چڑھا یا اور اسی دھن میں [illegible] کہ
جادو راے سے رشتہ مذکور ہوا اس میں اسکو منصب [illegible] ہزاری مل گیا اور سیو نیری
اور چاکن اسکی جاگیر میں ملگئے غرض اس جاہ و منصب و دولت مندی نے خاندان
کے عیب پر پردہ ڈال دیا اور جادو راے بیٹی بیاہنے پر راضی ہو گیا۔ شاہ جی

اور جیجا بی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہو گیا اور سلطان اس میں شریک ہوا۔ اس
بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی و سیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ
کو عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا سیواجی ماں کو بہت عزیز تھا جب وہ شاہ جی سے
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اس نے دوسری شادی کی تو سیواجی اپنی ماں کے ساتھ
باپ سے جدا ہو کر پونہ چلا گیا۔

مغلوں نے جو گولکنڈہ و احمد نگر و بیجاپور کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں داخل کرنیکا ارادہ
کیا اس سبب سے مرہٹوں کا بڑا عروج ہوا اس سے دکھنی مسلمان سلاطین کی قوت تو گھٹ گئی
مرہٹوں کی طاقت بڑھ گئی یہاں تک جب سے مرہٹوں کا زور ہوا اور بنا یہ حال شتابا دکن میں جو حال
خافی خاں لکھتا ہے کہ دکن اور بیجاپور کے مرہٹوں کے قدیم لوگ زبانی سیواجی کے حال نسب
کا حال یہ کہا ہے کہ اصل میں اسکے اجداد کا رشتہ راناؤں چتوڑ کے سلسلے سے ملتا ہے
راجپوتوں اور تمام قوم ہنود میں یہ مقرر ہے کہ اگر برہمنہ اور غیر ذات کی کنیز کے بطن سے فرزند
پیدا ہو تو اسکو بد قوم و مذموم جانتے ہیں اس صورت میں کہ عالم جوانی و شہوت رانی میں کوئی
فرزند غیر کنیز سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد و کنیز و غلام اعتبار کرتے ہیں اور اس اولاد کو میراث
میں حصہ نہیں پہنچتا۔ اور جو اور جو کی نسبت بھی ہوگا فقط اتنی بات کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو
اس سے نسبت و کدخدائی نہیں کرتے اگر بطریق عاشقی دخول کرتے ہیں تو اسکی اولاد کا حال
بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور اسکی کتخدائی اسی قوم کی جنس سے ہوتی
ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کے گھر میں یا دختر کہ برہمن کھتری کا تیری کے تصرف
میں آ گئی تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز و غلام منحصر رہیگا کہتے ہیں کہ سیواجی کے اجداد
میں سے جو مہوسلے ملقب تھے وہ مالک اونکے اطراف میں مسکن رکھتا تھا اس نے
ایک بیاہ اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا خلد
بنایا اس سے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن کے اندیشے سے اس مولود کو ایک دوسرے

پالنیوالی مغرور کے پہاڑ کے گوشہ دکن میں پوشیدہ پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی وابستگی رکھتا تھا کہ ہر چند باپ نے چاہا کہ اسکا بیاہ اپنی قوم میں کریں مگر اُسنے قبول نہیں کیا جب اس فرار عورت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و بیگانہ میں فرزند کی پرورش کا ذکر مشتہر ہوا تو اپنے بیٹے کو جہاں وہ پوشیدہ مکان میں تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ حجرت مشہور ہو گیا تھا کہ اسکا بیٹا نامعلوم عورت سے پیدا ہوا ہے صحیح النسب راجپوتوں میں سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہیں کرتا تھا قوم مرہٹہ جو راجپوت ہونیکا دعویٰ کرتی ہے انہیں ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے ساتویں آٹھویں پیڑی میں ساہو بھونسلہ پیدا ہوا۔

سیوا جی کی ولادت اور تعلیم

سیوا جی سنہ ۱۶۲۷ء میں پہاڑی قلعہ سیونیری میں پیدا ہوا سیوا جی اسکا نام رکھا گیا اسکا حال بھی عجیب و غریب ہے اس سنہ میں پیدا ہوا کہ دکن کے تین سلطان عالی دانشمند فرمانروا اس دنیا سے ناپید ہو گئے تھے اور اسکی جنم بھوم کے گرد چاروں طرف سلطنتوں کے تخت ڈگمگا رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تینوں سلطنتوں کے معاملات صلح و جنگ میں شریک تھا اور اُنسے منسوب ہو چکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات میں مصروف تھا ماں اسکی وہ عورت تھی کہ اپنے تئیں اُن راجپوت راجاؤں کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر میں راج کر چکے تھے اور پہلے مسلمانوں کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے تھے۔ جب وقت وہ گھٹنوں کے بل چلتا تو اسوقت وہ اپنی ماں کی گود میں تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ میں مسلمانوں کے ہاتھ سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو وہ گرفتار ہو گئی تو اُسنے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کے لئے ایک دانشمند بھگت برہمن دادا جی کنڈیو کو سپرد کر دیا یہ نامی گرامی گروہ پونہ کی جاگیر کا ناظم شاہ جی کی طرف سے تھا اس اُستاد سے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیر اندازی پہاڑوں کے نشیب و فراز پر چڑھنا اور تیرنا دریاؤں پر پیادہ گشت سیکھا اپنے پہاڑی دلاور دوستوں کے ساتھ وہ نیستان میں جاتا اور شیروں کو وہاں سے نکالتا اور شکار کرتا

سیوا جی کی ولادت اور تعلیم

غرض تمام وہ سپاہیانہ ہنر جو اس ہونہار الوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف اُسنے کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہیں آتا تھا مگر اُستادونے کرم دھرم گیان کی باتوں اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اسی سبب سے وہ ایک متعصب ہندو ہوگیا اور مسلمانوں سے اسکو دلی نفرت ہوگئی اُسنے دیوتاؤں کی لڑائیاں اور سورماؤں کی کہانیاں سنوائیں کہ جن سے اسکی طبیعت میں شجاعت اور مردانگی کے کاموں کا عشق پیدا ہوگیا۔

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہاں پہاڑی اور میدانی ملک آپس میں ملتے ہیں اسلئے دونوں قسم کے آدمیوں سے سیواجی کا تعلق صحبت ہوا۔ اول سیر وشکار سے پہاڑی لوگوں سے جنمیں سے اکثر اسکے باپ کے سواروں میں بھرتی ہوتے تھے یا گانوں کے پاس پڑوس کے ڈاکوؤں اور لٹیروں سے غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش اور مضبوط تھے ان کی صحبت سے اسکی طبیعت میں بڑے بڑے کاموں کا عشق پیدا ہوگیا ادھر اس صحبت کا اثر اُدھر دیوتاؤں اور سورماؤں کی نظم داستانوں کی خوش کلامی کی تاثیر ان دونوں نے ملکر اسکے دل میں بڑے بڑے کاموں کا جوش وخروش پیدا کردیا۔ یہ آفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر کے نظم ونسق میں شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیروں میں سے ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر وشکار کے سپاہیوں میں جتنا اور کونکن کی ساری گھاٹیوں سے وہ واقف ہوگیا اور وہ یہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کونسے مقامات ہیں جہاں حملہ کرنا چاہیئے۔ اور کونسی ایسی جگہ ہیں جہاں جھگڑ اپنی حفاظت کرنی چاہیے۔ وہاں کے جنگل کے باشندوں سے پہلے ہی آشنا تھا پونا کے شمال میں جو گھاٹوں کے حصے تھے ان میں بھیل اور کولی بستے تھے۔ جنوب میں جو حصے ہیں انمیں قوم راموسے آباد تھے مگر پونا کے جنوب مغرب میں مرہٹے بستے تھے وہ مدت سے اسلام ملک کی سختیاں اُٹھاتے تھے جس وادی کوہ میں وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اسلئے

اسکے باشندوں کو ماولی کہتے تھے۔

سیوا جی نے ماولیوں کو اپنا یار بنایا۔ اُنہیں کی یاری اسکی یاوری کا سبب ہوئی سیوا جی پر تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگوں کے منتخب کرنے میں اپنی عقل کو خرچ کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبوں سے بڑے بڑے کاموں کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اُسکے یہ سب دوست اُسکے ان کاموں میں بڑے کام آئے۔

بیجاپور کی سلطنت میں جو پہاڑی قلعے تھے اُن کی خبرگیری اچھی طرح نہ کیجاتی تھی اکثر انمیں سے دارالسلطنت سے دور تھے اور بیماری کے گھر سمجھے جاتے تھے۔ خصوصاً برسات میں کبھی ان میں ایک مسلمان افسر ہوتا اسکے پاس کچھ تھوڑی سی کم تنخواہ کی فوج ہوتی کبھی یہ بھی نہ ہوتا بلکہ جو آس پاس ملک کے اہلکار ہوتے اُنکے سپرد کر دیے جاتے تعلق علاوہ اسکے اسوقت پادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح میں مشغول یا مصروف تھا اسلیے ان قلعوں میں فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعوں پر قبضہ پانیکے لیے سیوا جی نے اپنی تدابیر کا آغاز اسطرح کیا کہ پونہ سے جنوب مغرب میں بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا سنہ ۱۶۴۶ء میں اُسنے اپنے دوستوں کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کر دے۔ جب قلعہ دار اسبات پر راضی نہ ہوا تو پھر اُس نے اپنا وکیل دربار شاہی میں بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری میں دل و جان سے مصروف ہوگا۔ غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہاں اہلکاروں کو خوب رشوتیں دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اُس نے مستحکم کیا۔ یہاں اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداداد کے ملنے سے اُسنے اپنی عقلمندی سے اپنی بھگتائی کا یقین لوگوں کو کرا دیا اور بتلا دیا کہ بھوانی نے دیا کرکے خزانہ بھیجا ہے۔ اس خزانہ کو اس نے سپاہ میں تقسیم کردیا اور تورنا سے جنوب مشرق میں

سیوا جی کی بیدار مغزی اور ہوشیاری

پہاڑی قلعوں پر سیوا جی کا قبضہ

تین میل پر کوہ مہور بدھ پر ایک اور نئے قلعہ کے برج و خندق کے مستحکم کرنے میں لگا یا اور
اسکا نام راج گڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تھی کہ وہ اپنی سب باتوں میں مذہب کی حمایت
اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکردواروں اور مندروں کے جو موافق و مصارف
مسلمانوں نے ضبط کر لئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے سارے کاموں میں یکتائی اور جان
سپنی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤں کی خاص عنایت جتاتا۔ اپنے سپنوں کو
مکاشفات جتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آپ چپ نہ بیٹھ سکا اور اسکے
باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی حرکات سے باز رکھے شاہ جی
نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سیوا جی کو لکھا کہ اپنے وہ ملک بیجاپور پر ایسی
دست اندازیاں نہ کریں۔ دادا جی گرچہ اول تو اپنے چیلے کو سمجھایا کہ باپ کے کہنے
پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ چیلے کے ارادوں کا چیلا بن گیا اور ایسی تدبیریں بتانے
لگا کہ انکے سارے کاموں سے اسکے ہم مذہبوں اور ہم وطنوں اور ہم قوموں کی ترقی ہو
جب وقت مرگ اسکا آیا تو اسنے سیوا جی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا
کہ اپنے دھرم اور کرم پر قائم رہنا۔ گائے اور برہمن اور کاشتکاروں کی رکشا کرنا۔ انکو مسلمانوں
اور مندروں میں کوئی گزند نہ پہونچنے دینا اور جو کچھ تیرا بھلا آگے آئے اسپر جا بجا ویرشا کر
ہونہا دادا جی نے یہ کہکر پران چھوڑ دئیے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر
حکموں کا وہ اثر ہوا۔ کیا ٹھگوں کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے
والا۔ اپنے مذہب کی حمایت کرنے والا ہو گیا اب اپنی آپ وہ ایسی خدمت و منزلت
عزت و تعظیم کرنے لگا۔

اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اسنے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کر لیا اور بے روک ٹوک
کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے
منیجر کی معقول وجوہات جتا دیں کہ ملک ایسا مفلس ہے کہ کچھ آمدنی کی بچت نہیں ہوتی لہذا

گذارہ کرناٹک کی آمدنی سے لیجئے۔ پونہ کے شمال میں چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا اُس
پر چپ چاپ قبضہ کرلیا اور وہاں کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس ضلع کی
رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور قلعہ کنڈانہ کا لینا تھا
اُسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا اور سنگ گڑھ اُسکا نام رکھا۔ پرندر میں اسکا میا سسرا باجے
پنتھ کے باپ کیطرف سے حاکم تھا اُسکو سیواجی کے ہتھکنڈے نہیں بھاتے تھے اُسپر ایک رات کو
چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیونکو قید کرلیا۔ ان قیدیوں میں سے بعض نے سیواجی کی سیوا
اختیار کی اور باقی قیدیوں اور بیٹے کو کرناٹک میں شاہ جی پاس بھیجدیا۔ جن دنوں میں دادا جی
کن دیو کا انتقال ہوا تھا اُنہی دنوں میں پورندھر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر
جھگڑا کر رہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیوں کو وہاں لے گئے اور تینوں بھائیوں
کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیریں کلامی سے اُنکو اپنا دوست بنا لیا اور وہ اُسکے بڑے بڑے کاموں میں
کام آئے اور ایمانداری سے خدمات اُس کی بجا لائے سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر
و تزویر سے انجام دیا اور کسی کی نکسیر بھی نہ پھوٹی ایسے انتظامات کو ہم ستم اور جور پر ترجیح
دیتے ہیں۔ سیواجی نے اپنے باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ
سے نیرا ندی تک ملک پر وہ قابض ہوگیا اس میں جنگل تھے آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم
مقام دشمنوں سے بچنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہیں تھیں
پہاڑوں میں یہ انتظام کرکے اُسنے اب بیجاپور کے ملک میں کھلے دروازے شروع کئے
اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے میں کوئی پروا نہ کی۔ اُسنے ملک
کا تھوڑا سا حصہ فتح کرلیا جس طرح شیر ببر پہاڑوں کی کھوہ میں [illegible] تاک لگا کے
میں بیٹھتا ہے اور ہرن کی وہ نظر پڑتا ہے اُسپر جھپٹا مارتا ہے اور پھر اپنی کھوہ میں
جا بیٹھتا ہے

اب اُس نے مالیوں کی ... سوچا کہ ...

اُنکے ہاتھ لگے تھے اُن پر پیادوں کو سوار کرکے سوار بنائے - اور ان سواروں کے ساتھ پہلے ہی پیشکار یا راکر والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیوں کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے بھیجا تھا۔ اُسے سنہ ۱۶۴۸ ع میں لوٹ کر راج گڑھ میں لے گیا۔ روپیہ سارا سواروں کو دیدیا قلعوں کان گوری لونگ۔ تکونہ۔ بھورپ۔ کورس۔ لوہگڑھ۔ راج ماچی۔ تالا۔ گوس سالا اور کہستانی مضبوط قلعہ راسے ری کو فتح کرکے اصل مالکوں کو دے دیئے۔

اب کانکن پر اُس نے حملہ کیا اور جن مقامات میں دولت تھی اُن کو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اُسپر سیوا جی نے ایک برہمن آباجی سونو دیو افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کرلیا اور جو اُس سے متعلق قلعے تھے اُن پر قبضہ کرلیا اور حاکم کو قید کرلیا سیوا جی اس فتح کو سنکر بہت خوش ہوا اور خود کلیان میں گیا اور آباجی سونو دیو کی بڑی تعریف کی اور اس ملک کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے مندروں پر چڑھاوے بھیجے برہمنوں کو خیر خیرات کیں - سیوا جی ایک خوفناک ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ میں آئی تھی اُسپر قبضہ رکھنے کے لئے دو قلعوں کی تعمیر کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس بیروادا اور دوسرا راسے ری کے پاس بھگانہ۔ مولانا احمد جسکو آباجی سونو دیو نے قید کیا تھا سیوا جی نے اسکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو عزت و حرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار میں اُسکے قید ہونے اور قلعوں کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجاپور نے اُسے موقوف کردیا۔

جب محمد عادل شاہ بادشاہ بیجاپور نے سیوا جی کے بہت [illegible] دیکھے اور اسکی جسارت بڑھی اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو [illegible] سیوا جی کا باپ شاہ جی کرناٹک میں بادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو [illegible] دعوت میں بلایا اور [illegible] بیجاپور میں بادشاہ نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

بادشاہ نے سنہ ۱۶۴۹ء میں اسے سنگین قید خانہ میں قید کر دیا جسکا بہت چھوٹا دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا اور تابعداری نہیں اختیار کریگا تو قید خانہ کا دروازہ بند کر دیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی باپ کے چھڑانے کی تدبیر میں لگا۔ اول اُسکے دلمیں آئی کہ باپ کے چھڑانے کے لئے عادل شاہ کی فرمانبرداری کیجیے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نازیبائی سے جو شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری میں نہیں ہے جو بیوفائی میں مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا چاہیئے سیواجی ایسا سر ہیلا تھا کہ اب تک شاہ دہلی کی خدمت میں کوئی گستاخی نہیں کی تھی چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہاں کے ہاں سے اُسے پنجہزاری کا خطاب ملا۔ اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہو گئی شاہ جی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک میں بھی امن رہا سیواجی ملک میں دست درازی کرتے ہوئے یوں ڈرتا تھا کہ کہیں قید خانہ میں باپ کا کام تمام نہ ہو جائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہیں سیواجی مغلوں کو نہ چڑھا لائے مگر اسوقت ملک کرناٹک میں بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اُسوقت دربار بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی میں سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑ کر کرناٹک بھیجے۔ وہاں مفسدوں نے اسکی جاگیر پر قبضہ کر لیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتھیار بندی ہو گئی تھی اور بیجاپور کے افسروں کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیاں دے رہے تھے شاہ جی سے قول و قسم اسبات پر ہو گیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالونکے ساتھ ہمیشہ صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اُس نے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو باجی گھورپڑے جاگیردار مدھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا سیواجی کے قید کرنے کے لئے دشمنوں نے کوشش کی مگر وہ چاروں طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسکو خبر ہوتی

اور اُسنے اُلٹی چوٹ دشمنوں ہی کے منہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے سے سیواجی کا زور
دوبالا ہو گیا اور سیواجی اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے میں اعلیٰ درجہ کی تدابیر کرنے لگا۔ راجہ
جاولی جو دریا وارنا اور کرشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمان روائی کرتا تھا وہ بھی سیواجی
کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع
ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل میں کھڑا ہو وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا
خاندان بڑا سپاہی مشہور تھا اور ایک عمدہ سپاہ رکھتا تھا سیواجی کو اس سے یہ رنج پیدا
ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب میں آتے تھے انکو اس راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا غصہ
پردہ ہی پردہ میں لیا گیا۔ اور دو وکیل راجہ جاولی کے دربار میں ایک برہمن اور دوسرا [illegible]
راؤ بھیجے اور اُسکے بیٹے سے شادی کی درخواست کی جب یہ سگائی منظور نہ ہوئی تو ان دونوں ایلچیوں
نے راجہ کے مارنے کا قصد کیا سیواجی چپکے چپکے چوروں کی طرح فوج کو ایسے مقام پر لے کر
آ پہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے۔ غرض ان ظالموں
نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی دارالحکومت
سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام پاجی پن اور مکاری کا
ہندوؤں کو پسند آیا۔ نیرا اور کرشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام رہ گیا تھا اسکو رات
کو سیڑھیوں پر چڑھ کر لے لیا اور قلعہ دار کو مار ڈالا سیواجی ملک گیری کی نردبان کی اول سیڑھی
پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور اس فتح نمایاں کے بعد دو میل پر اُسنے
قلعہ پرتاپ گڑھ تعمیر کرایا اور اپنا [illegible] بھی [illegible] کیا۔

اب تک سیواجی مغلوں کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا اُن کی سرحد پر قدم نہ
رکھتا تھا وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اسوقت اورنگزیب دکن میں
ملک گیری کر رہا تھا اسکی یہ تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور اور گولکنڈہ
کے فتح کرنے میں اپنا معاون بنائے سیواجی نے اول اس شاہزادہ کی بار [illegible]

[illegible]

خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک پر قبضہ کے لئے اسکے توسل سے
بادشاہی سند حاصل کی مگر جب اُسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج سے بیجاپور والوں
سے لڑ رہا ہے تو اُس نے یہ خیال کیا کہ بادشاہی ملک پر قبضہ کرنے میں بہت کچھ فائدہ ہے
اسلئے اُس نے اول جنیوہ پر جو مغلوں کی عملداری میں تھا تاخت کر حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا
تین لاکھ ہیگوڈا اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے اب اس سے بڑھکر احمد نگر پر ۱۶۵۷ء میں
ہاتھ مارا۔ وہاں سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے لڑائی
کا سامان اُس پاس نئی طرح کا ہو گیا۔ اگرچہ ماولی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے تھے
اور وہ بڑے چالاک چست تھے اور بہت اپنے کاموں میں مشہور تھے مگر اب اُس نے
سواروں کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنوں بعد نہایت غور و تامل کرکے پٹھانوں کو پیادوں
میں بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانوں کو سپاہ میں داخل کرنا اجمالی حالت میں مناسب نہ تھا
مگر بالفعل جو حال اسکا ہو گیا اور آئندہ ہونیوالا تھا اسکے لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اُس
پاس ایسا سامان ہو گیا تھا کہ وہ میدان جنگ میں باقاعدہ فوج کے سامنے لڑ سکتا تھا اور
ٹھہر سکتا تھا سیواجی نے اورنگزیب کے معاملہ میں بڑی غلطی کھائی اور اُسکے زور و قوت
اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا۔ اُسنے بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کر لیا اور قریب
تھا کہ اسکو بالکل فتح کر لے اس سبب سے سیواجی کی امیدیں دل کی دل ہی میں رہیں اور
بہت جلد اُسکو خوف وہراس اس شاہزادہ کی طرف سے پیدا ہوا اسلئے یہ اسکی خوش نصیبی
تھی کہ اسنے اپنے حملوں کا عذر پیش کیا اور بہت منت و سماجت سے پیش آیا اس سے
اس کی طبیعت کا کینہ بین ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبال مندی تھی کہ چند روز بعد شاہجہاں کی بیماری
کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا اور ایک لحظہ میں کچھ سے کچھ ہو گیا اور
معاملات ملکی میں ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ میں کہ اورنگزیب بھائیوں سے
لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کرکے بادشاہ ہوا سیواجی اسکا مطیع اور فرمانبردار رہا

اور اسکی خدمات بجا لانے کا بہانہ کرکے فوج کو بڑھاتا رہا اور زبانی جاں نثاری اور خدمت گذاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض میں اُسنے یہ درخواست کی کہ پادشاہی ملک میں جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہیں اُن پر توجہ فرمائی جاوے۔ اور اسطرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن میں وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکاروں کے جو اب مقرر ہیں اچھی طرح کر سکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لئے نازک تھا اسلئے شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۰۶۹ھ میں جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک برقرار۔ ملک کانکن میں لڑائی کی اجازت اور سارے دعوی اسکے منظور پانچسو سوار اپنے پادشاہ کی خدمت میں بھیجے۔ سیوا جی بھی ایسے معاملات میں اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار ہمیشہ کرتا رہا۔ دغا کی شطرنج دونوں کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی سیوا جی نے پیشوا شاجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن میں بھیجا وہاں اُسنے ایک سخت لڑائی کے بیچ میں جو بہت ہزیمت اُٹھائی۔ اسلئے سیوا جی نے پیشوا کو بلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کر دیا۔ اب یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُسوقت میں عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا جب وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اُسکی جگہ تخت نشین ہوا۔ اُسکی حکومت کو استقلال نہوا تھا۔ ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اُٹھائی تھی۔ ارکین سلطنت میں باہم جھگڑا تھا پادشاہ کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتوں کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ سیوا جی کی سرکشی کو دبائیں اور اسکو اتنی فرصت نہ دیں کہ وہ مغلوں کے ساتھ سازش کرے اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خاں جو بڑا نامی گرامی امیر تھا اُسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی میں آکر کہتا تھا کہ سیوا جی کی کیا حقیقت ہے ابھی اُسے زنجیروں میں جکڑ کر پادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہوں۔ اس نوجوان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے کھلے میدان میں مقابلہ نہیں ہو سکیگا۔ اپنی قدیمی تدبیروں و تدابیر و حکمت میں مصروف ہونا بہتر جانا اُسنے اپنے قلعہ میں

افضل خاں کا بیجاپور سے سیوا جی کے مقابلہ کو بھیجا جانا

خوف زدہ ظاہر کیا۔ قلعہ پرتاپ گڈھ میں پہنچا یا اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب کو
بھیجنے شروع کر دیئے اور لکھا کہ آپ بزرگ ہیں آپ کو میرے حال پر رحمت کرنی چاہیے
اگر آپکی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہاں سے معاف ہو جائے تو میں اپنا سارا ملک چھوڑتا
ہوں اور جان نثاری اور اطاعت میں بھی کچھ عذر نہیں کرتا ہوں خانصاحب کچھ تو پہلے ہی
ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ اُنہوں نے ایک برہمن پنتو جی گوپی ناتھ
کو سیواجی پاس بھیجا کہ جاکر عہد و پیمان کرائے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم و رواج کے
موافق دربار میں ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتو جی برہمن کی خدمت میں گیا اور وہاں
یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا میں بھیجا ہے اور ایسی باتیں بنائیں کہ وہ اس سے بالکل
مل گیا۔ اور اُسنے پلٹے جاکر خانصاحب کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ اس لڑکے میں اصلا
تاب مقابلہ کی نہیں۔ ایک قلعہ میں ہراساں اور لرزاں بیٹھا ہوا ہے اور سخت حیران ہے
کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خاں بے فکر اور شیر ہوئے اور بن اور جنگلوں کو کاٹتے
ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے سیواجی کا بڑا منصوبہ اس کام میں یہ تھا کہ کسی طرح افضل خاں
کو مار لیجئے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتو جی کی اعانت سے یہ بات ٹھہری کہ ان دونوں میں آپس
میں تنہا ملاقات ہو۔ غرض خانصاحب اپنی خالی کے گھمنڈ میں آگئے ایک خدمتگار کو ساتھ
لے گلے میں باریک ململ کا پاجامہ پہنے۔ اُدھر میں ایک سیدھی سیٹ لے سیواجی کیطرف چلے
اس اثنا میں سیواجی نے کیا کام کیا کہ اول نہایا اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماں کے پیروں
میں سر رکھا اور اُس سے عرض کی کہ میرے لئے اسوقت الشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج
ہو جائے اور ایک زرد کلہ روئی کا پہنا اور اُسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین میں بگھنکھ (یہ
ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل میں خنجر دبایا۔ اب وہ خان
صاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا ہے اور بہت بیچ
بیچ خانصاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھنکھ اُسکے جسم میں چھپو دیا۔ اور پھر

خنجر کا وار کیا خانصاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُسپر چلائی۔ مگر فولادی زرہ نے اُسکو جسم تک نہیں پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر پرتاپ گڈھ میں لے آیا سیوا جی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل میں چاروں طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔ جب افضل خان کے مرنے سے فوج میں ہلچل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء میں ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اُسکا خان ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیوا جی نے اس مرہٹے کا سر اوڑا دیا۔ اگرچہ اور قیدیوں کے ساتھ اُسنے نیک سلوک کیا اور سب مرہٹوں کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹہ نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اُسکو انعام دیکر رخصت کیا۔ اس مہم میں سیوا جی نے خفیہ خزانوں کے بتلانے کے واسطے لوگوں کو تکلیف دی مگر کوئی کام ہتیا عمدہ نہیں کیا۔ اور بے سبب کسیکو اذیت نہیں پہنچائی۔ اس دغابازی اور فریب کی مرہٹوں میں بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپیں اور اسباب ہاتھ لگا اور قلعہ پنالہ اور لون گڈھ بھی قلعہ داروں نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُسنے بسنت گڈھ کو بھی لے لیا اور بہت سے قلعے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

بیجاپور قضیہ کے علی عادل خان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اُسکو بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیوا جی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک ہو گیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہونچا۔ اور اُسکے پاس سے ہو کر گھاٹوں میں چلا گیا لوگوں کو یقین تھا کہ وہ زمین مفتوحہ پر چپ چاپ بیٹھا رہیگا مگر اُسنے واپس اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راجپوت بڑا بھاری خزانہ لیا اور راج گڈھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت دی اور اُسیکو دار الریاست بنایا۔

جب ان ان دو لڑائیوں میں شکست ہوئی تو یہ عادل شاہ

سیوا جی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل میں جلنے لگا اور سوچ بچار میں پڑ گیا ۔ پھر ہی سنہ ۱۶۶۰ء میں اُس نے نئی فوج جتنی افضل خاں کے ساتھ بھیجی گئی تھی بھیج کی اور نامور افسر صلابت خاں کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور واڑی کے ساونت اُس کے مددگار مقرر ہوئے ۔ غرض یہ سب ملک کوکن پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے سیوا جی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں کیں اور قلعہ پنالہ کی حفاظت میں وہ خود مصروف ہوا مگر اس کو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی حفاظت میں ناحق تضیع اوقات اس نے کی ۔ وہ یہاں چار مہینے تک گزار رہا ۔ اور اس سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم ہوتا تھا اس لئے یہ چال چلا کر صلابت خاں سے پیغام بھیجا کہ میں خود حاضر ہو کر اس قلعہ کو سپرد کرتا ہوں ۔ کل دروازہ کھول دوں گا ۔ یہ مژدہ سنکر محاصرین بڑے خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سو رہے ۔ صبح کیا دیکھتے ہیں کہ سیوا جی اپنے منتخب سپاہیوں کے ساتھ اُن کے درمیان ہو کر قلعہ سے نکل گیا اور رنگنا میں پہنچا ۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اس کا تعاقب کیا اور جس منزل پر سیوا جی نے اترنا چاہا تھا اُسکے چھ میل ورے جا لیا مگر وہ ایک درہ تنگ کی حفاظت باجی پربھو کو سپرد کر کے آگے بڑھ گیا یہ باجی پہلے سیوا جی کا جانی دشمن تھا مگر اب اس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا اس درہ پر تھوڑے آدمیوں سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور الٹا ہٹا دیا چوتھے مرتبہ افضل خاں کے بیٹے فاضل خاں نے جو سیوا جی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور شور سے اس درہ پر حملہ کیا ۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا درہ میں جو سپاہی بچے کھچے باقی تھے مارے گئے اور سیوا جی کے بہادر نائب بھی نیچے گرے جس وقت اس بہادر کی آنکھوں پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنا سے ایک توپ چھوٹی ۔ جس نے سیوا جی کے زندہ سلامت رہنے کی بشارت اس

مرد وہ کوہستانی اس آواز سے جو زندہ باقی رہ گئے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمن
کے حلقہ میں سے نکال کر لے گئے۔ اب ۱۶۷۳ء میں علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیواجی
سے لڑنے آیا اور پنالا اور لون گڑھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال میں فتح کیا تھا
اُس سے چھین لیا۔ غرض سیواجی اس سے مقابل نہ ہو سکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اس کو لوٹا
اور سرنگا پور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا یہ راجہ بھی اس جھگڑے
میں مارا گیا۔ اس نا شائستہ حرکت سے چند سیواجی سے ناراض ہوئے غرض سن سال
کے اندر کوئی کام اس نے معقول نہیں کیا اب وہ پوجا پاٹ اور دھرم کرم میں زیادہ
مصروف رہنے لگا اور اپنے تئیں جیتی ستی جتانے لگا اور پرتاب گڑھ میں بھوانی کا مندر
تعمیر کرایا تاکہ ساری پاپوں کا کفارہ ہو جائے اور اس اثنا میں سیدی جوہر جو کئی
کئی معرکوں میں میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ بہلولپوری نے شاہ جی کو گرفتار کرکے
والی بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سامان کئے
ہوئے آتا تھا سیواجی کو اس سے باپ کا عوض لینا تھا اس لئے وہ بے خبر اس کے
گھر میں چلا گیا اور اس کو مار ڈالا۔ اس کے گھر والوں نے مکان میں آگ لگا دی
اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک میں فساد برپا ہوا اس لئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی
کہ سیواجی سے جو صلح ٹوٹ گئی تھی اسے بحال کر کے کرناٹک کی مہم میں مصروف کرے اس لئے
سیواجی کو فرصت ملی کہ اس نے وادی کے ساحلوں کو منضبط کر لیا اور کھانڈوی
جو اس کے نقصان ہو گئے تھے ان کو پورا کیا۔

اب بہت سے جہاز جو اس کا قبضہ تھا اس نے جہازوں کا بیڑا
بنایا اور گوا والوں سے چوتھ منگایا۔ آخر کار ساہو جی نے بیٹے کی صلح والی بیجاپور سے
شتابی میں کرا دی۔ ساہو جی اپنے اس ننھیال کے چھوٹے بھائی سے پھولا

نرمہاتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھوروپوری کو مارا فریفتہ اور عاشق تھا اور بیٹے
سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اس سے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹوں کے مورخ
کہتے ہیں کہ سیواجی اپنی دارالحکومت منتقل کرکے رہیری میں لے گیا اور اس کا نام
رائے گڑھ رکھا اور اس کو سامان اور اسباب سے خوب مستحکم اور درست کیا ایک
اُس کے سردار نے شمال میں دور دور بہت سے قلعے تسخیر کیے دوسرے افسر نے
اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک میں تہلکہ ڈال دیا۔
اس صلح کے بعد سیواجی کے پاس کل ولایت کا کنکان کلیان سے گوا تک تھی جس کا
چار درجہ عرض ساحل شامل تھا اور کوکن گھاٹ ممتا بیجاپور سے دارنا تک تھا جن میں
۱۰۰ میل کا فاصلہ تھا اس کے ملک کا بڑے سے بڑا عرض سوچہ و خیبر کے درمیان
سو میل سے زیادہ نہ تھا کہ جس قدر ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے اور سات
ہزار سوار۔ اس کی قوت بڑی خوفناک تھی بیجاپور والوں سے صلح کرکے اس کو فرصت
ہوئی کہ وہ مغلوں سے لڑنے بھڑے۔

الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخوں میں مرہٹوں کی کتابوں
سے بہت سے حالات سیواجی کے لکھے ہیں جن میں سے کچھ ہم نے اوپر نقل کیے ہیں۔
اب ہم عالمگیرنامہ اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہیں
دونوں کا مقابلہ کرکے فیصلہ کرلو کہ واقعات اصل کیا ہیں۔ جب نظام الملک کا سارا
ملک شاہجہاں کے قبضہ میں آگیا اور عادل خاں سے وداد و اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا
تو عادل خاں نے یہ التماس کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف میں آئی
ہیں تعلقہ کوکن نظام الملکی ان میں ہیں جو عبارت بندر چیول و ابل و دنڈہ راجپوری و چاکنہ
سے ہو اور عادل شاہیہ کے تسلط کے بعد وہ بعد و ملک بیجاپور میں داخل تھے اور عادل شاہ
سرحد کوکن کے متصل جو ل کوکن مشہور ہو واقع ہو۔ ان سب پر ابتہ پر گنات بیجاپور

کے متصل اورنگ آباد پر بند باندھے شاہی مصروف کی قبضہ کرلیں اور اس کے عوض میں وہ بیدر
بہول سے پرگنہ چاکنہ تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائیں اس میں باعث جنگل کوہ اور اشجار
کنار دریا شمولیت پر بادشاہ نے بوجوہ بہت منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضے کے دونوں کوکن عادل
خان بیجاپور سے متعلق ہوگئے ملا احمد جو کہ بزرگ ولایستان کے شرفاء سے نوائط میں سے
تھے اور جہاں بنی امیہ کے غلبے سے اطراف کوکن میں وارد ہوئے تھے اور قوم نوائط کے
تمام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد میں سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور کے مقربوں میں
تھا اور اس ضلع میں تین پرگنوں کا جاگیردار تھا ان ہی دنوں دو پرگنے جن کے نام سوپہ
پور وغیرہ تھے شاہ جی بھونسلہ کو جاگیر میں ملے تھے باپ کی طرف سے جاگیر کے بندوبست میں
سیوا جی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم میں شجاعت اور شہادت میں ممتاز تھا اور حیلہ
وفریب میں ابلیس پرتلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا ان حدود میں قلب کوہستان بڑے
اونچے اونچے تھے جنگل لاحاصل اشجار خاردار سے پر تھے اب اس نے یہاں مفسدوں
کے طریقہ پر وطن اختیار کیا عمارات بنائیں اس لیے نئے قلعجات کو بھی درست کرنے لگا
میں مشغول ہوا دکن میں ایسے قلعہ کو گڑھ کہتے ہیں انہیں دنوں میں عادل خان
بیجاپوری عارضہ بدنی میں گرفتار ہوا مرض کے امتداد سے مملکت بیجاپور میں کہ بہ نسبت
اور ہندوستان کے صوبہ جات کی وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا شورش
و انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد ان ہی دنوں میں عادل بیجاپور پاس گیا اس سبب سے
کہ اس کی جاگیر اطراف کوکن سے بعید تھی سیوا جی نے دیکھا کہ ملک فرمانروا کے
انتظام سے خالی ہے تو اس نے جاگیرداروں کے تعلقہ میں جرات و بیباکی شروع
کی کل دکن میں اس کی اور اس کی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمعیت کی جس کا حال
آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ تعیین ہوا وہاں جا کر ہر حاصل مالدار رعایا سخت دباؤ ڈال
کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیرداروں کی فریاد ان ایام پر فسادیا

جلد

بیجاپور میں پہنچے - سیواجی اپنا ایک عریضہ بہت سے ہدایا اور تحائف کے بھیجا
اور عذر لکھا کہ فلاں محال میں فوجی محصول کی کمی ناقص تھی اور جاگیرداروں اور ان
کے منصوبوں نے ایسی ایسی تقصیریں کیں میں نے اُن کی تنبیہہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر اُن کا لینا منظور ہے - بیجاپور کے کارپردازوں میں
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا - اس آشوب میں ایک روپیہ کی نہیں سنتا تھا -
جاگیرداروں کے درخواستیں جو آتے اُن پر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے ملک
دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد سے خالی نہیں رہتا وہاں کی سرزمین کی تاثیر ہی ہے کہ حکام
اور رعایا مرض حسد و حمق و خفت عقل میں گرفتار رہتے ہیں اور اپنے ہاتھ سے اپنے
پاؤں میں کلہاڑی مارتے ہیں اور حرص و مال میں ملک کو فنا کرتے ہیں اور اس لالچ
میں کارپردازوں کی جمع زر اندوزی کے باعث اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی
بن آئی کہ اس کے نام احکام اس ملک کے پہنچے تھے - رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت آئی
کہ وہ سرکشوں میں شمار ہونے لگا - اور مرہٹے اطرافی قزاق پیشہ جماعت کثیر اس پاس
جمع ہو گئی اور اس نے نئی قلعوں کی تعمیر میں کمر ہمت چست باندھی اول چند قلعوں پر
متصرف ہوا اور پھر ان قلعوں پر دست درازی کی جو ذخیرہ و تجربہ کار قلعہ داروں
اور کارآزمودہ جماعتوں سے خالی تھے اس زمانہ میں بیجاپور کی ریاست میں انقلاب
ہو رہا تھا سکندر علی عادل شاہ ثانی جس کی اصل و نسل کے اثبات میں بھی گفتگو تھی چھوٹی
عمر میں باپ کا جانشین ہوا - شاہجہاں کے حکم سے شاہزادہ اورنگ زیب کی مہم نے اور
شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی گئی اور تمام
قلعوں پر اس کا تصرف ہو گیا اور تھوڑے دنوں میں صاحب ملک وہ ہو گیا اور جمعیت
مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ بیجاپور کی مخالفت پر کمر باندھی قلب
کوہوں کی اور جنگل پر ان اشجار کی پناہ میں ملک و دور و نزدیک کی غارتگری کی راہوں

جس تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راجگڈھ کو چاکنہ کو اپنا ملجا و ماوا مقرر کیا اور دریا کے
بعض جزیروں پر کشتیوں کو جمع کرکے قبضہ میں کر لیا اور وہاں بھی نئے قلعے بنا کے جب
جہاں حملہ ہو گیا اور سب قلعوں میں ذخیرہ و سامان جنگ مہیا کیا۔ اور علانیہ بیجاپور کی
مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیوں میں ہو گیا۔ جب سکندر علی عادل شاہ
حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت میں مشغول ہوا پہلے سیوا جی پاس رسل و رسائل
بھیجے۔ جب اُن کا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خاں کو ایک لشکر گراں کے ساتھ اس کی
تنبیہ کے لیے تعین کیا۔ افضل خاں عمدہ امراء اور شجاعوں میں سے تھا اس نے
جا کر سیوا جی کو تنگ کیا۔ سیوا جی نے دیکھا کہ صف جنگ میں اور محصور رہنے میں
اس سے عہدہ برآ نہیں ہونے کا تو حیلہ و تزویر روباہ بازی کا جال پھیلایا۔ معتمد
آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی
التماس کی اور بکار بر جنوں کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری میں
سیوا جی کے قلعہ کے نیچے سیوا جی تین چار بے اسلحہ خدمتگاروں کے ساتھ کرکش افضل خاں
کی ملازمت کے لیے آئے اور افضل خاں پالکی میں بیٹھ کر پانچ چار بے ہتھیار خدمتگاروں
کے ساتھ قلعے کے نیچے آئے اور سیوا جی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ
کیے جائیں اور خلعت دیکر اس کو رخصت کیا جائے۔ افضل خاں کو جو پیشکش و
تحائف دیگر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے بلکہ خود سیوا جی تسلی پانے کے بعد افضل خاں
کی خدمت و رفاقت میں بیجاپور کا عازم ہو۔ سیوا جی نے مکاری یہ کی کہ افضل خاں پاس
طرح طرح کے بہت سے اس ملک کے تحفے قسم قسم کے میوے بھیجکر اور عجز و انکسار ظاہر کرکے
انکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر میں لے آیا۔ افضل خاں نے اس کے اظہار اور فریب
کو سچ جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلاتے ہیں نہ کی۔ وہ بے ہتھیار اکیلے پالکی میں بیٹھ
زیر قلعہ مکان موعود میں چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیوں کو ایک تیر کے فاصلہ پر اپنی فوج میں

سے الگ کر دیا۔ سیوا جی قلعہ سے پیادہ پا آیا اور بعجز و انکسار کا اظہار تضرع کے ساتھ
شروع کیا جب اس کوہ میں آیا تو تین چار قدم اُٹھا کے اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی
درخواست کرتا اور لابہ و سالوسی سے سراپا تن و بدن کو لرزہ میں لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ
دار آدمی و خدمت گار جو پالکی کے ہمراہ ہیں دور ہوں اور حربہ جس کو دکھنی بچھوہ کہتے ہیں
ہاتھ کی انگلیوں میں آستین کے نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہیں معلوم ہوتا تھا
اور اپنے آدمیوں کو مسلح و مکمل ہر غار کے بیچ و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا
تھا اور نفیر نواز کو کھڑا کیا تھا اور اس کو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستاں سے
اپنے دشمنوں کو امان نہ دونگا جب اور سے حربہ لگانے کا اظہار ہو تو میرے تامل کا رکے
بلکہ بے خبر نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی آواز
سنتے ہی اطراف سے نکلکر افضل خاں کے آدمیوں پر دوڑ جائے وہ ہر طرح سے
موافقت کو عمل میں لاتا۔ افضل خاں کو اجل ناگہاں اس مکان تک گریباں کشاں
لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور میں سیوا کو اس طرح دیکھکر بے اسلحہ ہراساں و ترساں
آتا ہے اس کے عدم و وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر تھے اُن کو بھی دور
بھیجدیا۔ جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خاں کے پیروں میں گرا افضل خاں
نے اُس کے سر کو اُٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اس کی پیٹھ پر پھیرے اور بغلگیر ہو کہ اس نے
چالاکی و چستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خاں کے شکم میں ایسا مارا کہ آنتیں کھینچ دیں اور
کام اُس کا تمام کیا۔ نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدائے نفیر سپاہ کے کان میں پہنچائی
دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے ہتھیار نکل لئے افضل خاں
کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج پر ہاتھ کھولا۔ آپ دوڑ کر لشکر
میں آیا اور منکوحات کی امان دی۔ گھوڑے ہاتھی و خزانہ و اسباب و تمام کارخانے اپنے
تصرف میں لایا اور سپاہ کو نوکری کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنا لیا اور پہلے سے زیادہ اب

اسباب بکثرت بہم پہنچایا جب یہ خبر عادل خان بیجاپوری کو پہنچی تو دوسرا لشکر رستم خان
سپہ سالار کے ماتحت روانہ کیا قلعہ پرنالہ پر دونوں کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا
غرضکہ اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا نئے نئے قلعے بناتا گیا اپنے
ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی میں کوشش کرتا وہ دست
کے قافلوں پر تاخت کرتا آدمیوں کے مال ناموس پر متصرف ہوتا اور اس نے انتظام
کیا تھا کہ جہاں لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی کے ناموس میں دست اندازی
نہ کرے جو نسخہ قرآن شریف لاتا اس کو حرمت و ادب کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو
دیدیتا اور جس ہندو و مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے
دیکھتا اس کی نگہبانی وہی فقط میں کوشش کرتا کہ اس کے وارث آ کر بقدر عادت
عوض میں زر دے کر ان کو چھڑا کر لے جائیں مگر جو عورت ایسی ہوتی کہ اس سے نام و
نشان کنیزی ہونے کا ظاہر ہوتا تو اس کو اپنی زر خرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور
یہ انتظام کیا تھا کہ جہاں لوٹ ہوئی اس میں رخت مستعمل غریبانہ و پیتل تانبے چینی
کے برتن جو لوٹتا اس کے ہوتے باقی جنس نقد و طلائے مسکوک غیر مسکوک و نقرہ
و نقشہ و جواہر جس کے تصرف میں نکلتی یہ قدرت نہ تھی کہ اس میں ایک دام و درم کا تلف
کرتا بالکل لشکر سردار اور عہدہ دار جدا کر کے سیواجی کی سرکار میں داخل کرتے جب
اس غلبہ کا حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامرا صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی
کی تنبیہ و استیصال میں کوشش کرے۔

حسب الحکم امیر الامراء نے جمادی الاول سنہ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہاں اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لیے پونہ اور چاکنہ
کی طرف مرحلہ پیما ہوا ان دنوں میں سیواجی [illegible] کرتا تھا ۔ ۵ رجب کی
سنہ ۳ کو سیو کھانوں میں جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامرا

آیا۔ سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیر الامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا
اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیر الامراء نے قصبہ سوپا پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔ جادو رائے
کو یہاں منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لیے لشکر شاہی
کو تاکید کی۔ سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لیے مامور کیا کہ جس طرف امیر الامراء کی
کمک بھیجی جائے اس پر تاخت و تاراج میں مشغول ہو اور شوخی کرے۔ امیر الامراء اس امر پر
مطلع ہوا تو اس نے کمک کے لیے چار ہزار سوار مقرر کیے اور ان کے سردار یہ بات
تجویز کیے ہر منزل پہنچا دیں۔ کبھی یہ دکنیوں کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی قزاقوں کے
طور پر ناگہاں کمک کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہوتے تک گھوڑا اونٹ آدمی
جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے۔ فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب
کرتے اور ان کو ہلاک کرتے وہ جنگ بگریز کرکے ہر طرف متفرق ہو جاتے۔ اسی
طرح سیوا پور تک جو اس کا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی پہنچا۔ یہ دونوں مقام
سیواجی سے امیر الامراء نے لے لیے۔ پونہ میں داخل ہو کر وہاں اپنی اقامت کی جگہ
مقرر کی اور وہاں سے سوار ہو کر حصار چاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج و بارہ کا
دور کی نظر سے ملاحظہ کیا۔ مورچال مقرر اور تقسیم کیے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق
کھودنے اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اس کی تسخیر کے
لیے سعی و جد و جہد پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین میں پانچ مہینے شب
و روز متواتر بارش ہوتی ہے اور گھروں سے سر نکالنے کی فرصت نہیں ملتی اور ایسا غبار تیرہ
و تار ہو کر دن کی رات ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس میں آدمی
کو آدمی نہیں پہچان سکتا۔ بندوق و بان بات کام نہیں دیتے کمانوں کے چلے ڈھیلے
ہو جاتے ہیں باوجود ان سب باتوں کے ایسی سعی کی کہ توپوں کی پے در پے مار سے قلعہ
کی دیواریں ٹوٹ پھوٹ گئیں مفسدوں کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ [illegible]

قلعہ سے باہر آتے اور بادشاہی مورچلوں پر حملہ کر کے عجیب دستبرد دکھاتے اور کبھی کبھی ان
کو بھی اندر اور باہر سے شوخی پیش کرتے کہ مورچال کو تزلزل میں ڈال دیتے اسی طرح چھ مہینے
محاصرہ رہا۔ آخر امیر الامرا کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی گئی اس کو بارود سے
بھر کر آگ لگائی جس سے برج اڑا اور سنگ و خشت آدم باہم اس طرح ہوا میں اڑتے
تھے کہ جیسے گرد باد پھر بہادروں نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب
و فراز کے اطراف کو مورچال و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت میں کھڑے ہوئے اسی تردد میں
سارا دن آخر ہوا اور بادشاہی آدمیوں کی ایک جماعت کشتہ ہوئی۔ غازیوں نے
فرار کی عار کو قرار نہ دیا۔ خورد و خواب تمام شب بے آرام و بے تاب کے ساتھ خاک و خون
میں بسر کر کے صبح کی اور جب آفتاب نکلا کہ بہادروں نے پے در پے حملے کرنے شروع کئے
تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنوں کی جان لی بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا
دشمن بھاگ کر قلعہ ارک میں گئے۔ اس یورش میں بیشمار اور علاوہ قلعہ گیری کے سو آدمی
کشتے اور چھ سو سوار اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک میں بھی محصوروں کو ایسا تنگ کیا کہ
انہوں نے ناچار ہو کر امان کو اپنا شفیع بنایا۔ جنود شاہی کو قلعہ سپرد کیا اور امیر الامرا سے آ کر ملے
دوسرے روز کہ امیر الامرا قلعہ میں داخل ہوا۔ اور ایک خان کو یہاں منتظم مقرر کیا اور خود وہاں
سے کوچ کیا کہ سیوا جی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خاں کہ مالوہ میں
تھا امیر الامرا کی مدد کے لیے مامور ہوا۔

۱۰ ربیع الاول ۱۰۷۰ھ کو جشن وزن شمسی ہوا۔ شہنشاہ کا اکتالیسواں سال شمسی ختم ہوا اور
بیالیسواں شروع ہوا اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام میں ابر ول کا خیمہ لگا
اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور جیغہ کی ... ہزار شمع و فانوس کے سوا اور قسم
کے چراغوں کی روشنی ہوئی۔ جشن وزن کا جشن بہ حسب معمول شاہزادوں اور امرا کو
منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

جشن وزن شمسی سال چہل و دوم

میں عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرینڈہ کا نائب حاکم تھا اُس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کر کے قلعہ پرینڈہ کے حوالہ کرنے کے لیے عرض کیا۔ ۲۰ ربیع الاول سنہ [illegible] جلوس میں لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ نائب نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اُس نے پچیس ہزار روپیہ اسکو انعام دیا اور اُس کے دو بیٹوں اور داماد کو خلعت دیا۔

قلعہ پرینڈہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف میں تھا۔ جب یہ سلطنت بگڑی تو محمد عادل خاں بیجاپوری نے تین لاکھ ہن قلعہ دار کو دیکر قلعہ کو اپنے تصرف میں کر لیا اب یہ ریاست بیجاپور سے متعلق تھا۔ شاہجہان کے حکم سے ایک بار مہابت خاں خانخاناں نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب بے تردد و قتال بجدال عالمگیر کے ہاتھ آیا امیر خاں بھی مابدکرن کو مع دو بیٹوں نوب سنگھ و بھیم سنگھ کے حضور میں لایا جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے ان ہی ایام میں بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر جس کے پہاڑوں کی پناہ میں سلیمان شکوہ ٹھہرا ہوا تھا اور اُس کے ملک کو افواج شاہی نے بالکل تربیت خاں پامال کر دیا تھا اُس نے راجہ جے سنگھ کی معرفت عرضداشت بھیجی جس میں تقصیرات سابق و لاحق کے عفو کی درخواست اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لیے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور رام سنگھ پسر راجہ جے سنگھ کو سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لیے رخصت کیا اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنی جان بچانے کے لیے حرکت مذبوحی کی محمد شاہ کوکہ جو اُس کے ساتھ ابتک رہا تھا اور چند اُس کے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ دستگیر ہوا۔ اور کنور رام سنگھ اور تربیت خاں کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاول سنہ [illegible] کو حضور میں آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرما کر تسلی خاطر بخشی کی اور جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڑھ میں رہے اور وہاں سے محمد سلطان کے ہمراہ گوالیار بھیجا جائے معتمد خاں کو گوالیار کا قلعہ دار بنا کے اُس کے ہمراہ بھیجا میدنی سنگھ پسر پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کے ہمراہ آیا تھا دو ہزاری سوار کا منصب اور پانچ ہزار روپیہ

تھا اور ایک ہاتھی اور دس گھوڑے عنایت ہوئیں ایک باپ کے بیٹے بھی خلعت عنایت ہوا اور اکرام
بھی حضور میں آیا انکی تقصیرات معاف ہوئیں سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور دھاو گر کا
خطاب عنایت ہوا اور دکن میں تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ میں تین ایلچیوں کے آنے کی خبر آئی
ایک قاسم آقا کی جس کو حسین پاشا حاکم بصرہ نے بھیجا تھا انکے ساتھ سلطنت کی تہنیت کا نامہ
اور پیشکش عراقی تھے دوسرا ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ تہنیت توران
کے ساتھ بھیجا تھا تیسرا ایلچی بوداق بیگ تھا جو ایران کے بادشاہ کی طرف سے نامہ اور پیشکش
لیکر ہندوستان میں آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی توران کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ اور کچھ مرصع
مع خلعت مرحمت ہوا وہ مریض تھا جلد مر گیا۔

چونکہ شاہجہان کے زمانہ خلافت سے برابر ملک میں تھا باہم فساد رہتے تھے اور
لشکر ادھر ادھر آتے جاتے تھے کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا
میں کبھی انتہا میں کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی خلق اللہ کے کشش اُنسے روز بروز غلہ کی
قلت اور بے انتہا غربا کی کثرت ہوئی اکثر پرگنے ویران ہوگئے اور شاہجہان آباد میں
گرد و نواح کے کنگال بھر گئے شہر میں پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور ان پر ان کنگالوں کا
اور اضافہ ہوا۔ اب تو ہر کوچہ و بازار میں فقیروں و بے نواؤں کے ہجوم سے آدمیوں کا
رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو بیٹھنا دشوار ہو گیا بادشاہ نے یہ حال سنکر حکم دیا کہ
شاہجہان آباد میں سوا ہفتری بلغور خانہ بخشہ و شام کے دس اور لنگر خانہ جاری ہوں اور
دارالخلافہ کے گرد کے قصبوں اور ضلعوں میں بارہ لنگر خانے جاری کیے جائیں اور
خدا ترس و متدین داروغے اوپر متعین کیے جائیں دو ہزاری تک سب عمدہ امیروں کو
حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے قرار حال اور بتوافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے اور غلہ
کی گرانی دور کرنے کے لیے ابواب کی معافی کے لیے جابجا احکام بجد صادر ہوئے و منزلوں
منصب ہوئے دارالخلافہ بیچارہ بہت تنگ اسد سے آدمی اپنے تعلقوں کو روانہ

ہوئے

[illegible]

واقعات سال چہارم ہجری

[illegible]

روپئے اُس کے ہمراہیوں کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لیے فرمایا کہ بعد ازاں بھیجا جائے گا
بادشاہ نے سُنا تھا کہ چکرسین بندیلہ جو اس سرزمین کے مفسدوں کا سرگروہ ہوا ہے اُس نے
کہ وہ ابتدا میں خدمت گذاری شاہی کے سبب سے وہ اس ولایت کی زمینداری کی دولت کو
پہنچا تھا وہ قلعہ کبانا بکری پر تصرف کیا تھا وہ اس قلعہ کی حفاظت پر ایسا مغرور ہوا کہ اس نے
اطاعت شاہی سے انحراف کیا اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیش کش مقرری کے
دینے سے انکار کیا۔ تمرد و بغاوت کا طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راو بھگونت سنگھ ہاڈا کو جس کی
علاقہ زمینداری اور وطن اُس کی ولایت سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لیے مقرر کیا اُس نے جا کر
قلعہ کبانا بکری کو بہت سعی و تدبیر و کوشش سے مفتوح کیا اور چکرسین کا قصہ تمام کیا۔
شاہجہاں کے عہد سے مالوہ میں چنپت بندیلہ ابتری کرتا تھا باوجودیکہ پیادہ اُس کے
مارنے کیلئے مقرر ہوئی لیکن اُس کی حیات کا غنچہ نہ ٹوٹا جب عالمگیر کو سے دارا شکوہ کی لڑائی
لگی تھی تو اس نے بد خیال کو چھوڑ کر اپنی خدمت ظاہر کی اور ملازمت میں گیا اور پھر کو پہلے
سفر پنجاب میں دارا شکوہ کے تعاقب میں ساتھ تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے علم گریز کا بلند کر کے
لشکر سے بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطع الطریقی اختیار کی اور جب
دارا شکوہ کی شورش کے زمانہ میں زیادہ شوخی کی اور اطراف مالوہ کو تاخت و تاراج کیا۔ دل
سبھکرن بندیلہ اس کی تنبیہ کیلئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ نہ ہوا تو دیبی سنگھ اس کے استیصال
کے لیے مقرر ہوا چنپت کو مقاومت و مقابلہ نہ کر سکا اور زمینداروں کی پناہ میں گیا۔ لوہری
کوہ و غار میں چھپا گرفتار ہوا سر اسکا کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اس کی تشہیر ہوئی۔
شاہزادہ محمد معظم کا راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا بادشاہ نے دو لاکھ روپئے
کی ہمراہی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد
فیل ... مرصع ... آتشبازی نے زمین کو گلشن اور آسمان کو ستارہ ...
گلستان کیا ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا اور کلاونتوں کو نقد روپیہ انعام ملا

جسونت سنگھ کو حکم ہوا کہ احمد آباد سے دکن میں بہادر امرا کے پاس ہو اپنی مہم کے لیے جائے
اور قطب الدین خان فوجدار جوناگڑھ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک احمد آباد کی حفاظت کرے
ولایت پلاؤں کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی اس سرزمین میں قلعے تھے اور ان کے مرزبان پاس
بہت پیادے و سوار تھے راہیں دشوار گذار جنگل گرد و نواح سے گھری ہوئی غرض ان اسباب
پر یہاں کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی بغاوت کی بعض اوقات صوبہ داروں کی بے جوہری
اور سست ہمتی کو یہاں کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک بادشاہی کی محال پر جو اس کے سرحد پر ملا ہوا تھا
کے قریب بجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا۔
پیش کش اور مرزبانوں کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا بادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا
کہ اس ولایت کو تسخیر کرے خان مذکور [illegible] شعبان کو اس صوبے کی کمکیوں کو ہمراہ لے کر روانہ
ہوا پٹنہ سے جنوب رویہ چالیس کوس کے فاصلہ پر پلاؤں ہے اور پٹنہ مذکور سے اس ولایت کی
سرحد [illegible] کوس ہے اور وہاں سے مرزبان کا مسکن [illegible] کوس ہے وہ قلعہ مستحکم ایک پہاڑ پر ہے دوسرا
زمین ہموار ان دونوں قلعوں کے نیچے ندی بہتی ہے اور اس کے اطراف و نواح میں اونچے اونچے پہاڑ
اور گھنے جنگل ہیں اس ولایت کے متعلقات میں تین قلعے ہیں۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤں سے
[illegible] کوس ہے۔ دوم قلعہ کنڈہ جو کوٹھی سے سات کوس پر ہے۔ سوم قلعہ دیولن کہ کوٹھی سے دس
کوس پر ہے ان قلعوں کی نہایت کے سبب یہاں کے زمیندار صوبہ داروں سے سرکشی کرتے رہتے
تھے شاہجہاں کے عہد میں عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار پٹنہ کی پرتاب مرزبان نے
کبھی اطاعت نہیں کی۔ بادشاہ کے حکم سے شائستہ خان صوبہ دار پٹنہ اس پر چڑھ کر گیا
صرف اسی ہزار روپیہ پیش کش کا لیا اور کوٹھی قلعہ اور ملک فتح نہ کر سکا اور الٹا چلا آیا۔ جیسا کہ
پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے لیے گیا تو سرکشوں نے خوف کے مارے
قلعہ خالی کر دیا۔ داؤد خان نے اس پر قبضہ کرکے شائستہ خان [illegible] کیا اور اس کے قلعہ کنڈہ
کی فتح پر متوجہ ہوا یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ وہ کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے

لیکن وہ سطرمیں گئے جنگلوں سے پر کوہ راہ میں ایک اونچا پہاڑ اور گہرے دشوار گذار تھی۔ خان نے
اول جنگل کے درختوں کو کٹوایا اور راہ کو ہموار کر دیا جب ایک کوس قلعہ سے رہ گیا تو الہ وردی
کے سرکشوں نے قلعہ سے باہر آکر جنگ کی داؤد خان نے فتح کی اور قلعہ میں داخل ہوا ... کو دیوار
اور کنگورہ کو ہموار کیا برسات کا موسم آگیا ... اور کلاہ کے درمیان دو ... قلعہ تیار کیا ...
ہماہ کو کہا زمینداروں نے ... قلعہ کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کر لیا جب برسات
ختم ہوئی تو پلاؤں کی تنبیہ کا ارادہ کیا ... نے اپنے وکیلوں کو بھیجکر عرض کیا کہ ہم
اطاعت کرینگے ... اور پیشکش مقرری بھیجنے میں سعی کرینگے لشکر بخشنہ کو اٹھا
لیا جائے۔ مگر خان ... ماہ ربیع الاول میں شائستہ خان سے ملتفت ...
روانہ ہوا ... مرزا خان ... سوار اور دوسو پیادے لیکر ہراول بنا ... خان
سواروں اور تین سو پیادوں کو لیکر ... اور شیخ تاتار خان برادرزادہ قطلغ خان پانچ سو
سوار اور راجہ بہروز ... سوار اور ... سوپیادے لیکر ... داؤد خان خود ... ہزار
سوار لیکر قلب میں رہا اور اپنے پانچ سو سوار ... چنداول میں مقرر کیے ... ایک گروہ
ہراول ... قلعہ تک جنگلوں کو صاف کرتے ... شیخ ... مناسب مقاموں
میں تھانے مقرر کیے اس ... درختوں کو ... اور ... زمین میں ... جاتا تھا
قلعہ پلاؤں کی مسافت سات کوس تھی زمیندار لشکر داؤد خان سے ... کی تمہید پیدا
کرتے تھے اور پیشکش بھیجتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہیں سنتا تھا۔ جب لشکر ... میں آ
تو ... پلاؤں کے ... وکیل سورت سنگھ جو ... کا ... تھا ... داؤد خان پاس
پہنچا اور ... اظہار کیا فرمان ... خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا
اس کا ... بیٹے راجہ بہروز کو ... بنایا ایک لاکھ روپے پیشکش بادشاہ کو اور ... میں
ہزار روپیہ بیٹا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس ... کو ... پاس بھیجا اور
جواب کے انتظار میں چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ ... سے سات کوس پر دشمن نے ... کے

تقسیم پاش پاش مارا اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے بیشتر مال کے روپیہ میں سے پچاس ہزار روپیہ
بھیجدیا ۔ لیکن عادتیں بگڑی ہوئی تھیں ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خاں آگے بڑھا ۔ اس قلعہ نے ڈیالی
کی قلعہ سے آگے اطلاع سورج پال راجہ بادشاہ کو بکر داؤد خاں کی عرضداشت کے جواب میں
دیا گیا اگر زمیندار سپاہی بلادیں اسلام قبول کرے تو جیل کی تلفیکر اس کا ملک اسی کو دیدیا جاوے اور اگر وہ اس سے
انکار کرے تو حسب دستور اپنا کام کرو ۔ یہ پیغام اسلام قبول کرنیکا زمیندار کے پاس بھیجا گیا ابھی جواب
نہ آیا تھا کہ جنگ کے شوقینوں نے مخالفوں کے مورچالوں کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی
داؤد خاں نے جا کر توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم کیا ایک پہر دن چڑھے سے شام تک
جنگ رہی ۱۹ نامی مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے رات ہوگئی تو مخالفوں نے
بھری توپیں لاکر مورچالوں میں نصب کیں اور ان کے صدمے سے چند پیادے اور
سوار ہوں کیدار اس رات کو زمیندار نے داؤد خاں کے پیغام کا جواب بھیجا کہ میں
اسلام نہیں قبول کرونگا ۔ داؤد خاں نے ایک کوہچہ پر کہ وہ دشمنوں کا سرکوب تھا قبضہ
کرلیا اور اس پر توپ چڑھا کر چاہا کہ قریب جائیں تو دشمنوں نے اپنے مورچے چھوڑ کر حصار کے
نیچے ندی پر مورچے جمائے داؤد خاں نے دو تین دن میں جنگل کٹوا کر راہ بنا لی ۔ خود جمادی الاول
کو تین جانب دشمنوں پر یورش کی دوپہر تک خوب لڑائی رہی دشمن بہت مارے گئے
باقی بھاگ کر پہاڑ اور جنگل میں جا چھپے ۔ لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار شہر بند کو
جا کر لے لیا اور دشمنوں کو یہاں سے بھی بھگا دیا ۔ انہوں نے قلعہ پائیں در حصار کوہ
میں پناہ لی ۔ زمیندار نے اپنے اہل و عیال اثنیا و اموال کو قلعوں سے نکالکر جنگل میں بھیجا
اور خود دونوں قلعوں میں تحصن اختیار اور مراسم مدافعت و مقاومت میں قیام کیا ۔
لشکر شاہی حصار شہر بند میں آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات گئے تک
توپ تفنگ سے ہنگامہ جنگ گرم رہا زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل میں بھاگ گیا دونوں
قلعے بادشاہی فوج میں آگئے ۔ ہندوؤں کے صنم خانے اور معابد ذکر تحمیل سے تبدیل بہت

اور دولت شاہی وزیر شاہی میں دو آدمی کشتہ ہوئے اور دولت شاہی ہوئے مغلوں کے بہت آدمی گرفتار
ہوئے اور بہت سے امیر ہوئے شہر آگرہ فتح ہوا [illegible] بیرم خاں اور افغان سے فرصت ملی تو
بیرم خاں نے جلد ہی کہا اس نے بادشاہ سے عرض کیا اور دشمنوں کو دبا لیا کہ انہوں نے بیرم
سے کمال وزیری کا اور بادشاہی جاہ کو بڑھایا اور خان کے یہاں انتظام ملک تمام ملک
کیا اور فتوحات میں لگا۔

بیرم خاں کے پاس بہت سے مغل خان سردار [illegible] جو امیر الامرا [illegible] رجب کو
خلیل اللہ خاں کا انتقال ہوا۔ بادشاہ نے مرحوم کے مزار پر [illegible] کے [illegible] اور ان کی
تسلی کی [illegible] سے [illegible] بیرم [illegible]
[illegible] اور [illegible] خاں [illegible] اور اس کے [illegible]
[illegible] سالانہ مقرر کیا [illegible]
اور [illegible] منصب کیا [illegible] شاہزادہ [illegible] سے [illegible] نے بادشاہ
نے [illegible] بیگ کی زبانی معلوم ہوا کہ شاہزادے [illegible] کی طرف
[illegible] پاس [illegible] ایک لاکھ [illegible] کے قریب [illegible]
[illegible] کیا [illegible] کے [illegible] اور [illegible]
[illegible] اشرف سے [illegible] بادشاہ نے [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible] کے [illegible]
[illegible] بادشاہ کو [illegible] کے بہت خیال آیا کہ [illegible]
[illegible] کے [illegible] اس نے [illegible]
[illegible] کر [illegible] سب کو [illegible] بیرم [illegible]
[illegible] میں [illegible] اور [illegible] بیرم [illegible]
[illegible] بیرم [illegible] سے [illegible] بادشاہ

مطیع و فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیش کش بھیجتا رہتا تھا اور کوڑا گھاٹ پر حملہ کیا اور دریا کے صغیر
و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جس میں اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت میں لے گیا اور
اس ناحیہ میں بڑی خرابی مچائی ولایت کامروپ جو عبارت پانڈو اور گوہاٹی اور اسکے
توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ میں داخل تھی اسکو اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر
تصرف میں لاتا تھا اسوقت آسام میں بھی جسکا راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ و
قدرت کثرت جمعیت لشکر و رعایا کی خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپ خانہ و فیلان جنگی
میں راجہ کوچ بہار پر فوقیت رکھتا تھا اُسنے جب سنجاح کی شورانگیزی کا حال سنا اور بھیم نرائن
کے ارادہ پر مطلع ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اس نے آسامیوں کا لشکر عظیم نوارہ اور
توپخانہ کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ میں متعین کیا لطف اللہ شیرازی وہاں کا
فوجدار تھا جب اُس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب فتنہ آگیا اور مجھ میں مقاومت
کی تاب نہیں اور کمک اور مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی سے وہاں سے نوارہ کی مدد
سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نرائن آسامیوں کے قصد سے مطلع ہوا اسکو یقین تھا
کہ میں آسامیوں پر غالب نہیں ہو سکتا وہ بھی چلا گیا اور آسامیوں کا کوئی مانع و مزاحم
نہیں رہا۔ ولایت بادشاہی پر وہ قابض ہوئے اور اس دیار کی رعایا کو اسیر کیا۔ سنجاح اپنے
حال میں خود گرفتار تھا وہ اس کا علاج کچھ نہ کر سکا آسامیوں نے دلیری کرکے اور آگے
قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی پرگنہ کڑی باڑی پر کہ جہانگیر نگر سے پانچ منزل ہو کر
منصرف ہوئے اور [illegible] سنہ [illegible] سنہ میں کڑی باڑی کے قریب آ اپنا
تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو انکی محافظت کے لیے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد میں بھی ایسی
جراءت آسامی کر چکے تھے کہ ولایات بادشاہی پر تاخت کی تھی اور سید ابا بکر کو جو علی
جھ ہرے سات آٹھ ہزار سواروں کے ساتھ اسیر کرکے لے گئے تھے اور شاہجہان کے
اوائل جلوس میں پھر دستی کرکے شیخ عبد السلام فوجدار ہاجو گوہاٹی پر حملہ کرکے [illegible]

ادہیوں کو دشت بنگالہ کے سے گئے تھے اس مدت میں حکام بنگالہ میں سے کسی کو آشامیوں کی تادیب
کی توفیق نہیں ہوئی مگر عبدالسلام مخاطب باسلام خان کو اکبر شاہ نے بنگالہ کی صوبہ داری کے
زمانہ میں شاہجہان کے عہد میں آسام کی تسخیر اور آشامیوں کی تنبیہ کا ارادہ کیا اور اپنے بھائی
سیادت خان کو لشکر کے ساتھ اسطرف بھیجا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے معزول ہو کر
ہوا اور بنگالہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا جس کو آسام مہم کی توفیق نہ ہوئی اور لشکر شاہی جو جنگ
کولی سے جا آسام کا دہنہ ہو آگے نہیں بڑھا جب سال سوم جلوس رمضان میں بنگالہ سے
شجاع جنگ میں گیا اور اسکے تعاقب میں خانخانان بیگ خیر نگر میں آیا تو راجہ آسام نے
اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا اور اس میں
لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نرائن جو جسے سرحد رکھتا تھا اس نے ایام شورش انقلاب میں
ولایت پادشاہی پر دست تصرف دراز کیا اور ولایت کامروپ پر جو قدیم الایام سے آسام کے
متعلق تھی پر حضرت پادشاہ کے عہد میں اپنے تصرف سے باہر کیا اور ان سے اپنے
ہاتھ میں کر لیا اب جس شخص کو آپ اس طرف تعین کریں اسکو یہ ولایت سپرد کر دوں
خانخاناں نے باقتضاء مصلحت وقت اوس وقت تک بنگالہ کی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل
کو خلعت دیکر واپس کیا رشید خان سید نصیر الدین خان سید سالار خان و خان کو تعین
کیا وہ جا کر ولایت بادشاہی آشامیوں کی ترادہ کے ان اپنے تصرف میں لائے
اس اثنا میں بھیم نرائن نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا
وکیل بھیجا کہ اس کی تادیب کو شاہی واجب تھی خانخاناں نے درخواست کو قبول کر لیا
کہ وکیل دولت میں جا کر سرکوبی کرنے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زمیندار کو
پشیمان کرے وکیل نے نوشتہ کو جب خانخاناں کو پشیمان کیا اور احتراز خانہ زمیندار کو
چھوڑے راجہ سجان سنگھ بندیلہ کو بادشاہی فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ
کو ایک ہزار سواروں کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نرائن کی تنبیہ کریں اور ولایت کوچ بہار

کو خبر جب آشامیوں نے سنا کہ رشید خاں افواج کے ساتھ کامروپ کی طرف روانہ ہوا ہے
تو انہوں نے اول پرگنہ کری باری اور چند اور پرگنوں کو خالی کیا اور آخر کو آب برہم پتر تک
ولایات بادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خاں نے آشامیوں کی اس حرکت کو چند روز اور
تو یہ جان کر نہایت غنیمت سمجھا کہ جہانگیر نگر سے آگے چار منزل جاکر ٹھیر گیا۔ خانخاناں نے
اسکو آگے جانے کی تاکید کی تو بھی اثر پیدا نہ ہوا اور رشید خاں کے پرگنوں یوسف خاں
داود خاں نے جاکر کری باری اور اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیوں نے خالی کیے
تھے تو رشید خاں موضع رنگامالی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع میں سے ہے آشامی
رشید خاں کے آگے بڑھنے میں تعلل کرنے سے خیرہ ہوئے اور انہوں نے دوبارہ کامروپ
کے تصرف میں لانے کا ارادہ کیا توپخانہ و نوارہ اور آلات حرب جیسے سامان کے
ساتھ بھیجے رشید خاں پاس ان کے دفع کرنے کا سامان موجود تھا وہ رنگامالی میں
مقیم ہوا اور خانخاناں کو حقیقت حال پر مطلع کیا۔ سجان سنگھ بھی تراین کی تنبیہ کے لیے
معین ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ کام موافق کچھ نہیں ہوتا تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی
ایک بند کی دیوار میں جو بیٹھا اور خانخاناں کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخاناں نے ان دو
کا یہ حال دیکھا تو وہ خود نوارہ اور توپخانہ اور بنگال کی افواج لیکر ان دونوں کے
سرانجام دینے کا عازم ہوا اور بادشاہ پاس اپنی درخواست بھیجی بادشاہ نے ان کے
موافق تمام لشکر کو جو شجاع کی مہم میں گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب جہات مذکور میں
شرائط موافقت و مرافقت کو بجالا کر خانخاناں کی صلاح و صوابدید سے باہر قدم نہ رکھیں
جب برسات ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۰ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۲ کو خانخاناں
خضر پور سے سرکشوں کے استیصال کے لیے روانہ ہوا۔ نوارہ دو تہائی ساتھ لیا اور باقی جہانگیر
نگر میں چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکبر نگر کی حراست مخلص خاں کو اور جہانگیر نگر کی
حفاظت احتشام خاں کو تفویض کی اور سید اختصاص خاں اور راجہ امر سنگھ نروری کو

اور عہدہ منصب اور اس کو داخل نظام تعلقہ کا کی سرفراز کیا اور جہات خالصہ کے مستعد محمود دیوان
بنگالہ کی اس کو سپرد ہوئیں اور فوجداری کا اہتمام محمد تقی کو حوالہ ہوا۔ جب فتح خان ابن منظفر
مرتضیٰ جبری قلعہ میں آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد پر تو اس سرزمین کے واقف کاروں سے
تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی بستی ہوئی راہیں تین مشہور ہیں ایک ولایت بنگ
کی سمت سے دوسری ملک بادشاہی کی جانب اور راہیں تین ہیں سے ایک راہ دوار
ہے بارت ایک بند محکم اساس سے بڑا ایک عریض مرتفع بند کے اوپر جس کو [illegible]
کہتے ہیں قدیم الایام سے بنایا گیا اور اس بند عالی سے شہر کوچ بہار اور اس سے [illegible]
سفر میں جس کی مدت [illegible] ہے اور اس بند کے اوپر سے طرف ایک جنگل ہے جس میں
بانس بید اور درخت لمبے بلند اتنے ہیں اور ان کی شاخیں ایسی باہم پیچ دار
ہیں کہ ہوا کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے بلکہ اس نہر پر دار اور بند کی [illegible] مستحکم ہیں اور
اور ان پر بڑی بڑی توپیں [illegible] اور [illegible] لگے ہیں
[illegible] ہر ایک کی حفاظت کے لیے حصین ہیں اور ان بندوں پر
بڑا ایک دار [illegible] اس کے کنارے جاتی ہے اور اس بند کے گرد ایک چوڑی [illegible]
خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی راہ خشونت ہی ہے اور اگر بند کو [illegible]
[illegible] کوچ بہار تک کوئی مانع نہیں لیکن اس کا فتح کرنا آسان نہیں ہے دوسری راہ گھوڑا گھاٹ
[illegible] رانی کے متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ میں عظیم و عمیق
[illegible] ہیں جنگل اتنا [illegible] ہے درخت لمبے گنجان ہیں کہ ہوا کے بادل میں بھی [illegible]
[illegible] ہیں خار دار درختوں کی یہ کثرت ہے کہ گھوڑے کے وقت ہاتھ کے دامن گیر ہوتے ہیں ان
اور راہوں کو اس طرح بند کیا ہے ایک راہ جو مشہور ہے وہ ملک بادشاہی کی سمت جاتی ہے
جس کے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع [illegible] اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار
[illegible] ہے ایک جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپوں اور اونچے درختوں سے بھرا ہوا [illegible]

مخالفت بھیم نراین نے اس خیال سے نہیں کی کہ وہ جانتا تھا کہ لشکر شاہی کا جو راستہ میں
نہیں ہو سکتی اسکے سوا کہ تنہا راہ دقلیت راہ کا خاطر جمع ہو۔ خانخاناں نے یہ راہ اختیار کی
لشکر کے ساتھ بڑی شدت سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ دوارہ راستہ میں چلے کہ گھوڑا گھاٹ سے
متصل دریا برہم پتر سے ملحق ہوتا ہے۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سبحان سنگھ اور اسکا لشکر بھی خانخاناں
سے آن ملا۔ غرہ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی
اس راہ میں ہاتھی وغیرہ۔ و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختوں کو توڑ کر
راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اس طرح راہ کا تھا۔ راہ میں ایک چوڑی عظیم رود آئی
ایک جگہ پایاب دریافت کی گئی وہاں سے لشکر پایاب ہوا۔ تیستان سے لشکر کلکرانی پہنچا
آیا۔ یہاں کے سپاہی خط ڈھر کر بھاگ گئے۔ آسام میں لشکر داخل ہو کر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نراین
اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا جب ہاتھ سے گیا لشکر شاہی کے پہنچنے سے تین روز پہلے
وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹنت میں پہنچا
بھولا ناتھ اسکا وزیر کہ صوابدید اشارہ سے پانچ چھ ہزار پیادوں کے ساتھ کوچ بہار
کی مغرب و جنوب سمت میں گیا جو درہ کوہ مورنگ میں ہے اور بڑے بڑے جنگل اس کے گرد میں
اس خیال سے یہاں آیا کہ جب لشکر شاہی گزرے تو فرصت کے وقت راہزنی کرے اور
شورش مچائے۔ دیہات و قصبوں غلوں کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی کا آذوقہ
نہ پہنچنے دے۔ ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر میں سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔ شہر بلا تردد سپاہ اسلام
کے تصرف میں آیا۔ ابتدا میں شہر کے اندر میں کسی سے کچھ ہاتھ آیا وہ لے گیا۔ بعد ازاں شیخ
محمد صادق صدر لشکر کو خانخاناں نے حکم دیا کہ بجا خود اہتمام کرے کہ کوئی ایسا اقدام کرے
کہ کوئی شخص رعایا کے مال عیال پر دست درازی نہ کرے اور راجہ بھیم نراین کے مال اسباب
جو ہاتھ آئے ضبط کرے۔ بیت منگلی و دیگر احکام اسلام میں مشغول ہو مسجد کو شہر میں بنایا
ایسا کہ وہاں کے باشندوں کے احوال کا کوئی معترض نہ ہوا سیاست کا نام نہ تھا چنانچہ

واسطے تعلیم دیا گوش دینے کو حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لیے تسلی میں
مشغول ہوا اور بہت کلاں نرائن کے سر اور وشنے کو کھنگ کی ضرب سے اور بازو کے اسلام
کی قوت سے توڑ ڈالا اور جوہوں کے ہاتھ پاؤں کے ٹکڑے کیے۔ بتخانوں کی جگہوں پر مسجد بنا کر
پھر وہاں دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے بہوش باشندوں میں
تزلزل آیا۔ مگر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ والیٔ شہر رعایا اور متعدوں کے کانوں
میں سلطانی امان پہنچی۔ جو جماعت بھاگ گئی تھی اس کے گھر اور اس کے مال کی
گرداوری میں بطریق امانت زیادہ تر احتیاط کی گئی۔ باوجود قرب ہونے کے
پیسا ایک مدت سے رعایا کے جان و مال و عیال پر ستم کیا کرتا اس کی خبر کے منتشر ہونے
سے بہو شمند و قوم کے آدمی گروہ کے گروہ نے خراج دینے سے دیوان گو آباد ہوئے
امیر نے دیا کہ اس ... قت غنیمت جان کر خانخاناں کی ملازمت میں آیا اور
امان ہو گیا۔ ... دینی کی اکثر ... بھلے ... کرنے لگا۔ خانخاناں نے
آدمیوں کو اس کے ہمراہ کیا کہ بھیم نرائن کو تعاقب کریں جو دامنہ کوہ میں ... کی
کیا ہے اور مستعد ہو کر ایک گروہ اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع تھا بھیجا کہ بھیم نرائن کو
گرفتار کر کے لائے جو سرنگ کے دامن کوہ میں چھپا تھا اور شور انگیزی کی تلاش میں تھا اور
رعایا کی تسلی و استمالت بھی کرے کہ وہ اپنے مساکن میں آ کر آباد ہوں۔ فرہاد خاں کو
ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت میں اسی مطلب کے لیے بھیجا۔ کانشی اس وقت بہر کے حکم سے
اشارہ کیا کہ ایک دو اور شہر کی عمارات کو منہدم کریں اس کے ہمراہ سو سوار جنگل کو
کاٹتے ہیں اور لشکر دو طرف درختوں کو چھانٹتے ہیں چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایک
بہیر بیشمار رکھ رکھ چھوڑی اور بہت سی اور بندوقیں اور آلات توپخانہ واردات پہنچا اور بھیم
بھیم نرائن کے اثقال اور احمال لشکر شاہی کے تصرف میں آئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپخانہ روانہ
بھیجا۔ فرہاد خاں جو بیوہ لا اتھا کے تعاقب کے پیچھے متعین ہوا تھا رستہ ہم کاشی بجا لا کر نکلے

پیچھے اُس جگہ تک گیا ۔ جہاں سوار جا سکتا تھا کچھ اُس کے گھوڑے اور اسباب لایا جو وہ چھوڑ کر
جنگل میں بھاگ گیا تھا ۔ سات ورنیہ مراجعت کی اسفندیار بیگ نے جاسوسوں کو بھیجکر
بہوڑا تھا کچھ پتہ لگایا وہ جنگل میں سانپ کی طرح چھپتا تھا وہاں لگنے آدمی راتکو اس کو
اور اسکے ہمراہیوں زن و فرزند سمیت گرفتار کرکے مراجعت کی ۔ بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر
شاہی اُس کے پیچھے آتا ہے تو وہ دہرم راج مرزبان بھوٹنٹ سے اجازت لیکر پہاڑ کے اوپر
چلا گیا اس پہاڑ کی چوٹیوں پر سوار و پیادہ کے کوئی اور جنگل سے بھی نہیں چڑھ سکتا تھا لشکر
شاہی اس کو دے پیچھے آیا ۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور دواب اس کے ہاتھ لگے ۔ اور ایک
کوہی آدمی کو پکڑ لائے وہ قوی ہیکل سرخ و سفید تھا اور اس کے سر کے بال بھی زرد تھے
مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھپے ہوئے تھے وہ اور سفید ہوتی کے کپڑا اور کپڑا اس کا پاٹ تھا
کہتے ہیں کہ زن و مرد اس وضع لباس سے زینت کرتے تھے اُس کی زبان کوچ بہار کے
آدمیوں سے ملتی تھی اس نے خانخاناں سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان بھوٹنٹ کے نام خط لکھکر
دیجئے تو میں اس کا جواب لا دونگا ۔ خانخاناں نے اس کے آدمی کو جان کی امان اور
خلعت دیکر دہرم راج مرزبان بھوٹنٹ کے نام پروانہ لکھدیا جسکا مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین
تیری پناہ میں آیا ہے تو اسکو بھیج دے یا اسکو اپنے وطن سے باہر نکالدے ۔ بھوٹیا اس پروانہ
کا جواب یہ لایا کہ میرے اضطراب بغیر بھیم نراین اس کوہستان میں آیا ۔ ناخواندہ مہمان
کو ضرر پہنچانا اور تاراج کرنا مروت سے بعید ہے کوہستان بھوٹنٹ سرسبز ہے ۔ وہ کوچ بہار کے
شمال میں پندرہ کوس پر ہے اسکی چوٹیاں برف سے ڈھکی رہتی ہیں یہاں کچھ میوے ہوتے ہیں انار و
سیب ہی اور اسی طرح کے سرد میوے شیریں اور یہ چیزیں اور ہوتی ہیں ۔ ہاتھی و گوشت اور مشک
اور ایک قسم کا پشمینہ جس کو بھوٹ کہتے ہیں اور یہ کہ ایک پا ... گندہ ہوتا ہے اور لپیٹا ہوا تھان
بنا جاتا ہے اور فرش کے کام میں آتا ہے ۔ بیگ شوقی سے کچھ نقرہ و طلا ہم پہنچتا ہے ۔ اس کوہستان
کا معیشہ دہرم راج ایک بڑا حاکم ... رعیت پر ... انصاف ... ہے یہاں کے آدمی

اس کی عمر ایکسو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے کیلہ وغیرہ کے اسکی غذا کچھ نہ تھی رعیت کے ساتھ
بہت رفق و مدارا کرتا تھا اس کی ولایت میں ایک تندرود لیکن کم عرض ندی جاری تھی۔
بجائے پل کے آہنی زنجیریں اسکے عرض میں بیخ اور درختوں کی بیخ سے باندھتے ہیں اور اسی
طرح دوسری زنجیر اس کے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہیں آنے جانیوالے نیچے کی زنجیر پر پاؤں
اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھکر عبور کرتے ہیں۔ احمال و اثقال اور ٹانگنوں کو اسی طرح دریا سے
پار اُتار کر لیجاتے ہیں۔

کوچ بہار کا حال

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال مغرب یا بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً و غرباً
ابتدا پرگنہ بہتیر بند سے کہ ملک بادشاہی میں داخل ہے باپ گانوں تک کہ ملک مورنگ
میں ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً و شمالاً پرگنہ تاناہاٹ سے کہ ممالک محروسہ
میں ہے نوسیکرٹ تک کہ کوہ بہوٹانت سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے یہ ولایت بلاد شرقیہ
میں بہ نزہت و صفا و لطافت آب و ہوا و فور ریاحین و ازہار و کثرت بساتین و اشجار و
خوبی و دلکشائی و فیض بخشی فرح افزائی میں امتیاز رکھتی ہے ہندوستان بنگالہ کے فواکہ
و اثمار مثل انبہ و کیلہ و اناس و کونلہ نہایت خوب ہوتے ہیں۔ اس سرزمین میں فلفل گرد
کے درخت بھی بہت ہوتے ہیں۔ اس ولایت میں جو اندر کی طرف بند ہے اس کو بہتیر بند
اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند کہتے ہیں ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہریں بند میں داخل
ہوتی ہیں اور وہ اور پانیوں اور دریاؤں کے ساتھ جو اور جانبوں سے آتے ہیں ملکر دریا
سنکوس میں داخل ہوتی ہیں یہ دریا سمت آشام میں کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے
دنوں میں کوئی ندی پایاب نہیں ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیاں پایاب ہو جاتی ہیں
اکثر انکی تہا میں سنگریزے ہوتے ہیں انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند میں پانچ
چکلے ہیں اُن میں ۵ پرگنے ہیں اور بہتیر بند میں بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول
دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک میں دو قومیں آباد ہیں ایک مسمی ہ پرگنات بہتیر بند ہے۔ اور

دوسری قوم کوچ باہر ہند میں بستی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی قوم ہے دونوں میں بت پرست
ہیں۔ بھیم نراین کوچ کی قوم میں سے ہے اُسکے باپ دادا کے نام کا ایک جز و نراین ہوتا ہے یا
جس بت کی پرستش کرتے ہیں اس کا نام نراین ہے۔ ہندو یہاں کے زمیندار [illegible] کا اعتبار
عظیم کرتے ہیں اور راجہ کو بزرگ راجاؤں کی اولاد میں جانتے ہیں جو زمانہ [illegible] سے پہلے تھے
یہاں کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہے جسکا نام نرائنی ہے۔ یہاں کے راجہ کی طبیعت عیش
و عشرت خودرائی و زیب و زینت کی طرف نہایت مائل ہے مستی و ہوا پرستی میں زندگی
بسر کرتا ہے کبھی لب کو ساغر [illegible] اور ہاتھ کو صراحی کی گردن [illegible] تا۔ اُسکا
کاخ و باغ کویوں کے سروں سے بھرا رہتا ہے ملک کا نظم و نسق [illegible] کے ہاتھ کو
سپرد کر دیا ہے۔ خود حکومت کے کام میں کم مشغول رہتا ہے اور عمارت [illegible] نشین مساکن
عالی [illegible] دیوان خانہ و خلوت حرم و خواص پورہ و حمام و باغچہ و نہر و فوارہ و آبشار
نفیس و خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہیں شہر کوچ بہار طرح دار [illegible]
کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچوں میں خیابان ہیں اور ناگیسر و چنبال کے درخت نہایت خوش
بزرگ [illegible] لگائے ہیں اس سرزمین میں بڑا نقص یہ ہے کہ یہاں کے آدمیوں کا
نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہیں لیتا قضا کے دہقانوں نے وجاہت زیبائی کا تخم
اس قوم کی صورت میں نہیں بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی میں صورت
انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہیں کیا ہے سب چھوٹے بڑے زشت رو ہیں مگر بہتر قام
و کھیہ نندم گوں قوم میچ میں بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہیں اور وہ مزاج [illegible] تے ہیں
اور سپاہی بھی۔ اُن کے حربے تیر و تفنگ ہیں۔ اُن کے تیروں کے پیکان اکثر زہر آلود
ہوتے ہیں اُنکے زخم سے زخمی [illegible] کا اس ہوتا ہے جس سے مجروح ہلاک [illegible] اسکا
علاج گسیر و بیات کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ پانی پر ایک منتر پڑھکر
پشت پر [illegible] آرام ہوتا ہے۔ اس بیان سے اصل مطلب یہ تھا کہ ولایت آسام کی

تسخیر واشناسیوں کی تادیب و تنبیہ ہو لیئے اس کوہستان کی تسخیر اور اس کے راجہ دہرم راج کے
استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آشام کی تسخیر کا مصمم عزم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر
نگر کہا۔ سولہ روز یہاں رہکر سب ملک کا بندوبست کیا اور اسفندیار خانی کو یہاں کا
فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول سنہ ۱۰۷۳ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے
گھوڑا گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۰ کو رنگا ماٹی میں لشکر آیا تو رشید خاں اور اسکے
ہمراہی اور نواڑہ بادشاہی اس سے ملگئے۔ دریا برہم پتر کے دونوطرف پہاڑوں کا سلسلہ
مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے
کیچڑ و دلدل ہیں لشکر کا چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار ہوئی
بہت سے بتلاتے تھے کہ جن سے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا۔ لیکن خان سپہ سالار
حزم و دوربینی کے سبب جو اس بیداری و ہوشیاری کو اس گروہ کی [illegible]
اعتبار رکھتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہیں چھوڑتا اس نے مقرر کیا کہ [illegible]
فوج بہادر کے ساتھ و میر مرتضی توپخانہ کے ساتھ اس امر کے سعی مقصد پر منتہی
ہوتی ہے۔ دریا کے کنارہ کو نہ چھوڑا اور لشکر کا پیش و پس آگے چلیں۔ خان مذکور نے بڑی
کوشش کی۔ ہاتھیوں کے دانتوں سے جنگل کے درختوں کو شکستہ کرایا۔ بستان
کو انکی سونڈوں سے اکھڑوایا۔ لشکر کے تبردار و بیلدار پیادوں سے حتی الوسع ناہموار راہ کے
تصفیہ و تسویہ میں کوشش کرائی اس راہ میں ندی نالے بہت تھے جس سرزمین میں
کیچڑ و دلدل آتی اسکو درختوں کی شاخوں اور نرسل کے بچھونوں اور گھاس کے پشتارے
سے بھر کر اس سے عبور کرتے۔ اس سبب کہ یہ راہ ایسی سخت خطرناک تھی اور نواڑہ
اس سبب کہ پانی پر دیر میں چلتا تھا ایک دن میں دو کوس یا ڈیڑھ کوس سے زیادہ چلنا
نہ ہوتا جہاں لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہاں جنگل کو کاٹ کر ہر ایک آدمی اپنا خیمہ لگاتا اور
اپنے جانوروں کو مربوط کرتا تھا خان سپہ سالار صبح سے شام تک گھوڑے کے پیٹ پر رہتا تھا میں

کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دیکر انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند بہ خواہوں
کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر ورد زبان کہتا ۔ ع

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید ۔ ہیچ راہی نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ میں یہ تکالیف تھیں مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے ہلکو راحت گنتا ۔ جمادی الاخر
جوگی گیپہ کی منزل گاہ پہ سپاہ پہنچی ۔ اس جوگی گیپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ کر
یہاں ایک غار میں بیٹھا تھا ۔ ہندی زبان میں غار کو گیپہ کہتے ہیں یہاں سے گواہٹی تک
کہ ممالک محروسہ کی سرحد ہے قریب چالیس کروہ مسافت ہے یہاں سے ناگر گانوں ایک
ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہے ۔ آشامیوں نے اس پہاڑ کے دامن
میں کہ دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جس کی دیوار کا عرض نیچے نو گز اور اوپر پانچ گز
ہے اور اس کا دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اس کے برج بڑے مضبوط
ہیں دیوار کا ارتفاع جانب غربی میں قلعہ کو تنگ ہے یہی جانب شاہی سپاہ کے برابر راہ
تھی اور دیوار سے ایک گولی کے ٹپہ پر گڑھے کھود کر ان میں سر تیز بانس کی جڑ کو
یہاں کے لوگ بھالا کہتے ہیں گاڑی ہیں اور اس کی خندق عمیق میں بھی جس کا عرض
تین گز تھا اسی طرح کے بھالے اسمیں گاڑے ہیں دریا برہم پترا اس کی سمت جنوبی کا
محیط ہے جانب مشرق میں دریا بنا ہے وہ جو اس پہاڑ کے نیچے گزر کر دریا برہم پتر سے ملتا ہے
شمالی جہت میں خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا اس کے مقابل دریا کے محاذی ایک کوہ ہے جس کو
سم رتن کہتے ہیں اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا قلعہ جوگی گیپہ میں پندرہ ہزار
آدمی مع توپ و تفنگ کے اور قلعے کے تئیں [illegible] مع ۔ [illegible]
موجود تھے قلعہ سم رتن میں بھی چھ ہزار آشامی مع توپ و تفنگ کے پہاڑ [illegible] باقی [illegible]
ہوگئی مشرق جہت کے دریا میں [illegible] آشامیوں نے [illegible]
[illegible] سے قائم کیا ۔ [illegible]

توپ تفنگ سے اس پر آگ برسائیں ڈرا کے تو جانے دیں اور دغا کر گئے سپہ سالار نے
سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے آتش بازی اور مہتابیوں کو اکثر روشن کرتے رہیں اور نوارہ
کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آشامیوں کے مقابل لنگر ڈالیں ایسا نہ ہو کہ آشامیوں کو کمک نہ
پہنچنے پائے اور شب خون نہ ماریں بلکہ ہر شب کو پیادہ دستہ دستہ وار گرد اور راہوں پر
مردان کاری کو بہت سے سوار اور پیادوں کے ساتھ تعین مقرر کیا جس طرف سے
دشمن کو کمک پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا آتش خان کو مامور کیا۔ اتفاقاً تین چار ہزار
پیادے بر قصد اندازوں سے آتش خان کا مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ تیر اندازوں نے اطراف مغلیہ
کو گھیر لیا۔ آتش خان نے بہادرانہ مقابلہ کر کے بہت دشمنوں کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ و زخمی
ہوئے اور آتش خان کے پاؤں میں ایک زہر دار تیر لگا جس سے اسی وقت ورم ہوا اور
ورم میں زہر ہوا مگر اس نے دشمنوں کو بھگا دیا اور چند نفر آسامی زندہ گرفتار کیے۔ آشامیوں پر
لشکر شاہی کا ایسا خوف چھایا کہ پھر انہوں نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ و کنار
سے بھاگ گئے۔ آشامیوں کی جنگ کا مدار پیادہ و جنگ سپاہ پر اور خشکی میں ان کے
حویلیات میں غیر مسلح سواروں سے بھاگتے ہیں۔ بہت سے شاہی پیادے نیچے جا کر
اپنے نوارہ کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نوارہ سے جنگ کریں بہت سی کشتیاں جو پانی میں
غرق تھیں ان کو نکالا کشتیوں پر سوار ہوئے اور دیگر مستعد دوسرے روز جب
آفتاب نکلا تو نمودار خان کی طرف آیا اور خشکی دیوں کو مع مصالحہ توپ خانہ کے
نوارہ میں بھیجا اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر مقرر کیا کہ بروقت نوارہ کی مدد کریں طرفین
سے کشتیوں نے حرکت کی توپ بندوقیں چلنے لگیں اور بان لے مارے گئے دریا میں
تلاطم آگیا خشکی کی طرف سے بان مارے جاتے توپ تفنگ کی صدائے آواز
کو ہم آہنگ کانوں کو بہرا کرتی تھی دریا کے ... سے دھوئیں سے ایسا نیلگوں
ہوتا تھا کہ غالب و مغلوب معلوم نہیں ہوتے تھے آشامیوں کی کشتی میں بان لگ گئے اور

تھا۔ بہت ہاتھ پاؤں مارکر اور سروں جانوں کو برباد کرکے اور بہت سی کشتیوں کو دریا میں کھولکر بھاگ گئے۔ بادشاہی نوارہ نے تعاقب کیا اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انہوں نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وہ نہنگ ماہی کے طعمہ ہوئے بعضے گروں کے صدموں سے نوارہ سے اُتر کر دامن کوہ کے پتھروں اور صحرائی درختوں کی پناہ میں لئے کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے۔ انکو لشکر شاہی نے گرفتار کرلیا۔ ایک سو چالیس کشتیاں اور ۶۴ آہنی توپیں چھوٹی بڑی اور تفنگ بہت سی بندوقیں اور سروں اور باروت اور ادوات حرب بیکار لشکر شاہی کے تصرف میں آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش و یورش فتح ہوئے۔ خانخاناں نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جوگی گھپہ میں تھانہ دار مقرر کیا۔

۲ جمادی الاخری کو گواہٹی کا قصد کیا۔ دریاء بناس پر پل باندہا۔ اور لشکر عبور کرکے آگے بڑھا دیا۔ بناس پر توپ خانہ گزرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک بڑی توپ ڈوب گئی اس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ میں پہنچایا۔ ۱۲ جمادی الاخری کو لشکر گواہٹی سے دو کروہ پر پہنچا یہاں آشامیوں نے شاہی سپاہ سے لڑنے کے لیئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ آشامیوں نے دو قلعے نہایت وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ میں جس میں پانچ پہاڑوں کو حصار بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ثاندو (پانڈو و ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دونو قلعوں کے درمیان وہ ساری اپنی نوارہ کو نگاہ رکھتے اور ان دونو قلعوں میں ایک لاکھ سے زیادہ آشامی تھے۔ لیکن اس لشکر شاہی کے خوف میں اشامی ایسے آئے کہ اس کے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو خالی کرکے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ میں بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ خشکی کی راہ سے جنگل میں چلی گئی۔ خانخاناں نے سری گھاٹ میں آکر قلعہ کا بندوبست کیا اور وہاں سے گواہٹی میں کہ جو تھانہ کوس پر تھا آیا قلعہ ثاندو کو بھی بے جنگ و ستیز کے آشامی چھوڑ کر بھاگ گئے یادگار بیگ خاں نے انکا تعاقب کیا اور کچھ آدمیوں کو مارا۔ موضع بھی یہاں بھی کہ قلعہ

ماندے سات کوس آگے تھا۔ آشامیوں نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لیے ایک جماعت
کثیر کو توپ خانہ کے اسباب اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہاں سے بھی وہ
بھاگ گئے اور تینوں قلعے لشکر شاہی کے قبضہ میں آسانی سے آگئے اس طرح ملک قدیم کی سرحد
گوہاٹی تک آشامیوں کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخاناں نے اپنے ملازم محمد بیگ کو گوہاٹی
کی اور حسین بیگ ملکہ کو کجلی کی حراست کے لیے مقرر کیا۔ کجلی بن سے قریب قلعہ کجلی تھا اس
بن میں ہاتھی بہت ہوتے ہیں۔ بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانوں میں جو تسخیر ہوئے
تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لیے اطراف کو رخصت ہوئے تو لشکر شاہی میں
جمعیت کم ہو گئی۔ لیکن اسکے ساتھ آشامیوں کے ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے
ان چیزوں کا علم رکھتے تھے جو شیر دل ... خوف کھا کر بھاگے ہوں۔ آشامی شب خون
مارنے میں بہت دلیر تھے اور زیادہ جرات کرتے تھے۔ خانخاناں اکثر اوقات کوتوال کی
طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر ہوتا تھا پھر صبح تک پہلے پاسبانی ملازمان اسکی
بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے برخلاف اور سرحدوں کے کہ اطراف میں تعین ہوچکے تھے
اکثر ان پر ناگہاں رات میں آشامی شب خون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب میں
دست بردیں کرتے تھے اور فوجوں کو مع مال اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو
چشم زخم عظیم پہنچاتے تھے۔ رنگامائی میں رشید خاں کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے
چلنے سے پیشتر کامروپ میں آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہوں نے رشید خاں پاس ایک
ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی ہزیمت کا سبب پوچھا۔ رشید خاں نے صاحب کو نواب پاس
بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر راجا اس ملک کی بادشاہی
کو جو اس نے لشکر تصرف میں کر لیا ہے چھوڑ دے۔ اور کامروپ جو سابق ولایق راجا کو اور
... قلعہ اور آشام کو جو دے گیا ہے دیدے اور اپنے بیٹوں کو مع لائق پیشکش کے بھیجے
اور عہد و پیمان کرے کہ من بعد ملک پادشاہی کی کوئی مزاحمت نہیں کرے گا۔

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھا لینگے اور نواب کے دل میں یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجدے تو اس کی گوشمالی سے ارادہ کو فسخ کر کے برسات کے بعد مہم رنگ پر متوجہ ہو۔ بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رنگ سے نکالکر اسکے فرزندوں اور اہل حرم کو بادشاہ پاس بھیجے۔ اس کے جواب میں نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کوچ بہار اور آشام کی مہم میں لشکر مصروف ہے اس کو وہاں سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا مقتضا اصلاح دولت نہیں ہے بندہ دولتخواہ سال آیندہ میں حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ اس سال کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ میں مصروف ہوتا ہے اسلئے نواب کو آشام سے دہلی کے آنیکا انتظار تھا۔ جب گواہٹی میں وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷ جمادی الثانی کو گواہٹی سے کوچ کرکے ملک آشام میں داخل ہوا۔ آشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہیں۔ اور پہلے انہوں نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اس لئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور بیدار رہے اور چوکی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضی و دلیر خان آشامیوں کی راہ کے محافظ رہیں۔ راجہ آشام کا دار الملک گڑگانو (ڈنگر گانوں) دریا برہما پترا کے پار تھا اور اس کے اس طرف قلعہ جمدہرہ تھا وہ اس مرزبوم کے بڑے مشہور قلعوں میں تھا اس کے تین حصار تھے جس کے برج بڑے بلند پہاڑ پر تھے اور اس کی باقی تین طرفوں میں پانی عریض عمیق دریاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پرتاب تھا اس کا فتح کرنا مدت کا کام تھا۔ اس لئے خان خاناں اس پر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جمدہرہ اور گواہٹی کے درمیان قلعہ برتتیہ پر ہے جب کو دو روز میں لشکر دریا کے پار گیا اور وہ پیغامبر جو ایلچی اسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اس لئے کوچ پر کوچ ہوا۔ راجہ ڈومریہ جو آشام کے تابع تھا اس نے اپنے برادر زادہ کو نواب پاس بھیجا۔ اسنے ایک ہاتھی پیشکش میں دیا۔ راجہ نے خود حاضر ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ نواب نے اس کے بھتیجے کو ہمرکاب لیا۔ ایک منزل میں ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی بادشاہی کشتیاں ہوا کے صدمہ سے غرق اور شکستہ ہوئیں اور اسکے ایسے بڑے بڑے پٹیلے گھوڑے اسکے صدمے سے بچنے کے لئے دریا میں چلے گئے۔ وہاں دریا کے تا زیادہ موت نے مدم کے جنگل میں انکو دوڑا دیا۔ اسامیوں کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جدہرہ کو فتح کرے گا اس کا استحکام جنگی آدمیوں اور توپوں اور اسباب حصار داری سے کیا تھا۔ جب ان کو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ سوا گڑھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جدہرہ کے محاذی تھا۔

محاصرۂ سوا گڑھ

۱۱۔ جب کو سوا گڑھ کے قلعہ کے نزدیک لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر دوڑے گئے اصلاح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ میں مصروف ہوئے۔ سوا گڑھ کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا۔ اس کے گرد خندق گہری تھی۔ تین لاکھ آسامی وہاں رہتے تھے اسباب حصار داری پورا تھا اس قلعے کے دو طرف دو دیواریں گرد تھیں۔ اور دیواروں کی اندون پر توپیں بندوقیں بند رہیں بے فاصلگی ہوئی تھیں۔ اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و ہاں پاؤ کے بیچ بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا ختم ہوئی تھی اس پہاڑ کروہ کی مسافت رکھتی تھی۔ اور شمال کی طرف دیوار دریا سے برہما پترے متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے تا جنوبی کے نیچے نالہ تھا اور وہاں سے وہ مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارے پر لشکر شاہی فرو کش ہوا۔ رات دن امراء ہوا ہو کر پاسبانی کرتے تھے۔ محمد بیگ بخشی پادشاہی اس کام کی سربراہی خوب کرتے تھے دلیر خان و میر مرتضیٰ نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپیں لگائیں مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض تھی کہ توپوں کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیر خاں کے آدمیوں نے کوچہ سلامت سیبہ کو قلعہ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر مورچال شاہی پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق کی گولیوں کا مینہ برستے تھے بعض راتوں کو محصورین سیبہ پر آن کر دست برد کیا کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے ان کے مورچال پر آسامیوں کے ایک گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال غنیموں کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیر خاں کے

آدمیوں نے انکی اعانت کی اور اسامیوں کو بھگایا وہ قلعہ میں چلے گئے۔

اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور پہلے بھی شرقی پادشاہان سلف کے لشکر کر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیوں کے ازدحام کے سُننے سے متوہم ہوتا تھا خانخاناں ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر دلیرخاں اور امرائے کارطلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیوں نے قلعہ کے اوپر سے توپ تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت آدمیوں اور پیادوں کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالوں کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شبخون عظیم مار کر فوج کے چاروں طرف لشکر کے گرد پڑے اور مار و کی آویزش ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے۔ لشکر شاہی کے کنارہ پر جو پیادے پلٹنے تھے وہ دشمنوں کے ہاتھ آئے۔ دلیرخاں کے افغانوں اور بیر سنگھ کے راجپوتوں نے بہت آسامیوں کو ہلاک کیا۔ دلیرخاں اور بہادروں کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اسامیوں کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الہی پہ بھروسہ کرکے یورش کرو۔ اس قصد سے بہت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن میں ایک جدید الاسلام اسامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنوں سے لشکر میں نوکر تھا اور ہمیشہ فدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخاناں کے محرموں میں سے ایک کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و چہرہ سے اور اس قوم کے رویّے سے واقف ہوں اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے۔ یورش کے وقت لشکر کی رہبری پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخاناں باوجود تجربہ کاری و حزم واحتیاط کے اس کے فریب میں آگیا اور اس کو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیرخاں اور اور بہادروں نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آسامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلاں سمت میں کہ راہ قلب و خندق کا پانی گہرا ہے میں لشکر اسلام کو تماشے تیر و بلا کے دام میں لاتا ہوں

وسط شب میں [illegible] مقصود کی [illegible] دیوار قلعہ کے وسط میں دروازہ
کے محاذی لشکر [illegible] آیا ہوا تھا [illegible] جانب سے شاہی مورچوں تک [illegible] تفنگ
شتابی [illegible] دشمنوں کو [illegible] اسی اثنا میں [illegible] لشکر
کو حملہ کرنے کے لئے [illegible] اور [illegible] کہنے سے [illegible] توپ [illegible]
دیوار پر [illegible] توپ [illegible] کی برق [illegible] سے [illegible] گولے
برسنے شروع ہوئے۔ [illegible] تھی کہ وہ [illegible] خان کو خندق کے اوپر سے گیا
جس کے پانی کی تھاہ نہ تھی اور [illegible] سے [illegible] شروع کئے اور
اطراف [illegible] آتش [illegible] شروع ہوئے [illegible] لشکر شاہی نے
بڑی [illegible] کی [illegible] خان [illegible] آگ میں اپنے [illegible] جلایا
ہر چند دل باختہ [illegible] نے سمجھایا کہ اب [illegible] کی امید نہیں ہے
اگر [illegible] کی [illegible] سے [illegible] جان دینے
کچھ فائدہ نہیں ہوگا [illegible] صاحب [illegible] مقتضا یہ ہے [illegible] وقت باقی ہے
ہنگامہ کو مراجعت کریں [illegible] خان نے [illegible]
کیا اور شہادت کو سعادت [illegible] جان [illegible] کہا کہ [illegible]
آگے چلا [illegible] خان [illegible] کے پیچھے [illegible]
اس نے [illegible] بادشاہی لشکر [illegible] کشتہ [illegible]
ہوا [illegible] خان کے [illegible] تفنگ کی [illegible] پہنچنے
سے [illegible] ہو گئیں [illegible] کے [illegible]
[illegible] وہاں [illegible] تھا [illegible] سے سپاہ
حصار [illegible] ہوئی اور قلعہ کے [illegible]
[illegible] ہو گیا [illegible]

فرار ہوئے حصن کلیابر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سملہ گڈھ سے مشہور تھا۔ نہایت حصانت رکھتا تھا اس کو بھی خالی کیا۔ محمود بیگ بخشی سپاہ کو لیکر بنگاماٹی کو گیا اور ایک جماعت کو مارا کچھ آدمیوں کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو آشامی قلعہ جمدہر کی حراست کرتے تھے وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے۔ خانخاناں قلعہ کی اس فتح نمایاں کے بعد دلیر خاں پاس گیا اور اس کو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کیں۔ دو رکعت شکرانہ کی ادا کیں اور حکم دیا کہ منادی کردو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھروں میں آباد رہیں۔ آشامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کرکے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ بارود کوٹنے اور مصالح توپخانہ اور بعض کارخانوں کے کام کریں۔ ان کاموں کے لئے ہزاروں مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہیں کہ خانخاناں کی نیت نیک کے سبب فتح نصیب تھا کہ باوجود تسلط پانے کے قلاع و مکانوں کی فتح تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال رعایا کو امن دیتا تھا اور ان پر دست اندازی کے نہ کرنے میں تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ عورات و اطفال کو تکلیف نہیں پہنچی۔ اطاعت نظام میں نیم جو ہوتے ہیں اور مفقود ہیں بعد ازاں اس نے تھانوں کے ڈالنے کا اور راؤں کی آواز بلند کرنیکا و اموال اور توپخانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو آشامیوں کی قید میں تھی اس کو رخصت و خرچ راہ دیکر وطنوں کو رخصت کیا۔ دریا برہمپتر دامن کوہ میں پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہیں ہوسکتا تھا۔ نقب کوہ میں کاٹ کر چلتا تھا اور لشکر و نوارہ میں مسافت بعید رہ گئی تھی۔ اس وقت آشامیوں کو فرصت میں آشام کی طرف اور اطراف کے قلعوں پر جب اس فتح کی خبر پہنچی تو آشامیوں نے اکثر تھانوں کو خالی کیا خیمہ [illegible] کو جلا دیا اور پانی میں [illegible] توپوں کو دریا میں غرق کیا۔ تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی [illegible] زندگی [illegible] شاہی کی اطاعت کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اس کو مع ازواج و اولاد قتل کرا دیتا باوجود اس سختی کے اہل آشام اہل اسلام کے غلام نہ ہوتے رعایت کے آثار ظاہر تھے

جو شاہی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیو گنگا پاس چلے گئے اکثر شاہی
مارے گئے مگر جو زندہ رہے وہ لشکر شاہی کے گرد پریشان پھرتے اور اس کی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیا بر کا فوجدار اور سید مرزا جمہرہ کا تھانہ دار مقرر ہوا
نوارہ کی گرد آوری میں مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مع سامان توپ خانہ
سے بھری ہوئی۔ نوارہ پادشاہی کے مقابل میں جمع ہو کے آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خان خاناں نے ہمراہیوں کے نوارہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اس دن
نوارہ پادشاہی میں سے کشتیوں کے ترتیب مختلف اور مدد نہ ہونے کے سبب شکست
میں گئی ہوئی تھیں ابن حسین داروغہ خان خاناں پاس آیا تھا۔ نوارہ کے آدمی
سراسیمگی کا ذرا سا کھٹکے تھے۔ آشامیوں کی نوارہ کی کثرت سے پادشاہی نوارہ کا
قافیہ تنگ کیا۔ اس پر بھی چار پانچ پہر تک مقدور بھر کوشش کرتے رہے۔ نوارہ کا حال
خان خاناں سے عرض کرنا ضروری تھا نوارہ کے آدمیوں کی تو یہ مجال ہی نہ تھی کہ
خان خاناں کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب وہ وقت کی توپوں کی آواز
خان خاناں کے کان میں آئی تو اس نے جانا کہ نوارہ میں لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپ خانہ نقارہ خانے کے ابن حسین کے ساتھ روانہ کیا
اور بیراشت کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تازی وہاں پہنچیں۔ جب
وہاں پہنچے ہوئے تو نقارہ و کرنائی آوازوں سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیوں کو جمع کرنے میں دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی اس جگہ کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیوں کی کشتی مع جہاز غرقاب تباہ ہوں پانچ کی
کشتیاں مار کی ضرب سے دریا میں غرق ہو چکی تھیں اور بہت سی غرق ہونے کو تھیں
دشمن میں اور پادشاہی کشتیاں جو متفرق تھیں آن ملیں۔ محمد مومن اور
ابن حسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچ کر نقارچیوں کو حکم دیا کہ کرنائی آواز سے

کومک کو پہنچنے کا اظہار کریں کہ نوارہ شاہی کے دل باختوں کو اور مخالفوں کو خوف ہو اس حالت
میں صدائے تفنگ و رام چنگی و غرش بان سے اشامیوں کے نوارہ میں ایک تزلزل آیا اور نوارۂ
پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کومکی نمودار ہوا تو اشامیوں کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا
اور بھاگ گیا سچ ہے کہ عجب تدبیر بروقت سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور میں آتی ہے وہ ان ایک
لاکھ سواروں سے بمراتب بہتر ہوتی ہے جنکا سپہ دار مغرور ناتجربہ کار ہو نوارۂ شاہی نے اشامیوں کا
تعاقب کیا۔ بہت اشامیوں کو مارا۔ جو اشامی کشتیوں کی تند روی پر اعتبار نہیں کرتے تھے
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیوں میں جان سلامت لیگئے
چار سو کشتیوں کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئیں جن میں سے ہر ایک پر ایک بڑی
توپ سرب و بارود کی ساتھ تھی اس شکست سے اشامیوں کی ہمت شکستہ
ہوئی وہ کوہستان ہروپ کی طرف چلے گئے جس پر سوار نہیں جا سکتا جب سولہ گڈہ
میں لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جن پر مدار مہام ہوتا ہے اور اشامی
اس کو پھوکن کہتے ہیں انہوں نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرضی لکھکر کلاں
کے ہاتھ بھیجی کہ ہم اطاعت عجز کے ساتھ مصالحہ کرتے ہیں۔ خان کار آگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپخانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گواہٹی سے لوٹ کر لے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ کو جو اس مدت میں قید کر کے لے گیا ہے بھیجے اور بعد ازاں
ادا امر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے۔ اور ہر سال پادشاہ کی پیشکش میں چند
کلاں فیلوں کے بھیجنے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت میں مرسل کرے تو لشکر اس کی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان سے
گر لشکر کرگانوں میں پہنچکر اس کو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اس کی کرتوت پیش تھی
اس کی نیت میں یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کرے۔ موضع لکھو گڈہ میں لشکر آیا۔ یہاں دہنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

بہت سی ضرورتیں تھیں جن کے لیجانے کی فرصت جنگ میں نہ ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے مفسدیوں کا لشکر
میں لشکر آیا جہاں راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ تاراج کیا۔ اسکے گنبد پر فوج اتری۔ تھانہ دہیج بہت
خوب دریائے دہنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہاں کا نام [illegible] تاریخ بھی ہول
آگ ہی لگا دی تھی۔ ایک چپ کے دن وہ بھاگ گئے۔ [illegible] بیگ یہاں تھانہ دار مقرر
ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے گھر [illegible] کی نوبت دوبارہ آباد ہوگئی۔ چہار روز
حضور میں وہ آئی۔ سرا پا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات میں جاکر آباد ہوتی
گہرگانوں کے مسلمان رہنے والوں کی عرضیں آئیں کہ [illegible] سے مسلمانوں کی
ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی [illegible] ہتھیاروں [illegible] چلا گیا۔ باقی
آدمی گوشوں کونوں میں چھپ ہوئے ہیں۔ [illegible] جو جنگل ہیں ہیں۔
راجہ کے تمام اعمال و اشغال جیسے حافظ [illegible] کے قبضہ میں چلے ہوئے ہیں۔ [illegible]
ریسمید محمد دیوان [illegible] ضبط اموال و اقبال کے [illegible] ہوتے لشکر
گرد [illegible] شوال [illegible] نواب گرگانو میں داخل ہوئے۔ وہاں
مسلمان و غیر مسلمان [illegible] ان کو امن [illegible] راجہ کے گھر کے لئے
نوٹ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح [illegible] سے

کرد فتح [illegible] یک سال [illegible] فتح آشام

[illegible]

[illegible]

تاریخ آسام میں تو آغرخاں کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر منتخب اللباب میں زیادہ دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخاناں بہادروں کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا تھا۔ آغرخاں اور اسکے ہمراہیوں نے خانخاناں کی رفاقت میں بہادرانہ کارزاریاں کی تھیں ان کو وہ جان و مال سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب سے کہ آغرخاں کے بعض ہمراہی مغل بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیوں کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغرخاں ان کو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہیں ہوتے تھے یہ امر خانخاناں کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی دست اندازی کے منع کرنے میں بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغرخاں کے حال و پرداخت پر متوجہ نہیں ہوتا تھا اس لئے آغرخاں اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت کہ خانخاناں قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغرخاں مغلوں کو ہمراہ لئے مستعد و مسلح ہو کر خانخاناں کے دروازہ پر آیا۔ چوبداروں کو اس کے منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی وہ بے محابا اندر جا کر وہاں پہنچا جہاں خانخاناں مصلے پر بیٹھا ہوا دعائیں پڑھ رہا تھا خانخاناں اس کی اس ہیئات کے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ کا بے وقت آنا کس طرح ہوا آغرخاں نے جواب دیا کہ اس مدت میں ہم نے جانفشانی کی تردد اور خدمات امورہ کی تقدیم میں کمی نہیں کی۔ الحمد للہ کہ پادشاہ کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پامال ہوئے ہم کو اسکا افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کاموں پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنے ہونے نہ ہونے کو مثل نقش جان کر رخصت کے لئے آئے ہیں۔ ہم امیدوار ہیں کہ بدرقہ راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے اور دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائیں خانخاناں نے ہر چند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آئندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آغرخاں نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخاناں نے دستک لکھنے کے لئے منشی نہ ہونے کا عذر کر کے ٹالنا چاہا تو آغرخاں نے اپنے پاس سے دوات اور سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دیں۔ خانخاناں نے

یہ سمجھ کر کہ حق اس کی جانب ہے اور کوئی وجہ آغز خاں کے گناہ ثابت ہونے کی نہیں ہے ، اسکو رخصت کر دی اور مہر لگا کے اس کے حوالے کی ۔ لیکن دریا کے معبروں ، گھاٹوں کے اہلکاروں پاس کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیے کہ آغز خاں پہنچے تو وہ کشتیوں کو بند کر دیں اور جہاں تک ہو سکے اسکو عبور نہ ہونے دیں ۔ جب دریا فرود شیر نیر و جہاں پہنچا اور کشتیوں کو نہ پایا تو گھوڑوں کی عنان برو بحر کے محافظوں کو سپرد کر کے خود ہمراہیوں سمیت تیرتا ہوا چلا گیا ۔ لیکن قلب دریاؤں میں چند مثل ہمراہیوں کی اجل آگئی ۔ یوں حضور میں پہنچا ۔ محمد امین خاں بخشی پاس پہلے فانی خاں کا خط اسی مضمون کا آگیا تھا کہ آغز خاں اگرچہ عالی نسب ، طالب جاہ ہے اور پرانے وقت کے قول ہے لیکن ایام حوادث کی جہالت اور خود شجاعت کو کام فرما ہو کر بے جہت کرکے رخصت لی ہے جب وہ حضور میں پہنچے تو چند روز اس کو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیے پھر حسب دلخواہ دیکر اس سے کام لینا چاہیے چنانچہ محمد امین خاں نے فانی خاں کے نوشتہ پر عمل کیا ۔ چند روز پادشاہ کی ملازمت سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا ۔ پھر آغز خاں کے گھر میں خود گیا اور اس کو پادشاہ پاس لے گیا ۔ اور اس کے جرم کا تشفیع ہوا اور منصب پر بحال کرکے کابل کے کوہیوں میں روانہ کیا ۔

افغانیوں کی قید سے ہندو مسلمانوں کا چھوٹنا

ہندو مسلمان جو اپنے عزیزوں وطنوں و قوموں سے جدا ہوئے تھے اور چند روز زندان کی ذلت میں مبتلا تھے اور نجات ان کے خیال میں نہ تھی ، اب وہ شاداں و فرحاں دعائیں دیتے ہوئے گھروں میں سوار ہوئے اور آشنا ہیوں کے گھروں میں جو مال ہاتھ لگا اس کو کشتی میں اپنے ساتھ لادا ۔ ملک پادشاہی کا آدمی جو اب کی قید میں آتا اس کو ان غلاموں کے اپنے اہل ملک کو قسمت کر دیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیوں نے آشنا ہیوں سے کہا کہ وہ انتقام کے لئے آیا ہے جیسے کہ ہم کو تم پکڑ کر اپنے ملک میں لائے ہو ایسے ہی وہ تم کو پکڑ کر اپنے ملک میں لے جاویگا ۔ ملک کو ضبط نہیں کریگا ۔ ہم ساتھ میں یہاں نہیں ٹھیرے گا اگر تم کو غلام بننا منظور نہیں تو اپنے مال و اسباب کو گھر میں مدفون کرکے پہاڑ دل بیچ

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہاں اقامت رکھو۔ اور لشکر کی معاودت کے بعد اپنے گھروں میں آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان ہول زدہ آشامیوں نے ان کی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کرکے چلے گئے۔ ان قیدیوں نے ان اموال مدفونہ کو پھر منگوایا۔ اور اپنی جنم بھوم کو چلتے بنے یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے ساکن اپنے مساکن میں جاکر عمارت اور زراعت میں مصروف ہوں اور ایک سال تک وہ اداے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہیں۔ ۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تیس لاکھ روپیہ کا طلا ونقرہ اور کل اجناس متصدیان شاہی کے قبضہ میں آیا۔ ملک آشام میں جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت تک ۶۷۵ توپیں جن میں ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اس سے چھوٹتا تھا ۱۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام‌چنگی ۶۵۷۰ بندوقیں ۳۴۰ من باروت ۱۹۶۰ باروت کے صندوق جن میں سے ہر صندوق میں تخمیناً ڈھائی من باروت تھی ۸۲۸ سپر اور شورہ وگوگرد وآہن وسرب بہت سا اور ایک ہزار کئی کشتیاں جن کو اکثر ستر اسی ملاح کھیتے تھے متصدیان پادشاہی کے تصرف میں آئیں اور نادُسال میں کھرگانو میں ۱۲۰ کشتیاں نواری تھیں جن کے برابر لمبی چوڑی مضبوط مزین کم تر نظر آتی تھیں۔ ایک آشامی نے چھپر میں آگ لگادی یہ سب کشتیاں جل کر خاکستر ہوگئیں۔ راجہ اور پھوکنوں نے جو چند سال سے انبار جمع کئے تھے۔ یہ انبار ۱۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار میں دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج وماش وماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت آشامیوں نے اس خیال سے جلایا نہیں کہ لشکر شاہی کے جانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آجائینگے۔ لشکر شاہی جتنے دنوں اس بوم وبر میں رہا اس کی قوت اعظم ان انباروں کے برنج رہے۔ ورنہ قوت وآذوقہ کے نہ ہونے سے خصوصاً موسم برشکال میں جان پر بن جاتی۔ پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف سے رسد کی راہ مسدود ہوجاتی ہے۔ ان انباروں میں سے ۱۵۰

ملک آشام کے طول و عرض و خصائص کا اور اہل آشام کی وضع کا بیان

اخبار بہت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آگئی تھی۔

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے مابین آشام کا ملک برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف میں آباد ہے اور دریا برہم پتر اس کے وسط میں مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دو سو کروہ جریبی اور عرض اس کا شمالاً و جنوباً کوہستان گروہ مری مچھی و دفلہ و لدنہ سے جبال قوم ناگہ تک قیاساً سات آٹھ روز کی راہ ہے اس کا کوہستان جنوبی طول میں کوہستان حبشہ (کچھار؟) و کشمیر سے طول میں اور عرض میں قوم ناگہ کے کوہ سے ملا ہوا ہے اور اس کا کوہستان شمالی طول میں کامروپ کی پہاڑیوں والی سے پیوستہ ہے اور عرض میں قوم دفلہ و لدنہ کے پہاڑوں سے ملا ہوا ہے دریائے برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اتر کول اور اس کے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو دکھن کول کہتے ہیں۔ اتر کول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میری مچھی اور دکھن کا امتداد ملک نگی راتی سے موضع سدیہ تک ہے۔ اس کے نواح کے پہاڑوں کے متوطن راجہ آشام کو کچھ باج نہیں دیتے مگر اس کی سرداری کو مانتے ہیں اور اس کے احکام پہنچتے ہیں مگر قوم دفلہ اسکی اطاعت نہیں کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے۔ موضع کلیابر سے شہر گرگانوں تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختوں سے بھرے ہوئے باہم پیوستہ چلے جاتے ہیں اور راہ کے دو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوئے ہیں۔ طرح طرح کے صحرائی و باغی خوشبودار پھول کھلے ہوئے پشتوں کے پیچھے پائے کوہ تک زراعت ہے۔ کلیابر سے گرگانوں تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہے اور آدمیوں کی آمد و رفت کے لئے بلند و وسیع آلے بنائے ہیں اس ملک میں زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بناتے ہیں کہ کہیں نشیب و فراز سرمو کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہیں آتا۔ اتر کول میں آبادی اور زراعت زیادہ ہے دکھن کول میں بہ صورت محکم و قلعی (؟) اکثر افزوں تر ہے۔ اسی جانب میں راجہ نے محل و عمارت بنایا ہے۔ انہیں جنگلوں میں آباد و غیر آباد آدمی کے ہیں اور دریا برہما پتر کے کنارے پیدا ہونے دیہہ [illegible]

پردیسیوں کو معلوم [illegible] سے [illegible] اس کی [illegible]

اور پردیسیوں کو زہر مار۔ آٹھ مہینے مینھ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہے وہ بھی بارش سے
بالکل خالی نہیں ہوتا یہاں بنگالہ کے سے امراض نہیں ہوتے اور ہند و بنگالہ کے ریاحین و
نوا کہ طرح طرح کے ہوتے ہیں اور ان کے سوا اقسام گل ومیوے باغی وصحرائی ایسے ہوتے
ہیں جو ممالک ہند میں نہیں ہوتے۔ اس ملک میں شالی سے محصول لیا جاتا ہے وہ باریک و پالیدہ
کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہیں ہوتی یہاں نمک بہت عزیز و نایاب ہے۔ دامن کوہ
میں بعض پہاڑوں میں وہ ملتا ہے لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے
کیلے کے درخت کو کاٹ کر دھوپ میں خشک کر کے جلا کر خاکستر کرتے ہیں اور اس خاکستر کو کرپاس
میں رکھتے ہیں۔ اور چار چوبیں زمین میں گاڑتے ہیں اور اس پر اس کرپاس کو تانتے ہیں اور
ایک ظرف اس کے نیچے رکھتے ہیں اور بہت دیر تک کرپاس پر پانی ڈالتے ہیں
اس کا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے۔ اس کو بجائے نمک کے کام میں
لاتے ہیں۔ یہاں کے مرغ لڑنے میں ایسے بہادر ہیں کہ مر جاتے ہیں مگر بھاگتے
نہیں۔ ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہیں بھاگتے۔ کوہستان و صحرا میں
بکثرت۔ ہاتھی مہیب وکلاں و متناسب الاعضا ہوتا ہے۔ اس کے پکڑنے کے لئے
بلدہ گھرگانوں میں چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہیں ان کے گرد مضبوط اور
بلند چوبیں نہایت مستحکم لگا دی ہیں اور ان کے دروازے مختلف طرفوں میں رکھے ہیں
راجہ کے خاص فیلبان لے جاتے ہیں۔ ہتنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہیں اور
اس کو جنگل میں جہاں مست فیل چرتے ہیں لے جاتے ہیں۔ فیل مست اس گھانس
کی بو کو سونگھ کر ہتنی کے پیچھے پڑتا ہے۔ فیلبان ہتنی کو اس حصار میں لاتے ہیں۔ ہاتھی
بھی ہتنی کے پیچھے آن کر گرفتار ہو جاتا ہے۔ دریا برہماپتر کی ریت سے سونا نکلتا ہے
بارہ ہزار (بتیس ہزار) آشامی یہی کام کرتے ہیں اور ہر سال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار میں داخل کرتا ہے۔ صرف یہی ملک کا خراج ہے۔ یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ روپیہ تولہ بکتا ہے۔ کہتے ہیں دریا برہماپتر میں سب جگہ سونا ملتا ہے مگر یہ سونا نکالنا آشامیوں کو آتا ہے۔ اس ملک میں کوڑی اور روپیہ و اشرفی رائج ہیں۔ اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے۔ فلوس کا رواج نہیں۔ قوم میری مچمی کے پہاڑوں میں جو آشام کے شرقی جانب میں ہیں آہوے مشکیں اور فیل پیدا ہوتے ہیں۔ پہاڑوں سے یہ قوم نقرہ و مس اور اور چیز بھی نکالتے ہیں۔ اس قوم کی طرز و وضع آشامیوں سے بالکل ملتی ہے۔ عورتوں کی صورتیں آشامیوں سے اچھی ہوتی ہیں۔ وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ یہ بری چیز ہے کہ فریاد کرتی ہے اور اپنی جگہ سے نہیں ہلتی۔ اور اپنے پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی ہے۔ کوہستان آشام میں بھی آہوے مشکیں ہوتا ہے اور چوب عود (اگر) بھی ہوتی ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہاں بندوبست مال ہو اور رعایا سے محصول لیا جاوے تو ۲۰ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو۔ راجہ کے خزانے لینے کا دستور نہیں۔ مگر ہر تین آدمیوں میں سے ایک نفر راجہ کی خدمت میں آتا ہے اور اگر وہ اس میں ڈھیل کرے تو سوائے قتل کے یہاں اور کچھ سزا نہیں ہے سوا اس کے راجہ کا حکم اس قوم میں کمال رکھتا ہے۔ کسی زمانہ میں اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہیں ہوا۔ کسی بیگانے کے ہاتھ میں وہ نہیں آیا۔ اس واسطے مسافروں کے آنے جانے کا رستہ تنگ ہے اور غیروں کے ملک میں جانے کے لئے یہاں کے باشندوں کا پاؤں تنگ ہے اپنے ملک میں نہ کسی کو آنے دیں اور نہ غیر ملکوں میں اپنے آدمیوں کو جانے دیں بجز اس کے ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد پر گواہٹی میں آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساز و پارچہ ابریشمی لاتی ہے نمک و شورہ و گوگرد و کچھ اور ہند کی سامانوں سے جو گرد و پیش کے آدمی وہاں بیچتے ہیں معاوضہ کرتی ہے جو لشکر اس مملکت کی سرحد میں آیا۔ گرفتار ہو۔ بدست نہ ہوا۔ جب قافلہ اس سرزمین میں قدم رنج منزل مقصود میں پہنچا۔ ... بیان کے

آدمیوں کو ساحر اور جادوگر اور بنی نوع انسان سے خارج جانتے ہیں اور کہتے ہیں جو شخص اس
ولایت میں آتا ہے اور طلسم میں گرفتار ہوتا ہے پھر باہر نہیں نکل سکتا یہاں کے راجہ جید سنگھ
پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اس کا لقب سُرگی ہے جسکے معنے آسمان کے ہیں اور اس کا اعتقاد
یہ ہے کہ اس کے باپ دادوں میں سے جو آسمان پر فرماں روا تھے کوئی اسکے کل بزرگوں کا سرکردہ
پر اترا اور اس سرزمین میں قیام کیا اور پھر آسمان پر نہیں گیا۔ وہ خود اپنے تئیں مظہر اعظم میں شمار کرتا
ہے اس لئے وہ کسی کے آگے سر نہیں جھکاتا یہاں کے اشخاص ہندؤں کی طرح کھانے پینے کا پرہیز
نہیں کرتے مسلمان وغیرہ سب کا چھوا ہوا کھا لیتے ہیں۔ انسان کے سوا سب جانوروں کے گوشت
کھاتے ہیں یہاں تک کہ مردار بھی کھاتے ہیں۔ گائیں نہیں کاٹتے۔ اگر کسی کھانے میں گائے کی بو بھی ہو تو
اسے ہاتھ نہیں لگاتے۔ ان کی زبان ہندوستان کے اور لوگوں سے جدا ہے اکثر مردوں کی ڈاڑھیاں نہیں ہوتیں
اور جو ان کی نکلتی ہے وہ ٹھوڑی کے بالوں پر ہوتی ہیں۔ سب جنگجو سنگدل اور بے رحم ہیں ناپاک
بے رحم۔ مذہب دیو پرستی میں مشتاق اور مکر و کذب و دغا بازی میں یگانۂ آفاق۔ انکی عورتوں کی صورتیں
صباحت و ملاحت سے مزین ہیں وہ دراز قد گورے ملاحت بدن متناسب رنگ خوش دست و پا ان کا ظاہر
ہوتے ہیں سیاہ بالوں کی بھویں کمان ابرو نظر آتی ہیں مگر تناسب اعضا نہیں ہے اس لئے پاس سے دیکھو تو وہ حسن جمال
وہ معدوم ہوتی ہیں۔ راجہ و رعیت کی عورتیں کسی سے منہ نہیں چھپاتیں سر برہنہ بازاروں میں پھرتی ہیں اکثر
آدمیوں کی چار پانچ بیبیاں ہوتی ہیں ایسے کمتر آدمی ہیں جنکی دو بیویاں ہوں اور آپس میں بیویوں
کی خرید و فروخت کرتے ہیں۔ یہاں کی بڑی تعظیم دو زانو بیٹھنا ہے۔ جب راجہ اور بھی کوئی پاس رعیت
جاتی ہے اور بھی کوئی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دو زانو بیٹھتے ہیں اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہیں
ڈاڑھی مونچھ سر کے بال منڈواتے ہیں۔ ان بالوں کو جو رکھتا ہے تو انکو کہتے ہیں کہ جنگلی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہیں۔ خر و شتر و اسپ اس ولایت میں عنقا و کمیاب ہے اشاہی گدھے کو بڑی
قیمت دیکر خریدتے ہیں اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ گھوڑے سے بہت ڈرتے ہیں اگر وہ
ہاتھ لگتا ہے تو اس کا پاؤں کاٹ ڈالتے ہیں اگر سو مسلح آشامیوں کے سر پر ایک سوار جا پہنچے تو تمام

ہتیار وے کے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور اگر بھاگ نہ سکیں تو قید ہو جاتے ہیں لیکن اگر دس
مسلمان پیادے ایک ہی شاہی کو مارتے ہیں تو وہ سارا انکے استقبال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا اور دشمن کے
پیچھے جانے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہیں اور کبھی نہیں پیچھے۔ اجداد ہندوں کی مجالس میں اور وہ سارا اشتیاء ڈولی میں
سوار ہوتے ہیں۔ یہ ڈول چوب تخت سے بناتے ہیں فیل پر لگاتے کہاری حصے کے لکڑی کی کرسی کی بناکے
رکھتے ہیں۔ کرپاس کے پارچے کو سر پر باندھتے ہیں اور اس کی دھوتی پہنتے ہیں اور ایک چادر کندھے پر
ڈالتے ہیں بعضے متمول جامے بھی نیم جامہ بھی پہنتے ہیں۔ پاپال کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہوتے ہیں
ان میں ایک پیجاری کی شاخ پاسے اکثر بہت لگاتے ہیں۔ شجر و غیر ڈھاشا ور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب
پہنتے ہیں۔ خوان دسترخوان و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت اچھا و پاکیزہ بناتے ہیں۔ وہاں کے
بعض تخت ایک چوب کے ہیں ان میں سے ہر ایک کا عرض دو ذراع ہے اور ان کے پائے الگ نہیں
لگائے بلکہ اسی چوب میں سے تراشے ہیں۔ جنگی کشتیاں بنگالے کی طرح بناتے ہیں
اس کو بچاری کہتے ہیں اس ملک میں کشتیاں کثرت سے ہیں۔ وہ قصہ نویس کو حبشی کی از روئے
معلوم ہوا کہ آدمی تخمینا تیس ہزار کشتیاں بچاری و کوسہ پیاں ٹوٹ گئی ہیں اور لشکر پادشاہی
پاس اور اس ولایت کے متوطنین تک کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہوگئے ہیں شاید اس سے زیادہ ہو گئیں
جو قصہ نویس نے لکھیں۔ احتمال ہے کہ ان سے آدمی آشناییوں کے تصرف میں ہو گئیں۔ اکثر
کشتیاں بعض کی چوب سے بناتے ہیں۔ اگر کشتی ڈوب بھی جاوے تو اسکی لکڑی گلتی نہیں بندوق
و توپ بھی وافر خوب بناتے ہیں۔ بارود بہت قسم کی بناتے ہیں اور اس کا اصناع ملک
پادشاہی سے لاتے ہیں۔ کل آشام میں تخت و سنگ۔ کل کی عمارات سوا گھر کا تو اور
چند ٹھاکروں کے دروازوں کے کہیں اور نہیں ہے۔ غنی و فقیر چھپر کے مکانوں کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہیں یہاں کی قدیم رسم ہے [illegible] وہ قومیں ہیں ایک آشامی [illegible] دوسری
قوم [illegible] دوسری قوم [illegible] اب ہیں اول قوم [illegible]
[illegible]

حراست کرتے ہیں ان کو جوداگک کہتے ہیں۔ اس ملک کا حربہ بندوق و راچنگی و توپ تیر و پیکان و بے پیکان و نیم شمشیر وغیرہ و ہ۔ اور بانس کی کمان و تیر تخش ہے کہ ملک کے تمام بسنے والے اہل حرفہ دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعاً و کرہاً جنگ میں آتے ہیں اور شغال کی طرح ایک دفعہ غوغا کرتے ہیں اور شورش عظیم مچاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی کے دل میں ہراس پیدا ہوگا۔ وہ لڑائی میں لاکھوں ہی جمع ہوتے ہیں۔ مگر ہتھیاروں سے لڑنے والے بیس ہزار کے قریب شاہی ہوتے ہیں۔ اغلب و شب تیرہ شبہ میں شب خون مارتے ہیں۔ اس رات کو جارک جانتے ہیں۔ رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ معاودت کرے۔ اپنے ہتھیاروں کو ڈال دیتی ہے اور باہر چلی جاتی ہے۔ مرنا یا اپنے مردوں کو بکران کے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سر کر اور مغرب کی جانب پاؤں کرکے خاک میں دفن کرتی ہے۔ اور حکام اپنے موتا رکے لئے دخمہ بناتے ہیں۔ اور زنان و خدمت گاروں کو مار کر ایک ماہ چند سالہ شمل ظروف زریں و سیمیں و فرش و لباس اور خوردنی دخمہ میں رکھتے ہیں اور اس کا تمام ذخیرہ و توشہ آخرت رکھتے ہیں جس سے ناامیدی کا دروازہ اس پر بند ہو جاتا ہے سر دخمہ کو قوی چوبوں سے نہایت مستحکم ڈھکتے ہیں اور ایک چراغدان میں بہت سا روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اس میں رکھتے ہیں کہ وہ چراغ روشن کیا کرے۔ دس دخموں کو چیر کر نوے ہزار روپیہ بہم جہت بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ آیا ہے۔

پہلے زمانہ میں جو مسلمان یہاں مقید ہوئے تھے انہوں نے یہاں نکاح کر لیا ان کی اولاد آشامیوں کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہیں وہ آشامیوں کے ساتھ بہ نسبت مسلمانوں کے زیادہ مانوس ہیں۔ دیار اسلام سے جو مسلمانوں کی ایک جماعت یہاں چلی گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ میں قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہے اور نہ قرآن پکار کر پڑھ سکتی ہے۔ یہ دو نوں اسکے لئے ممنوع ہیں۔

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفوں میں چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم نانگ پاس جائے مگر وہ بادشاہی لشکر کے خوف سے اس کے آنے پر راضی نہ ہوئے۔ یہ قوم جنوبی آشام میں

ہوتی ہے۔ سرخ و سفید خوش نما رو بہ باطن ہے۔ … اروں میں کئی ازواج سے بے پردہ جماعت
کرتے ہیں۔ عورتیں سر اور چھاتیوں کے کسی عضو کو نہیں چھپاتیں اور کہتی ہیں کہ اعضا دیکھنے میں اور وقت
انفصال کے وقت سب آدمیوں نے دیکھا ہو، اسکا اخفا عبث ہے پہچان ہوا کے بعد آنکھیں ان کو
دکھانا چاہیے۔ نواب کی ملازمت میں چند شہ آدمی آئے تو سکے … لنگوٹیاں بندھی ہوئی
تھیں اور ان کے منہ کے اوپر سونے کے نیشوں کی … پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال لگے
اکثر اس قوم کا … رہتی ہے۔ جب راجہ اس کوہستان میں آنے سے محفوظ ہوا تو وہ اپنے
سب بھوکوں کو لیکر … میں چلا گیا۔ کامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑوں کے درمیان
ہے۔ آب و ہوا یہاں کی ایسی خراب ہے کہ کاشی کہا کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص یہاں سے
فنا ہو جاوے تو اس کا ضمیر نجات کر جاوے اور اگر اس زمین میں خلاف آوے تو معدوم ہو جاوے
اور جس پر غضب ہوتا اور … سردار … اس کو یہاں بھیجتا۔ اس کی ایک …
جس میں … کہ بستان … اور … دریا … اور ڈھنگ ندی
کے درمیان ہے راجہ اور بھوکوں نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا میں دو تین روز
مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیموں اور آدمیوں … پانی میں … اپنا بچھایا
موسم برسات نزدیک آیا۔ گڑھگاؤں سے … تین کروہ پر شہر … پور تھا وہ ایسی اونچی
جا پر آباد تھا کہ برسات میں اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہاں جانے کا ارادہ
مصمم ہوا گڑھگاؤں کی حفاظت کے واسطے میر مرتضیٰ اور راجہ امر سنگھ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو
رعایا کی استمالت کے لئے مقرر کیا۔ محمد عابد … جو کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر …
تحویل کے … میں بھیجے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے … پادشاہ
عالمگیر کا … روپیہ … مختلف مقاموں میں … تھانہ دار
مقرر ہوئے … شہاب … لشکر کو … کے متھرا پور میں آیا۔ آدم … سے
یہاں سے آدھ کوس پر … تھانہ بنایا۔ اس کی … سے …

پڑا جلال خان کنارہ دریا دہنگ کا تھانہ دار تھا اس پر بھی کئی دفعہ آشامیوں نے شب خون
مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی۔ تیس چالیس ہزار آشامیوں نے دن کو اس سے لڑنے کا قصد کیا انکو
شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہوگئی آشامی یہاں
سے اور اطراف میں منتشر ہوگئے۔ میانہ خان موضع سلمالی میں تھانہ دار تھا وہ رعایا کی رفاہ عام
و فراغ حال کا سبب ہوا۔ کھرگانو میں سو سوار اور دو سو پیادے تھے۔ اور اسکے اطراف میں اد لشکر ہو کے
جمائے ہوئے تھے۔ اکثر مواضع دکن کول کے پادشاہی تصرف میں آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھروں
میں آباد ہو کر اطاعت اور ہوا خواہی کا اظہار کرتی تھی۔ اوتر کول کے آدمی اطاعت کے فکر میں تھے
کہ زمانہ نے ایک اور ہی گل کھلایا۔

بادلوں نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھچھوندر چھوڑی۔ گرج نے اپنا صور پھونکا
ابر نے اپنی آنکھوں سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالوں کو دریا بنا دیا۔ اور دریا کو بحر بے پایاں۔ سارے
مکانوں میں دلدل کردی شیروں کے خوف سے آشامی جو جنگلوں اور غاروں میں لومڑی کی طرح چھپے
بیٹھے تھے اب وہ شیر بنکر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا۔ اول انہوں نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور
تھانہ پر شب خون مارا۔ تھانہ دار غافل نہ تھا اس نے آشامیوں کو شکست دی۔ نواب نے یادگار خاں ازبک
کو اسکی کمک کے لئے بھیجا۔ اسنے مار کر آشامیوں کی جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھا دی ان نوں
میں آذوقہ کی کشتیاں لکھوگڑ سے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھیں۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے
پچاس جلیبہ اور ۱۰ کوسہ چھپ ساز بسرداری محمد مراد بیگ بھیجے تھے اس نے دو تین جگہ آشامیوں سے
لڑکر ان کشتیوں کو کھرگانو میں پہنچا دیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئے تو انہوں نے
نوہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار کچھوپر تاخت کی اس نے اپنی زور بازو سے ان پر فتح پائی مگر
فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیوں نے پھر حملہ کرکے اس کو مار ڈالا۔ کچھو آشامیوں کے قبضہ
میں آگیا اور انہوں نے دریا دہنگ کے اس طرف ترسانی و کچھو کے محاذات سے لیکر لکھوگر
تک سو چالیس بناکر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کردیا۔

نواب نے پیشتر سرانداز خاں ازبک کو کچھ کہا تھا دو دختر کے خدا دے دو۔ کیونکہ سے بیجا و بہت
بھدر کے نالے کی گل الٹنے سے گذرا اور مرشد نیک میں آیا یہاں نالے سے بغیر کشتی کے گذر محال تھا
اپنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے ساتھ لشکر سے آیا ہے۔ تین علیہ
و سبات کو سے اور کرگاؤں سے لیکر اپنے نوارہ کا خیمہ بنائے۔ اور اور خالی کشتیاں بیوپاریوں کی بھی لیلے
جب مرشد نیک میں پہنچے تو وہ اور سرانداز خاں خشکی و تری سے باہم رفیق ہو کر طے مسافت کریں۔ سر
انداز خاں کو محمد مراد وہ پاسے پار آ گئے اور سرانداز خاں محمد مراد کے نوارہ کا ہمراہ ہوا۔ مگر جو
تدبیر خیالی سرانداز خاں پاس محمد مراد پہنچا اور دونوں با اتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جوادل سرانداز خاں
کی راہ میں آیا وہاں ان دونوں میں مخالفت ہوئی۔ ۲۰ شوال کو سرانداز خاں
واپس نیک کو چلا گیا۔ اور محمد مراد آگے بڑھا جب اس نے آشامیوں کی کشتیوں کا ہجوم مالی میں اور
دشمنوں کو دریا کے کنارے پر دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اتر کر بھاگ گیا۔ ہاں ہمراہ چند کشتیاں
جن میں امیر خاں کے افغان سوار تھے وہ دشمنوں کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی نذر
مانند سے تیر کے درمیان سے گذر کر ول کانوؤں میں پہنچے۔ باقی تمام بادشاہی لشکری دیبپاری
نوارے کے بہادر سافنت و آسان آشامیوں کے چنگل میں آ گئے جس سے ان کو بڑی جرات اور
جسارت ہوئی اور بیوپاریوں کی آمد و شد رسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی۔ آب و ہوا کی
وحشت نے دیا پر رشید بولاں کو وقت تنگ کیا اور کوہ سلاق کے پہاڑ نے میانہ خاں
کے آدمیوں کے گھوڑوں کے ہاتھ پاؤں میں زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب و جنگ سے گذر کر
اور بعض کو مسالقت سے پائین میں آنکر بے تحاشا موشی کر کانوں کو مراجعت کرنے لگے
دشمن کی دست برد کے اندیشہ ہوئے۔ میر مرتضی نے پہلے سے زیادہ ہوشیاری
اور بیداری میں کوشش کی۔ بوجہ معاونوں کی قلت اور معاندوں کی کثرت کے اسنے
ثبات اختیار کیا۔ وہیں بارہ ہزار آشامیوں نے غازی خاں تھانہ دار دیو تالی کو قتل
کیا۔ بیس سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ مارے گئے وہ پانس کے احاطے جسکو

سکونت و حفاظت برکسائیں کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور اشامیوں سے لڑا۔ برکسائیں کے برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اس کو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ اشامی اپنے سردار کے مرتے ہی دامن کوہ میں بھاگ گئے اور اشامیوں کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی ککرکانو و نواحی متھراپور اور موراشی تھانہ آدم خان میں جو رعایا آباد ہو کر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔

ان دنوں میں یہ افواہ اڑی کہ بھیم نراین نے آکر کوچ بہار کو چھین لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر سچ نکلی۔ اور دلوں کو نقارہ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ پادشاہی متصدیان مہام مال نے اس کام سے غفلت کی اور ممالک محروسہ کے عمال کے دستور پر رعیت سے جمعبندی اور مطالبہ اموال کیا اس طرح کی جمعبندی یہاں کی رعایا کے خیال اور تصور میں بھی نہ تھی وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہاں ہوئی۔ ممالک محروسہ شاہی میں جو اخذ مال کے قوانین اور دستور تھے وہ یہاں کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل میں نہیں آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقدمات مال میں سختیاں بے اعتدالیاں ہوئیں جس سے رعایا شورش میں آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس کے باپ کے سب آدمیوں نے کہا کہ تو راجہ کر ہم تیرے لئے اپنی جان دینے کو موجود ہیں۔ راجہ کی سرراہ گشت ماری میں محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اس کو اور اس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کر دی اور راجہ نے خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی کو سلامت چلے جاؤ اور اپنے تئیں ہلاک نہ کرو۔ خان میں قوت مقاومت نہیں تھی اور اقامت میں یہ سمجھا کہ چند ہزار جانیں ضائع جائینگی وہ گھوڑا گھاٹ میں چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ میں آیا۔ استرداد ملک کی قدرت نہ تھی وہیں ٹھیر گیا۔

القصہ حوالی ککرکانو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا

تو اس سے ابوالحسن خان سے مرزا بیگ شاملی کو جو ایک بڑا شہسوار شمشیرزن تھا آشامیوں کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا کہ دولی تھانہ داری خان سے اگر وہ آشامیوں سے پہنچ سکے ہیں اور تھانہ کی حفاظت سے نکل بیٹھے ہیں ان کو دفع کرے۔ آپ نے ہزار آشامیوں کو قتل و منہزم کیا اور انکے صدہا جوانوں کو ہلاک کر دیا۔ آخروں کی جماعت اور پچاس سوار لشکر کا ان کی مدافعت کے لئے اور مقرر ہو گئے۔

جب نواب نے محمد رضا کی کم پائی اور آشامیوں کی درماندگی کی خبر سنی تو اس سے خزانہ کھانا کا پانی اور سامان رسد اور ہتھیاروں کی اور شاہی آراستہ قرضوں سے کر کی اور لشکر جاری اور جو کی کشتیوں کے ہمراہ ایک لشکر پیچھے سے آیا اور تیر نے جانے میں اور انکے آشامیوں کی تنبیہ کرے اور سرداروں کو کہہ دیں تمام ولایت کو آشامیوں میں محمد مقیم اور ایک جماعت کو ملک سے کر پہنچے۔ سرداران جات کا جان بچا لینا اس طرح کرتے کہ جب آنے والے اور ان سکے وہاں میں آشامیوں کا غارت کے۔ ابوالحسن جو دریا کی طرف آشامیوں کی تنبیہ کرنے کے لئے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنی ہمراہی آدمیوں کے ساتھ زاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۱۰ ماہ شوال کی شام کو گیسہ کا میں آیا۔ اور اسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ زاد خان سے مل گیا۔ دونوں لشکر موضع ٹینگ میں آئے جو ترہانی اور کچھے کے درمیان تھا۔ یہاں سرخی ندی دھنگ سے بھی زیادہ پانی موجزن تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہر چند راہ کی جستجو میں دست و پا ماری۔ مگر مقصد حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش کرتا تھا۔ لشکر کا کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روئے آب پر خیمے حباب کی طرح معلوم ہوتے تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ پر بیٹھے اور پیادے اپنی ایڑیوں کے بل پر کھڑے رہے۔ ناچار سردار زاد خان کو جو موضع مذکور میں محصور تھا خان اپنی ہمراہ لیکر آشامیوں سب جگہ پانی کا رنگ تھا۔ ترہانی کے قریب ایک موضع میں آیا۔ یہاں آشامیوں نے انبار بیچ کر دیا۔ دھنگ سے ان کو نکال دیا اور انکے کناروں پر مورچلوں کو ترتیب دیا۔

اور فرہاد خاں کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیوں کے نامی بھوکنوں نے کشتیوں میں بیٹھ کر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی۔ فرہاد خاں ایک آسے پر کہ جا ملا اب ستا پڑ گیا۔ نواب نے یہ خبر سنکر محمد مومن بیگ ایکہ تازکو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خاں کی راہ میں نالوں کے کناروں پر جو مورچال آشامیوں نے بنائے ہیں انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ جو ماں میں آیا۔ پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہیں کر سکا۔ دلیر خاں نے ہاتھیوں کو لیجانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبہ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی۔ آشامیوں نے مورچال اور کشتیوں سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیوں سے اتر کر ان پہ کئے حملے کئے۔ فرہاد خاں نے ان حملوں کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت کشتیوں سے اتر کر ان پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگھ کے راجپوت ان کے مقابل ہوئے۔ خاں کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ میں آکر ان کے پیچھے آئے اور کشتیوں سے دور ہوئے۔ فرہاد خاں نے ان کو مار ڈالا کر چند کشتیاں ان کی چھین لیں۔ اب یہاں آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے کی بجگہ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خاں نے متفرق کشتیوں پر اور ٹاپوں پر جو کیلے کے درختوں اور نرسے بنائے تھے سوار ہو کر آشامیوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنوں کو عاجز جان کر غافل ہوئے رات کو خوش و خرم سوئے۔ فرہاد خاں نے ان کشتیوں پر جو اس نے آشامیوں سے چھینی تھیں لشکر کو سوار کرکے نالوں سے پار اتارا۔ فرہاد خاں جب محمد مقیم کے تھانہ میں آیا تو اس نے سنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب رہے اب آئے ہیں تو خستہ و مجروح ہیں یہ حالت ان کی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خاں کے لشکر سے لڑے ہیں۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردوں کو قتل کرے عورتوں اور بچوں کو قید کرے اور اموال کو لوٹے۔ دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خاں

نواب کی خدمت میں آیا۔ تھانہ مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اس نے سب
عورتوں اور بچوں کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائیں۔

زمان خاں کی مراجعت کے بعد آشامی بہت دلیر ہو گئے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ
کسی تھانہ میں مقدور نہ تھا کہ وہاں سے آدمی باہر نکل سکے یا کمک کو پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا
کہ اپنے پورے آدم خاں اٹھ کر لشکر سے ملے اور تھانوں کے آدمی گھرگانوں میں چلے جائیں۔ اور سلطان خاں
و میانہ خاں نالہ دیکھو کے اس طرف وہاں کے رہنے والوں کی محافظت میں قیام کریں۔ جلال خاں
غازی خاں و محمد مقیم جو نالہ کے اس طرف ہیں وہ میر مرتضیٰ پاس چلے جائیں۔ جب آدم خاں تھانہ
اپنے پورے اس طرف کا عازم ہوا تو اس کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کر کے آ بیٹھے
تھے بھاگ گئے اور کشتیوں کو لے گئے اسلئے نالوں کے اترنے میں آدم خاں کو بہت تکلیف اٹھانی پڑی
سرفراز خاں و میانہ خاں نے ایک سرزمین میں جس کے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس طرف
پانی تھا وہاں ایک مستحکم دیوار بنائی اور اس پر توپیں اور زنبورکیں چن دیں۔ رعایا
دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی غلبہ کر کے نالہ کی اس طرف کی رعایا
کو فنا کرنے لگے۔ حوالی گھرگانو و متھراپور کی کل رعایا آبادشدہ فراری ہوئی
اور راجہ اور بھوکنوں پاس چلی گئی۔ بعض مسلمان اور کچھ ہندو باقی رہے جو راجہ سے ڈرتے
تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ اب تمام ملک آشام سوا گھرگانو اور
متھراپوری کے آشامیوں کے تصرف میں تھا اور ان دونوں مقاموں میں بھی آمد و رفت
پادشاہی آدمیوں کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہیں ہوتی تھی۔ یہ باتیں تعجب سے
تھیں۔ اب دس بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور دو بازار بے شمار چھ مہینے تک بغلبہ
خصم اور استیلائے نیم انہار کے اندر نقطہ کی مانند گھر جانے کے پرکار کی طرح لشکرگاہ کے دائرہ
سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اس کو نہ پہنچ سکے اور غلہ اور ہر محتاج کی کوئی چیز
اس تک نہ آسکے۔ آشامیوں نے انقطاع اخبار اور رسد اور راہ میں کوشش کی کہ

درانیوں کا محاصرہ اور تھانوں کا اٹھنا اور رسد

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی ان میں زندہ نہیں ہے۔ انہوں نے مراسم تعزیت بھی ادا کیں اور وارثوں نے متروکات کو بھی آپس میں تقسیم کر لیا۔

راجہ آشام کا بجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور دانا برداری سے بھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اس کو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کر کے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے ملک اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک میں احکام جاری کر دئے کہ سردار و رعایا اس کی اطاعت کریں۔ یہ سپہ سالار نہر دلی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کر کے حشر برپا کیا۔ اور مورچال بنائے۔ دو تین روز میں ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لب دریا مذکور پر تین کروہ لمبی بنالی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہاں منتہی ہوتا تھا کہ نہر مذکور آب دہنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اس پر پیادہ نہیں چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا آشامیوں نے کئی دفعہ راتوں کو دلیر خاں کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ میں دلیر خاں نے ان کو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر انہوں نے شب خون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار چانگ جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ گڑگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچل جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگھ کو اس کے استیصال کا حکم دیا۔ اس نے محاربۂ عظیم کے بعد اس کو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر میں بے دردسر تیر و تبر و شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ چاند زمین میں پاؤں رہتا تھا۔ گھوڑوں کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرے کی آقا سے نہ رہی۔ سب بھول جان سے تھوڑے غوغا پر چونک پڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

بیا تا ہر تن بکشتن دہیم　　جہاندار کو زحمت بشتن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوا تلوار کے نہیں ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سوا تیر و سنان کے نہیں بیجدلی بھوکن نے شب خون مارے ہیں اور ابواب رسد کے بند کرنے میں جوانمردی اور کی مزاحمت کرنے میں کوئی بات نہیں رکھی تو اس نے جانا کہ فرش پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سوا جراحت کے اور کوئی حاصل سوا ندامت کے نہیں ہے اسلئے اپنے فرمان روا کی اجازت سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور ایک وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جس میں مصالحت کی درخواست تھی۔ نواب نے بہورل منصبدار کو بیجدلی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتائیں کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچ ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم تیس لاکھ تولہ سونا نقد پیشکش کرے سوم حرم بادشاہی کی پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار بہ رسم بانٹا دیا کرے چہارم جو ممالک لشکر شاہی کی سپہ سپر ہوئے وہ ممالک محروسہ میں داخل ہوں۔ اور نامروپ اور اس کے اطراف میں کوہستان راجہ سے متعلق ہوں۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎

از پیش صفت تا بلب بام از آن من　　وز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو

بھوکن کے پاس بہورل گیا۔ آدھی رات کو خلوت میں بلایا گیا۔ بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو میں راجہ سے مفارقت کر کے نواب کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔ دو تین دن بعد بہورل کو وہاں سے رخصت کیا۔ وبا کے سبب سے لشکر کمزور ہو گیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

[illegible]

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریائے دلی پر مورچال بنا کر لشکر شاہی

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی
یہاں اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپخانہ اور چند لشکری اور بیوپاریوں کی کشتیاں
اور کچھ ذخیرے مایحتاج معیشت رہ گیا تھا ہر رات کو آشامیوں کی ایک جمع کثیر اطراف شہر میں اور
راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر جو اہل شہر میں ہوکنوں کے
مکانات تھے ان کو جلاتی تھی۔ گویا اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو خراب کرتی تھی۔ میر مرتضیٰ
محافظت میں بدرجۂ کمال کوشش کرتا تھا۔ ۶۔ ذیقعدہ کو فرہاد خاں و سید سالار خاں و قراول خاں بھی
کھرگانو کی حراست کے لئے آ گئے۔ آشامیوں نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ میں مورچے
بنائے۔ فرہاد خاں نے ان کو یہاں سے نکال دیا۔ ایک دن آشامی جانب غربی کھرگانو
میں چند آدمیوں کو مار گئے اور کچھ آدمیوں کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیوں نے بانس
کا ایک حصار بنایا اور اس کی حفاظت میں کوشش کی۔ غرہ ذی حجہ کو سید سالار خاں اور
عبد الرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونوں سرداروں پر آشامیوں
کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ آشامیوں کے حملہ کو پادشاہی
آدمیوں نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ میں آشامی بانس کے حصار کو توڑ کر اور جلا کر کھرگانو کے
آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضیٰ و میر سید محمد اس بات پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا
بجاتے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہیں معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہاں ہے اور کس طرف
تاخت کرکے مدافعت کرنی چاہئے۔ اس اثنا میں آشامیوں نے راجہ کے ایک چھپر میں آگ
لگائی کہ جس کی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ پادشاہی سرداروں نے تھوڑے
آدمیوں سے ان پر حملہ کرکے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو آشامیوں کے تصرف میں
آ گیا تھا اس کو پھر چھین لیا۔ میر مرتضیٰ نے بجائے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع
کیا اور اس پر توپ و ہتھنال و زنبورک چن دیں اور اس کے آگے درختوں کو کاٹ کر میدان
بنا دیا۔ ایک ہفتہ میں قلعہ کے دو میں جو ایک کروہ کے قریب تھا۔ ایک عریضہ میر مرتضیٰ و لوا

کنگرہ وار تیار ہو گئی۔ پہلی لڑائی میں فرہاد خاں کے ہاتھ میں تیر اور زخم لگے تھے۔ اسیر ورد بہت ہو گیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہو کر ہر شام آنکر رات کو قلعہ پر حملے کرتے اور پھر رات رہے ندی کے کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خاں دست شکستہ و بال گردن بنا کے گھر تھے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک نہ اترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا۔ سب سرداروں نے مشابیان بنا کے اپنے پاس رکھ لیں تھیں کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئیں انکو روشن کر کے لڑیں۔ آشامیوں نے گھر گانوں کے قریب انباروں کو جلایا اور غبار باسے لبید سے شالی نکالے جانا شروع کیا میر مرتضیٰ نے کشتی اور خشکی کی بار برداری کا انتظام کر کے بعض انباروں سے شالی کو لیجا کر قلعہ میں داخل کیا۔ اور فرہاد خاں جو سعی کر کے گھر گانوں کے قریب کے انباروں سے شالی نکالکر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اب گھر گانوں کے اطراف آشامیوں نے ایسی جگہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال بنائے اور پے در پے شب خون مارے۔ پانچویں ذی الحجہ کو جاسوسوں نے خبر دی کہ آشامیوں کے نامی پھوکنوں اور سرداروں نے یہ قرار دیا ہے کہ آج کی رات کو قلعہ و شہر گھر گانو کو بادشاہی آدمیوں سے چھین لیجئے۔ چار فوجیں انھوں نے ترتیب دی ہیں۔ ایک فوج سید سالار خاں کا دوسری فوج عبد الرسول خاں کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار کے محافظوں کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضیٰ سے محاربہ کریگی پانچ چھ گھڑی روز رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیوں کا ایک گروہ خرد ولی و نالہ دنکا سے گذرا ہے فرہاد خاں باوجودیکہ اس کے ہاتھ میں بہت درد تھا ان کے مدافعہ و مقابلہ کے لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خاں و جلال خاں و دریا باڑی نے اس کو چلنے سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آن کر آشامیوں کو مار کر بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ناؤ میں بیٹھ کر نالہ دنکا سے باہر گئے اور وہاں ایستادہ ہو رہے۔ رات ہو گئی۔ افواج شاہی حیرت زدہ ہو رہی تھیں نہ دریا سے عبور کرنے کی قدرت تھی اور نہ فارغ البال سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جب سپاہ پیٹھ

ہوشے کی دشمن پیچھے پڑینگے۔ فرہاد خاں نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ پیش دستی میں تمنے خطا کی
ہے اب لیں روی میں شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ میں آجاؤ۔ سید مذکور ایسی دانائی
کر قرار نہ معلوم ہو کہ پانچ چھ گھڑی رات گئے لشکر کو شہر میں لے آیا اور جہاں جہاں سپاہ حفاظت
کرتی تھی وہاں چلی گئی۔ آشامیوں کو جب سپاہ کی مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے
باہر کی اور اطراف قلعہ کی سپاہ پر آپڑے۔ فرہاد خاں نے وسط قلعہ میں کھڑے ہو کر افواج امداد
کے لئے اطراف میں بھیجیں میر سید محمد اپنے آدمیوں کے ساتھ میر مرتضیٰ پاس گیا۔ آدھی رات پر
پانچ گھڑی بجے تک یہ بازار داروگیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام میں ایسا
کارزار نہیں ہوا۔ سید سالار خاں جین تاریکی میں چلا آیا تھا اس نے چند چھپر جلائے
تو ان کی روشنی میں دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہیں تو ان کے پیچھے تاخت کی جانب
شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگھ کے آدمی بھی پہنچے۔ اس نے بھی ایک بڑا چھپر جلایا اس کی
روشنی میں قراول خاں اور اور آدمیوں نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے
جنگ کی اور ان کو شکست دی۔ یہ دونوں ہزیمت خوردہ فوجیں اس طائفہ کے ساتھ
ملحق ہوئیں۔ کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر
یورش عظیم کی۔ میر مرتضیٰ نے سب جگہ مہتابیاں روشن کر کے آشامیوں کے حملوں کو
بر جا دفع کیا۔ آشامیوں نے مایوس ہو کے عبد الرسول پر حملہ کیا چپقلش عظیم ہوئی۔ لشکر
شاہی عاجز ہوا کچھ الٹا پھرا۔ مراد خاں دریا بادی فرہاد خاں کے اشارہ سے عبدالرسول
کی کمک کو گیا۔ آخر کو آشامیوں کو شکست دی۔ آشامی یہاں سے شکست
پا کر اس برج پر پہنچے۔ جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ میں تھا اور اس کی دیوار
بقد آدم اونچی تھی اور کنگرہ نہیں رکھتے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا۔ خندق کو پھلانگ کر
برج مذکور پر پہنچے۔ فرہاد خاں کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف
ہوئے وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا یہاں میر سید محمد آیا۔ غرض آشامیوں

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب پاس متھرا پور گیا اور سارا حال بیان
کیا۔ وہاں سے امراء کے نام ستائش نامے لایا۔ جس سے اپنے کام میں وہ اور زیادہ سرگرم ہوئے
آشامیوں نے آب دلی سے گزر کر نالہ کالا کو جان پر مورچے بنائے جو نہر دلی اور نالہ دھنہ ملک کے
درمیان ہے نالہ تھا۔ دروازہ سنگی کی جانب غربی میں ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کرکلانگ کے
آدمیوں کا تنگ محاصرہ کیا۔ ۲۰ ماہ ذی حجہ کو آشامی تین فوجوں میں تقسیم ہو کر آدھی رات کو
سپہ سالار خاں و عبد الرسول و میر مرتضیٰ کے مقابل آئے۔ اس اثنا میں کالی گھٹائیں
اٹھیں اور موسلا دھار مینہ برسنا شروع ہوا۔ گھٹنے زانو تک پانی میں ڈوب گئے
اہل اسلام کو دقت ہوا۔ نہ گھوڑوں کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتھیاروں کے
استعمال کا یارا تھا۔ دو تو لشکر خاں کھڑے رہے۔ پانچ چھ گھڑی رات باقی تھی کہ
آشامیوں نے مراجعت کی۔ فرہاد خاں کے ہاتھ میں درد زیادہ ہو گیا تھا۔ اس
سبب سے آشامی زیادہ خیرگی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی
میر قربان کی سہ پہر کو خبر آئی کہ آشامیوں نے نالہ دھنہ کا سے عبور کرکے سواد شہر
میں مورچے باندھے ہیں۔ فرہاد خاں و جلال خاں اور کل دریا باری و قاری خاں
و قراول خاں اور آقو ان کی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انھوں نے جا کر آشامیوں
کو بھگا دیا۔ چند آدمی ان میں سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے
بانسوں سے مورچہ بنانا شروع کیا تھا۔ ان میں آگ لگا دی۔ ۱۱ کو رشید خاں کہرکلا تو کی
حفاظت کے لئے مقرر ہوا۔ اس نے نالہ آشامیوں کے پاس مورچہ کو جلا دیا تھا
پھر آن کر اس کو بنانا شروع کیا۔ آشامیوں نے پھر اس کو چھوڑ دیا اور رشید خاں نے
ان کا تعاقب آپ ورنہ کا حملہ کیا۔ آشامیوں کے مورچے بس اپنے عقب ہٹے تھے
کہ ہاتھیوں سے نکل کر آکر آدمیوں نے ان کو گھیرا اور بھگا دیا۔ مراد خاں پاس
خبر آئی کہ آشامیوں نے جانب غربی میں مورچے بنائے ہیں۔ و رشب خون دینے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خان نے انکے مورچل پر حملہ کیا۔ اور بہت آشامیوں کو مقتول اور اسیر
کیا اور انکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیوں سے زیادہ اسیر ہوئے جنمیں بعض
سردار بھی تھے۔ رشید خاں کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیوں کو پھر شب خون مارنے کی جرأت
نہ ہوئی۔ ۱۱۔ ماہ مذکور کو رشید خاں نے سنا کہ نالہ ونڈکا بعض جا پایاب ہے۔ آدمی کے سینہ و گلے سے پانی
اوپر نہیں چڑھتا۔ میر نقشی اور راجہ امیر سنگھ کو قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کالا کوہان کے مورچال
نشینوں کی تنبیہ کے لئے روانہ ہوا جب نالہ ونڈکا کے سرے پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی ہر
جگہ گھوڑا ڈالکر بسلامت پار گئی۔ آشامیوں نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے مگر آب ونڈکا کے عبور کرنے سے
لشکر شاہی کا خوف وہ ان پر چھایا کہ جب اس نے ان پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ لشکر شاہی
مورچل میں داخل ہوا۔ خان خان تعاقب کرتا ہوا پسر بیچولی بھوکن تک پہنچا۔ آشامیوں نے اپنے
سردار کو دست بستہ دوش بدوش نہر دلی کے کنارہ پر پہنچایا اور یہاں سے کشتی
میں سوار کرکے باہر لے گئے۔ لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا میں آشامیوں کو مارا وہ بھاگکر نہر دلی
کے کنارہ پر چلے گئے۔ ایک سو ستر شاہی پکڑے گئے۔ ایک ان میں سردار تھا۔ رشید خاں نے اس
سردار کے پاؤں میں بیڑیاں ڈالیں اور باقی سب کو مار ڈالا۔ نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے
مگر اس نے رشید خاں پاس انکو واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے انکا حال کرے۔

جب راہیں مسدود ہوئیں آشامیوں کی شورش کی خبر مشہور ہوئی اور لشکر کی خبر دل
کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ تھانہ دار کچھوے کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا۔ تو ابن حسین نے ایک
نوارہ مردم جنگی اور آلات جنگی سے پُر کرکے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا۔ کہ کچھوے میں جاکر قلعہ کو جو آشامیوں
نے موضع مذکور میں بنایا ہے مفتوح کرے۔ علی بیگ کچھوے میں پہنچا اور حوالی قلعہ میں منزل کی
آشامیوں نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا۔ نوارہ شاہی بھاری تھا وہ بے اختیار
انکی باڑی میں بودیول کانو اور کچھوے کے درمیان میں بہ آگیا۔ مسعود خاں کچھ نوارہ لے کر اسکی
کمک کو آگیا۔ دونوں نے ملکر آشامیوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی اور چند کشتیاں چھین لیں

علی بیگ اور منور خاں دونوں ابن حسین پاس آ گئے۔ لشکر کے احوال معلوم ہونے سے لکھوگڑھ جب
سے دوا ہزین گھیرا تو دیکھا۔ لکھوگڑھ میں رسد آتی تھی اور اس قدر غلہ جمع تھی کہ تین سال کو کفایت کرتی
تھی۔ نواب ہمیشہ اس نوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب ہوتا تھا۔ آشامی ابن حسین
پاس بیچے وہ غریب یہاں پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ اگر احتیاط و مصلحت کا اقتضا ہو تو سید
نصیر الدین خاں کو کلیا بھیجے اور سید مرزا کو جمدھرہ سے یادگار خاں کو دیول گاؤں سے لکھوگڑھ میں بلا
اور جمعیت اپنی نوارہ کی محافظت میں ساتھی ہو۔ ابن حسین نے پروانہ کے جواب میں عرضداشت
لکھی کہ جمدھرہ اور کلیا بھیجے پٹھانوں کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا۔ میرے پاس
اتنے آدمی ہیں کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہیں اور دیول گاؤں میں یادگار خاں
کے بیٹھنے سے کچھ فائدہ نہیں اس کو لکھوگڑھ میں بلا لوں گا۔ آپ نوارہ کی طرف سے سب
طرح مطمئن رہیں۔ قاصدوں کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجا۔ قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آ کر زمیں قدم بوس ہوئے۔ ابن حسین نے ایک بانس کا قلعہ نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ و بندوق اطراف پر لگائیں۔ آشامیوں کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خاں پاس چند کشتیاں بھیج کر اس کو دیول گاؤں سے اپنے پاس
بلایا۔ نواب نے دیول گاؤں کی رعایا کو جب اس کی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہو گئی اور آشامیوں
کو اس سے مطلع کیا۔ وہ سب ان خاں بہت جلد روانہ ہوا اس کے دو ایک آدمی
بعض قید ہوئے کچھ گم ہو گئے۔ آشامیوں نے ان قیدیوں کو تیر دوز کر کے تاپوں
میں باندھ کر پانی میں چھوڑ دیا کہ وہ لکھوگڑھ میں پہنچ کر اس کے ساتھ آدمیوں میں خوف
پیدا کریں۔ ملاحوں کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہیں وہ کم ہو گئے تھے
لکھوگڑھ کے اطراف خالی پڑے ہیں اس کو میں اور ان کے جب گاؤں کے سردار اور شمال میں
کلیا بر کی جانب قلعے آشامیوں نے بنا رکھے تھے اور سرحل الگا نے کسی طرف سے رسد آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین خود جا کر آشامیوں کے سے ... دور کر دیتے تھے

لکھوگر میں لایا تھا اور بہت سے آشامیوں کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گوا ہٹی سے بیوپاریوں کی کشتیوں میں شالی کر لایا تھا۔ لکھوگر اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولاگر تھا اُسی راہ وہی جگہ میں وہاں کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سرداروں کو مقید کرکے ابن حسین پاس لائی اور اطاعت کی۔ ابن حسین نے سرداروں کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کرکے یہ تجویز کی کہ وہی سولاگر میں بطریق تھانہ داروں کے تری و خشکی کے آنے جانے والوں سے خبردار رہیں اور آشامیوں کو ایذا پہنچاتے رہیں۔ ان آدمیوں نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گوا ہٹی کی راہیں لکھوگر تک کھل گئیں۔ اور بیوپاریوں کو آمد و شد میں کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ محرم کو نصیر الدین خاں کا انتقال ہوا۔ ابن حسین نے اس کے نوکروں کو بحال رکھا اور ایک ماہہ تنخواہ پیشگی بھجوا دی۔ اور شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنوں بعد سید مرزا تھانہ دار جھوہرہ بھی مرگیا ابن حسین نے کشن سنگھ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام کرے۔ غرض ابن حسین نے سب طرح سے انتظام کیا۔ آشامیوں کو گرگانوں کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نوارہ کی مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع میں آئے۔ سب لڑائیوں میں اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیوں کو شکست ہوئی۔ ان کو ہیں ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہاں کے متوطنین کو قتل کیا تو یہاں کے باشندوں کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انہوں نے لتری اور دیکساییں اچھے دو بڑے سرداروں کو جو حوالی لکھوگر میں فساد چاہتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اس نے گروہ آشامیوں کی جنہوں نے لکھوگر کے قریب گرگانوں کی جانب مورچال بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ دیول گانوں پر قبضہ کرنیکے لئے میر یادگار خاں کو بھیجا۔ اور نواب کو ان سب فتوحات کی اطلاع دی۔ ماہ صفر میں نواب گرگانوں میں تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے مسرور ہوا۔

موضع متھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم میں لشکر کی اقامت کی

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اس کے اطراف کے پہاڑوں کی ہوا اور دامن کوہ کا
پانی اور حق خیز تھا۔ اہل آشام اس کو جزیرہ بت یعنی کوہ تپ کہتے تھے۔ جس نے اس کی ہوا
کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم میں مبتلا ہوا۔ اور قلب وجود سے خالی ہوا
مرنے کا حال یہ ہو گیا کہ گورکن کو بانکنی کے سبب کفن کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اوروں کے
نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوتا۔ اس سرزمین میں اس قدر زمین نہ رہی
کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ مردے کو کفن پہناتے۔ مجبور ان کو زمین کے پاس
میں لپیٹ کر آپ گل میں پوشیدہ کرتے اور سکھوں کے جسد کو جوش دیتے ... بنانے والے
کے ساتھ پندرہ سو وارثے تھے جن میں برسات کے بعد ... کی جانب جاتے وقت چار پانچ سو کی
زیادہ ... میری قیاس ... کے تا ... پر آ ... کا ... اثنا میں جو
گھوڑوں میں ... سے لا مرگئے۔ ... ایک شخص سے تحقیق
کرتا تھا کہ دو لاکھ تین ہزار آدمی پیادہ ... کل عمت اثنا میں با
نام چھیں رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب قدر کا حال ... کچھ ذکر ... ہے کہ
... اخبار شاہی منضبط ہوئے تھے جن میں سے پالکی ... شاہیوں کی ...
... سوار ... ہاتھ ... کہ جو ... باشاہی ... کے
... باقی ... لشکر کے آدمی ... ہوں ... ہوں گے ... لے گیا ہے
اس ملک پر ... آدمیوں ... وقت ... سے
... اس لشکر کے ... گئے تھے ... ایک ... ان ... بھی ... کر
آگے ... گوشت ... پانی ... ایک ... ایک ...
ہوا ... [illegible]
[illegible]
[illegible]

ایک سیر نمک تیس روپیہ کا۔ اس بھاؤ سے بھی اجناس جستجو سے ہاتھ آتیں۔ محمود بیگ بخشی پاس کئی گنے تنباکو کے تھے اسنے مفت امراء و غربا میں انکو تقسیم کردیا۔ قیمت لیتا تو بہت روپیہ اسکو ہاتھ آتا۔ ملک منیر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتاد کو کافی ہوتی اسنے اپنی معتاد کم کرکے اوروں کو افیون دیدی جہانگیر نگر میں قحط عظیم تھا وہاں بھی بہت بھوکے آدمی مرگئے۔

جب آب و ہوا کا تعفن قحط غلہ کا بار ہوا تو متھرا پور سے نواب نے دہم محرم سنہ [illegible] کو گھر گانوں جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھویں محرم کو یہاں پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا۔ دلیر خاں تمام رات گاڑیوں کی نگہبانی کرتا رہا۔ آشامیوں نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اسنے انکو پراگندہ کردیا۔ محمد تقی بخشی سے آشامیوں کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ آشامی متھرا پور سے چلے جانے سے اور زیادہ خیرہ ہوئے اکثر راتوں کو قلعہ گھر گانوں کی اطراف پر حملہ آور ہوتے قلعہ کی سمت مغربی کی دلیر خاں اور طرف شرقی کی راجہ سبحان سنگھ جنوب و شرق کے درمیان کی رشید خاں و سید سالار خاں اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خاں و سبحان سنگھ حراست کرتے تھے

آشامیوں نے دلیر خاں سبحان سنگھ پر حملہ کیا مگر شکست پائی۔ دلیر خاں نے نالہ دند کا تک انکا تعاقب کیا اور سب آشامیوں کو مارا۔ ان دنوں میں قحط کی بڑی شدت ہوئی۔ اور متھرا پور کی بیماری کا اثر گھر گانوں میں بھی پھیلا۔ مرض تپ لرزہ اسہال پردق و استسقا کا اور اضافہ ہوا۔ اسنے اپنا طبیعت بڑھنے لگے۔ برنج گندہ سے نمک اور کچے پکے میوے کے سوا کچھ اور غذا پیدا نہ تھی۔ نباتات جن کو نہ دانت چبا سکتے تھے۔ انسان و حیوان سد رمق کرتے تھے۔ بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج باریک کھاتے اور مفلس آدمی ندی نالوں یا دلوں کے کنارہ پر جو درخت تھے ان کے پتے اور گھاس کھاتے۔ نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار میں خاص اسکی لئے کسی کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے بے نوا زیردستوں کا رنج و غنا و محنت و جفا میں شریک و سہیم ہو۔

نواب نے نوروہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی یہاں میر مرتضیٰ

نا۔ جب پھر لکڑی کا پل بناتے۔ میرزا کو ہنسنے تین دفعہ پل بندھوایا ندی نالے کے پانی کے زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جس پر آشامیوں کو تعجب ہوا ان کے راجہ نے کئی دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا۔

حضرت نے کوچ میں جلد کا برسنا کم ہوا۔ راستوں میں پانی کا خشک ہونا شروع ہوا ساہین تحسین کی جھدوہشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گاؤں میں پھر بادشاہی خان آنکہ فتحکن ہوا۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گاؤں میں بھیجا اور بادشاہ کو عرضی لکھ کر اہل بنگالہ کو اپنی سلامتی کے پہنچانے کو کہ دیا کہ ابوالحسن پاس پہنچا دے کہ وہاں کو روانہ کرے۔ مگر بیچ راجہ درنگ کا متھراپور میں انتقال ہوا۔ اس کی ماں بادشاہ کی دولتخواہ تھی اس لئے اس کے دوسرے بیٹے کو بیان کا راج تفویض ہوا۔ ابوالحسن اور صفر کو بار درنگ میں پہنچا۔ وہاں آشامیوں کو آوارہ کرکے آگرہ دہوان حدود میں پھر آیا۔ گہرگاؤں میں بھیجا۔ غازی خاں کو بیساں کا تھانہ دار کیا۔ یہاں چند روز قیام کرکے انتظام کیا۔ کچھ روز روانہ ہوا۔ یہاں سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ بیگم زوجہ کو ابوالحسن لکھ کر بہت غلہ گہرگاؤں میں لایا۔ اس کو دیکھ کر اہل لشکر کی جان میں جان آئی۔ جب برسات گذر گئی تو آشامی پھر اپنے پہاڑوں میں مع زن و فرزند و اموال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولاگوری میں تھا وہ پہاڑ نامروپ میں بھاگ گیا۔ جیدلی پھوکن ذکھا پھوکن نے اپنی شناخت حصار کا استحکام دیوار پر قوی ہو کر صد چال [illegible] دلی میں مخدرات کے [illegible] کی جیدلی پھوکن نے پھر میر مرتضیٰ کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے۔ اور اس ملک سے چلا جائے۔ نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک جیدلی پھوکن حاضر نہ ہوگا صلح نہ ہوگی اس لئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکومت ہی لیکر آئے کہ ملک آشام کا صوبہ دار اعتشام خاں مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا فوجدار رشید خاں۔ ان دونوں پٹھانوں نے ان عہدوں کے قبول کرنے سے

انکار کیا۔ ان کی عرضداشتیں پادشاہ کی خدمت میں بھیجی گئیں۔ ۸۔ ربیع الثانی کو ابوالحسن مامور ہوا کہ میر مرتضیٰ نے جو کھر گانو میں جنگی کشتیاں تیار کی ہیں اُن پر سوار ہو کر ترہسانی جائے اور بیجدلی بھوکن کے مورچال دلئی پر پیچھے سے پلٹے۔ اور قراول خاں اسکا رفیق ہو۔

ابوالحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بیجدلی اور آشامیوں سے محاربۂ عظیم ہوا بالآخر اہل اسلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی اُنہوں نے غلبہ پایا اور ابوالحسن مورچال میں داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال نواب کو معلوم ہوا تو ابوالحسن کو لکھا کہ کل میں بھی نہر دلئی کے مورچل کی تخریب کے لئے متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر تاخت کرنا۔ ۱۲۔ ربیع الثانی سنہ جلوس کو نواب مورچہ مذکور کی طرف گیا۔ آشامی خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال میں کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم و اشفاق ہوئی۔ نواب کو عرض ہوا کہ آشامیوں نے آب دہنگ سے اس پار مورچال بنایا ہے تو ۱۵۔ کو ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونو لشکروں کے درمیان میں تھی آشامی مورچال کو چھوڑ کر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہاں انکا جی چاہا روانہ ہوئے اور ایسے متفرق ہوئے کہ جبتک لشکر شاہی یہاں رہا وہ پھر جمع نہ ہوئے۔ سوانح غریبہ میں سے یہ ہے کہ نواب نہر دہنگ کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہو کر اُترا اور بیہوش ہو گیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش میں آیا تو وہ اپنے خیمہ میں آیا اس منزل میں کئی مقام ہوئے۔ ۲۰۔ ماہ مذکور کو بدلی بھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اس نے راجہ کی بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۰۔ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹوں بھائیوں کے زن و فرزند کو چھوڑ کر نواب کی خدمت میں آیا اور عنایت و التفات کا امیدوار

بہادر نے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوگن اور سردار میرے وساطت سے راجہ سے بگڑ کر معذور گذرت
ہیں آپ ملے تھے اور میں تھوڑا سا لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اسپر
بے شمار التفات کیا۔ شعر۔ گر خرگوش بر ملک را بہ شگفت ❊ سگ آن درویش تواند گرفت
اس کو خلعت و گھوڑا و خنجر مرصع و اسپ چرکسی و زینت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ وہ آشامی جنگلی
آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور گھرگانوں اور نامروپ کے درمیان تربیت قصبات کی ساخت کا انتظام
اس کے سپرد ہوا اور گھرگانوں تک خشکی کی راہ کا اور تمام ان حصص کی [illegible] کا اہتمام اسکے حوالہ ہو
اسنے تین چار روز میں تین چار ہزار جنگلی آشامی اپنے پاس جمع کرلئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ نے اپنے
تمام بھوگنوں سے بدگمان ہوا اور بدل بھوگن پر تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی موافقت مقابلت
میں مسالحت کرتا ہے اسکو مع اولاد و گھر و اناث کے آگ بھینوں میں گھسیکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا
راجہ اور بھوگنوں کے متواتر صلح کے لئے عرض رسائل آتے تھے مگر نواب کو [illegible] ان کی باتوں پر
اعتبار نہ تھا اسلئے [illegible] ان کو قبول نہ کرتا۔ ان مہینوں کی سختی آل کر ملاحوں کے گروہوں کی کمی
ہوئی جہاں سے وہ مضطرب ہوئے ہیں بنگالہ میں بھی قحط ہے ان سے بھی چاول نہیں آسکتے
پندرہ دن تک جو چاول نامروپ میں ضبط ہوئے تھے ان میں سے [illegible] نکالکر ادھر
ہی سے آشامیوں سے چاول نکالکر گذر ہوا ہے۔ بدل بھوگن سے [illegible] میں کچھ
آشامی لشکر اور بھوگن [illegible] تھی [illegible] کو و بیش بیگ [illegible] کے
ساتھ قصبہ مذکور کو روانہ ہوا اور بدل بھوگن نے اپنے جانی [illegible] ہوا [illegible] وہ بیش بیگ کی
خوف و دہشت سے ان کی آشامی بھاگ گئے اور ان کے [illegible] نامروپ جنگل
کے کنارے سے نامروپ کو لشکر کا [illegible] بدل بھوگن [illegible] بیش بیگ سے جا ملا سات توپیں کہ
نامروپ میں [illegible] نواب نے غرض کیا تھا کہ [illegible] جواہرات
[illegible] اور [illegible] حکم کر [illegible] قصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز قصد کا اس
[illegible] کا [illegible] ختم ہونے کو تھا [illegible] قریب تھی [illegible] لشکر کے حال کی مصیبتوں کو

ہوسکتا تھا۔ نواب کا ارادہ ان کو معلوم ہوا کہ نامروپ میں جاکر راجہ کے پکڑنے کا ہے۔ وہاں کشتی
میں آذوقہ و قوت لایمکن ہو نہیں جا سکتی اور خوف یہ ہے کہ جنگل اور درہ نامروپ میں جب
جائیں گے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کر دینگے اور از دیاد امراض اور باد و باران
قحط غلہ سے لشکر میں اس قدر جمعیت نہیں رہی ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ
سے گڑگانوں تک راہ کی ضبط رسد و مدد کے لئے کافی ہو۔ اگر بر تقدیر نامروپ میں داخل بھی ہو جائے
اور راجہ کوہستان میں چلا گیا جہاں سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہاں بارش شروع ہو تو وہ جگہ
اقامت نہ رہے گی مراجعت ہوگی اس لئے انہوں نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھا لیا
منصب داری اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر میں ہوئی کہ
کسی طرح اس ملک سے بچ جائیں۔ خصوصاً اس نامروپ کی سرزمین سے جہاں اول جیٹھ
میں بارش شروع ہوتی ہے۔ بعض لشکر کے سرداروں نے یہ ارادہ کیا کہ آپ ڈھنگ سے
برسات کے وقت نواب سے جدا ہو بیٹھیں۔ جب یہ خبر دلیر خاں نے سنی تو اوس نے
آدمیوں کی دلداری اور... کی اور ان کو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اس کی خبر ہوئی تو
کدورت و ملالت نے اور ... کو بڑھایا۔ ۲۱ شہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی
میں سوار ہوا۔ آشامیوں نے دلیر خاں کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب
کوچ کرکے ... میں آیا جو ولایت آشام کے مضافات میں سے ہے اور یہاں کا
زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحت ہوگئی کہ بالفعل راجہ اپنی بیٹی اور
راجہ ... کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار
شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خاں
کے واسطے بھیجے اور اس کے بعد بارہ مہینے میں تین چار قسطوں میں تین لاکھ تولہ
چاندی اور نوے ہاتھی سرکار شاہی میں روانہ کرے ... ہر سال بیس ہاتھی

پیش کش مقرری دیا کرے۔ پیش کش کے وصول ہونے تک اسکے چار بیٹے جوکن ہوہ، کس ایں
ارکسا۔ پرگسائیں وپیرماترکے بیٹے بطور رہن بندگان پادشاہی کی خدمت میں رہیں۔ سمت اترکول
سرکار دھنک سے جسکی ایک طرف گواہٹی اور دوسری طرف دریاء دلی براری ہے جو حوالی
جدہرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سے ولایت کی رانی ملک ننگ دبیل تی و د
مردیست جو ہرگز مردم پادشاہی کے ضبط میں نہیں آیا پیش کش میں داخل ہوکر ممالک محروسہ
میں شامل ہو۔ ملک کی رانی کوہستان کاروپ کے متصل ہے اور کارو ایک جماعت چنگ نوئی
وحشی سیرت ہے سکتے کا گوشت کھاتی ہے کتنے اکی صورت دیکھکر بھاگتے ہیں اس قوم کا کوہستان
گری باری کے پہاڑ کے متصل ہے۔ جو ممالک محروسہ میں ہے اور ملک مورویہ کی انتہا دیار کھنگ بیش روی
قلعہ گیلی ہے اور ممالک محروسہ اور مملکت سے آشام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دیار
کھنگ اور اتر کول کی جانب دریاء دلی براری مقرر ہوں ولایت دہنگ میں بے شمار
ہاتھی ہوتے ہیں۔ اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ اس سے راجہ بی د نج سنگ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے میں پکڑے تھے اور ولایت راجہ [illegible] مورویہ میں
ہاتھی کچا [illegible] کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ میں بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کچا [illegible] ہاتھیوں کے آنے کی بندگی کھیدہ
موقوف ہوا۔ اور دوکلا راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کاروپ کی [illegible] جو پہاڑوں
اور نامروپ میں محبوس ہے [illegible] پانچگی [illegible] بدل [illegible] کی معرفت
نواب کی خدمت میں آئے گی۔ راجہ کی طرف سے عہد نامہ اور نواب کی طرف سے قول نامہ
لکھا گیا۔ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو [illegible] طلا [illegible] نیل [illegible] چار [illegible] کنوں کے
چار بیٹے لشکر شاہی میں داخل ہوئے [illegible] پیش کش [illegible] کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا میں ہاتھی چھوڑ دئے گئے تھے ان کو پکڑ کر [illegible] پہنچے [illegible] میں کچھ
جگہ [illegible] [illegible] بیٹے کی جگہ بھیجا گیا [illegible] ہونے میں

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادی الثانی سنہ ۵ جلوس مطابق ۱۰۷۳ کو تاوان مصالحت
سب طرح درست ہوگیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان و تابستان و برسات کی مصیبتوں
سے لشکر عاجز ہوگیا تھا اب وہ ناچتا کودتا دن عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا
وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہو گئے۔ راجہ
نے نواب سے التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کر دیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ
جائیں۔ نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے
ساتھ جاتے ہیں ہم ان کو منع نہیں کریں گے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامروپ
اور اس کے نواح میں جہاں تھی کچھ ان میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پاس آ گئی

۲۲۔ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھوگڑھ میں آیا اس
کے امراض میں بہت تخفیف ہوگئی۔ میر مرتضیٰ بھی مع کل آدمیوں اور اسباب و اموال کے
آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اس کی رفاقت میں ساتھ ہو گئے
مگر پیش کش کے باقی ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خاں سے کہا کہ سرزمین درنگ اور دومریہ
وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف میں تھے۔ اور اب ممالک پادشاہی کے ضمیمہ ہوئے
ہیں ان کا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اس لئے یہاں ہاتھیوں
کے انتظار میں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے۔ برسات کے دن عنقریب آ گئے ہیں۔ تم یہاں
ان مطالب کے لئے ٹھہرو۔ اس نے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خاں اپنا آدمی راجہ
پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیجے۔ نواب ۲۴۔ جمادی الثانی کو دلیر خاں کو
لکھوگڑھ میں چھوڑ کر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مرحوم بھوکن ہمراہ لی
نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیش کش میں داخل ہو گئی تھی اور راجہ
اور ملک پادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور پالکی میں سوار ہو کر دامن کوہ کی
راہ سے صحرا و جنگل کی سیر کی۔ کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا۔ [illegible] کی

آشنائی [illegible] نے ... کو ایسا مست کر دیا تھا کہ پانچ پہر ... چلے ... چل کے تھے
تھرکیلی کے نیچے شکار کیا۔ چار ... تک چار پایوں کو ... لگا کے ... آدمیوں کو
... ہاتھی ... سب ... یہاں ... گھوڑے ... چلتے کبھی
کبھی تو ... ہوتا تھا۔ ایک بہت ... ہاتھی ... ایک
سے ... ایک بہت ... ہاتھی ... جس ... کی
... کی ... وقت ... کی ... ذات کی
کی ... سال ... ہو ... سے ... گیا ... کا
... اس کی پیشانی پر ... ہاتھ ... لگایا۔ پھر اس ... سے
ملاقات کی اور ایک ہاتھی ... نے ... کیا۔ ... کا ... کیا کہ وہ
... اس ... حرکت کی طاقت نہیں ... اور ... سے ... حال ... ہی
... ایسا ... سب جگہ ... پڑ گئی۔ ... کے ... کر کے ...
... آیا ... سے ... دیا ... نے ان ... سے ... نام
کی ... چھوٹ کر آئے تھے اور ان ... سے ... سے شکار
کے ساتھ آئے تھے ... کا ... کی ... سے ... ہاتھی
... ... کے ... سے ... کو
... ہزار روپے کی ... ملک ... کی ... سے
ہاتھی ... لایا ... ہاتھیوں کے ... سے ... کو
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کی آزادی اور غسل و کفن اور نجف اشرف اپنے ہڈیوں کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال میں بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض میں کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے۔ لیکن شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خاں کو کوچ بہار کی فتح کے لیے بھیجا اور اس کی فتح کے انتظار میں یہاں قیام کیا۔ اطبا نے نواب کو کہا کہ ضرور ہے کہ آپ جلد یہاں سے اس جگہ تشریف لیجئے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ میں مُردے کی طرح ہوں جہاں چاہو لے جاؤ۔ ۲ شعبان کو دلیر خاں کو بلایا اور کوچ بہار کے لینے کو منع کیا۔ ۔ رمضان ۱۰۷۳ھ کو خضر پور کے قریب وہ اس دنیا سے کوچ کیا خضر پور سے نعش آئی۔ وصیت کے موافق دفن ہوئے۔ [illegible] نواب کے مرنے کی خبر نواب شائستہ خاں امیر الامرا محمد امین خاں کے بیٹے کے پاس پہنچی گئی۔

شہاب الدین طالش نے تاریخ آشام لکھی ہے جس کا نام تاریخ آشام کتاب ہے اسکے مقدمے میں ابتدائی حمد اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالۂ اول میں کوچ بہار کی تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم میں فتح آشام کی شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز و بوم خون آشام سے نجات پانا۔ اس جنگ میں مصنف اول سے آخر تک ملازم عمدۃ الملک میر محمد سعید اردستانی المخاطب بہ وفادار خانخاناں معظم خاں کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے۔ میں نے اس تاریخ اور عالمگیر نامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہیں وہ آپس میں بہت ملتے جلتے ہیں بہت کم اختلاف ہے۔ جہاں نواب لکھا ہے وہاں خانخاناں سمجھنا چاہیے۔

واقعات سال نہم

[illegible] سال نہم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا

[illegible] خانخاناں نے

[illegible] سنہ ہزاری

پنج ہزار دو اسپہ سہ اسپہ کا عنایت ہوا اور اس کے اقطاع منظور پر ایک جاگیر جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص رخصت کیا۔ عید اور جلوس کے جشنوں نے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھایا۔

رمضان المبارک کی عبادت

رمضان کا مہینہ تھا لوئیں چلتی تھیں۔ دن بڑے ہوتے تھے۔ بادشاہ دن کو روزہ رکھتا۔ وقائع پڑھتا۔ تلاوت، کتابت، حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی عدالت و سلطنت کے کاموں کو انجام دیتا شام کو روزہ افطار کرکے مسجد شاہانہ دولت خانہ میں نماز تراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا۔ بعض متبرک راتوں کو ساری رات عبادت ہی میں گذار دیتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن میں مصروف رہا مگر طبیعت میں بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت میں بھی سوا وقت ان کے سارے کام کرتا رہا اور باوجود ایک جمعہ کے اور جمعوں میں باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد میں جاتا اور وہیں پڑھ کر جمعہ کی نماز کو گیا نفس مرض ہوا۔ غرض [illegible] شوال سے دو ذیقعدہ تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی۔

بادشاہ کی علالت

۲۰ ذی الحجہ [illegible] کو جشن قمری ہوا اور عمر کا پچاسواں سال شروع ہوا۔ روشن زمانی بیگم نے جو کہ بی پادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک کیا۔ پادشاہ نے صدر آرائی شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے صلہ میں دو لاکھ بیس ہزار اشرفیاں انعام دیں [illegible] سنگ [illegible] کو خلعت خاص عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاول کو جشن شمسی ہوا۔ پچاسواں سال شمسی شروع ہوا۔ ۲ جمادی الاول کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے بادشاہ نے دارالخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ [illegible] جب لاہور کے قریب آیا۔ ۲ شعبان کو شہر و قلعہ میں داخل ہوا کشمیر کی راہوں کے صاف کرنے کے لئے میر منزل کو

مع بہلیداروں کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رتل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیشکش مقرری بھیجتا تھا جب وہ مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے ستر سال کو اسکا جانشین کیا۔ رتل کا بھائی راے سنگہ تھا اسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہوا اور میں نہ ہوں۔ اسنے ستر سال سے مخالفت کی اور پانچ چھ ہزار سوار اور پیادے جمع کرلئے۔ گوردہن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا جمعداری اور مدار المہام ریاست تھا۔ ستر سال اور اسکی ماں اور خواص نوکروں و پیشکاروں کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور قطب الدین خاں حاکم جوناگڈہ کے آدمیوں کو جو اس ولایت میں زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے سب جگہ سے اٹھا دیا اور بادشاہی آدمیوں کو دار الضرب اور بندر مروا رید سے جو اس ولایت کے عمال میں سے ہے معزول کردیا۔ کچھ دنوں بعد ستر سال نے قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خاں پاس وہ آیا اور راے سنگہ کے جور و بیداد کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خاں کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلادے۔ خاں مذکور حکم کے آتے ہی آٹھ ہزار سواروں کے قریب لے جاکر جمادی الاولی کے اوائل میں جوناگڈہ سے راے سنگہ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ راے سنگہ بھی جام سے چار کروہ پر اپنا سامان درست کرکے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اس کا یار تھا سات ہزار راجپوت سوار اس کی کومک کے لئے روانہ کئے۔ لڑائی شروع ہوئی راے سنگہ پاس توپخانہ زبردست تھا اس لئے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا۔ خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک نزدیک آن پہنچی ہے۔ جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جائیگی۔ اس لئے کمک پہنچنے سے پہلے ۱۵۔ رجب کو قطب الدین خاں نے اس پر چاروں طرف سے حملہ کیا۔ راے سنگہ خوب

اہپوت اسکے ساتھ تھے چھتا ناموس کے وقت اور جوش حمیت کے ہنگام میں [illegible]

سکے ہر آپ کو [illegible] خوشگوار جانتے ہیں۔ اور سربازی کو سرمایہ مباہات اتنا سمجھتے ہیں [illegible]

[illegible] اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے [illegible] اپنے بھائی [illegible] کے

ساتھ رخصت کیا [illegible] ایک بیٹے [illegible]

[illegible] اہپوت [illegible] ہو گئے

باقی بھاگ گئے پادشاہ [illegible] ایک [illegible] آدمی [illegible] قطب [illegible]

نے ان مجبوروں کے [illegible] پہنچ گیا [illegible]

روانہ کیا اور لشکریوں [illegible] فتح کیا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تھا۔ علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے۔ انکو بادشاہ نے خواجہ پھول (پھول) کے ساتھ گوالیار بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مرادبخش سے قصاص لیا جائے جب یہ گوالیار میں آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادے نے کہا کہ حضرت خلد منزلت اپنے عہود کا لحاظ و معہود کی وفا کا پاس نظر میں رکھتے اور میرے خون سے درگذرتے تو کوئی انکی دولت سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا اگر خواہ مخواہ توجہ اشرف اس طرف ہے کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھیں تو اس قسم کے کم پایہ آدمیوں کا مواجہ کیا ضرورت رکھتا ہے جو کچھ دل میں ہو وہ کرو۔ آخر روز چہارشنبہ ۲۱۔ ربیع الاول سنہ ۱۰۷۲ھ کو دو نفر چیلوں نے جا کر تلوار کے دو زخموں سے اس شہزادہ کو تنگنائے زنداں سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار میں سپرد کیا۔

خافی خاں لکھتا ہے کہ اگرچہ مولف عالمگیر نامہ نے بادشاہ کی مرضی کے موافق محمد مرادبخش کے مارے جانے کا حال قلم انداز کیا۔ لیکن میرے والد مرحوم مرادبخش کے معتمد روشناس نوکروں میں تھے۔ اس روز تک کہ اس خدمت سے فراغ ہوا۔ وہ پائے قلعہ میں بیٹھے تھے اور اس منصوبہ میں رہتے تھے کہ کمند لگا کے اپنے آقا کو باہر لیجاویں عالمگیر کی نوکری انہوں نے نہیں کی ان کی اور ثقہ آدمیوں کی زبانی جو میں نے سنا اور دفتر سے تحقیق کیا اس کو لکھتا ہوں۔ محمد مرادبخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی جب گوالیار میں شہزادہ گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو بادشاہ نے اس کو قلعہ میں شہزادہ کے ہمراہ بھیجدیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اس کا ان مغلوں کے طعام پختہ میں خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مثل وارد ہوتے تھے ان مغلوں نے اپنی تدبیروں سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوس بند بلا کو وقت کے اشارہ اور مکان معین کی خبر دی۔۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو پھر ہم تم ملینگے اور نہیں تم کو خدا کو سونپا۔ سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی۔۔۔۔

اس گریہ سے مسلمانوں اور حوالی کے نگہبانوں کو خبر ہوئی۔ مہتابی و مشعل روشن کی اور کمند کی جستجو میں مشغول ہوئے اور اسکو پیدا کیا۔ جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسنے اس بدی سلطنت کی نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا ہوا خواہوں کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کے باپ کو محمد مراد بخش نے مار ڈالا تھا (جیسا کہ پہلے ہو چکا ہے) باپ کے خون کے دعوے کیلئے کھڑا کیا۔ بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا۔ دوسرے بیٹے نے پادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور عدالت میں باپ کے خون کا ثبوت ہوا۔ آخر کو منصب بلند پادشاہی ہوا۔ حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے۔ قاضی کے اس شرع کے موافق خون ثابت ہوا۔ اور ۲۱ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت میں قاضی محمد مراد بخش پاس جائے اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے۔ چنانچہ اس کی تاریخ یہ ہوئی (داے وائے بر بہادہ گشتند) جس پسر کلاں نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا پادشاہ نے اس پر بہت عنایت کی۔

واقعات سال ششم ۱۰۷۳ھ

پادشاہ ۵ رمضان ۱۰۷۳ھ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا۔ غرہ شوال کو جلوس سال ششم کا جشن کیا کشمیر کی تعریف بہت لکھی جا چکی ہے۔ مگر اس کی راہ کی تعریف میں یہ شعر قدسی کا ہے ؎ بہ کشمیر اعتقاد درست است + وے ایمان برا ہش سخت سست است

دوسرا شعر محمد قلی کا ہے ؎ درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کسی او را برد از راہ

لطف سے خالی نہیں۔ پھر ذی قعدہ کو پادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر میں آیا۔

قبائل افغان نیازی میں ایک قوم سنبل ہے جو دریا نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے۔ پچھلے زمانہ میں وہ دو سکرش تھی۔ ان کی سرکشی کا نام بہت مشہور تھا۔ لکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شر و فساد مچاتی تھی۔ پادشاہ کے حکم سے ان مفسدوں کے احکام نے اس کو دبا دیا۔ اور نکالدیا تھا۔ اسی زمانہ میں انہوں نے پھر سر اٹھایا تھا۔ دریا نیلاب سے اتر کر انہوں نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا۔ اور تھانہ دار کو مار ڈالا۔ پادشاہ نے غصہ ہو کر خدا داد خان میر آتش کو

روانگی بجانب کشمیر

سرکشی افغانان نیازی

انکی تنبیہ کے لئے بھیجا۔ وہ توپخانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا۔ یہ قوم اس سے لڑ نہیں سکی اسلئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مواشی و مال کو لیکر دریا سے پار اتر گئی کچھ آدمی اسکے مارے گئے اسکا قصہ پاک ہوا۔ دو لاکھ روپئے نقد و جنس کی قیمت کا فوج شاہی کے ہاتھ آئی۔ فدائی خاں نے یہاں سب طرح کا بندوبست کیا۔ اور خنجر خاں کو یہاں بادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا۔

وزارت فاضل خاں

کشمیر میں راجہ رگھناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا۔ اس کے روزنامچہ حیات کو عارضہ نے دفتر ہستی سے نکال لیا۔ وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خاں میر سامان کو عنایت ہوا۔ اٹھاسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق و محتاجوں کو ہر سال اس طرح عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول میں بارہ بارہ ہزار روپیہ رجب میں دس ہزار روپیہ شعبان میں پندرہ ہزار روپیہ رمضان میں بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینوں میں کوئی خیرات مقرر نہیں تھی۔ ان دنوں میں پادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ مہینوں میں جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینوں میں ہر مہینے میں دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے۔ غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ اٹھاون ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے۔ ۱۷۔ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا۔ عمر کا سینتالیسواں سال شروع ہوا۔ فاضل خاں وزیر اعظم نے ۱۷۔ ذیقعدہ کو انتقال کیا۔ اس کی عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اس کو ۱۱۔ ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا۔ وہ فضیلت اور جامعیت علوم و معاملہ فہمی اور راست بازی میں یگانہ روزگار تھا وہ علم تنجیم میں بہرہ تام رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی میں لکھکر وہ دیتا تھا۔ وہ کم خطا ہوتے تھے۔ پادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ میں چالیس برس دکن کی مہم میں پہنچا وہ سب پہلے لکھکر پادشاہ کو دے گیا تھا۔ پادشاہ کو اس کے مرنے کا بڑا افسوس ہوا۔ لاہور میں اسنے اپنا مقبرہ بنایا تھا اس میں دفن ہوا۔ ۱۳۔ تیر کو عید گلابی تھی۔ پادشاہ وزیر کے الم سے ایسا متاثر تھا کہ اس کے بعض مراسم کو ملتوی کردیا اسی روز ایوان سے فاضل خاں کا

برادر زادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عید الفطر کو ڈل پر وفور روشنی ہوتا
پادشاہ کشمیر سے ویرناگ گیا۔ موضع پانپور میں زعفران زار دیکھا۔ مختصر کو پادشاہ کشمیر کی سیر کرکے
لاہور میں آگیا۔ کشمیر کے سفر میں غاروں میں بہت آدمی گرے اور گر کر تلف ہوئے۔ اور غاروں کی
کی سواری پہ مصر ہوا تو پادشاہ نے فرمایا۔ کہ جو ان کی امر ضروری ہے کہ اس سرزمین میں سیر وشکار
کے لئے پادشاہوں کا آنا رسم صاحب کے خلاف ہے۔ جشن وزن شمسی آغاز سال پنجاہ وششم ہوا اور شاہ
عباس والی ایران کے نامہ کا جواب تربیت خاں کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات
ہمراہ کی۔ پھر پادشاہ لاہور سے شاہجہاں آباد میں آیا۔ صوبہ گجرات کے وقائع میں سے پادشاہ
نے یہ سنا کہ اس نواح میں ایک مجہول النسب مفسد احمق نے اپنا نام داراشکوہ رکھا اور ایک
جماعت اوباش طلب فتنہ جو اوباش بے آبرو اس پاس جمع ہو گئی اور گجرات کے کولیوں
کے گروہ میں سے جو ہمیشہ سرداروں سے لڑتا بھڑتا رہتا ہے اس کو دستاویز فتنہ بنایا شورش
افزائی کی۔ یہاں کے صوبہ دار مہابت خاں نے ان مفسدوں کو دفع کیا۔ کولیوں کی خوب
گوشمالی کی اور مصنوعی داراشکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

سیوا جی کا دوبارہ فساد

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیوں میں سیوا جی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے
معاملات سے بے خبر ہوا۔ لیکن [illegible] میں کلیان و بھیونڈی پادشاہی قبضہ میں آگئے
تو سیوا جی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ پادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اب اُس نے ایک
بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادوں کا سردار مورو پنت کو اور سواروں کا سردار نیتا جی پالکر
کو بنایا۔ برسات میں مورو پنت نے جنیر کے شمال میں کئی قلعوں پر قبضہ کرلیا اگر
ان کا مفصل حال نہیں معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہیں صاف ہو گئیں تو
نیتا جی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی۔ سیوا جی نے اس کو حکم
دیا کہ وہ تاخت کرے اور قصبوں و شہروں سے معاوضہ لے۔ اس
نے اس حکمت سے زیادہ بڑھ کر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

اور اِدھر اُدھر جا کر پونہ میں آرام سے جا بیٹھا۔

عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یوں لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُس نے اپنے ماموں امیر الامرا شائستہ خاں صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے۔ شائستہ خاں پادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہزادہ احمد نگر اور پیرگام سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا ۱۰۷۰ھ سنہ میں اس نے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور خود چاڈورا سے ولیں کو سند کھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام میں مقیم ہوا کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خاں کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا سنگرھ میں چلا گیا شائستہ خاں نے پونہ پر قبضہ کیا اور پھر چوگھاٹ اور موضع سیواپور پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعوں کی تسخیر کے لئے بھی سپاہیں روانہ کیں اس کے اور جنیر کے درمیان چاکن واقع تھا جس سے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہاں فرنگاجی نرسلا نام ایک سے قلعہ دار تھا اُس نے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی۔ دو مہینے تک اس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا چھپنواں دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اڑایا جس سے قلعہ کی دیوار میں ایک بڑا رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اس سے مرے۔ لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرتے گیا اسکے آگے ایک پشتہ لگی تھا۔ وہاں حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب سے لشکر شاہی آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت و خون کے فرنگاجی نرسلا نے قلعہ امیر الامرا کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خاں نے اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھ کر پادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اس سے کہا مگر اس نے اس کے قبول کرنے سے اپنے نام کو بٹا نہیں لگایا۔ امیر الامرا نے اس کو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی سے آن ملا جس نے اس کو بہت انعام دیا۔

لشکر شاہی میں سے چاکن کے محاصرہ میں نو سو آدمی زخمی و کشتہ ہوئے جن سے

شائستہ خاں کو تحقیق ہو گیا کہ قلعوں کا فتح کرنا آسان نہیں ہے۔ عالمگیر ان قلعوں کی فتح کو بڑی بات نہیں سمجھتا تھا اور مرہٹوں کو ذلیل حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودھ پور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لیے مقرر کیا تھا مگر وہ چونا ں حال میں بڑی فوج کے ساتھ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتا جی پالکر دوبارہ احمد نگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت کے لیے بھیجا گیا اس نے مخالفوں کے کچھ آدمی مارے اور نیتا جی خود زخمی ہوا مگر رستم زماں سپہ سالار بیجا پور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خاں کا باپ امیر الامرا کی خدمت میں تھا اور اس کی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے کہ امیر الامرا نے ان قلعوں اور معمور آبادیوں پر لشکر کشی کی جو سیوا جی کے قبضہ میں آئے تھے اور ان میں سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کیے اس کے بعد قصبہ پونا میں گیا اور اس حویلی میں اترا جو سیوا جی کی بنائی ہوئی تھی۔ سیوا جی کے پکڑنے کے لیے جا بجا فوجیں مقرر کیں اور ان دنوں میں ایسا بند و بست کیا کہ کوئی شخص خاص کر مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر میں نہیں داخل ہو سکتا اور مرہٹہ سپاہیوں کو نوکر نہ رکھا جاتا تھا۔ سیوا جی ایسا مغلوب ہو رہا تھا کہ دشوار گذار پہاڑوں میں ہر ہفتہ جا بسر کرتا تھا۔ ایک دن مرہٹوں کی ایک جماعت جو پیادہ فوج میں نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹوں کی دستک لی جو ایک فرضی دولہا کی برات کے ہمراہ جانے اور ایک لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول نقارے بجاتے ہوئے اول شب میں شہر میں لائے اس دن آخر روز میں پیشتر ایک تھانہ میں غنیم کے آدمیوں میں سے ایک جماعت دستگیر ہوئی تھی کو پکڑے ہوئے اور انکے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے سر اور ایک دوسری جماعت رسیوں کے سرے کو پکڑے ہوئے اور گالیاں دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے گذار کر شہر میں داخل کی۔ سب اس محلہ اور مکان میں جو انہوں نے اپنے جمع ہونے کے لیے

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئے۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچی خانہ کیطرف
سے آئی جو محل سرا کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین ایک چھوٹا دریچہ
تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا۔ روزوں کے دن تھے سحری
کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔ باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے
جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر
خواب پر لیٹا تھا اُسکو ایسا سُلایا کہ پھر نہ جاگا۔ کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر
محل کی طرف مشغول ہوئے۔ کدالک کی صدا نے اور کشتوں کی خرخش نے ایک مریض کو بیدار
کیا جس کا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب میں تھا۔ وہ دوڑا ہوا امیر الامرا پاس گیا
اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامرا نے ازروئے اعتراض کہا کہ سحری پکانے
اور دیگدانوں کے درست کرنے کے لئے باورچی اُٹھے ہونگے یہ غل ان کا ہوگا کہ
سہیلیاں پے ہم دریچہ کے پھوٹنے کی خبر لائیں۔ امیر الامرا سراسیمہ وار تیر و کمان
و برچھی ہاتھ میں لیکر رخت خواب سے اُٹھا اس ضمن میں چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا
حوض بیچ میں حائل تھا۔ امیر الامرا نے ایک مرہٹے کے تیر مارا۔ اس نے آن کر امیر الامرا
کے تلوار لگائی۔ کہ دایاں انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض میں تیر کر آئے۔ ایک کو امیر الامرا
نے برچھی سے مارا اس آشوب میں لونڈیاں شائستہ خاں کو ہاتھوں ہاتھ اُٹھا کر محفوظ جگہ
میں لے گئیں۔ مرہٹوں کی جماعت چوکی خانہ پر غافل گئی اور جو خفتہ و بیدار اُن کو ملا
اس کو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہیں اور چند نفر اپنے نقار خانہ میں
بھیجکر امیر الامرا کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائیں۔ نقار خانہ کی آواز
ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہیں سنتا تھا۔ انہوں نے دار و گیر کی آواز زیادہ
بلند کی اور دروازوں کو بند کر دیا۔ اس حالت میں ابو الفتح خاں پسر شائستہ خاں ایک
نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیوں کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامرا کے محل کے

پیچھے ایک عمدہ جامہ وار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سنکر اور باہر زینہ کا رستہ بند دیکھکر رسیوں میں اپنے تئیں لٹکایا۔ اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیرالامراء سے عمر و اعضا میں مشابہت رکھتا تھا مخالفوں نے اسکو امیرالامراء سمجھکر اسکا سر کاٹ لیا۔ اور امیرالامراء کی حرم میں سے ایک کو بالکل مار ڈالا دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و اسباب کے تاراج میں نہیں مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے پھر صبح کو راجہ جسونت سنگھ کہ عمدہ کومکی تھا۔ امیرالامراء پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا۔ تو امیرالامراء نے یہ کہا کہ میں نے تو یہ جانا تھا کہ مہاراجہ کار و بار شاہی میں کام آگئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیرالامراء کو صوبہ داری دکن سے بنگالہ کو بدل دیا اور شاہزادہ محمد معظم کو اس کی جگہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگھ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔

سیواجی اور امیرالامراء کے معاملہ جس طرح مرہٹے بیان کرتے ہیں۔

کرنیل ڈف اس واقعہ کو مرہٹوں کی کتابوں سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سیواجی نے امیرالامراء کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر میں داخل ہونے کی تدبیر کریں۔ جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کر لیا تو وہ سنگڈھ سے سرشام اپریل کے مہینے میں بہت سا لشکر لیکر چلا اور سپاہ کی ٹولیاں بنا کر پونہ کی راہوں میں بٹھا گیا یسی جی کنگ۔ تاناجی۔ بولوس رائے۔ اور پچیس دولی پیادے شہر میں داخل ہوئے خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اس کو جاسوسوں نے گانٹھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بنا کے برات کے ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیوں کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ کھلا شہر تھا اس کے گرد فصیل نہ تھی۔ سیواجی اپنے ہمراہیوں کے جاسوسوں کی تدبیر سے شہر میں برات کے اندر داخل ہو گیا اور چپ چاپ ہو گئی تو سیواجی اپنے ہمراہیوں کو لے کر جو خاں کے محل کے سب حال سے واقف تھے باورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہاں ایک کھڑکی کو کچا تیغا لگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ دار عورتیں بیدار ہوئیں اور انہوں نے جا کر امیرالامراء کو جگایا خان باہر چلنے کیلئے ایک کھڑکی سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اس کے لگی۔ جس سے ایک انگلی اڑ گئی۔ وہ تو

تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابوالفتح خاں اور اکثر پہرہ کے سپاہی مارے گئے سیواجی اور اس کے آدمیوں نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیوں کو لیکر سنگڑھ کی راہ لی۔ جب وہ تین چار میل پہنچے تو انہوں نے مشعلیں روشن کیں جو پہلے سے تیار تھیں تاکہ مخالف انکی تعداد کی کثرت کے وہم میں آجائے اور جانے کہ وہ لڑنیکو تیار ہیں اسطرح اپنے تئیں لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ میں داخل ہوئے۔

اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہیں کسی اور معرکہ کو بیان نہیں کرتے سیواجی کا سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۰۷۳ھ کا ہے۔

دوسرے روز صبح کو بادشاہ کے سواروں کا دستہ سنگڑھ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلواریں چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکو نیتاجی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سواروں نے مرہٹوں کے سواروں سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم ۱۰۷۴ھ

دستور کے موافق ساتویں سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ جشن وزن قمری ۱۲۔ ذی قعدہ کو ہوا۔ عمر کا اڑتالیسواں سال شروع ہوا۔

سنہ ۷ جلوس میں بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب میں بادشاہ نے مصطفٰے خاں کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑہ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا پاس روانہ کئے۔ محمد قلی خاں والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بناکے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان ممدوح کو نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔

سیواجی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا کچھ اپنے ارادوں کی جھوٹی خبریں اڑایا کرتا تھا اس نے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور جنیر کے پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ بسائین اور چول میں پرتگیزوں سے لڑنے یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اس کا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ میں ہندوستان کے دولتمند شہروں میں سے ایک تھا۔ بانی برجی نائک ایک بڑا جاسوس

اس کا نوکر تھا وہ سورت میں تاک لگا رہا تھا اور سامان غارتگری تیار کر رہا تھا۔ سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ میں ناسک میں سندر کی جاترا کو جاتا ہوں لوگوں نے اسکو سچ جانا مگر اُسنے چار ہزار سوار لیکر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن میں اسکو بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ راے گڑھ میں لیگیا۔ جو آیندہ اسکی دار الحکومت بنا سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی۔ اگر ڈچ اور انگریز اسکی مزاحمت نہ کرتے اور ان کی کوٹھیوں کا مال اس کو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزوں نے اپنا ہی مال نہیں بچایا بلکہ اہل شہر کے مال کے بھی بہت حفاظت کی۔ جس کا صلہ اورنگ زیب نے یہ دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔

شاہجی کی ساہو جی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی میں اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اس پر قلعہ ارنی اور پورٹ نووو اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اس نے مفتوح ملک کو اس پاس رہنے دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کُل کھیلا۔ راے گڑھ میں اپنی ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ جمایا۔

سیواجی بالکل برسات کے شروع میں دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہوکر آیا سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازوں کے گرفتار کرنے میں کامیاب ہوا۔ پادشاہی جہاز جو مکہ کو جاتے تھے ان کو گرفتار کر لیا اور وہ دولتمند حاجی جو ان میں بیٹھے تھے گرفتار کر لئے عالمگیر نامہ میں لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریاے شور کے نزدیک تھی اور چند بندر اس کے تصرف میں تھے اہل ملیبار کی طرح اس نے دزدی و رہزنی شروع کی کشتی نشینوں کو لوٹنا مارتا جب اس کے بندر میں کسی کشتی پر دریا میں نفوذ آ جاتا تو اس کو وہ پکڑ لیتا۔ ان دنوں میں ایک بڑا جہاز جس میں موافق تجار بڑا مال اسباب لئے آتے تھے وہ طوفان میں آیا تو سیواجی نے اس پر قبضہ کیا اور تمام اس کے غریبوں کا مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکوں کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا

اور ان کو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہوں نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و بضاعت منگا کر اس کو نہ دیا ان کو شکنجۂ تعب میں گرفتار رکھا۔ سیواجی نے اگست کے مہینے میں خود جا کر احمد نگر کی پیٹھ کو لوٹا اور حوالی اورنگ آباد تک لوٹتا چلا گیا جب وہ اس طرف غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے جو چار ہیں دو بڑے سپہ سالاروں کے ماتحت تھی ضلع کو توڑ کر ملک کوکن کان کی فتح میں سخت کوشش کی اور کئی مقاموں کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزوں کے نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہ لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہو جاتا تھا اس نے ان دونوں سپہ سالاروں کو لڑ کر شکست دی اور ان کے بہت آدمیوں کو مارا۔ سیواجی سنگڑھ میں اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے۔ جنیر کی طرف اس لشکر کا بڑا زور تھا۔ مگر اس نے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آوری نہیں کریگا تو اس نے اپنے کچھ سواروں کو دریا کرشنا کے جنوب میں ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔ اس نے ایسی تیاری کی جس سے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اور اس کی شہرت ہوئی تو اس نے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالون سے جہاز میں سوار ہوا اور گوا سے ۱۳۰ میل پر دولتمند شہر بارسی لور میں اترا اور گوکرن میں چار ہزار آدمیوں کے ساتھ جہاز میں سوار ہو کر آگیا۔ اب تحقیق ہو گیا تھا کہ وہ اپنی دارالحکومت میں نہیں ہے۔ اس نے بیڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمسایہ میں ایک مندر میں پوجا کرنے گیا اس نے اپنی سپاہ کو فوجوں میں تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہروں سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ مار کرکے وہ الٹا رائے گڈھ کو چلا آیا۔

اس سفر میں ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز ساحل سے دور ہو گیا اور شمال مغربی ہوا نے اس کو بہت دنوں تک مراجعت نہ کرنے دی اس سے اس کو یہ وہم ہوا کہ سمندر میں ہندوؤں کو سوار ہونا مذہباً منع ہے اس لئے یہ آفت اس پر بھوانی کی کردہ ہے

آئی ہے اس لئے پھر وہ جہاز میں نہیں سوار ہوا۔

پادشاہ کی طرف سے مہاراجہ جسونت سنگھ سیواجی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا اُسنے اسکی ولایت میں جاکر بعض قلعوں کے محاصرہ میں قیام کیا اور ولایت کی تخریب اور قلعوں کی تسخیر میں اُس نے بہت کوشش کی مگر اس کا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو پادشاہ چاہتا تھا اور سیواجی کا کوئی بڑا قلعہ اُس نے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور امتداد ہوا۔ اس لئے پادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جے سنگھ کو چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ سیواجی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیر خاں کو جو اپنی تیول میں تھا لکھا کہ راجہ سے ملے۔ انگریزی مورخ اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ عالمگیر سیواجی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا دبلی چوہے سے کان کترواتی ہے) جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگی تو اس کو اپنی عادت کے موافق افسروں پر شبہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہیں سکتا تھا۔ سلطنت کو غصب کیا تھا باپ زندہ تھا اس لئے اُس نے اپنی سپاہ کثیر دو سپہ سالاروں کو روانہ کیا جن میں سے ایک راجپوت راجہ جے سنگھ اور دوسرا افغان دلیر خاں تھے یہ دونوں پہلے دارا شکوہ کے طرفدار ہوکر اورنگزیب سے لڑ چکے تھے اس لئے وہ انکا پورا اعتبار نہیں کرتا تھا اس لئے ان دونوں کو بہت دور دکن میں بھیجا۔ جہاں پادشاہ کے جاننے والے بہت اور ان دونوں کے واقف کار کم تھے۔ یوں دلیر خاں کی قوم کے افغان پادشاہ کے بہت ملازم تھے اس کے بھگانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہوگیا۔ اس بیان کی صداقت پر مسلمانوں کی تاریخیں شہادت نہیں دیتیں۔

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ھ

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۱۱۔ شوال کو وزن قمری ہوا۔ اور عمر کا انچاسواں سال شروع ہوا۔

۱۹۔ ربیع الثانی۔ سال گزشتہ کو سیواجی کے فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جے سنگھ

سیواجی کے استیصال کے لئے راجہ جے سنگھ کا تقرر

مقرر ہوا تھا وہ ۔ ۴ شعبان سال گزشتہ کو اورنگ آباد میں شاہزادہ محمد معظم کی خدمت میں آیا اور
شاہزادہ سے رخصت ہو کر ۲۵ کو پونہ میں گیا۔ جہاں مہاراجہ جسونت سنگھ مقیم تھا وہ پادشاہ
کے حکم سے پادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ راجہ جے سنگھ نے یہاں ٹھہر کر افغانوں کا یہ انتظام
کیا کہ قطب الدین خاں کو سات ہزار سواروں کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہاں دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ
لوہ گڈھ کے روبرو تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہاں مقرر کرے اور قلعہ اورگ کے روبرو ایک
اور تھانہ مقرر کرے اور وہاں خالصہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
ان حدود میں سوار ہو کر خبرداری اور ہوشیاری کرے اول راجہ نے قلعہ پورندہر اور
رودرمال (رودرمحل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ رمضان کو وہ ساسور کی طرف گیا جس کے قریب
دونو قلعے پہاڑ پہ تھے موضع پول میں تھانہ قائم کیا اور راجا اوہنت رائے کو تین سو
سواروں اور تین سو بندوقچی پیادوں کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کمکیوں کو جابجا ملک کی تاخت و قلعوں کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پورندہر رودرمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خاں کو مقدمۃ الجیش کیا
دشمن کی سپاہ اطراف سے جہاں نمودار ہوتی وہاں دلیر خاں لڑتا ہوا آگے
جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز اور ستیز یا فرار کرتے وہ ان کے بہت آدمیوں کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعوں سے
ایسے فاصلہ پر آیا کہ وہاں سے گولہ قلعہ میں پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعوں کے محاصرہ میں مشغول
ہوا دونوں قلعوں کے قلعہ نشین محصور ہو کر قلعہ داری کی شرط بجا لاتے اور توپ اور بان اور
آتشبازی خوب چلاتے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کرکے
کرگاؤ قلعہ میں پہنچے اور دونوں پہاڑوں کے نیچے کی باڑی میں آگ لگا دی اور تاخت و
تاراج کیا۔ دشمن بھی قلعہ سے نکل کر مورچالوں پر حملہ کرتے تھے اور گولے اور پتھر توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے میں کوتاہی نہیں کی۔ راجہ جے سنگھ بھی مع اپنے بیٹے کیسر سنگھ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے در پے یورشیں کیں اور اطراف کو تاخت و تاراج کیا۔ اگر انکی تفصیل کیجائے تو تطویل ہو۔ محصوروں پر عرصہ تنگ ہوا۔ لشکر شاہی باوجودیکہ اس پر سامنے سے توپ تفنگ مارتے اور آتشبازی حقے اس پر پڑتے تھے۔ مگر وہ اپنے مورچالوں کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا۔ جب ایک طرف کا برج باروت سے اڑا دیا تو بنائے کوہ قلعہ نشینوں میں تزلزل پیدا ہوا۔ قلعہ کشا بہادروں نے حملہ کیا۔ اور کوہ کے اوپر چڑھ آئے محصوروں نے جان کی امان کا پیام دیا۔ راجہ نے ان سے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہیں پہنچایا جائیگا۔ دونوں قلعوں کے قلعہ دار دلیر خاں سے ملاقی ہوئے اسنے انکو خلعت دیا۔ دلیر خاں نے دونوں قلعہ دار راجہ پاس بھیجے۔ راجہ نے ان سے ہتھیار لیکر رخصت کیا۔ اور قلعوں کو پادشاہی تصرف میں کر لیا۔ اس تردد اور یورش میں اسی سوار اور ایک جماعت پیادوں اور عملہ قلعہ گیری کی کام میں آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خاں کا بیان ہے۔ عالمگیر نامہ میں ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے فقط رودرمال کا قبضہ میں آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہیں ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب اپنی تاریخ مرہٹہ میں لکھتے ہیں کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام ستر سو فیٹ بلند نیچے کے سطح سے تھا اس پر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پائیں جو پہاڑ کی چوٹی سے تین سو سے چار سو فیٹ تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ میں باجی پربھو دیش پانڈے حوالدار تھا۔ اور ماولی قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا۔ مگر دلیر خاں نے ایک برج اڑا کر قلعہ پائیں لے لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر آن کر حملے کرکے کر نقبیوں کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہ گاہ میں مقیم ہو گئے اور انہوں نے برج اڑا کر نیچے کا قلعہ لے لیا اور اس کے محصورین اوپر کے قلعہ میں جاتے تھے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ میں جا کر گھروں کی لوٹ میں پڑا۔ اوپر کے قلعہ والوں نے ان پر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ نہیں کہ

شمشیر برہنہ مغلوں پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔ دلیر خاں ہاتھی پر بیٹھا ہوا
اپنے آدمیوں کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے ہیں۔ جب اس نے اپنے آدمیوں
کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اس نے اپنی کمان کو خمیدہ کرکے پٹھانوں کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور
آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑوں کو للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا۔ محصورین مرہٹوں کی طرح فتحیابی
سے مغرور ہو کر دلیر خاں کے آدمیوں کے قریب آگئے اور سخت کوشش افغان بھی مادلیوں کی تلوار سے
بچ رہے۔ مگر دلیر خاں نے ان کے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بنا کر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے
ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ انہوں نے قلعہ بالا پر جا کر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا
قلعہ چھین لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہو کر پھر اسے چھوڑ دیا۔ دلیر خاں
نے یہ تاکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہیں ہو سکتی تو اس نے جر گڈہ (رودر مل)
جو ایک چھوٹا سا قلعہ پرندہر کے شمال مشرقی گوشہ میں تھا اور اس کے بڑے حصہ پر مشرف
تھا۔ فتح کر لیا اور اس میں توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے
لگا۔ اس لئے یہ کام ٹھنڈا ہو گیا۔ لشکر شاہی کا توپ خانہ بڑا خراب تھا گو اُسنے برابر آگ
برسائی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا۔ محصورین ایسے تنگ ہوئے کہ انہوں نے سیواجی کو اطلاع
دی کہ اب ہم قلعہ میں نہیں ٹھیر سکتے۔ انہوں نے قلعہ خالی کر دیا ہوتا اگر سیواجی ان کو یہ نہیں لکھتا
کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت میں کوشش کریں کہ ان کو وہ چلے آنے کے لئے لکھے۔ خافی خاں
لکھتا ہے کہ ان دو قلعوں کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داؤد خاں اور
راجہ رائے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجے گئے
سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونوں طرف سے بڑی کوششیں ہوئیں۔ پانچ مہینے تک لشکر
شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرصتی سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیوا پور میں جو سیواجی کا آباد
کیا ہوا ہے اور قلعہ کنداہ۔ وکنوار گڈہ میں اُس نے آبادی کا نشان نہ چھوڑا۔ مواشی
بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹوں کی ناگہاں تاختیں اور دھاوے اور شبخون اور تاریک راتوں

شب خونوں سے اور سر راہ دشوار گذار راہوں کے بند کرنے سے اور جنگلوں کے جلانے سے غنیم
وحشت میں ہوتے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد سے بند ہوئی اور لشکر پادشاہی کے آدمی اور چوپائے بہت تلف
ہوئے آخر کار دشمن تھوڑا سے تباہ ہو ماندے گئے۔ اور مرہٹوں نے راہ فرار اختیار کی لشکر شاہی نے تھوڑا باقی
قلعے مفتوح کئے۔ پھر قلعہ راجگڈھ پر جو سیوا جی کا دار الحکومت تھا اور کنارہ میں اسکے اہل اور کل قبیلے
اور خویش رہتے تھے محاربہ و محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور ان کے
بھاگنے کی راہ کو سب طرفوں سے ایسا بند کیا کہ ہرچند انہوں نے چاہا کہ کوئی جگہ بنا کے قبائل کو یہاں
سے نکال کر کسی دشوار گذار مکان میں لیجائیں اور لشکر شاہی کو ان کے تعاقب میں سرگردان کریں مگر وہ
مجبور کئے۔ سیوا جی نے اب جانا کہ اس مستقر ریاست کے ہاتھ سے جانے اور اسکے فتح ہونے کے بعد تمام مال
قبیلہ و عیال اسکے پامال ہوجائینگے اسلئے آہستہ چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور معذرت تقصیرات
اور بعض باقیماندہ قلعوں کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے
اسکی عیاری اور مکاری پر نظر کرکے اعراض کیا اور پیش کش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی
کہ سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور محمد برہمن اس کے آگئے۔ انہوں نے شدید قسمیں کھائیں اور
نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرائط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان اس
شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی میں جائے اور اطاعت و نوکری اس درگاہ کی
اختیار کرے کہ اس کو عمدہ منصب دیا جائے۔ اسکی ملاقات کے لئے آنے کا حکم دیا جب معلوم ہوا
کہ سیوا جی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اس کے استقبال کے لئے بھیجا
اور مع راجپوت ساتھ گئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے ہر طرف سے خبردار رہیں۔ اور
اس کو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالے گا اور خدمت کا
ناصیہ کندہ سے پیدا کرے گا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول میں سرافگندہ
ہوگا تو پادشاہ اس کی التماس کو قبول کریگا۔ راجہ نے بھی اس کو اجازت دیدی ہے
کہ اپنے مکان میں جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر ... تمام جنگ میں ... ہوا اس

باب میں وہ اپنے تئیں مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اُسنے انکسار و نیاز سے کہا کہ میں یہ جانتا ہوں کہ اطاعت و عبودیت میں جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔ پھر راجہ نے اپنے عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنے پاس بُلایا۔ راجہ کے پاس جب سیواجی آیا تو اُسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا۔ سیواجی نے خجالت کیساتھ دست بستہ ہوکر کہا کہ میں بطریق ذلیل مجرم بندوں کی طرح اس درگاہ میں آیا ہوں۔ اب جو آپکی رائے ہو وہی رائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعوں کو ولایت کوکن کے ساتھ بندہائے پادشاہی کے حوالہ کرتا ہوں اور اپنے بیٹے کو حضور کی خدمت کے لئے بندہای......

.... جان نثار کے جرگہ میں دیتا ہوں

اور خود امیدوار ہوں کہ ایک سال کی مہلت ملے۔ پادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہائے متعلق الفنان کے دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات میں رہکر خدمت کرتے ہیں مع اپنے قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعوں میں رہونگا اور جسوقت اور جس جگہ کسی پادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خاں پاس بھیجا اور محاصرے سے سپاہ کے اُٹھالینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعہ بند ہوئے تھے جنکو امن دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آئے۔ توپ خانہ و ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزیں کہ قلعہ کے آدمی اپنے ساتھ نہ لیجا سکے سرکار میں ضبط ہوئے اور قلعہ میں لشکر شاہی آیا۔ دلیر خاں نے سیواجی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے تواضع کئے اور اُسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑکر راجہ کے حوالہ کیا۔ راجہ نے بھی اسکو خلعت و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان خاطر کیا۔ سیواجی نے بخت کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھکر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ میں بے سلاح کمربستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ مدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ فرمان کا منتظر تھا

کہ اتفاقات سے اُسی روز گرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ کے پاس سے آگئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانیکے لئے ارشاد ہوا۔ سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین گروہ سے پیادہ پا استقبال کے لئے دوڑا اور تقدیم آداب میں کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خطا بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔ بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ میں پھولا نہ سمایا۔ قیل وقال عذر آمیز کے بعد قلعوں کے سپرد کرنے کے باب میں یہ قرار پایا کہ کل پینتیس قلعوں میں جنپر اسکا تصرف تھا ۲۳ قلعوں کی کنجیاں جو سابق و حال میں مفتوح ہوئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہن (چالیس لاکھ روپیہ) کے بادشاہی آدمیوں کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم حاصل اپنے آدمیوں کے تصرف میں رکھے۔ اسکا آٹھ برس کا بیٹا سنبھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جب تک حضور میں روانہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑوں میں اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی میں مشغول ہو اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو خلعت و اسپ چینہ و شمشیر دیل دیا گیا اور ہتیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو پنجہزاری منصب کی تسلیمات کیلئے حکم دیا گیا۔

کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات جو اسکے لکھے ہیں ہم اُسے لکھتے ہیں۔

جب جے سنگھ اورنگ آباد میں آیا ہے تو سیواجی ساحل سے رائے گڑھ میں آیا اور اُسنے اول دفعہ اپنے تمام اراکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ نیتا جی پالکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنوں کی حرکات کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سواروں کے ساتھ دور چلا گیا۔ سیواجی نے گو اسکو معزول کرنا مصلحت ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہیں کیا۔ منوچی سے کیپٹ نقل کرتا ہے کہ (نیتا جی کو رشوت دیگئی تھی یہ امر مرہٹوں کی نہ مسلمانوں کی تاریخ میں لکھا ہے) دشمن

کی سپاہ جو تعاقب میں آئی اُسکے دفع کرنے میں کارتوجی نے چستی و چالاکی دکھائی مگر کسی خاص فتحیابی میں نہیں اُسنے دشمن کی سپاہ کو کئی دفعہ دانشمندی سے ہزیمت دی۔

راجہ جے سنگہ کی بڑی ناموری نے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیوں کی جرأت نے سیواجی کے دل میں ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس راجپوت راجہ سے لڑنے میں کامیاب نہیں ہوگا۔ اس وہم نے بھی اُسکو ستایا۔ گو ان باتوں سے اسکا دل بالکل نہیں بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جیسنگہ پاس اپنے پاس پیغام سلام بھیجتا اور رابطہ اسکی اطمینان خاطر کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلئے وہ اپنی لشکر کی تیاری میں تساہل نہیں کرتا تھا۔ سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت کیجے اور جو ملک حاصل کیا ہے اسمیں سے کچھ لے لیجے۔ اس خیال سے اُسنے رگھوناتھ پنت اور پنیا سے شاستری کو جے سنگہ پاس بھیجا جسنے اُنکی باتوں کو سُنا اور جواب دیا اور سیواجی کی عرضوں کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ پنت نے راجہ کو یہ یقین دلادیا کہ اس معاملہ میں سیواجی کا کوئی فریب نہیں ہے۔ جے سنگہ نے کہا کہ سیواجی راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھکر اپنا اطمینان خاطر کرے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہیں معاف کریگا بلکہ اسپر عنایات کریگا جب مصالحت کی یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سیواجی رائے گڈھ سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہاں سے جولی یہ معلوم نہیں کہ کیوں گیا۔ مگر ظاہرا اسطرح جانے میں اپنا راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی ۱۶۶۵ء میں تھوڑے آدمیونکے ساتھ پہاڑ سے اُترا اور سیدھا راجہ کے لشکرگاہ میں چلا گیا اور وہاں اپنے تئیں سیواجی راجہ ظاہر کیا راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے لئے خیمہ سے باہر آیا اور اندر لیجا کر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا۔ رگھوناتھ پنت سے جو باتیں کہلا بھیجوائی تھیں اُن پر اسکو اطمینان خاطر دلایا سیواجی نے کچھ عجز و انکسار کی باتیں بنائیں۔ راجہ نے اُسکو اپنے قریب کے خیموں میں اُترنے

کے لیے رخصت کیا۔ دوسرے روز سیواجی دلیرخاں سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ میں لگ رہا تھا۔ اور مصلحت میں وہ رازدار نہ تھا اسلیئے وہ خفا ہو رہا تھا اُسنے دھمکایا کہ جب تک میں پورندھر کا پیچھا نہیں چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مار لونگا مگر یہ خالی دھمکی ہی دھمکی تھی۔ سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیاں اُسکو حوالہ کیں اور کہا کہ میرے قلعے اور ملک آپ ہی کے ہیں۔ میں تقصیر کی معافی چاہتا ہوں۔ تجربہ نے مجھے بتلادیا کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیوقوفی ہے کہ جسکے سپاہیوں سے اورنگ زیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے کہ میں پادشاہی ملازموں میں داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی میں آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ ہو کر ان شرائط پر صلح ہو گئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جے سنگھ اسکا ضامن تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئیں لشکر شاہی میں امین نہیں جانتا تھا۔ اول دفعہ یہ تھی کہ سیواجی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسخیر کیئے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے ۳۲ قلعے جو ملک نظام شاہی میں اُسنے فتح کیئے تھے۔ یا خود بنائے تھے ان میں سے بیس جے سنگھ کو حوالہ کیئے جنمیں پورندھر اور سنگھڑ بھی تھے اور جو ملک ان قلعوں سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہیں (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳) رائے ری (رائے گڈھ) (۴) کنگانہ (۵) مہرگڈھ (۶) بالاگڈھ (۷) گوسالہ (۸) ایلس واری (۹) پالی (۱۰) بھوپ (۱۱) کنواری (۱۲) اودے درگ۔ ان سب قلعوں کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہُن تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر میں پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح میں ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے ممالک مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے غالبًا اسکی یہ درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی میں وراثت کا ادعا کرتا تھا اور پادشاہ کو جو کچھ ملک اُسنے دیا تھا اُسکا معاوضہ چاہتا تھا

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس مکھی یعنی دسواں حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ اسکے ملجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہیں کی۔ باقی شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا۔

عالمگیر نامہ میں مقبوضہ ۲۳ قلعوں کے نام یہ لکھے ہیں (۱) پورندہر (۲) رودرمال (رودرمحل) (۳) گنداند (۴) کھنڈاکلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایساگڈھ (۷) پٹنگی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) ناروڈگ (۱۱) ماہولی (۱۲) بھنڈاردرگ (۱۳) پکس کھول (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورنجن (۱۷) مانک گڈھ (۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساکر گڈھ (۲۰) ددک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲) سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اُسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص و شمشیر خاصہ جاہ منصب سے سرفراز کیا اور اور امرا کو جو اس مہم میں شریک تھے نہال کردیا۔

شاہجہاں کی علالت کے وقت اورنگ زیب علی عادل شاہ کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کروڑ روپیہ پیشکش ادا کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ جب اورنگ زیب دکن سے چلا آیا۔ دارا شکوہ و شجاع کے ساتھ لڑائیوں میں معروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیشکش کے بھیجنے میں تعلل اور تاخیر کی اور ایک مدت لیت و لعل و لطائف الحیل و معذرتوں میں گذاری۔ جب فرمان شاہی ادا پیشکش کی تاکید میں جاتا تو بیجا بہانے اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حُکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ اپنی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تقصیرات کے جب سیواجی نے استیلا غلبہ و استیلا پایا اور اُسنے بعض قلعوں کو تنگ کیا جو اسکے قریب الجوار تھے قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کرلیتا تو متواتر عادل خاں نے عرائض بھیجیں کہ سیواجی

کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور میں اب پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہوں بادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمیں بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب میں مصروف ہو۔ سیواجی افواج شاہی کے مدافعت میں اور اپنے قلعوں اور ولایت کی محنت میں مصروف ہوا۔ عادل خان اسکے شر سے محفوظ ہو گیا۔ لشکر شاہی کے سرداروں کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات واسباب سے اس مہم میں امتداد ہوا۔ اور کچھ گھبڑیاں اسمیں پڑ گئیں۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو بادشاہ نے عادل خان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفع کرنے کیلئے تعین کرے ایک طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع میں کوشش کرے اور دوسری طرف سے لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے۔ عادل خان نے بادشاہ کے حکم سے سیواجی کی مدد دینے کچھ لشکر تعین کیا جس سے ظاہر میں یہ معلوم ہوا کہ وہ بادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن حقیقت میں وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا۔ وہ یہی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل رہے اسلئے اُس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یکدلی و موافقت کے نامۂ پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد میں کوشش کی اور اقطاعات حوالے کئے نقود اور ادویات ہیجے اور قطب الملک والی گولکنڈہ کو اسکی مدد و کمک کیلئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے اور باوجود ان حرکات کے بادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔ بادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اُسنے راجہ جےسنگھ کو حکم بھیجا کہ اب سیواجی کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتیں ہاتھ آئیں ہیں ان کا بندوبست کرکے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے نیچے جا کر اُس کا محاصرہ کرو اور جو کچھ اسکے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو کہ عادل خان خواب غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جےسنگھ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی چہل وہفتاد

سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خاں اپنے سوابق جرائم و تقصیرات کو دیکھکر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اُسکے دل میں خوف پیدا ہوا تو ملا احمد نائتہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید مراتب قول و قرار کے لئے راجہ جے سنگھ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا و آمدین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بسبب ظاہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل میں اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اس کی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جے سنگھ نے جب بادشاہ کو اُس کے آنے کا اور اُسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اُس کو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرفراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب وہ حضور میں آئے گا تو سعد اللہ خاں کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد عمدہ خدمت پر سرفراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہیں پہنچنے پایا تھا کہ احمد نگر کی راہ ہی میں سفر آخرت پیش آیا۔ بادشاہ نے اسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری و پانصدی و خطاب اکرام خاں سے سرفراز کیا۔

تبت میں شاہجہان کا خطبہ پڑھا گیا اور سکہ جاری ہوا

مرزبان تبت ولدن نمجل سرکشوں کے گروہ میں تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع نہیں کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہیں کرتا تھا۔ بادشاہ نے سیف خاں حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے باز رہکر شاہراہ ہدایت پر آئے اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتیں نہ مانے تو اُسپر چڑھائی کرے اور اُسکے ملک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید نیز فرمان ولدن نمجل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خاں نے حکم اور فرمان پہنچنے کے بعد محمد شفیع

ملازم شاہی کو فرمان مذکو دیکر تبت روانہ کیا - مرزبان نے اس فرمان کو سنکر اول تو
فاسد فکر کئے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام کے حکم کی اطاعت میں
جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا -
پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کے سر پر
سونے چاندی کے پھول نچھاور کئے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقشہ اور دو ہزار
اشرفیوں اور نو ہزار روپیے تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے تحفے
حضور میں بھیجے - عرضداشت مع نذر فرمان کے جواب میں کمال رسوخیت وعبودیت
ظاہر کر کے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیوں کی خدمتگاری شایستہ کی

تبت کا بیان

سرزمین تبت میں اکثر ویرانہ اور لا حاصل دشت ہیں کہ کشت وکار کے قابل نہیں -
اور اسنے محصول کچھ نہیں حاصل ہوتا لیکن طول میں سوائے بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہیں پہنچتا
چار یا پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ ایک ماہ اور بعض جگہ ڈیڑھ مہینے کی راہ ہے
اور ہندوستان میں اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہیں ہے - لیکن محصول اسکا اسقدر کم ہے کہ
اور صوبوں کے ایک بڑے پرگنے میں حاصل کی برابر ہے اور کوئی مکان لا منفع اس کی
برابر نہ ہوگا - اسلئے کسی پادشاہ نے وہاں خطبہ وسکہ جاری کرنے کا حکم نہیں
کیا - ان دنوں میں حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معز الدین
ہمراہ لایا - اسی سال میں شاہ جہاں کا بھی انتقال ہوا - جسکا بیان ظفرنامہ میں مفصل
کیا گیا -

ولایت رخنگ کے ...

ولایت رخنگ جو عبارت ولایت اراکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل
ہے وہاں ایک قوم مگہ رہتی ہے وہ فرصت وموقع دیکھکر نوارہ اور توپخانہ اور
جمعیت کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے تھے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے انکے رہنے والوں
اور رعایا کو ستاتے - اگرچہ ان ندی اور دریاؤں کے کنارہ پر جنمیں انکی آمد ورفت ہوتی تھی

حفاظت کے واسطے تھے اور تھانے بنا دیے گئے تھے اور کام کے آدمی وہاں مقرر کر دیے تھے۔ اور
ہمیشہ دریائی نواڑہ پادشاہی سیر کرتا تھا اور ان کی دستبردی کی خبر رکھتا تھا مگر ان کو رفتہ
اب بسبب و بیکار میں کثرت مزاولت سے بڑا ملکہ و مہارت ہے اور انکی جنگی کشتیاں سامان قبضہ
ومتانت واستحکام کے اعتبار سے نواڑہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہیں۔ انکی راہ بسبب تباہی بالکل مسدود
ہو گئی تھی جب انکو خیال آتا تھا سواحل کی رعایا و رہنے والوں پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
انکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کرکے لیجاتے اور بعض اوقات
ولایت شاہی میں آکر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر میں بہت لوٹ مار کرکے
بہت آدمیوں کو قید کرکے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نواڑہ سرحد بنگالہ پر آگیا ہے
تو اسنے صوبہ بنگالہ کے سپہدار شائستہ خاں کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے جتنے بنائے اور تھانے بٹھائے
کہ ولایت پادشاہی میں قوم مگ کے آنے کی راہ بالکل مسدود ہو جائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت
رخنگ میں قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی فتح کی کنجی ہے۔ اسپر تصرف کرنے سے ولایت
بنگالہ پر ان کی دست اندازی بند ہو جائیگی۔ سپہدار پادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لیے مستعد ہوا تھا۔
سنگرام گڈھ و بھلوہ و جگدیہ سے پرے دریائے شور کے متصل تھانہ نواکھالی تھا۔ وہاں سے چاٹگام
قریب تھا۔ ملک پادشاہی میں مگہ کا نواڑہ اسکے قریب ہو کر آتا تھا۔ اور وہاں سے اس نواڑہ کی کیفیت
وکمیت ساری نظر آتی تھی۔ ابراہیم خاں کی صوبہ داری کے عہد میں لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیرالامرا نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر میں اپنے نوکر سعید
افغان کو پانسو تیرانداز و تفنگچی پیادوں کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجا تھا۔ سنگرام گڈھ
جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہیں اور وہاں دریا جدا ہوتے ہیں اور وہ مگہ کا گذرگاہ ہے وہاں محمد
شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیرانداز اور ایک ہزار پیادوں کے ساتھ تھانہ دار مقرر
کیا۔ اور چھوٹی بڑی بیس توپیں بھیجیں اور محمد بیگ اباکش و ابوالحسن کو نواڑہ دیا کہ وہ باری
باری سے سری پور میں دریا میں پھرا کریں۔ سری پور سے عالمگیر نگر تک ۲۱ کروہ کا فاصلہ ہے

اسپر آل بنائی کہ برسات کے موسم میں آمد و رفت ہو سکے اور کوکمک اور آذوقہ کی راہ بند ہو۔ سوندیپ
کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر تو بادشاہ کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لئے
قوم مگھ سے اتفاق رکھتا تھا اسکو ابوالحسن نے لکھا کہ وہ رستے آب پر نوارہ کی سیر میں شریک ہو جائے
اس نے وعدہ کیا کہ میں نواکھالی میں عنقریب ملجاؤنگا۔ جب اُسنے وعدہ پورا نہیں کیا تو وہ
خود سوندیپ کا عازم ہوا۔ جب وہ اس سرزمین میں آیا تو دلاور جنگ کے پیش آیا
ابوالحسن نے اسکو مغلوب کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ میں محصور ہوا۔ لشکر شاہی نے
قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ جنگل میں جا کر چھپا اور اپنے متفرق آدمیوں کو جمع کر کے
سات آٹھ ہزار آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ ابوالحسن سے لڑا۔ وہ زخم کھا کر جنگل میں بھاگا۔
بہت آدمی اسکے اور تھوڑے آدمی شاہی ضائع ہوئے۔ اس اثناء میں خبر آئی کہ زنگ
کا نوارہ آیا ہے۔ ابوالحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس نوارہ سے لڑنے کو جاتا
اور جزیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتا۔ اسلئے وہ سب اپنے آدمیوں اور نوارہ کو
لیکر لڑنے کے لئے آیا۔ زنگ کی سپاہ نے جنگ میں مصلحت نہ دیکھی وہ اپنے
نوارہ کو ایک طرف لے گئے۔ ابوالحسن بھی اپنی مصلحت دیکھکر نواکھالی میں آگیا۔ جب
امیر الامرا کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے ابن حسین داروغہ نوارہ اور راو سار اور منصبداروں کو
ایک ہزار پانسو آدمی توپخانے کے اور چار سو سوار اپنے تابینوں کے ابوالحسن کی کمک کے
لئے بھیجے۔ اواسط جمادی الآخرہ میں ابوالحسن نے جا کر جزیرہ سوندیپ کو فتح کر لیا اور دریا
کے کنارہ پر جو قلعے مخالفوں نے بنائے تھے۔ اُن پر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی
مارے گئے اسکا بیٹا شریف زخمی ہو کر دستگیر ہوا۔ دلاور جنگل میں ایک اپنی پناہگاہ
میں چلا گیا اسکے آدمی جو وحشیوں کی طرح جنگل میں چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے
انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر کیا اور ہزار آدمی اسکے مرد و زن منصور
زمیندار کے ساتھ امیر الامرا پاس بھیجے جزیرہ کی حراست عبدالکریم برادر رشید خاں

کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار پیادے بندوقچی مقرر کردیئے چاٹگام کی
فتح کے لیے ان فرنگیوں کی استمالت مقدمات ضروری میں تھی جو وہاں سکونت اور
زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے اُن کو خطوط وعدوں کے لکھے گئے اور اُن
فرنگیوں کو دیئے جو ولایت بنگالہ میں رہتے تھے کہ وہ اپنی تحریروں کے ساتھ چاٹگام کے
فرنگیوں پاس بھیجدیں۔ اتفاقاً ان نوشتوں میں سے چند گرام کبری کے ہاتھ پڑ گئے
جکو زمیندار رخنگ نے سوند یپ لینے کے لئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتوں کو زمیندار رخنگ
پاس بھیجدیا۔ اسلئے وہ فرنگیوں سے بے اعتماد ہو گیا۔ اسنے گرام کبری کو لکھا کہ اس فریق
کو مع متعلقوں کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیوں کو جب اسکی اطلاع ہو گئی
تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت ومحاربہ پر تیار ہوئے اور ان کی کشتیوں کو جلا کر مع اپنے
کل اتباع اور کشتیوں کے ولایت بنگالہ میں بادشاہی ملازمت کے لئے آئے۔ ۱۷ جمادی
الآخر کو اس جلیہ فرنگی کو توپ وتفنگ اور تمام آلات جنگ سے پُر تھے اور چاٹگام کے
فرنگیوں کا کل گروہ تھانہ نواکھالی میں داخل ہوا۔
فرہادخاں تھانہ دار بہلوہ نے اُنکے چند سردار امیر الامرا پاس بھجوائے باقی کو اپنے پاس رکھا
امیر الامرا نے اُنکی بڑی خاطر داری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لئے تائید آسمانی سمجھا
امیر الامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امیدخاں کو دو ہزار سوار اپنے تابینوں اور چند امرا منصبدار
کو اس مہم کے لئے مقرر کیا اور ۲۴ رجب ماہ مذکور کو رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹگام کا سرگروہ
کپتان مور تھا وہ بھی اس مہم میں شریک کیا گیا اور کمال پسر زمیندار سابق رخنگ جو آزردہ
ہو کر بادشاہ کی اطاعت میں آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہو کر اس
مہم میں شریک ہوا۔ سارے لشکر چلے۔ دشمن سے ۲۲ رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔
دوسری جانب میں بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ بادشاہ کی طرف کپتان مور تھا۔ خلاصہ یہ ہے
کہ خوب لڑائیاں ہوئیں طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت قلعہ چاٹگام

بادشاہی سپاہ نے فتح کر لیا حاکم چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا بیگانہ بھائی تھا مع بیٹے اور
خویشوں اور تین سو پچاس آدمیوں کے گرفتار ہوا۔ اور ایکسو پنتیس کشتیاں اور ایکہزار
چھبیس توپ چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور سامان مع تین ہاتھی
کے سرکار شاہی میں ضبط ہوا سنگرام نگر کا نام عالم نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر رکھا گیا
جس سرزمین میں کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہیں چمکا تھا اسمیں اذان دلکشی بلند کی
امید خاں نے فتح نامہ مع قیدیوں کے حضور شاہی میں بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال نہم جلوس سنہ ۱۰۷۶ھ

بادشاہ نے شروع جشن میں نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ
کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کیں۔ اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ محمد معظم
کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور دو ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اسی طرح اور بادشاہزادوں و
بیگموں کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت و تاراج اور دکنیوں سے لڑائیاں

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بے تفصیل یکجا لکھتے ہیں۔
جب راجہ جے سنگھ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا ۵ جمادی الاول سال گذشتہ کو مع
کل افواج اور دلیر خاں و داؤد خاں و راجہ رائے سنگھ و قطب الدین خاں و سیواجی
قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جے سنگھ پاس بارہ ہزار سوار تھے وہ قول
میں رہے۔ سیواجی پاس پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے اور وہ قول کے دست
چپ میں تعین ہوا اور دلیر خاں کو ہراول مقرر کیا اور سات ہزار سوار انکے ساتھ ہوئے
داؤد خاں کو برانغار مقرر ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے۔ راجہ رائے سنگھ
سیسودیہ کو جرانغار مقرر ہوا چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو ہمراہ ہوئے۔ قطب الدین خاں
کو چنداول کیا۔ کیرت سنگھ کو التمش کی اور فتح جنگ خاں کو طرح کی اور قباد خاں کو

قراولی کی سرداری ملی شہسوار خاں اور ترک تاز خاں کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائیں بائیں طرف دور دور قراولی کرتے ہیں۔ دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خاں کا پوتا ابو محمد جو عادل خاں کے سرداروں میں تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ کے آن ملا اور شریک کار بلکہ ولایت بیجاپور کے فرمان روا اور باشندوں کے ملک و جان و مال کے استیصال کا رہنما بنا۔ پادشاہ کو جب اسکے آجانیکا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کا منصب عطا کیا۔ وہ لشکر کی جانب یمین میں طرح مقرر ہوا۔ خافی خاں لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودات سے معلوم ہوا کہ تیس ہزار قلمی اور ۲۵ ہزار موجودی تھے۔ ۲ جمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر قلعہ پلٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا۔ نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح کے لیے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبے سے قلعہ خالی کر دیا اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے ماروجی اور سبلاجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۸ کو دریا نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہاں سے قلعہ پلٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا حاجی خاں یہاں کا زمیندار اسکی خدمت میں آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل بیہرہ (منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۶ کروہ جریبی پر تھا۔ اور سنبھاجی نے راجہ کے اشارہ سے سپاہ کو قلعہ تاتھورت (تاتھ وڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ پلٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی کے فرستادوں نے اسے لے لیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی صفیں لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آخر وہ اسکے ساتھ سفر کرتا چند منزلیں طے کی تھیں کہ خبر آئی قلعہ کیاوں کو جو ان حدود میں تھا لشکر شاہی کے خوف کے مارے اسکے آدمی خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خاں کو سنبھاجی کے لشکر میں سے پانسو بندوقچی کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۲۱ کو لشکر کا مقام تھا خبر آئی کہ جب نیتاجی قلعہ منگل بیہرہ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنے میں لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ راجہ اودے سنگھ

بعد ورکو قلعہ کی حراست اور سردار خاں کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔ راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ سراپا تمام سنگ و آہک کا بنا ہوا ہے۔ ایک توپ آہنیں اور دس زنبورک اور تین سو بان اسمیں تھے۔ راجہ نے توپ انداز اور باندار مقرر کرکے بند و بست کیا اور غلہ وغیرہ کیواسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تعلقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا تھا وہ سرسری یا چند دنوں کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا۔ قلعہ گیری میں سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے ۵ ۲ کو اثناء سفر میں دشمنوں کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آکر اسنے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی نے اسکی مدافعت میں کوشش کی مخبروں نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر پڑا ہے فوراً راجہ نے مقام کیا اور دلیر خاں راجہ رائے سنگھ و قطب الدین خاں و قباد خاں و کیرت سنگھ و فتح جنگ و ابو المحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا۔ غنیم اس لشکر کی روانگی کی خبر سنکر چمپت بنا۔ افواج شاہی جب وہ لشکر جہاں تھا اسکی جگہ خالی پائی۔ جب وہ اسکے سراغ میں آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا جسکے سردار شرزہ خاں بہلوی اور ابو محمد نبیرہ مہا پسر بھتیجا خواص خاں و جادوں رائے کلیانی و انکوش جیسے تھے۔ دلیر خاں و راجہ رائے سنگھ و کیرت سنگھ نے اس لشکر کو دوڑے لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤں نہ جمے وہ بے غیرت بھاگ گئے اپنی عادت کے موافق قزاقی و حیلہ وری کی جستجو میں ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجوں میں منقسم ہوئے ایک جوق میمنہ کی سمت میں اور ایک دشمن میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجوں میں بھی خوب زد و خورد ہوئی دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی میں تو جشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک ہوا۔ اور پندرہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم وغیرہ اسباب و ہتیار بہت کشتوں سے لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خاں اور اور بہادروں نے بھی دشمنوں پر حملہ کیا اور ان کو مارا۔ دلیر خاں بڑی بہادری سے لڑا اور اسنے دشمنوں کو متفرق اور پراگندہ کردیا۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی۔ لشکر شاہی سے جو کہ مسافت طے کی تھی اسلئے تھا تب

میں مصلحت نہ جانی سپاہ اپنی لشکرگاہ میں آئی جب کھنیوں کو لشکر کی معاودت کی خبر ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑ کر لشکر شاہی کے دو طرف نمودار ہوئے اور شوخی کرکے لشکر شاہی پر بان مارنے شروع کئے جب لشکر شاہی اُنپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اِسکے بعد آنکر شوخی کرنے لگتے سیوا جی فوج کیساتھ نیتا جی چنداول میں آتا تھا کہ غنیم نے اُسپر حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتا جی اُنکی مدافعت میں مشغول ہوا۔

کیرت سنگھ و فتح جنگ خاں نے مدد کرکے ترددات شائستہ کئے اور مخالفوں کو بھگا دیا بادو کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا۔ پھر غنیم نے راجہ رائسنگھ پر حملہ کیا قطب الدین خاں و کیرت سنگھ نے اُسکی کمک کی اور دشمنوں کا مُنہ پھیر دیا۔ اس تاریخ میں اودیت سنگھ قلعہ دار منگل بیدہ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجوں نے جو قریب چھ ہزار کے تھیں وہ قصبہ منگل بیدہ پر حملہ آور ہوئیں اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئیں راجہ جیسنگھ نے سرفراز خاں فوجدار کو احتیاط اور پیش بینی سے نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا بڑا لشکر سامنے آئے تو اُسکی مدافعت کے لئے پیکار نہ کرنا اور قلعہ میں چلے آنا مگر اس نے اس نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیوں کی جان کھوئی اور آدمیوں اور ہاتھیوں کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صلاح اندیشی سے قلعہ میں چلے آئے حصار کے دروازہ تک دشمن آئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ اُنپر مارے۔ آخر کو وہ قلعے کے پیچھے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو خبرداروں نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے۔ راجہ نے مقصود علی بیگ دانشمندی کو برسم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا اُس نے واپس آنکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے راجہ نے قباد خاں و آتش خاں داروغہ توپخانہ کو بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔ راجہ رائسنگھ و قطب الدین خاں کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہوں خبرداری کریں۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا کہ غنیم ابو المحمد سید بحیر و شرزہ مہدی

وغیرہ بہلول و خواص خاں لشکر عظیم کے ساتھ چلے آرہے ہیں۔ ایک فوج آنکے اور پیچھے ہے
جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق تیں کو اور وہ سرا فوج لسپار
کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے سپاہان سوار دکھلانے کیلئے
لیے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق دوڑے گویا ان ہو سے جب کارزار کے پیش رو انکے
تعاقب میں پہنچے تو راہ گریز اختیار کرنا ہوئے۔ بحکم ضرورت انہوں نے باگ موڑی اور شمشیر کھینچ
شروع کی سو آدمی انکے مارے گئے اور بہت مجروح ہوئے راجہ کے بہت سپاہی زخمی و کشتہ ہوئے
آخر کار دشمن فرار ہوئے لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ داود خاں کے مقابل میں
جو فوج غنیم آئی اس پر وہ غالب ہوا۔ راجہ بھان سنگھ کہ ہراول تھا اسنے تردودات نمایاں کئے
دریا خاں نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب وہ افغانوں کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ
دفعات تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کر غنیم عرصہ مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم
رجب کو یہاں سے پانچ کوس لشکر شاہی کی منزل ہوئی سات روز یہاں قیام ہوا۔ خانخاناں
نے بیجا پور کے قلعہ میں جو متانت و استحکام و وسعت و حصانت میں شہرہ روزگار ہے
بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسلحہ و آلات و ادوات قلعہ داری سے استحکام تمام دیا۔ سواد شہر کی
آدمیوں اور سپاہیوں کے محافظوں کے تیس ہزار اکرتا کی فراہم کرکے قلعہ میں داخل کیا اور نورس پور کے
تالاب کو خالی کیا قلعہ کے گرد سب کنواں باولیوں کو زقوم و خاک سے بھر دیا۔ غرض لشکر شاہی
کو اسکی تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسکے لئے کی گئی کا مرچکا ہو کہ رسم و آئین کے موافق وہ خود تو
حصن حصین میں جا بیٹھا اور اپنے سب سرداروں اور افواج کو باہر بھیجکر لشکر شاہی کی مدافعت
و محافظت کے لئے مامور کیا۔ عادل خاں کے اشارہ سے شرزہ مہدوی و سیدی مسعود و عنبر
اور جیلدار اسکے لشکر کے سردار اور افواج پادشاہی میں آئے اور شور و شر و فساد انہوں نے بچا پایا اگر
بھی گاؤں قلعہ گیر محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس ہجرت سے دو منزل ہو کر محاصرہ آثا انسا کو اور قلعہ کے پیچھے سے بیجا
ایک اور خانخاناں کا لشکر تلنگ کے گرد اس میں تھا منزل نہ کر حیرت ہوا ہے پھر سکوت راست میں آگر ہوتا

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیوں کی ایک جماعت کو دست چپ میں اور ایک زمرہ عقب میں خبرداری
اور کہی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتیں اہل کہی کی خبرداری کیلئے
جاتی تھیں۔ ایک دن جادون رائے اور اور دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو جاتے تھے
کہ انہوں نے خبر کھینچی کہ غنیم کا غول نمایاں ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خاں رائسنگھ
اسطرف دوڑے دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا۔ طرفین نے چند بان مارے شام تک
فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت کی اسکے پھرتے
ہی مخالفوں نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کیطرف آئے لشکر شاہی نے
انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اوّل ایک جماعت بابا جی سلہ اور شرزہ راؤ اور اور دکنیوں
کے جو راجہ رائسنگھ کے دائیں طرف تھی مقابلہ میں آئی راجہ مذکور نے دلیری اور دلاوری سے دشمنوں پر
حملہ کیا اور ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خاں کی فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگھ
نے اسکی کمک کے لئے دلیر خاں و داؤد خاں وغیرہ کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ
آمادۂ کار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر کھڑا خبر کا انتظار کر رہا تھا۔ بہر حال مذکور
قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی میں ملے وہ دشمن کو ہزیمت دیکر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا
چونکہ قلعۂ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی طرف منظور تھا۔ اسلئے وہ توپ خانہ سنگین جو اس
حصن حصین کے لائق ہوا اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہیں لائے تھے۔ ولایت شاہی کی
سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی مضافات
میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ مخالفوں نے تالابوں کو توڑا اور قلعہ کے اطراف میں
کنوؤں اور باولیوں کو خاک سے بھرا۔ اس نواحی میں کوئی اثر آب و آبادانی کا نہیں چھوڑا
تھا۔ پانی کی قلت تو تھی لشکر میں غلہ و آذوقہ بھی کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیر اندیش
دولتخواہوں نے صلاح دولت مقتضاء مصلحت یہ جانا کہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب لا عاقبت کیجئے جسنے ملک
شاہی میں آنکر فساد مچا رکھا ہے نہم رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ پرنگل یعنی پرینڈہ کیطرف کوچ کیا

کوچ کیا ۵ ارکو دریائے بھیورہ کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اُسدن راجہ صاحب اترہ گاہ میں پہنچا تو وہ
بطریق معہود وصف بستہ کھڑا تھا۔ لشکر غنیم بطریق معہود چنداول کے عقب میں آتا تھا وہ یمین و
یسار میں نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خاں کی طرف رخ کیا اور دوسرے فریق نے داؤد خاں
کی طرف اور ایک غولوں نے راجہ سجان سنگھ سے مقابلہ کیا۔ سب جگہ لشکر شاہی سے
مخالف نے ہزیمت اُٹھائی۔ اکثر اوقات دشمن فرصت میں اول کبھی پردست اندازی کرتے تھے
لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنوں میں راجہ جے سنگھ نے سیواجی کو قلعہ پنالہ کی طرف
تعین کیا تا کہ مخالف مذبذب ہو کر کچھ اسطرف مشغول ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو قلعہ کو مسخر کرے
یہ معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور سردار جو ملک شاہی میں داخل ہوئے تھے وہ بہیرہ بہلول اور
ابوالعزت سے ملحق ہوئے ہیں پرینڈہ کی جانب سے خبر والوں نے خبر دی کہ سکندر برادر فتح جنگ تھا
وہاں نے لشکر شاہی کا ملازم ہوا تھا وہ پرینڈہ سے چار کروہ پیچھے آیا تھا کہ شرزہ مہدوی اور
افواج غنیم نے خبر پاکر اسکو پیام دیا کہ جب ملاقی ہو اسنے بمقتضائے صدق عبودیت و
رسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصۂ کارزار ہے۔ دشمن
کے چھ ہزار سواروں نے اُسے گھیر لیا۔ اسکے ساتھ سو سوار تابین اور ساٹھ سوار اور
تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا۔ اسکا بیٹا زخمی ہوا اُسکو دشمنوں نے
میدان جنگ سے اُٹھا کر شولاپور بھیجدیا۔ راجہ نے اسکے دفع کی تدبیر کے لئے چند روز قیام کیا
دیانت رائے کہ عادل خاں کے معتمدوں میں تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس پیغام لایا جو مراسم
اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا۔ کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو دئے۔ عبدالعزیز خاں بخاری
کو منگل بیدہ کی قلعہ داری پر سرفراز کیا تھا اور راؤ سنگھ قلعدار سابق کو بھی اسکی ہمراہی میں
تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شائستہ سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج
ساتھ خود شولاپور اور پرینڈہ کے درمیان وہ قیام کرے اور وہاں احمال و اثقال کی تخفیف
کرکے سبکبار ہو اور ولایت بیجاپور کو دوبارہ جاوے۔ سو ... کو دریا پار سفر کیا معلوم ہوا کہ سیواجی

نے قلعہ پنالہ کے پیچھے جاکر اواخر شب میں اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی محصورین بھی خبردار
اور آمادہ پیکار تھے۔ سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہاں سے سیوا جی اپنے قلعہ کھیلنہ میں
چلا گیا جو قلعہ پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا لشکر بنا جی جدا ہو کر مخالفوں سے جا ملا ۲۰ ر کو لشکر
شاہی موضع بوہری میں آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر لشکر کی منزل ہوئی
اس نالہ سے گذر کے دلیر خاں و داؤد خاں کی فوجوں کے درمیان راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر
بزرگ میں سے سات ہزار سوار جدا ہو کر راجہ اور داؤد خاں کے سامنے صف آرا ہوئے اور
باقی دلیر خاں کیطرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ کو فوج التمش اور فتح جنگ خاں کو لشکر
لیکے ساتھ دلیر خاں کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر میں سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خاں کی برابر
کھڑے تھے وہ بھی دلیر خاں کیطرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھکر راجہ بھی قول کی سپاہ
لیکر خان دلیر خاں نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سامنے
بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے گئے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی میں ہر ہاتھ
کے اہل زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیوں سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے دکنیوں
نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے
دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا اس لڑائی میں ایک سو نوے آدمی بادشاہی
لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی
ہوئے اور دشمن کے چار سو مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خاں
و سرداران فوج زخمی ہوئے۔ لشکر شاہی تین منزلیں طے کرکے قلعہ پرنیدہ
سے آٹھ کروہ پر آیا اور بمقتضائے مصلحت یہاں چوبیس روز قیام کیا۔ متواتر
یہ خبر آئی کہ قطب الملک عادل خاں سے متفق ہوا۔ چار ہزار
سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار مشرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے تھے
اب اپنے خواجہ سرا نیک نام خاں کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خاں لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امراء میں سے تھا شاہ عباس نے شراب کے عالم بیخبری میں ایک لونڈی کو بخش کر دے کر بھیجا یہ بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئیں خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب ہوا شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن میں آیا اور قطب الملک کا مقرب ہوا) اسکی فوج بیجاپور سے چند کروہ پر ٹھہری اور وہ خود عادلخاں پاس گیا۔

مسعود خاں قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سرداروں میں سے سیدی جوہر نے آنکر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مر گیا اور اسکے رفیق متفرق ہوگئے اسی ماہ مذکور کو اودت سنگھ بھدوریہ کا نوشتہ قلعہ منگل بیدہ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسلئے راجہ نے داؤد خاں اور راجہ رام سنگھ و قطب الدین خاں کو بھیجا کہ وہ دشمنوں کو قلعہ کے نیچے سے ہٹا دیں ۱۵ کو خبر آئی کہ دشمنوں نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور روانہ چلے آئے۔ ظفر آباد و کلیانی اور سرواد و گیر کے نوشتوں سے معلوم ہوا کہ بیرہ بہلول نے ملک پادشاہی میں آکر بل چل ڈال رکھی۔ سنبھاجی نے جو سیواجی سے جدا ہو کر دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے لشکر شاہی نے ۵ ورکو نواحی پرینڈہ سے کوچ کیا۔ دھارا سیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہوئے کہ دوبارہ ولایت غنیم میں آکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب میں کوشش کریں اور لشکر مخالف کی تنبیہ تادیب کریں۔ مارو جی بسونت راے قلعہ پھل تن میں تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا کہ قلعہ مذکور میں پانی بہت کم ہے۔ اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے سبب محصور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضاء مصلحت پھلٹن کو سیواجی کے خویش بھداجی کو جاگیر میں دیدیا۔ وہ بادشاہ کے ملازموں میں تھا اور اسکو وہاں بھیجدیا اور بسونت راے کو اپنے پاس بلالیا موضع دوہوکی میں جو اعمال بیجاپور میں سے تھا۔ ایک چھوٹا قلعہ مٹی کا تھا اور اسمیں معاندین کی ایک جماعت تھی۔ نالیخاں اور نارو جی راگھو و دانش خاں اسکے نیچے توپخانہ لے کر گئے اہل قلعہ نے ہ

مانگ کر باہر چلے آئے۔ انمیں ایک سو سپاہی اور دو سو ہاتھی تھے شرزہ کو اس کی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان سنہ ۹ جلوس کو بیجاپور میں لشکر شاہی آیا۔ یہاں آنکر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیوں نے ۲۴ شعبان کو قلعہ کلیان کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ۸۰ آدمی اسکے مار ڈالے۔ بہت آدمیوں کو مجروح کیا۔ نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفرآباد کی طرف چلا گیا۔ ۱۴ رکو راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا۔ ۱۸ رکو تلار کے سے چار کوس پر آیا اور دوسرے روز قلعہ کنچولی کی طرف کوچ کیا یہاں پہلے سے پنتنگ راؤ کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا اہل قلعہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا مگر اسنے بہت آدمیوں کو زخمی و کشتہ کر کے قلعہ اور قصبہ لے لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا گیا۔ ۲۱ رکو نیلنگہ میں لشکر آیا۔ یہاں ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا اسکی فتح کے لئے غالب خاں و دوتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہاں چند روز اقامت کا اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورین نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی قلعہ لشکر شاہی کے تصرف میں آیا۔ راجہ سلیمان بیجاپوری یہاں کا قلعہ دار مقرر ہوا۔ راجہ جیسنگھ نے بمقتضائے مصلحت و کار آگہی نیتاجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ دشمنوں سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے سیواجی بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب میں لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قدمبوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے بادشاہ پاس روانہ ہوا جسکا مفصل حال آگے پڑھوگے۔

نیلنگہ سے آگے دو کروہ پر اہل کہی کی حراست وتاجی کرتا تھا کہ شرزہ حبشی نے وتاجی کو گھیر کر مار ڈالا۔ اور رستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے سید ریحان و بسونت رائے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

ابو القاسم پسر قباد خاں کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کہ تھے دلیر خاں اسکی مدد کو گیا اُسنے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے انکو اٹھوا کے مسلمانوں کو زمین میں دبایا اور ہندوؤں کو جلایا۔ راجہ جے سنگھ بھی کمک کو گیا۔ دشمنوں نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو لشکر بیلیکہ سے ادھر کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کیے تھے۔ ایک کا سردار شرزہ حبشی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خاں حبشی تیسرے کا سردار نبیرہ بہلول تھا۔ خبر آئی کہ شرزہ خاں فوج لیکر ابن کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لیگیا۔ باقی دو فوجیں داؤد خاں و قطب الدین خاں کے مقابل ہوئیں راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خاں کو کمک کے لیے بھیجا اُسنے جاکر مخالفوں کو متفرق کردیا اور آگے بڑھا لشکر میں داؤد خاں و قطب الدین نے رو آب کہی کو سالم روانہ کیا اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی اور بہت دشمنوں کو مارا سب دشمنوں کی کمک کو دو فوج آگئی تو دلیر خاں ہاتھی سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنوں کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔ راجہ جے سنگھ نے خود سوار ہوکر رزمگاہ میں آیا۔ دشمن کی سپاہ اسکے لڑنے آئی۔ سب طرف مخالف تاک ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے کمپا کی فوج اور بیاپاریوں کو کمتر بلا و آفت لشکر شاہی میں پہنچنے دیتے تھے لشکر شاہی نے انکو سب جانبوں میں ہرایا اور بھگایا اور سب فوجیں فتح پاکر اپنے لشکرگاہ میں آئی تھیں اس فتح میں دو سو سپاہیوں نے نقد جان کھویا اور چار سو پینسٹھ آدمی زخمی ہوئے اور انسے دو چند آدمی لشکر مخالف میں مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس حبشی مخاطب بہ شرزہ خاں جو اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگیری میں ماہر تھا گولی اور تیر سے زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا۔ کہتے ہیں کہ اس آویزش میں گولکنڈہ اور بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی چند روز بعد سیوم ذیقعدہ کو آب نیرا کے اس طرف دشمنوں کے تین ہزار کے قریب لشکر شاہی پر حملہ کیا اور کچھ آدمیوں اور دواب کو آسیب پہنچایا۔ داؤد خاں و قطب الدین خاں سے دشمن کے

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے۔ اور نبیرہ بہلول خاں نکوئی جو سلہ دیانجی گھوڑپڑا اور
بیجاپوری مرہٹے و شرزہ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خاں کے مقابل ہوئے۔ اس
بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور نزدیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت جنگ
ہوئی۔ دشمنوں کا مقابلہ سے منہ پھیر گیا بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے۔ دلیر خاں
اور راجہ جیسنگھ نے مردانہ کوشش کرکے دشمنوں کو بھگایا اور سات کوس تک تعاقب کیا۔
پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور اور ہتھیاروں سے لدے
ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے۔ ایسے ہی قطب الدین خاں اور داؤد خاں کو فتح حاصل
ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی تو میدان جنگ سے فوجیں اپنے مقام میں آئیں۔ دشمن کے
بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور ہزار آدمیوں کے قریب
زخمی ہوئے۔ لشکر شاہی میں سے ایک سو تینتیس آدمیوں کی جان گئی سات سو چورانو
آدمی زخمی ہوئے۔ پندرھویں ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کے کنارہ پر آیا۔ جو دھارور
فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہیں ٹھہرتے تھے اور اہل دکن کا
دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت میں آویزش کرتے ہیں۔ جب مغلوب ہوتے
ہیں سبکباری کی دستیاری اور رہوار رفتار گھوڑوں کی پائے مردی سے وادی فرار کی مرحلہ
پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھکر لڑنے کیلئے کھڑے ہوجاتے ہیں لشکر شاہی بہ سبب گرانباری
اور سنگینی اردو کے دکنیوں کے تعاقب میں مسافت بعید نہیں طے کرسکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے
میں یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کرکے دشمنوں سے لڑنے اور انکی تنبیہ اور تادیب ایسی کرے کہ پھر ان کو
ستیزہ و آویزش کی جرأت نہو اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل بہیر و بنگاہ کو
حکم دیا کہ وہ بھی اسی طرح سبکبار ہوں اور کل احمال و اثقال کو فتح آباد (دھارور) میں بھیجا
پیرم دیو سیسودیہ و رگھناتھ سنگھ ساڈہ اور کیشو جی کو دو ہزار تین سو آدمیوں کے ساتھ
بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو اس نے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھاراسیون کی طرف گیا۔ یہاں بتاتے تھے کہ دشمن موجود ہے۔ ساڑھے
پانچ کوس جریبی لشکر چلا تھا کہ جاسوسوں نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی خبر سنکر
دھاراسیون سے تلجا پور کو کوچ کیا۔ افواج شاہی موضع سسہری میں آئی جو اعمال پیرنڈہ
میں تھا۔ وہاں دشمنوں نے فساد مچا رکھا تھا اور دو تین روز دریا کے بہیرہ میں منزل
ہوئے۔ مخبروں نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے تین کروہ پر جمع
ہوئی ہیں۔ عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہیں مقیم رہے کہ لشکر شاہی
ان حدود میں ہے۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج کو حیدرآباد بلایا۔ لشکر شاہی
نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ پیکار سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے
اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے برشگال کا موسم آگیا تھا۔ آمد و رفت کی مجال نہ
تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خاں نے مصلحت یہ جانا کہ چند روز زخمیوں کے علاج کے لئے
اور حرب و بارود کے جمع کرنیکے واسطے اور لشکر کے آرام کرنیکے لئے قصبہ دھارور کے
متصل جاکر ٹھہرنا چاہیے کہ وہاں کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہے۔ پادشاہ کو عرضداشت
بھیجی۔ اس ضمن میں دکنیوں کا حال یہ ہو گیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا
کمانیں بیکار رہیں تیروں کے پر اڑ گئے۔ تلواروں کی دھاریں کند ہوئیں ان سببوں سے جان
سے عاجز ہوئے دونوں طرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس
فی امان اللہ کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات
میں حاجب لاف و گزاف راہ توں اور بیں دھار کی تلواروں کے اور گھوڑوں کے گوشت و
استخواں کے سوا کچھ چیز باقی نہیں رہی تھی۔ ملک پامال ہو چکا تھا جب پادشاہ سے حقیقت
حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑ کر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد
چلا جاوے اور برسات یہاں گذارے اور بعض امرا اور لشکریوں کو اپنے تیول جانے
کی اجازت دے۔ دلیر خاں حضور میں آئے قلعہ جنگل بیرہ کا استحکام اور اس کے

اُسکے سامان اسباب اور لوازم حراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکران حدود سے چلا جاے تو وہ دشمنوں کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلئے وہاں سب باروت منگا لیا اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگا لیا۔ باقی کو آگ لگا ئی اور بیلداروں سے قلعہ کے کنگروں کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے ۱۰ رجمادی الآخرہ کو اورنگ آباد میں آگیا اس مہم کا خلاصہ یہ ہے کہ اورنگ زیب اسمیں کامیاب نہیں ہوا۔ لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو دو مہینے میں طے کرکے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا یہاں سات روز سے زیادہ نہ ٹھہر سکا۔ ملک تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیاں ہوئیں۔ کیا کیا شیر دل کے سر صحرا میں غلطاں ہوئے اور کیا کیا صفدروں کے تن رزمگاہ میں زاغ و زغن کے طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سو دو سو نام و نشان والے آدمی زیر تیغ و تیر تیر و گولہ و توپ و تفنگ نہ ہوتے ہوں۔ بعض ایام میں دو تین روز تک لشکر پر خواب و خور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑوں کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا ہوتے۔ سوا اس کشت و خون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔

سیواجی کا دہلی میں جانا اور بھاگنا

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس مہم میں سیواجی کی افواج نے ایسی ایسی جان نثاریاں دکھائیں کہ پادشاہ نے دو دفعہ اس پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ میں اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے میں بہت سے وعدے کئے اور لکھا کہ دلی میں آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دیجائیگی۔ راجہ جے سنگ کی رفاقت اور پادشاہ کے ان وعدوں نے سیواجی کے دل میں دلی جانے کی خواہش پیدا کردی اُسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ پادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پائے سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے اراکین راے گڈھ میں اُس سے ملیں۔ اتنے عرصہ میں کہ یہ سردار جمع ہوں وہ اپنے سب قلعوں میں گشت اور افسروں کو اپنے سارے احکام کی تعمیل کی تاکید کرآیا اور پھر اپنی دارالحکومت میں چلا آیا اُسنے مورو ترمل پنگ لی

اور انّاجی سونڈیو اور اناجی دیو کو پورے اختیارات اپنی ممالک کے دیئے سوا اسکے مملکت کو بہت وسعت ہوگئی تھی۔ کونکان میں چول تک پونڈا کے قریب اور مہتا گھاٹ میں دریا بھیرا سے رانگنا تک پھیلی تھی۔ سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا اور پانچ مارچ ۱۶۶۶ء کو دہلی روانہ ہوا۔ پانسو منتخب سوار اور ایک ہزار ماولی ساتھ لئے جب وہ دہلی کے قریب آیا تو پادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جیسنگہ اور مخلص خاں ایک بیحقیقت سے سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا۔ ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار گذرا اگرچہ بھی اُس نے اپنے تئیں بہت روکا اور دربار میں پندرہ سو اشرفیاں اور چھ ہزار روپئے کل بتیس ہزار روپئے کی نذر گذرانی پادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصبداروں کے جرگہ میں بٹھایا یہ منصب اسکے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگہ نے پادشاہ کی جن مہربانیوں کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا اُنہیں سے اکثر کو اُس نے نہ پایا۔ پادشاہ کے دلمیں اس کے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا اس سے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا کئے جائیں اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ فکر میں ہوا۔ عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کرکے ایک گوشہ میں چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام میں تازہ آئے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک ساعت کے بعد ساختگی و پختہ کاری کے ساتھ بحال۔ اور کنور رام سنگھ سے مخاطب ہوا اور شکووں و گلوں کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئیں ضائع کرنیکا قصد کیا۔ ہرچند کنور رام سنگھ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پادشاہ سے داب آداب کے خلاف اسکی ادائیں معروض ہوئیں تو پادشاہ نے حکم دیا کہ بغیر اسکے کہ عنایات پادشاہانہ عمل میں آئیں اسکو رخصت کیا۔ رام سنگھ نے شہرت پناہ پر راجہ جیسنگہ کے گھر کے پاس اسکے اُترنے کیلئے مکان تجویز کیا تھا اسمیں اسکو لے گئے اور پادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جیسنگھ کو حقیقت لکھی جائے - جواب آنیکے بعد جو مصلحت صوابدید ہوگی عمل میں آئیگی
حکم دیا - سیوا مجرے کو نہ آئے - اور اسکا بیٹا رام سنگھ کی ہمراہ مجرے کو آیا کرے - پادشاہ نے
کوتوال فولاد خاں کو فرمایا کہ سیوا کے اوطاق منزل گاہ پر چوکی بٹھادے - راجہ جیسنگھ
کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا کی صورت حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اُس سے قول و قرار ہوئے
اور راجہ کو حکم دیا کہ اسکے باب میں جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صواب دید اور
اسکی ملتمس کے موافق سیواجی سے معاملہ کیا جائے - دو تین روز تک جب سیواجی نے پادشاہ
کی بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا - رات دن اسی اُدھیڑبن میں تھا
کہ اس پھندے سے نکل جاؤں - اُسنے امرا اور کنور رام سنگھ سے رفق و مدارا پیدا کیا اور
دکن کے تحائف و ہدیے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال
میں پادشاہ کے فرمان کے جواب میں راجہ جے سنگھ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیواجی سے عہد و
پیمان کئے ہیں اور میں ابھی تک اس مہم میں مشغول ہوں - اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے
درگذر کرے تو میں بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال میں سرفراز اور
پادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجرا کے لئے مناسب
یہی ہے - اُس نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ مسلک بندگی و فرمان پذیری
سے انحراف نہیں کرے گا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی - پادشاہ نے راجہ
کی اس عرض کو منظور کیا اور فولاد خاں کو حکم دیا کہ اُسکی منزل گاہ
سے پہرے اُٹھادے - مگر پادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ
جب پہرہ چوکی اُٹھ گئے اور کنور رام سنگھ نے اس کی حفاظت چھوڑی
تو وہ ۲۷ صفر کو تغیر وضع کرکے بھاگ گیا - اس کے بھاگنے
کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیرنامہ میں لکھا ہے باقی اور دل
لگی کی داستانیں گھڑی گئی ہیں کہ اس نے اپنے کاموں کی خجالت و ندامت کو

ظاہر کیا۔ آخر کو تمارض سے اپنے تئیں بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جگر کے درد سے بیتابی
ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ ویدوں سے مرض دق و سل کا علاج کرانے لگا کچھ دنوں انہیں
حیلوں سے اپنے تئیں زار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب
طرب رفقا کو انعام اور برہمنوں کو پُن دیتا غلہ خام و نقد ہندو مسلمان مستحقوں کو بانٹتا بڑے
بڑے پٹاروں کو کاغذ سے منڈھ کر اور طرح طرح کی شیرینی انہیں بھر کر امرا کے گھروں اور فقرا
کی خانقاہوں میں بھیجتا۔ جہاں اُسنے اپنی بھاگنے کی جا مقرر کر رکھی تھی وہاں دو تین گھوڑے
راہوار اس بہانہ سے بھیجدئے کہ وہ برہمنوں کو پُن کئے گئے ہیں۔ ان گھوڑوں کے ساتھ اپنے
ہمراز و ہمدم محرم رفیق بھی بھیجدئے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیوں میں تھا جو شکل میں اس
کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع سونے کے کڑے کو پہنایا اور اسکو
سمجھا دیا کہ میرے روانہ ہونیکے بعد باریک کپڑے کی دلائی سر پر اوڑھ لینا اسطرح پڑے
رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ اندر باہر جو پادشاہی آدمی آئیں جائیں وہ یہ جانیں
کہ سیواجی سوتا ہے پھر وہ خود اور بیٹا دونوں ٹوکروں میں بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنوں
کیواسطے مٹھائی انہیں بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر سنہ ۱۰۷۷ کو یوں علاقہ آگرہ سے نکل آیا۔ اور گھوڑوں
کے پاس پہنچا اور دو پہر میں متھرا میں آ گیا۔ یہاں اُسنے داڑھی مونچھیں منڈوائیں
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیاں جواہر اس پاس
تھے اور چند فقیر اسکے رازدار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ سے جمنا
پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہیں کہ سیواجی کے بھاگنے سے پانچ پہر
بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا پادشاہ
سے عرض کیا کہ سیواجی بھاگ گیا۔ پادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اُس نے
کہا کہ منزلگاہ کے گرد چوکیاں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض
کیا تو کوتوال کے آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑا طلائی

پیک لالی کے نیچے دکھائی دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ سیواجی چالیس پچاس کوس نہ
نکل گیا ہو تو مجھے مارڈالیے آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیواجی بھاگ گیا پادشاہ
نے جانا کہ رام سنگہ کی سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے
سے منع کردیا۔ اور حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرزبردار صوبہ داروں
کے نام احکام لیجائیں کہ جہاں سیوا گریز پائے اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں
راجہ جے سنگہ مہم بیجاپور سے فارغ ہوکر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ پہلے اس
سیواجی کے بھاگنے کی خبر پھیلے نیتاجی پالکر کو مقید کرکے حضور میں بھیجدے اور پھر اس مرغ
از قفس جستہ کی جست وجو میں مشغول ہو اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت فراہم
نہ کرنے دے۔ احمدآباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ تھا
اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرزبردار تعین کئے گئے سیواجی بنارس کی سمت
میں بھاگا تھا۔ وہاں چار پانچ روز تلک رہا۔ ہفتہ کے بعد اس طرف گرزبردار
رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب مرہٹوں کی کتابوں سے سیواجی کے فرار ہونیکا حال یہ لکھتے ہیں کہ
جب سیواجی کو معلوم ہوا کہ پادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کردیا تو وہ بڑا اسٹ پٹایا
اور کچھ توقف کرکے اُسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے کے لئے
رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت پادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں دہلی ان
سببوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات میں نے
کیں شرائط حضور نے لکھدیں۔ میں نے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کئے۔ اب
بھی میں لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنیکے
لئے مدد کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے
اپنی جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب وہوا مجھے موافق ہے اور نہ اور

...... اہل دکن کو جو مہری ہمراہی میں ساز گار ہے۔ اورنگ زیب نے ٹالم ٹولے کا جواب اسکو دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزل گاہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دے اور اسکی نگاہداشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو۔ سیواجی اب شکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے نوکروں کے یہاں روک لینے کی سختی کی فریاد کی۔ پادشاہ نے خوش خوش دکن کو اسکے نوکروں کے چلے جانے کی اجازت دی کیونکہ سیواجی کی جمعیت کے گھٹ جانے سے پادشاہ کے بس میں اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہوگیا سیانوں کو دور کی سوجھا کرتی ہے سیواجی کو اپنے دوستوں کو عافیت کے ساتھ قید سے نکالکر اپنا قید سے نکلنا آسان ہوگیا۔ رام سنگھ اسکا رازدار تھا اور اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کئے تھے ان کے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہیں ملاقات کو نہ جا سکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجتا رہتا اور اس طرح ان کو اپنا ایسا معین دیا رہنا پایا کہ اسکی مطلب براری کے لئے کافی تھا اسنے اپنے تئیں بیمار بنایا۔ ویدکوں سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تئیں سخت بیمار مشہور کیا۔ پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنوں کو پُن دان دینا شروع کیا۔

ویدکوں کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائیوں سے بھرکر بڑے بڑے امیروں اور اپنے دوست آشناؤں کو اور مسجدوں میں فقیروں میں تقسیم ہونیکے لئے بھیجنے شروع کئے اول اول پہرہ کے سپاہیوں نے ٹوکروں کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جان لیا کہ ان میں مٹھائی ہوتی ہے۔ چند دنوں کے بعد سیوا ایک پٹارے میں خود بیٹھا اور دوسرے میں بیٹے کو بٹھا دیا۔ ان ٹوکروں کو نوکروں نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے ان کو یوں باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ پہنچایا پھر دلی کی نواح میں اسجگہ وہ آیا۔ جہاں اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا تھا

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا اور سکروں متھرا پہنچا۔ جہاں بعض برہمن اور اسکا خیرخواہ دوست نیتاجی و بالوس راستے انتظار کر رہے تھے۔ اُنہوں نے اسکے لیے سامان تیار کر رکھا تھا۔ پونہ دیش کے برہمن کا ایک خاندان یہاں رہتا تھا اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ مورثم مل تیک لی کا کچھ رشتہ دار تھا۔ سنبھاجی کئی مہینے یہاں رہا۔ پھر دکن میں پہنچا دیا گیا۔ سیواجی گسائیں کے بھیس میں بہت پرستش گاہوں میں جاترے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہیں معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد دسمبر ۱۶۶۶ء میں راے گڑھ میں آیا۔

اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنیے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا ارادہ ہوا تو اُسنے سیواجی کو نہایت شفقتانہ محبت آمیز کلمات میں فرمان لکھا اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ جیسنگ بھی اُسکی جان اور آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلیے سیواجی بھی مطمئن ہوکر دہلی میں حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی میں شائستہ خاں کی بیوی بھی اُس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو شوہر کو زخمی کیا ہو۔ شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیے۔ اس سبب سے سیواجی یہ دیکھکر کہ ہر سمت میں اسکے خیموں کی تاک میں تین چار امیر لگے رہتے ہیں۔ ایک رات کو بھیس بدلکر نکل گیا اسکے بھاگ جانے کا محل میں بیگمات کو بہت رنج و افسوس ہوا ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس وحشی کو جس نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت دیکھی تو اسکے ہوش اُڑگئے اور بیہوش ہوگیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس دربار کی عظمت کو نہ دیکھ سکا وہاں سے بھاگ گیا۔ مورخوں کے بیان گو مختلف ہیں مگر سب سے زیادہ صحیح بیان عالمگیر نامہ میں لکھا ہے۔ ٹوروں یا بنڈاروں کی باتیں مرہٹوں نے جن کی عادت میں تاریخ کے ساتھ کہانیاں جوڑنے کی ہے لکھی ہے۔

اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجاے اُسکے کہ سیواجی کو اپنا دست بناتا

جو اسکے قدموں تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنالیا۔ عالمگیر نے نہ سمجھا کہ ساری ہندوستان میں کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہیں ہے کہ وہ مہمات دکن میں خدمت گذاری کامیابی کیساتھ سیواجی کی برابر کر سکے اُسنے یہ سمجھکر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب میں دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطر داری نہ کی۔ اپنی شان و شکوہ کی نمود کے لئے اسکو پنجہزاری منصب اردل میں بٹھایا اور اسکو دکن میں اپنا قایم مقام نہ بنایا جس سے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اُسنے کام کئے وہ آگے بیان ہونگے۔

شاہ ایران سے بے لطفی اور محمد معظم کو کابل جانے کے لئے تعین کرنا

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تربیت خاں ایران کے نامہ کا جواب لے کر ایران کو روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جاکر اصفہان میں شاہ سے ملا تو وہ اسپر ملتفت نہ ہوا بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کئے اور آئین مخالفت و داد اور قانون یک جہتی و اتحاد کے برخلاف باتیں ظہور میں آئیں۔ بعض اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت پادشاہی کی سرحد میں لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور نخشش کی باتیں ظاہر کیں۔ ایک سال بعد تربیت خاں فرخ آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان میں بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ تعین کی اور فرخ آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب سرانجام دیا کہ خود متعاقب خراسان میں آئے۔ پادشاہ پہلے سے ان باتوں کو سن رہا تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود میں تربیت خاں آیا تو اسکے عرائض سے یہ حال بتفصیل معلوم ہوا۔ پادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو پادشاہزادہ محمد معظم کو راجہ جسونت سنگ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل میں صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کئے اور بعض امراء جو حضور میں حاضر تھے اور بعض جو اپنے اقطاع میں تھے اُن کو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرح آباد سے صفہان کو چلا تو خناق کے مرض میں مبتلا ہوا اور چند روز میں مرگیا صفی مرزا اُسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر کو اس کے مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا لطف اٹھتا۔ اب وقت و قوت کا اقتضا نہیں ہو کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے اُس نے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جائے اور الٹا حضور میں چلا آئے۔

اعتماد خاں کا کشتہ ہونا

خافی لکھتا ہو کہ عبد القوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے اُس کو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خاں کا خطاب دیا تھا۔ خلوت میں اسکو سامنے بیٹھنے کی اجازت تھی کمال تدین و راستی و صلاح و تقویٰ رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اُسکو پکڑ لایا بادشاہ نے اعتماد خاں کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لیجا کر حقیقت حال دریافت کرے وہ اُسکو اپنے گھر لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اس نے کہا کہ میں فقیر ہوں تو اعتماد خاں نے اُسپر اور تنبیہ کی فقیر نے کہا کہ میں اصل حال آپکے کان میں کہوں گا اُس نے کہا اچھا جب وہ اُس کے کان میں بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اس کے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے چھوٹی شمشیر جو اعتماد خاں کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لیکر اعتماد خاں کے ایسی ماری کہ اُسے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکروں نے فقیر کے ٹکڑے اڑا دیئے عالمگیر نامہ میں لکھا ہو جو خافی خاں کے بیان سے زیادہ معتبر ہو کہ امیر خاں صوبہ دار کابل نے ان ایام میں چند بے سروپا مغلوں کو جاسوسی کے شبہ میں گرفتار کر کے بادشاہ پاس بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کار آگاہ و معاملہ فہم تھا تحقیق حال کے لیے مامور کیا۔ اعتماد خاں نے ان کمانوں میں سے ایک سپاہی وضع کو بے بند و زنجیر کے خلوت میں اپنے پاس طلب کرلیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہاں باہر گیا اور ایک خادم پاس لٹکے ہتیار تھے اس سے تلوار لیکر آیا او خان مذکور کے ایک ضربت ایسی لگائی کہ رشتہ حیات کا منقطع ہوا۔ اُس کے پاس کے آدمیوں نے اس قاتل کے ٹکڑے اڑا دیے۔ خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے

اور راستہ محرم قدیم الخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ بادشاہ کو اس کا افسوس ہوا۔ اور اُسکے خویشوں اور بیٹوں کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

نیتاجی کا مسلمان ہونا

بادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جے سنگھ نے دکن میں دستگیر کر کے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے فدائی خاں میر آتش کو اُس کی حراست کے لیئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ بادشاہ نے اسکو مسلمان کر کے بہت سی عنایات کیں جن کا آگے بیان ہوگا۔

زمیندار چاندہ و دیوگڑھ پر دلیر خاں کی لشکرکشی اور پیشکش کا وصول کرنا

بادشاہ نے دلیر خاں کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کوکیوں سمیت دریائے نربدا سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ مالجی ملار زمیندار چاندہ کی گوشمالی کو جائے وہ اس حکم کے ورود ہونے کے بعد دولت خاں و راجہ سبحان سنگھ و راؤ بہادر و قادر داد خاں زبردست خاں داؤد خاں برقندازخاں کے ساتھ برار و ملک چاندہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خاں صوبہ برار مع اس نواح کے فوجداروں کے اُس کے ساتھ شریک ہوا۔ جب چاندہ کی سرحد پر پہنچے تو اُس کے زمیندار پر خوف غالب ہوا اُس نے اپنے مدارالمہام تاکیا کو دلیر خاں پاس بھیجکر اُس سے ملاقات کی درخواست کی دلیر خاں نے اسکو فضل و کرم بادشاہی کا امیدوار کیا تاکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے مدہکر کے موضع مانڈورہ سرحد چاندہ پر دلیر خاں کے سامنے بطور قیدیوں کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیر خاں کے آگے پیش کیے سات ہزار اشرفی پانچ لاکھ روپیہ چند شتر فیل و غیرہ پر لاد کر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کیے دلیر خاں نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس اشیاء مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ اور ہاتھیوں کا سامان کر کے اولیاء دولت کو حوالہ کرو اس کے سوا پانچ لاکھ روپیہ دلیر خاں کو جو اصلاح کار کا واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ

ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سال دو لاکھ روپے پیش کش مقرری سرکار خاصہ میں ادا کرتے رہو
قلعہ مانک درگ کو جو اس ریاست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو بادشاہی آدمیوں کو مسمار کرنے دو
.... بادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کردے گا اور
رام سنگھ اس کے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کردیگا۔ دلیر خاں نے ان سب باتوں کی
منظوری بادشاہ سے منگا لی بادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیر خاں
نے پاپجی راؤ کو اپنے پاس بلا کہا اور اس کے وکلاء کو رخصت کیا کہ پیش کش کا سرانجام کریں۔
محمد لطیف کو قلعہ مانک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا۔ اس نے جاکر تھوڑے دنوں میں قلعہ
کو خاک کی برابر کیا۔ اس میں جابجا روپیہ مدفون تھا۔ اسکو نکالکر اور پچاس آہنی توپیں رام چنگی
اور بہت سی بندوقیں لشکر شاہی میں ارسال کیں اور اسی طرح قلعہ بھولی کو جو سرحد دیوگڈہ پر تھا
مسمار کیا۔ دو مہینے کے بعد پیش کش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ پاپجی لار راؤ علیل مریض تھا
اس کی ولایت میں خلل پڑ رہا تھا اور باشندے در جا بجا بھاگ کر متفرق ہوگئے تھے۔ دلیر خاں
نے اسکو چھوڑ دیا اور اُسے پیش کش میں سے تین لاکھ روپیہ اور اپنے پانچ لاکھ روپیہ کل آٹھ لاکھ
روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ میں مچلکہ لکھایا اور باقی تیس لاکھ روپیہ بتدریج تین
سال میں ادا کرنے کا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ بادشاہ نے
جو خلعت اُسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڑہ کی جو سرحد چاندہ سے متصل تھا اُس کی
تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنوں میں اُس نے پندرہ لاکھ روپئے وصول کیئے اور یہ
مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ وہ پیش کش دیا کرے اور حال میں قریب نصف کے
پیش کش وصول کی۔ راجہ جے سنگھ بیمار ہوکر مرگیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑ گیا۔ بادشاہ
نے حکم فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جائے۔ دکن کا صوبہ دار دلیر خاں مقرر ہوا۔
دلیر خاں نے دو زمینداروں سے باقی پیش کش کے وصول کرنے کے لیئے قادر داد خاں کو
مقرر کیا۔ خود اورنگ آباد روانہ ہوا۔

سوانح سال دہم جلوس سنہ ۱۰۷۷ھ

بادشاہ کے جلوس دہم کا جشن ہوا۔ اس سال میں شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے آیا اس کو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے۔ سیواجی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اُس نے فتنہ کر کے شعار و آداب مسلمانی کو اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اُس کو منصب سہ ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ بادشاہ کے جشن میں ایران توران و بلخ و بخارا و حضرموت و خطا کے ایلچی موجود تھے جن کو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جے سنگھ بادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد میں آیا تھا۔ بادشاہ نے اُس کو اپنے پاس بلایا اور ۔ شوال سنہ ۱۰۷۷ھ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ملک و دولت کی مصلحتوں کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ رائے سنگھ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگھ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جے سنگھ کو لکھا کہ جس وقت اورنگ آباد میں شہزادہ آئے اُس وقت وہاں سے روانہ ہو کر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی میں تھا کہ بیمار ہو کر مر گیا۔

پہلے زمانہ میں اقوام یوسف زئی کے بورت و مسکن سرزمین قندہار و قراباغ تھے بعض سببوں سے ان حدود سے وہ پراگندہ ہوئیں اُس زمانہ میں کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکمروا تھا وہ کابل میں آئیں مگر یہاں اس کی دال نہ گلی تو وہ آخر کو سرزمین سواد و بجور میں چلی گئیں۔ یہاں قوم سلطانی جو اپنے تئیں سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہیں مرزبانی کرتے تھے اوّل اُن کی اقوام یوسف زئی خدمت گزار بنیں اور پھر کافر نعمتی کر کے قوم سلطانی کو اٹھا کر خود سلطانی کرنے لگیں اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کر لیا۔ پہلے مرزبانوں کو کنڑ کے کوہوں میں بٹھا دیا۔ ان میں سے بعض حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرزبوم میں مسکن پکڑتے ہیں اور ترک بورت قدیم کو دشوار سمجھتے ہیں۔ غرض اب سے سو سال کا عرصہ گزرا ہوگا کہ اقوام یوسف زئی ان حدود میں بستی ہیں۔ دزدی اور رہزنی کرتی ہیں جتنا وہ اُن

سواد اور بجوڑ ہی اور پہاڑ سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کر لیا ہے اس کوہستان کا طول چالیس کوس
اور عرض بعض جگہ بیس کروہ اور بعض جگہ پندرہ کروہ ہے خوش مرغزار اور دلکش پاکیزہ جنگل
اُن پہاڑوں میں ہیں - سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب اس
دریا سے ملتی ہے جو خطۂ کابل سے آ کر نوشہرہ میں بہتا ہے اور چوتھی جانب میں کوہ شمالی ہے
حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد میں معرکہ آرائیاں زین خاں کوکلتاش و بیربل
و حکیم ابوالفتح نے یہاں کیں اُن کا بیان اقبالنامہ اکبری میں مفصل لکھا گیا ہے - غرض اُنکی
تنبیہ و تاکید اس قدر ہو گئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر نہیں نکالتی تھیں اگرچہ
وہ خود سر تھیں یا جنگ آزما تھیں لیکن وہ اپنی حدود سے باہر قدم نہیں رکھتی تھیں - ان دنوں
میں اُن کے سرداروں نے فساد اُٹھایا اور اس قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک
فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ خوشاب کے ملازموں میں سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا
جہاد کی صلاح دیدے پانچ ہزار افغانوں کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر دوڑ گئے یہ قلعہ حدود
پکھلی میں تھا جس کے مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ میں تھا - غدر و مکر سے
اس قلعہ کو انہوں نے لیا اور ان حدود میں شورش انگیزی شروع کی افغان یوسف زئی
کے ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب سے حدود اٹک میں اپنی حد سے باہر قدم رکھا اور
ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا - جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع نگاروں
سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کامل خاں پاس فرمان بھیجا کہ دریائے نیلاب
کے نواحی کے جاگیرداروں و فوجداروں کو جمع کر کے حتی المقدور اس طائفہ کی
تادیب میں مشغول ہو - امیر خاں صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خاں پانچ ہزار
سپاہ کے ساتھ ان مفسدوں کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے - کامل خاں نے
شمشیر خاں کے ملنے کا انتظار نہیں کیا - اپنے ہمراہیوں اور لشکری گروہ اشرف خوشحال
خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا اور گذر پار دریا کی طرف جو ولایت یوسف زئی

کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور میں امیر خاں کا
نائب عبدالرحیم تھا اس سے کامل خاں نے مدد طلب کی تھی۔ امیر خاں کے اشارہ سے
فوراً مرادعلی سلطان گھکر و راجہ رائے سنگھ بھدوریہ ۱۶ / شوال کو کامل خاں سے مل گئے۔
یوسف زئی بھی دریائے نیلاب سے اس طرف آ کر گذر ہارون پر جنگ پیکار کے قصد سے
مقیم ہوئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفوں کے پچیس ہزار سوار
اور پیادے اتر آئے تھے ان میں سے دس ہزار جنگ کے آہنگ میں مستعد ہوئے سخت
لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ و ہراساں دریائے
نیلاب پر گئے لشکر شاہی ان کے تعاقب میں گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار آدمی مارے
گئے اور بہت مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر دریا کے تین شعبے ہوتے
ہیں ایک ان میں پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت لے گئے۔ لشکر شاہی نے
مفسدوں کے چار سو سر اتارے۔ کامل خاں نے ان میں سے ایک سو بیس سر پشاور
بھجوائے اور باقی سروں کا کلہ مینار بنایا۔ تاکہ لوگوں کو عبرت ہو۔ بادشاہ نے یہ خبر
سنکر کامل خاں کو خلعت و فیل دیا اور منصب میں پانصدی دو صد سوار کا اضافہ کیا
کامل خاں نے گذر ہارون پر اقامت کی چاروں طرف اس کی کمک کے لئے لشکر
شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک میں [illegible] موضع اوہند میں جو ہند
کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لیے جمع ہوئے۔ بادشاہ نے مصلحت وقت جانکر
محمد امین خاں بخشی کو کابل کا صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لیے حکم دیا وہ
نو ہزار سپاہ کے ساتھ ۱۸ / ذیقعدہ کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خاں کی بھی جو افغانان
یوسف زئی کی تنبیہ کے لیے مقرر ہوئی تھی کئی لڑائیاں یوسف زئی سے محمد امین خاں
کے پہنچنے سے پہلے ہوئیں اور یہ قوم منکوب و منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر
خاں و عبدالرحیم خانہ زاد امیر خاں کابل میں لشکر کوہی کے ساتھ مفسدوں کی ولایت

بن پہنچے اور سرزمین مندڑ میں اُترے یہ مقام کوہستان یوسف زئی سے باہر یوسف زئی کا محل کشت و زراعت میدان کروفر ہے۔ یہاں سے موضع اوہنڈ میں کہ دہنہ کوہستان ہے تھانے بٹھائے اور مورچال لگائے اور نظم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسف زئی کے مساکن و مواطن و دیہات اور مزارع تھے اُن کو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ شمشیر خاں کو معلوم ہوا کہ یوسف زئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور و پنج پیر و مرغز میں فساد اُٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفوں کو پنج پیر میں شکست دی اس جنگ میں شمشیر خاں کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے۔ مفسدوں کے اکثر قریے و مساکن کو آگ لگا دی اور اُن کے مواشی کو تاراج کیا اور دو روز بعد شمشیر خاں نے پنج پیر کی بائیں جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا نشان نہیں چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لیے ان مقدمات کے بعد بھاکو اور یوسف زئی کے اور ملکوں نے الواسس اکوزئی اور ملی زئی کو جو اہل سواد و بنیر میں جمع کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہوں نے سپاہ نامحصور کے ساتھ موضع منصور میں آ کر مورچال مستحکم کیے اور سپاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز لڑائی کو آئے۔ شمشیر خاں لشکر کو مرتب کر کے اُن سے لڑنے گیا۔ افغانوں نے بندوق و تیر سے لڑائی شروع کی۔ لشکر شاہی اُن کو بھگاتا ہوا منصور پر اُن کے مورچالوں کے سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خاں نے اُسے سنبھال لیا سخت لڑائی ہوئی۔ یوسف زئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر پنج پیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلہ حیات اُن کا بجھ گیا ایک گروہ بے آبی سے تشنہ لب سراب عدم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے پھر ایک موضع میں کوشش و آویزش میں ثبات کیا۔ شمشیر خاں اُن کے دفیعہ میں مشغول ہوا۔ جب تیر و تفنگ سے اُن کو دفع نہ کر سکا تو بے توقف و درنگ لشکر شاہی گھوڑوں سے

اُڑکر پیادہ پا اور سپروں کو منہ پر لگاکے مردانہ وار کوہ پر چڑھا ۔ بعض دشمنوں کی جان لی ۔ بعض کو
امان دیکر دستگیر کیا ۔ تین سو آدمی جن میں چند معتبر ملک لوساختہ تھے مقید کئے ۔ بادشاہ
کو یہ خبر پہونچی تو شمشیر خاں کا اضافہ منصب کیا ۔ محمد امین خاں بھی یوسف زئی کے ملک میں گیا
اور اس نے اُن کے مساکن و مواطن کی تخریب میں کوشش کی ۔ بادشاہ کا حکم اس پاس
آیا کہ شمشیر خاں کو اوہند میں چھوڑ کر اور اس کی کمک کو لشکر بھیجکر تم خود ہمارے پاس چلے آؤ ۔
محمد امین خاں نے جو کام اس مہم میں کیا اُسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو موضع لکی میں پہنچکر
شمشیر خاں کو اوہند سے اپنے پاس بلایا ۔ اس پاس شمشیر خاں آیا اور قوم اوتمازی کے
ملکوں کو جنہوں نے اطاعت کی تھی ساتھ لایا ۔ محمد امین نے اُن کو خلعت دیکر اپنے وطنوں
کو رخصت کیا اور اُن کو کہدیا کہ اطاعت کروگے تو لشکر شاہی کی سطوت سے امن رہوگے
قریب یوسف زئی سے قوم غیرہ یا شہباز گڑھ سے کوہ کرہ مار تک جا بجا سکونت رکھتی تھی ۔ اور
موقع پاکر دزدی کرتی تھی ۔ محمد امین خاں شہباز گڑھ میں گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر
فضا میں داخل ہوا اور چند قریوں کو آگ لگاکے خاک کی برابر کیا ۔ چھ ہزار مواشی پکڑ لیے
محمد امین خاں موضع بجار میں آیا جو کوہ مواد پر واقع ہے یہاں خوب تاخت و تاراج کی اور بہت
مواشی لے لیے ۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۰ ربیع الثانی کو اوہند میں آیا اور شمشیر خاں کو
مہم کا اہتمام سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۴ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی

جشن شمسی

۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا ۔ عبد الرحمن خاں بن نذر محمد خاں کو پانچ ہزار روپے
اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خاں کو ہزار روپے اور اس کے چھوٹے بھائی باقی محمد کو
تین ہزار روپے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر با ساز مینا کار و محمد منصور برادر عبد اللہ خاں
والی کاشغر کو خطاب ناصر خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی [illegible] ربیع الثانی
رستم بے ایلچی عبد العزیز خاں کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع با ساز طلا و ایک ہاتھی اور ۱۲ ہزار
روپیہ اور اس کے ہمراہیوں کو ۱۰ ہزار روپیہ و خوشحال بیگ ایلچی جان قلی خاں کو خلعت

وہپ باساز و طلا و شمشیر و سپر ہر دو باساز طلا و مرصع و ایک ہاتھی اور ۴۳ ہزار روپیہ اور اُس کے بیٹے یار محمد کو خلعت و خنجر اور ایک اشرفی پچاس سو مہری اور اُس کے رفیقوں کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئے۔ اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اُس کے رفیقوں کو دو لاکھ روپے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اس کے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپے کے قریب اور ایلچی والی اورگنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع گراں بہا والی مذکور کے لیے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپے اُس کو حوالہ ہوئے کہ ہندوستان کی امتعہ خرید کر کے اُس کو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ و خواجہ زاہد کو جو۔ جو بہاری خواجہ ہیں۔ ہر ایک کو پانچ ہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہم نے وہ لکھے ہیں جو غیر ملکوں کے سفیروں کو دیئے گئے ہیں جن سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکوں کے بادشاہوں سے اُس کی مراسلت تھی اور اُن کے سفیر اس کے دربار میں آتے تھے۔

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبداللہ خاں والی کاشغر بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہو کر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بے سرو سامانی کے ساتھ ان حدود میں آیا ہے چند اہل و عیال اس کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق کو مہماندار مقرر کیا اور سرانجام ضروری کے ساتھ اس کے استقبال کو روانہ کیا اور اس کے ساتھ ایک سو نو گھوڑے باساز مینا و طلا و سادہ اور ہاتھی باساز نقرہ و خنجر و شمشیر مرصع و ظروف طلا و نقرہ و اقسام اقمشہ و فرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر پر تنخواہ کر کے بھیجے محمد امین خاں کو کہ لاہور میں اپنے متعلقہ صوبہ میں گیا ہوا تھا۔ حکم گیا کہ عبداللہ خاں کے آنے تک وہاں توقف کرے اور اُس کی ضیافت میں تقدیم کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپیہ اسکے پاس پہنچا دے اور سب طرح سے اُس کی مہمانداری میں مشغول ہو۔ جا بجا حکام فوجداروں کو مہمان نوازی و مسافر پروری کے لیے احکام صادر ہوئے جب وہ دارالخلافہ کے قریب آیا تو بادشاہ نے جعفر خاں کو اس کے استقبال کے لیے بھیجا اور امراء عظام کے ساتھ

عبداللہ خان والی کاشغر کا بیت اللہ کو جانا

عبادت خانہ میں لاکر ملاقات کی اور اتنے عرصے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ سب سامان درست کرکے روانہ کیا۔ سورت تک اس کی ہر جگہ بڑی خدمت گذاری ہوئی دس لاکھ روپیہ اس کی مہمانداری میں صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیے عالمگیر نامہ محمد کاظم زیادہ پہنچا تھا۔ دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کر دیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ کرے۔ اس لیے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور بالتفصیل ایسی نہیں ہے جیسی کہ اس کے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابوں سے باقی حال میں لکھتا ہوں یہ ہیں۔ اول مآثر عالمگیری جس کو مستعد خاں نے مختصر لکھا ہے اس میں واقعات دکن میں قلعوں اور ملکوں کی فتوح کو بیان کیا ہے۔ مگر وہ واقعات جو ان مہمات میں پیش آئے ان کا ذکر نہیں کیا اچھا رخ دکھایا ہے دوسرا رخ چھپایا ہے۔ دوم منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا نوکر تھا۔ وہ عالمگیر سے ناخوش تھا۔ اس کا بیٹا مورخ ہے جس نے باپ سے بہت سے واقعات سنکر ایسے لکھے ہیں جن میں عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے حال لکھنے میں قدم خلاف عدل سے باہر پہنچاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو بے مزہ بناتا ہے اور عوام کی مضحک غلطیں نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخیں جو مرہٹوں نے لکھی ہیں وہ انگریزی میں وہ ترجمہ ہوئی ہیں ان تاریخوں میں افسانے اور کہانیاں بہت ہیں تاریخ کم ہے۔ چہارم وہ تاریخیں جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ میں ہندوستان میں موجود تھے لکھی ہیں جیسے فرانسیسی ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امرا کی مجالس سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس میں ہوتی ہے اور کیا کیا خرافتیں ان میں بیچ ہوتی ہیں اس جنٹلمین ڈاکٹر نے اس اپنے آقا کی مجلس میں جو باتیں سنیں انکو سچ سمجھکر اپنے فرانسیسی دماغ سے نقل کئے ان میں لگا کے ایک ایسی کرتب تاریخ لکھ دی جس کے مطالعے سے وہ اور بھی بنا لطف

ہیں پڑتے ہیں جو معتبر کتابوں پر نظر نہیں رکھتے ۔

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۹ھ لغایت سال بیست و یکم

روز بروز امور شرعی کے اجرا اور اوامر و مناہی الٰہی کے پاسداری میں بادشاہ کی تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پاندری وغیرہ موقوف کی جائے جس سے لاکھوں روپیہ کی آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی وہ مسکرات کے رواج اور خرابات خانوں کو موقوف کرتا تھا ۔ ہنود کے معبد خانوں میں ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لیے جمع ہوتے تھے اور لاکھوں روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے محصول کے بہت روپیہ ہر صوبہ میں داخل ہوتے تھے اُس کے موقوف کرنے کے لیے حکم صادر فرمایا ۔ کلاونتوں نامی قوالوں سے جو سرکار میں نوکر تھے اُن سے سرود خوانی سے توبہ کراکے اُن کے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا ۔ کہتے ہیں کہ ایک جماعت کلاونتوں اور قوالوں نے بڑا ازدحام کیا اور ایک جنازہ کو بڑی شان سے اُٹھایا اور اس کے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکہ درشن کے نیچے سے گزرے ۔ جب بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاونتوں نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اس کو مدفون کرنے کے لیے جاتے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ اُس کو ایسا خاک میں دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے ۔

بادشاہان سلف کے زمانہ میں اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضۂ بدنی کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لیے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین میں اُس جھروکہ درشن میں اپنی صورت دکھاتے تھے ۔ جو دریائے جمنا پر شاہجہاں آباد اور اکبر آباد میں مشرف ہے ۔ امرا مجرائی کے سوا اس وقت سب قوموں کے لاکھوں زن و مرد دعا و ثنا بجا لاتے تھے اور قوم ہنود میں ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ درشن کے نیچے جاکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا ۔ کوئی چیز نہیں کھاتا تھا عالمگیر نے اس کو

بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیوں کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور جھروکہ میں
خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا میں بادشاہ نے سنا کہ برہان پور میں محلہ احدی پورہ
اور کھرکی پورہ آپس میں عداوت ہمیشگی رکھتے ہیں۔ ایام عاشورہ میں احدی پورہ کے آدمی
ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہیں وہ مردم کھرکی پورہ پر اور اور محلوں پر غالب
تھے گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دو سو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور بندوقچی باہر
نکلتے تھے۔ ایک رات کو تابوت کے گشت کے وقت کھرکی پورہ کے آدمیوں سے اُن کا
مقابلہ ہوا۔ ہرچند کھرکی پورہ کے آدمیوں نے اپنے تابوت کی گشت کی راہ کو بدلکر احدی پورہ
کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا مگر احدی پورہ کے آدمیوں نے جہالت سے اُس کی راہ
کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ
کھرکی پورہ والوں کے ساتھ بہت سے تماشائی شریک ہوگئے۔ اس قدر آدمی اُن کی
اعانت کے لیے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی کو کانذا کے گھر پر سفال باقی نہیں رہی اور پچاس
احدیوں سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپیہ کے سرمایہ
اور اثاثہ تابوت اور رخت سے احدی پورہ کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سنکر
حکم دیا کہ تمام صوبوں میں لکھا جائے۔ ایام عاشورہ میں کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ
گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے عہد میں شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً
شاہجہاں کے عہد میں اور ہر ایک بادشاہ کے عہد میں ایک ملک الشعرا ہوتا تھا اور
وہ پائے تخت میں حاضر رہتا تھا مصاحب رکاب۔ دفتر دیوانی کا جز منجمین کا گروہ سمجھا جاتا
تھا وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے اُن کو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق و داخلہ
شمس کے سر رشتہ حساب۔ تنخواہ تیول جاگیرداروں اور نقدی منصبداروں و توپخانہ کی اور قرعہ
ساعت کے موافق تقویم بناتے وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سننے کا اور ساعت اور تقویم

علاوہ

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر میں تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب از روئے تقویم محور رکھتے ہیں جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہیں ہو سکتا تو فرمایا کہ سہ

لا و لا لب لا و لا لا شش مہ است　　لل و کط و کط لل شہور کوتہ است

پر حساب کرکے شمسی مہینوں کے سر رشتہ کو نگاہ رکھیں۔ اس حکم سے حساب میں اکھیڑا پڑ گیا اور جن منصب داروں کو برسوں کے بعد تنخواہ ملتی تھی ان کو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی و مقدمات جزئی و کلی میں قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو اُن پر رشک و حسد ہوا۔ چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمد آبادی کہ قاضی القضات بادشاہی تھا اُس نے ہمقدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امرا باتمام و نشان اس سے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خاں ثانی کہ جو بادشاہ کی خدمت میں بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ و محرمان خاندان قاضی سے سنا گیا کہ جن ایام میں مہابت خاں بمہم دکن میں مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اُس نے مساعدت کی درخواست بادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن میں اسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر و اکبر آباد اور مال قاضی احمد آباد کے بیوپاریوں کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ میں داخل ہو کر تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ میں تقسیم کر دیا جب بادشاہ سے یہ عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خاں نے عرض کیا کہ سوداگروں کا مال از راہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اس کا جو منافع قاضی صاحب تجویز کریں گے وہ میں ادا کروں گا۔ قاضی نے مصلحت کا راس میں جانی اور کاوش نہ کی جس وقت مہابت خاں کی رخصت کی تجویز ہو رہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسوں کے نوشتہ سے

معلوم ہوا کہ سیواجی نے بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خاں اور مہابت خاں کی طرف سے ذکر
بادشاہ نے فرمایا کہ اس کا فتنہ پہنچنے پاؤں اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے
استیصال کا فکر ضروری ہے۔ مہابت خاں نے جواب میں التماس کیا کہ فوج کی حاجت
اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہیں ہے۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے بیدماغ
ہوکر خلوت میں جعفر خاں سے فرمایا کہ مہابت خاں کو سمجھا دیں کہ سر دیوان ایسے لغو کلمات
عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خاں یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متھرا سے بھیس بدل کر
روانہ ہوا۔ داڑھی مونچھ منڈائی اپنے پسر خردسال کو ہمراہ لیا۔ چالیس پچاس ہرکارے اور
نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے منہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو فقیروں کی صورت بنائی
چوب دستیوں کو مجوف کیا تھا اور ان کے اندر بیش قیمت جواہر اور کچھ اشرفیوں کو اتنا بھر لیا
تھا کہ لکڑیوں کو ہاتھ میں لے جا سکتے تھے ان کے سروں پر خاصیں لگا دی تھیں۔ پرانی جوتیوں
کے تلووں میں کچھ اشرفیاں سی دیں یہ فرقہ مختلف الوضع پراگندہ ہو گئے ادھر ادھر گیا اور الہ آباد
بنارس کو چلا۔ ایک الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانوں کے ساتھ موم میں
بند کرکے ہرکاروں کی پوشش میں سی دیا اور جواہر بعض ہمراہیوں نے منہ میں رکھ لیے
یہ کہ پیچھا کرکے ایک مکان میں پہنچا جہاں کے فوجدار کو دکن کے لکھنے سے اور بادشاہ کے
احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا۔ فوجدار نے سیوا کے فرار ہونے کی
اور ان فقیروں کے تین گروہوں کی آنے کی خبر پا کر ان سب فقیروں کو مقید کر لیا اور
تحقیقات شروع کی۔ ایک روز ایک رات تک یہ سیواجی مقید مسافروں کی ایک
جماعت کے ساتھ قید میں رہا دوسرے روز آدھی رات کو سیوا خود تنہا خلوت میں فوجدار
پاس گیا اور اقرار کیا کہ میں سیوا ہوں یہ ہیرا اور الماس اور یاقوت لاکھ روپے
کی قیمت کے میرے پاس ہیں تو یہ جانتا ہے کہ اس صورت میں مجھے زندہ قید کی

کرکے بیچے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرے دونوں صورتوں میں یہ دونوں جواہر بیچے پہا تیرے
ہاتھ نہ آئیں گے۔ یہ میں ہوں اور یہ میرا اسباب ہے۔ جواہر گشتوں کے سر سے ہاتھ اٹھا۔ علی قلی خاں
نے یہ سوچا کہ معلوم نہیں کیا ہو۔ سودے نقد کو امید نسیہ پر چھوڑنا مصلحت نہیں ہے۔ اس سبب
وہ دو جواہر بیچے جانے لیے اور تہدید آمیز تفتیش کے بعد تمام فقیروں اور مسافروں کو چھوڑ دیا
سیواجی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس میں پھنسا ہوا چھوٹ کر اڑتا ہے
اسی طرح وہ نیپال کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اڑا۔ اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے میں
ہرکاروں سے زیادہ چالاک تھا۔ مگر سنبھا کہ عمر کچھ ساتھ تھا اس کے پاؤں میں چھالے پڑ گئے
وہ اس کے پاؤں کی [illegible] بنا سیواجی کے باپ دادا جب بنارس میں آئے تھے تو موروثی
پروہت کب کلس کو بنایا تھا۔ صاحب اہم رسم ہندوں کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان میں جاترا
جاتے ہیں وہ ایک برہمن کو اپنا مہری خط لکھکر دیدیتے ہیں جو ان کی خدمت کرتا ہے وہی
ہمیشہ انکی اولاد کی خدمت کیا کرتا ہے سیواجی نے اس کو تلاش کرکے پیدا کیا اور اپنے
بیٹے کو اس کے حوالہ کیا۔ کچھ جواہر اور اشرفیاں دیں اور سفارش کی کہ اگر میری حیات
نے وفا کی اور میں اپنے مکان کو پہنچا تو میں تمہیں خط لکھوں گا تم سنبھا کو اپنے ساتھ لے کر
جس راہ سے کہ میں بتاؤں اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہیں اور بیٹے کو خدا
کے سپرد کرتا ہوں۔ کبھی تو پسر کی خواہش اور اس کی مادر کی تحریر پر۔ زنہار اپنی جگہ سے
حرکت نہ کرنا۔ اس برہمن کو جو کب کلس کو لایا تھا چند سال کا خرچ دیکر سنبھا کے ہمراہ
کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور اس میں داخل ہوا دو گھڑی رات رہی تھی
وہ گنگا نہانے گیا۔ ابھی داڑھی منڈائے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا اتنا پکار
باقی تھی کہ سیوا کے گرفت وگیر کا غلغلہ ہوا۔ اس لیے ایک برہمن کو زر و جواہر دیا
نہانے سے فارغ کر دیا اور وہ روانہ ہوا۔ القصہ سیوا بنارس سے پیادہ [illegible] چاندہ
کی راہ سے قصبہ حیدرآباد میں قطب الملک پاس پہنچا اور راستے والوں کو [illegible]

واسطہ ویجا کا اس کو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ ہو گیا۔

سیواجی فن قلعہ گیری میں مشہور تھا۔ عبد اللہ قطب الملک نے ان تمام سرحدی قطب شاہیہ قلعوں کے لیے سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف میں چلے گئے تھے اس نے عبد اللہ سے قسم وعہد و پیمان مستحکم کیے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میری ہمراہ کیا جائے تو قلعے جو بیجاپوریوں کے تصرف میں ہیں ان کو جا کر تھوڑے دنوں میں تسخیر کر لیتا ہوں اور تمہارے معتمدوں کو جو میری ہمراہ تم کر دو گے ان کو حوالہ کر دونگا اور نیز تمہارے قلعوں کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیوں نے لے لیے ہیں اگر انکو تمہارے کمک اور مصالح سے اپنے تصرف میں لاؤنگا تو میں تمہارے احسان مانوں گا اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زر خریدہ رہونگا۔ عبد اللہ شاہ نے عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہیں کی جمعیت شائستہ مع مصالحہ قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سر فوج قرار دیے اور انکو سیواجی کی اطاعت و رفاقت کے لیے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری میں ید بیضا رکھتا تھا فوج لے کر جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اس کو طرح طرح کے حیلوں اور تدبیروں سے چند دنوں کے محاصرہ میں لے لیتا قلعے کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لیے عبد اللہ شاہ نے جو آدمی اس کی ہمراہ کیے تھے ان سے چکنی چپڑی باتیں کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کر دونگا۔ یوں امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ میں سے ہاتھ لگتی انکو دیدیتا اور ان کو دم دیکر دوسرے قلعہ پر جاتا۔ ستارہ اور پرنالہ وغیرہ دس بارہ قلعے فتح کر لیے۔ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھوں روپے خرچ ہو کر برسوں میں فتح ہوتے تھے اس نے تھوڑے دنوں میں اپنے تصرف میں کر لیے راجہ جے سنگھ و دلیر خاں اور شہ بادشاہی کی سعی سے قلعوں راجگڈہ وغیرہ کی کنجیاں خود اس نے حوالہ کیں تھیں ان سب پر پھر اپنا تصرف کر لیا۔ عبد اللہ شاہ کے نوکروں کو حوالہ کرکے

اُن کو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہی کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کے سال اول دوم میں سیواجی حیدرآباد میں آیا اور اُس سے ملاقات کی اور رابطہ قویی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ میں مستقل ہوا۔ اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخوں میں مرہٹوں کی اور خافی خاں کی تاریخوں سے یہ نقل ہوتا ہی کہ راجہ جے سنگھ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکنیوں کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعوں کا قلعداروں کے ہاتھ میں رہنا متعذر ہی اس لیے اُس نے مصالح توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے اُن کو ڈھا دیا اور وہاں سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مرہٹوں کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اُس نے اِن قلعوں کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی اُن میں آدمی مقرر کیے اور بادشاہی آدمی نکال دیے۔ غرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہوگئے تھے اُس نے اکثر ملک کوکان میں ولایت کلیان کو فتح کرلیا۔

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی۔ اس میں کروڑوں روپیہ کے نقد وجنس حاصل ہوئے اور ہنود بانام ونشاں ومسلمان آبرو طلب ان کا مرد اس کے ہاتھ آئے۔ سورت کو باب حج کہتے تھے۔ اُس کا لٹنا حاجیوں کے حج کا مانع تھا۔ اس لیے بادشاہ کو یہ واقع نہایت ناگوار ہوا۔ اُس نے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف میں قلعہ شہر پناہ بنائیں جو پہلے نہ تھا اور دلیر خاں و خان جہاں بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لیے متعین کیے کہتے ہیں کہ سیوا نے بارہ ہزار قزاقی و کچھی گھوڑے جمع کیے سواروں کو ان گھوڑوں کا بارگیر بنا کے افواج کو بھیجتا پہلے جو اُس نے نئے قلعے دریا میں بنائے تھے اُن کو اب انتظام کیا۔ جنگی کشتیاں تیار کیں وہ انکے قلعوں کے نیچے رہا کرتیں اور راہ ولایت اور کعبۃ اللہ کے جہازوں کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جب اُس کے اطراف

راجگڈھ

سیواجی کا بندر سورت کو لوٹنا اور بادشاہ کا قلعہ شہر پناہ بنانا

کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اُس کو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلب کوہ میں اُس کے رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اُس نے کوہ راہیری میں اسکی تجویز کی وہ دامن کوہ سے قلعہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۴۰ کروہ وہاں سے دریائے شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی اطراف میں بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی میں تھی اور راجگڈھ یہاں سے چار پانچ منزل تھا۔ یہاں پانچ مہینے برابر مینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی کوکن سے تھا یہاں قلعہ اُس نے بنایا اور برج دوبارہ اس کے کمال قلب بنائے قلعہ راجگڈھ کا رہنا چھوڑ دیا قلعہ راہیری (رائے گڑھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔ جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپیں اُس پر لگ گئیں اور اطراف کی آمد و شد کی راہ مسدود ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اصلی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونے کا کڑہ طلائی میدان میں رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعے کے اوپر بلا امداد زینہ وکمند کے مع نشان جائے تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اُس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں پہاڑ پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤں۔ سیوا جی نے اجازت دی۔ اس نے قلعہ پر جاکر نشان نصب کردیا اور جلدی چلا آیا۔ سیوا جی نے حکم دیا کہ خریطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدیں اور اس کے پاؤں کے بند کاٹ دیں۔ اس راہ کو اس نے بند کرادیا۔ جے سنگھ کی جگہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگھ اُس کے ساتھ بھیجا گیا۔ ان دونوں کے اوصاف کا پہلے ذکر ہوچکا ہے

جو کام ساز شوق کے پردوں میں ہوتے ہیں اُن کی اصل حقیقت اس سے نہیں کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہیں وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہیں کرتے اور اگر بیان بھی کرتے ہیں تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب اعتبار نہیں ہوتا اور سازش کے اخفا میں محققین بھی اپنی عقلیں دوڑا کر رائے لگاتے ہیں ان میں کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے اس اختلاف

کوئی صحیح امر تحقیق نہیں ہوتا۔ بس اسی قبیل کا معاملہ اورنگ زیب اور سیوا جی کے صلح کا ہے دونو
ملکی جوڑ توڑوں میں ایک دوسرے کے اُستاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی
مرہٹوں کی تاریخوں سے نقل کرتے ہیں کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو
بہت تاکید کی تھی کہ سیوا جی سے بظاہر بنا رہنا مصلحت ہے مگر جس وقت قابو
چلے اُس کو قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہاں تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت
اور نفرت جتانا اور خفیہ بے آگاہ مرہٹوں سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اُس کے پھنسانے کا
جال تھا۔ مگر سیوا جی سیانا تھا۔ اس جال میں کب آتا تھا۔ بعض مورخ انگریزی یہ بیان
کرتے ہیں کہ سیوا جی کی ملاقات راجہ جسونت سنگھ سے دلی میں ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج
سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اس وقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو
تھا۔ اب تک اس کا ایک خط اورنگ زیب کے نام کا جزیہ کے باب میں راجہ کولاپور کے
پاس موجود ہے یہ خط سیوا جی نے اُس کو لکھکر دیا تھا۔ وہ ہندوؤں کی سلطنت کا بہ نسبت
مسلمانوں کی سلطنت کے زیادہ خیر خواہ تھا۔ بڑا رشوت ستاں تھا۔ سیوا جی نے جانا
کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے سے خوب مطلب براری ہوگی۔ اُن کو بے دریغ خوب
روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت
اپنی دولت خواہی کی بھجوائی۔ جس میں لکھا تھا میں ہمیشہ حضور کی خیر خواہی اور اطاعت
و فرمان برداری و خدمت گزاری کروں گا کہ میری خدمات کی پہلے قدر نہیں ہوئی۔ بادشاہ
نے اس کی درخواست منظور کی اور سیوا جی کو راجہ کا خطاب دیا اور اس کے بیٹے سنبھا کو پنجہزاری
کا خطاب ملا اور ملک برار میں ایک جاگیر دی جس میں سیوا جی کی طرف سے اول دفعہ
ایک جتھہ لشکر کا ... مقرر ہوا اور اس کی جاگیر کے انتظام پونہ و چاکنہ
وصول پہ واپس دینے لگے مگر یہ شرط تھا کہ اس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگھ گڑھ اور پورندھر پہ
بادشاہی فوج رہے ان سرداروں کے سپرد سیوا جی نے اورنگ آباد میں محمد معظم پاس سنبھا جی کو

سواروں کے ساتھ روانہ کیا مگر کم عمری کے سبب سے اس کو واپس بلا لیا اور اسکی جگہ کڑتوجی گوجر کو پرتاب راؤ کا خطاب اور سر نوبت سواروں کا منصب دیکر بھیجا۔

بیجاپور اور گولکنڈہ کے رئیسوں سے بادشاہ کی صلح ہو گئی تھی اسلئے ۱۰۷۸ھ تک دکن میں امن رہا۔

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نہ سمجھتا ہو جس وقت اس کو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے میں نہ پھنسا تو اس نے کھلم کھلا اس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا۔ اول اس نے قلعوں سنگ گڑھ اور پورندہر کو فتح کرنا چاہا جن کے سبب سے انکی آمدورفت پائگہ اور پونے سے مسدود تھی۔ سنگ گڑھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی غفلت کا خیال اورنگ زیب اور سیواجی دونو کو تھا۔ بادشاہی راجپوتوں کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی تناجی مالوسری نے ماولیوں کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہاڑوں کی بلندیوں کو زینوں پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا راجپوتوں کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مار گرایا۔ اور دشمنوں کی تہائی فوج (۵۰۰ آدمیوں کے قریب) کو ٹھکانے لگا دیا۔ مگر مرہٹے مرکر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لے کر اٹھے پانچسو راجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا۔ مگر جب اس نے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اس نے کہا کہ گڑھ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا۔ سیوا اپنی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعوں پر کسی کو انعام دیتا۔ لیکن اس فتح نمایاں کی خوشی میں ماولیوں کو چاندی کے کڑے عنایت کیے اور افسروں کو ان کے حسب حال انعام دیا سوریاجی کو قلعہ دار مقرر کیا۔ سنگ گڑھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندہر بھی لے لیا اس نے کچھ بڑا مقابلہ نہیں کیا۔ کوکن میں قلعہ ماہولے کا فتح کرنا قلعہ پورندہر کی طرح آسان

نہ تھا مورچہ ویشت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اس کے ایک ہزار آدمیوں کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیرے اُن کی کمک آئے گی وہ نہ آئی۔ دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اس کو تسخیر کر لیا۔ غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہو گیا۔ جنجیرہ کی فتح کرنے میں سیواجی کامیاب نہیں ہوا جنجیرا کو بھی فتح نہ کر سکا جس کا نیچے حال خافی خاں کی کتاب سے لکھا جاتا ہے۔

جزیرہ کی حبشیوں سے لڑائی

ابتدا میں کوکن نظام الملک سے راجپوری کی اطراف تعلق رکھتی تھیں جب شاہجہان کا اس پر تسلط ہوا تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف میں آیا تھا اس کو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن میں عادل شاہ کی طرف سے فتح خاں افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ ڈنڈار (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے شور میں واقع ہے اور نصف خشکی میں ہے۔ اس کا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو میں تھا دو گولہ رس فاصلہ پر ڈنڈا راجپوری سے تھا وہ کمال مستحکم تھا۔ اس نواح میں ملک پر جس وقت غنیم کا غلبہ ہوتا تو یہاں کا فوجدار اس قلعہ میں پناہ کے لیے چلا جاتا۔ ڈنڈا راجپوری سے راہیری بیس کروہ پر تھا۔ جب اس کو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہ مقرر کی تو اس نواح میں سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف میں کر لیے اور ڈنڈا راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ جب فتح خاں نے سیوا کا غلبہ دیکھا کہ سب قلعوں پر غالب ہو گیا ہے تو حواس باختہ ہو کر ڈنڈا راجپوری کو چھوڑ کر قلعہ جزیرہ میں چلا گیا۔ اس جزیرے کو مرہٹے جنجیرا کہتے ہیں۔ سیواجی نے یہاں بھی فتح خاں کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر میں تھا کہ امان کا قول لے کر جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے۔ فتح خاں کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور ان میں سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعدداں سپاہی ہمراہ تھے۔ جزیرہ کے بندوبست کا اور کشمر

کاموں کا اختیار انکو تھا۔ ان تینوں کو غنیم کے غلبہ پر اور فتح خاں کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی
کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا تو انہوں نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت میں
قلعہ جزیرہ کا مرہٹوں کے تصرف میں چلا جائے گا تو خدا جانے ہم پر وہ کیا ظلم توڑیں گے بہتر یہ
ہے کہ فتح خاں کو دستگیر کرکے مقید کریں اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت
دیں۔ چنانچہ سنہ ۱۲ جلوس میں حبشیوں نے فتح خاں کو غافل کرکے اُسکے پاؤں میں زنجیر ڈالی
اور ساری حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہاں بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اُس کی اطلاع
دی اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب کی
خان جہاں بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینوں حبشیوں کو منصب و خلعت عنایت
کیا اور بارہ ہزار روپیہ مدد خرچ کے لیے نقد عنایت کیا اور جاگیر بیس ہزار حاصل نواح سورت تنخوا
عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا سیواجی کے شر کے دفع کرنے میں کمربستہ ہوا
قلعہ کے نیچے کی کشتیاں جو مرمت طلب تھیں ان کی درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے
جنگی کشتیاں جمع کیں اور ایک رات کو قلعہ دنڈا راجپوری کے کشتیوں پر حملہ کیا اور دو سو
نو خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ لیے ان میں سے سو مرہٹے تھے جن کو سیواجی نے ابھی مقرر
کیا تھا۔ ان کے پاؤں میں پتھر باندھ کے پانی میں ڈبو دیا۔ اس بات سے سیواجی اور
حبشیوں میں شدید عداوت ہوگئی سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیاں ترتیب دیا
اور قلعہ کلابہ و گندیری مستحکم کیا۔ بہت قلعے روے دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے تو یقین
میں بہت لڑائیاں ہوئیں ان میں حبشی غالب تھے۔ سیدی سنبل کو پنجصدی کا منصب
ملا وہ مر گیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت اپنا قائم مقام بنایا۔ حبشیوں کو باتفاق
اُسکی اطاعت و رفاقت کے لیے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی قوم میں سیدی یاقوت
جوہر شجاعت و غریب پروری اور دانائی اور تصرف دریائی میں ممتاز تھا کشتیوں
اور مصالح جنگ کے جمع کرنے میں قلعے برج و بارہ کی تعمیر میں اور دریا نوردی میں

وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر اُس نے غنیم
کی کشتیوں کو دریا پر پکڑ لیا اور بہت مرہٹوں کے سر کاٹ کے بندر سورت میں بھیج دیئے
اور خانجہاں کو خوشنود اشت بھیجی۔ خانجہاں بہادر کی تجویز سے اُسکے پیہم اضافہ ہوئے وہ ہمیشہ
منصوبے میں رہتا تھا کہ قلعہ دنڈا راجپوری کو سیواجی کے قبضہ سے نکالے۔ اُس نے ہوائی
توپیں بہم پہنچائیں وقت کو اُن کو درختوں پر لگا کے دنڈا راجپوری کی طرف چھوڑا۔ اسی طرح
سیواجی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر میں رہتا تھا اور اپنے امراء کے سرداروں سے جو فن قلعہ گیری
میں ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اُس کو ایک من سونا انعام اور لوازم
انعام دونگا۔ ہولی کے دنوں میں سیواجی نے قلعہ راجپوری سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے
کے لیے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی دھن میں رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو
حصار دنڈا راجپوری میں ہندو ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ
سو آدمی مع مصالحہ قلعہ گیری وزینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کیے
اور خود تیس چالیس کشتیاں مسلح یورش سے بھری ہوئی لے کر دریا کی طرف سے پائے
حصار میں پہنچا۔ دونوں نے آپس میں کچھ اشارے مقرر کر لیے تھے ان مقرری اشاروں پر
کام کرتے تھے قلعہ کے آدمیوں کو انہوں نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی کی طرف سے
صدائے یورش بلند کی۔ اور ہندوؤں نے خبر پاکر بہت جلد ہی اُس کے دفعہ کرنے پر متوجہ ہوئے
سیدی یاقوت نے ایک جانبازوں کی جماعت لی اور کمند و زینوں کے ذریعہ سے
جو کشتیوں سے پاس حصار تک لگے ہوئے تھے جلدی و چالاکی سے حصار پر چڑھنے
لگے ان میں کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مار و پکڑ کا غل
مچایا اسی حال میں چند لفنگا ایک سردار کے ساتھ بارود خانہ کے کوٹھہ کھولنے اور بارود
نکالنے اور تقسیم کرنے کے لیے آئے تھے ان کے ہاتھ سے بارود خانہ میں آگ لگی جو
آدمی مع سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوائی

سیر کر کے جان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جھو جھو تھا۔ جب دشمنوں نے ان چاروں طرف گھیرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ میں تمیز نہیں ہی تو یاقوت جھو جھو کہکر اپنے بہادروں سے کہتا تھا کہ میں زندہ و سلامت ہوں تم خاطر جمع رکھو چند دنوں کے مارنے اور باندھنے میں حبشیوں نے دست درازی کی اس عرصہ میں سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر اپنے آدمیوں کو قلعہ میں لے آیا اور قلعہ کو مفتوح کیا۔ کہتے ہیں کہ جس وقت باروت خانہ کی چھت اُڑی ہے تو اُس کی آواز سے سیوا جی باوجود یکہ تین کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ ڈنڈا راجپوری پر کوئی آفت آئی ہے۔ اُس نے تیز رو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا۔ ان ایام میں سیوا جی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو ڈنڈا راجپوری سے چار پانچ کروہ کے اندر واقع تھے وہ سب سیوا جی کے تصرف میں تھے اس وقت اُن کو چھوڑ کر وہ اور قلعوں کی امداد کو نہیں جا سکتا تھا۔ سیدی یاقوت نے فرصت کو غنیمت سمجھکر ان قلعوں پر تاخت کی۔ اس ضلع میں حبشیوں کے تسلط کا آوازہ زبان زد خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد میں چھ قلعے کے قلعداروں نے امان مانگ کر قلعوں کو حوالہ کیا۔ ایک قلعہ دار نے سیوا جی کی کمک کی امید میں ایک ہفتہ جنگ کی۔ حبشیوں کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپوں کے مارنے اور مصالح قلعہ گیری کے جمع کرنے سے ان پر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیوں جو قلعہ سے نکلے صاحب جمال عورتوں اور خرد سال اطفال کو لونڈی غلام بنایا اور مسلمان کیا اور بڈھے اور بدہیت عورتوں کو چھوڑ دیا۔ اس وقت سیوا جی کے دل میں حبشیوں کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسرے قلعہ کا فکر نہ کیا۔ قلعہ ڈنڈا راجپوری اور اور قلعوں کی فتح کے بعد بادشاہزادہ

نے ناظم صوبہ دار دکن اور خان جہان بہادر کی خدمت میں یاقوت کی عرضیں اشرفت بھیجی انہوں نے خلعت و خطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا -

حبشیوں کا باقی حال آئندہ لکھا جائے گا -

سنبھاجی کی موت کا ہوا

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد میں کبکلس نامدار پاس چھوڑا تھا - سیواجی نے کب کلس کا ایک خط بنایا جس میں سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا - اور اس کے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم میں بیٹھا - امیران دکن نے اس کو پرسے کے خط لکھے - سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی بہت منت و سماجت سے اسکو منع کیا - مرنے کی تمام رسومات ادا ہوئیں - بادشاہ کو جب اس کے مرنے کی خبر ہوئی تو اس نے کہا کہ شکر ہے کہ جہاں پاک - چار پانچ روز گزرے تھے کہ الہ آباد سے کبکلس کے ہمراہ سنبھا آیا - شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس فریب کا سبب لوگوں نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو بادشاہ پیچھے پڑنے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طے کرنی گرفت وگیر کے اندیشے سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی -

سیواجی کا سورت کو دوبارہ لوٹنا ۱۰۸۱ھ

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت کے سر ہوا - یہاں کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعۃً مر گیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی سورت لوٹنے آتا ہے - بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کے لئے داخل ہو چکی تھی مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگھ اور بادشاہزادہ نے اس سپاہ کو وہاں سے علیحدہ کر دیا - صرف سو سپاہی وہاں رہ گئے - سیواجی نے خوب خوب سورت میں تین دن تک سورت کو لوٹا - حج کرکے کاشغر کا فرمانروا یہاں واپس آیا تھا اس کا مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا اس پر وہ فخر کرتا تھا -

تیسرے روز برہان پور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپیہ سالانہ نذرانہ دینگے تو آئندہ لوٹ

کی آفت سے بچ گئے وہ سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ کنچن منچن سے چاندوڑ کے نزدیک گزرا تھا کہ داؤد خاں پانچ ہزار سواروں کے ساتھ اُس کے پیچھے آن لگا سیواجی تامہنگ کی درہ کلاں کی راہ سے کونکن میں دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اُس کے اور اُس کے رمہ کے درمیان فوج شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجیں بنائیں کہ دشمن اُن کے پیچھے متفرق ہوں ان فوجوں میں سے ایک فوج خزانہ لے کر دشمنوں سے بچتی لڑتی ہوئی کونکن میں داخل ہوگئی باقی فوجوں نے داؤد خاں کی سپاہ کو شکست دی ماہور کی دیس مکھی مرہٹن بادشاہ کی طرف سے مرہٹوں سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہوگئی سیواجی نے اس کے ساتھ یہ آدمیت برتی کہ اس کو گھر پہنچوا دیا اور بہت تحائف بھیج دیئے۔

جب سیواجی پھر لوٹ آیا تو اس نے بحری اور بری بڑی تیاریاں کیں اُس نے دس ہزار سوار بسر کردگی پرتاب راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسر کردگی پرتاب راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسر کردگی پیشوا شمال کی طرف روانہ کیے اور ۱۰۰ جہاز بمبئی میں گرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی ہیں مگر اس نے اس بیڑے کو واپس بلا لیا تو وہ واپس آگیا اس کے ساتھ پرتگیزوں کا ایک بڑا جہاز تھا جو اُنہوں نے دمن میں گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزوں نے بھی اپنے جہاز کے عوض میں سیواجی کے بارہ جہاز گرفتار کر لیے تھے۔

پرتاب سنگھ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنوں میں ایک بڑا دولت مند آباد صوبہ تھا۔ پرتاب سنگھ نے اس کے بڑے بڑے شہروں اور قصبوں کو لوٹا مارا اور اُس نے ایسا اُن کو مجبور کیا کہ وہاں کے زمینداروں نے اس کو چوتھ مقرر کر دی چوتھ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹوں کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے وہ اُن کی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے میں تامل کرتے تھے وہ ان مرہٹوں کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

بادشاہی فوج کی ملک سے نکالے جانا

بادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی۔

مورو پنت پیادوں کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کر لیے جن میں داندہ ور پٹھ بڑا قلعہ عظیم میسر تھے۔ سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئیں اُن کے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے۔ اول یہ کہ بادشاہ خود شمالی مشرقی فوجوں کے ساتھ لڑنے میں مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود نہیں جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹوں سے مقابلہ کرنے کے لیے کافی نہ تھی۔ سیا باپ کو بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہونے کے لیے اپنی سپاہ اور طرفداروں کو قوی کرنا چاہتا۔ اس لیے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک بادشاہ انکاری کرتا رہا۔ جب اس کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن میں فوج کثیر کی ضرورت ہے تو اس نے ۱۶۷۱ء میں مہابت خاں کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی وہ شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اُس نے دکن میں جا کر شاہزادہ پاس صرف ایکہزار آدمی رہنے دیئے۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ کو بلا لیا۔

مہابت خان کا دکن بھیجا جانا

مہابت خاں نے یہاں آ کر سیواجی سے قلعوں کو فتح کرنا شروع کیا۔ برسات کے شروع میں صرف چھ داندہ و پٹھ اُس نے لیے اور چھاؤنیوں میں چلا گیا۔ برسات کے بہت دنوں بعد اس کا لشکر میدان میں آیا اس کی آدھی فوج نے بسر کردگی دلیر خاں چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا۔ سیواجی اس قلعہ کی قدر جانتا تھا اُسکے بچانے میں دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ چاکنہ میں ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اس کے نواح میں جو چھ منتخب ہزار سوار تھے پٹھانوں نے اُن کے ہونے اُڑا دیئے اس لیے مورو پنت اور پرتاب راؤ بیس ہزار سواروں کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لیے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو لشکر شاہی کو اخلاص خاں لے کر لڑنے گیا اور مرہٹوں کے ہراول پرتاپ راؤ نے دیکھا کہ اخلاص خاں اُن پر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اُسکے آگے سے بھاگا جس سے مغلوں کو لشکر تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ

پھر تانا تھا تو پہرب اور نے انکو شکست فاحش دی لیکن پھر کیا مغلوں نے اپنے تئیں سنبھالا اور مرہٹوں کے سامنے آئے لیکن پھر شکست ہوئی اور ان کے بہت آدمی مارے گئے۔ بادشاہی افسر قتل ہوئے اور بعض بڑے بڑے سپہ سالار زخمی ہوئے۔ مرہٹوں کا سردار سرجا راؤ گوجر مارا گیا جو پانچ ہزار سوار کا سردار تھا اور پانچ سو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوئے۔

اس فتح سے مرہٹوں کی بڑی ناموری ہوئی۔ اس کا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ ساہیر کا محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد میں چلا گیا بہلے گوجر میں جو سیواجی پاس معزز قیدی گئے۔ جب ان کے زخم اچھے ہوگئے تو ان کو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیوں میں سے بہت سے سیواجی کے نوکر ہوگئے بیجاپور اور بادشاہی سپاہیوں کے مفرور کثرت سے مرہٹوں کے علم کے نیچے آگئے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ہندوستان سے مسلمانوں کی تجارت کے مال پر محصول یک قلم موقوف ہو۔ پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب تک نہ پہنچے اس کا محصول مسلمانوں کو معاف کر اگر اس سے زیادہ تاجر پاویں تو تاجر پابند محصول ہو اور مال مضاربت کا مزاحم محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لیے مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہیں اور ہندو کے مال کو اپنے نام لکھواتے ہیں اور زکوٰۃ کر کا ندا امام کا حق شریعت کے موافق برطرف ہوتا ہے تو بادشاہ نے حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکوٰۃ مسلمانوں سے اور پانچ فیصدی ہندوؤں سے جزیہ لیا جائے۔

دکن میں سیواجی نے فساد برپا کیا۔ بادشاہ نے مہابت خاں کو مع آغر خاں کے کابل سے بلا کر دکن میں مقرر کیا۔ مہابت خاں نے دکن میں بہت دشمنوں کو مارا۔ آغر خاں نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر میں بڑی بہادری دکھائی، اور خان جہاں بہادر

اوکلاں خاں کے ساتھ ہراول میں اور دلیر خاں کی قراول اور ہراولوں میں بڑے بڑے کار نمایاں کیے۔ دلیر خاں کی مرہٹوں کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ یہ ہو گیا ہے ہیں، کم قلعے سے نمودار ہوتے ہیں اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلوں و آب کنوؤں کی طرف سے دشمن کو لیجاتے ہیں اور پھر ہر طرف سے ہزاروں نکل آتے ہیں اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہیں۔ دلیر خاں کے سامنے آغاز مقابلہ میں چار پانچ سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خاں کے ساتھ ہراول میں بہت کم آدمی تھے وہ اُن کے مقابلہ کے لیے دوڑا۔ حملہ اول میں دشمن اُس کے آگے سے ہزیمت پا کر بھاگے۔ وہ اُن کے تعاقب میں گیا۔ مرہٹوں نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر سات آٹھ ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کرکے کارزار کرنے لگے۔ آغر خاں اُن پر ایسا گرا جیسے کہ بھیڑ دن پر شیر گرتا ہے ہر طرف تلوار سے اُن کا منہ پھیرتا تھا اور تین مرہٹوں کے نامی سردار مقابلہ کر کے مارے گئے۔ اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی دلیر خاں نے آغر خاں پاس آ کر اُس کی تحسین و آفرین کی آغر نامہ میں لکھا ہے کہ ؎

چو دشمن بیگر دید عاجز ز جنگ — برا و گریز آمدہ بے درنگ
دلیر خاں رسید از قفا آں زماں — بگفتا آفریں بر جہاں پہلواں

دو نشان اور بہت چھڑیاں ہاتھ آئیں۔ پونہ تک جو اصل سیوا جی کا مکان ہے دھاوا کر تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خاں ثانی نے اپنے باپ کی فتح نمایاں کی یادگار کے لیے مرہٹوں کے نشانوں کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پشاور اور کابل کے درمیان خریب خانہ کی منزل میں کابل کے صوبہ دار محمد امین خاں کی افغانوں کے سردار ایمل خاں اور دوسرے سرداروں سے جنگ عظیم ہوئی افغانوں نے مورچوں کی راہ جمع ہو کر آپس میں اتفاق کر لیا تھا اس جنگ میں محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اُس کے عمدہ نوکر اور بہت سے بادشاہی

آدمی کام میں آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور وہ بہت پہاڑ کی
طرف بھاگ کر تمام بھیر اور خزانہ اور ہاتھی اور ادوات اسباب سب لٹ گیا اکثر سردار اور ہمراہیوں کے
بال بچے ناموس افغانوں کے دستگیر ہوئے اور بہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت
زندہ اس مہلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکر افغانوں نے محمد امین خان کی چھوٹی بیٹی
کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہیں کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے خورد سال
بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت و خجالت کے مارے اپنے شوہر پاس آنا
نہیں قبول کیا یہیں سادہ لباس ہو کر پھر معبود کی عبادت میں مصروف ہوئی۔ ایمل خان
نے کوہستان میں اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایمل شاہ زبان زد خلائق ہوا۔ اس خبر سے بادشاہ
کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا سنہ جلوس کے آخر میں بادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور
آغر خان کو بطریق ایلغار دکن سے بلایا۔ اور فدائی خان کو کابل میں صوبہ مقرر کیا

ان دنوں میں اسلام خان رومی حاکم بصرہ جس کو وہاں کی اصطلاح میں پاشا کہتے ہیں
ہندوستان میں آیا۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خویشوں اور چشموں کی نزاع سے اس کی حکومت
میں اس قدر خلل پڑا ستم آیا اور فساد و تعصب اس حد پہنچا کہ چند محلہ شہر و قریات کو
جلا کر اور بیشمار شرفا و اکابر کے گھر میں آگ لگا کے بعد بسورت کی راہ سے بادشاہ پاس آیا
بادشاہ نے اس کو پنجہزاری چہار ہزار سوار کر کے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان میں
عطا فرمائے اور مہم دکن میں بطریق کمکی خان جہاں بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

اسی سال میں جعفر خان وزیر مر گیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا ملکی ذوق تھا
اور واللہ سب امیروں سے زیادہ تھی ایک دفعہ کوکن کے تربوز اس کے سامنے
رکھا تو اس نے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سنگینی اور چہری اور گولائی میں اس کی
بہتر تربوز میں نے نہیں دیکھا مگر اس میں عیب یہ ہے کہ مچھلی کی بو کا لے سے
آتی ہے۔ کوکن میں فالیز مچھلی کی کھاد دیتے ہیں تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے

سنہ جلوس مطابق سنہ [illegible] میں خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری کی
فوج سے قصبہ ملکھیر میں ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے (ڈف صاحب نے اس کو
گلبرگہ سے جنوب مشرق میں تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان ہراول تھا
اور اسلام خان رومی رفیق تھا کارزار صعب ہوئی ایسی حالت میں کہ اسلام خان رومی
نے تردد نمایاں کیا تھا ۔ اور فوج خصم کا غلبہ بہت زیادہ تھا اور چاروں طرف سے افواج
بادشاہی گھری ہوئی تھی ۔ بارود تقسیم کرنے کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی
کے پاس بارود میں آگ لگ گئی تین فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا ۔
فیلبان کے اختیار سے فیل باہر ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر میں لے گیا ۔
اس کو ہاتھی سے اتار کر قتل کیا ۔ اس جنگ میں بہت سے بادشاہی کارخانے تاراج
ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی ۔ کئی گروہ
ایک آدمیوں کے سر اور ہاتھیوں کی سونڈیں دلاوروں کے گرز [illegible] تھا آخرالامر
فوج بادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز میں وہ ہاتھیوں
اور گھوڑوں کی پیٹھ پر دکنیوں کے تعاقب میں گئی تھی اسی راہ سے قدم بقدم
تین ہفتہ میں الٹی آئی ۔ اوائل سنہ جلوس میں جب حسن ابدال میں بادشاہ کو اس
شکست کی خبر ملی وہ افغانوں کی تنبیہ میں مصروف تھا اس لیے دکنیوں کی تنبیہ
کو اور وقت پر موقوف رکھا ۔

بادشاہ کے حکم سے آغر خان یلغار کر کے ستر پچھتر کوس کی راہ کو پانچ
روز میں طے کر کے حسن ابدال میں بادشاہ کے پاس پہنچا اور مورد عنایت ہوا
بادشاہ نے چند بندہ کار آزمودہ دیدہ [illegible] پانچ ہزار سواروں کے ساتھ آغر خان
کے ہمراہ کیے اور اس کو ایک لاکھ روپے نقد عطا کیے اور افغانوں کی تنبیہ کے لیے روانہ
کیا ۔ آغر خان جب پشاور میں آیا تو جند اللہ [illegible] اتفاق کر کے افغانان

پر شب خون مارا۔ اُس نے بہت سے آدمی مار کر اُن کو بھگا دیا اور اُن کا تعاقب کیا
اور تن سے سر کو جدا کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار اُن کے مارے
اور دو ہزار ان کے اسیر کیے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانوں نے بہت
روپیہ دیکر اپنے قیدیوں کو چھڑا لیا۔ بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آغرخان کو خلعت و
اضافہ مرحمت کر کے جنیر میں بھیجا کہ وہاں افغانوں کا استیصال کرے۔ خدائی
خان صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آغرخان کی ہمراہی افغانوں کی گوشمالی
میں کرے۔ آغرخان جس طرف رخ کرتا کشتوں کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار
افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہو کر علی مسجد کی منزل کے قریب آغرخان پر شبخون
مارا۔ مغل تیر وادہ کر افغانوں سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتیں
قتل ہوئیں۔ آغرخان کے زخم کاری لگا اس زخمی ہونے پر بھی اس نے بہادرانہ
حملے کیے اور افغانوں کو ہزیمت دی اور مقتولوں کے اسلحہ اتار لیے اور وہ اسیر افغانوں
کے سر پر رکھے اور اُن کے رسیوں سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑوں کے آگے رکھے
ہزاروں افغان اسیر اور کشتہ ہوئے اور باقی جو رہے پہاڑوں اور دروں میں بھاگ
گئے۔ آغرخان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر بادشاہ
پاس بھیجے۔ بادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مہربانی اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھکر
اس کے پاس بھیجا۔ جس سے پٹھانوں کو حسد ہوا۔ خصوصاً چندی تیراہ دروں کو جو
اس کے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر مور و ملخ سے
زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریائے قلب میں ملجا و پناہ اپنی بنا کے
مسافروں فوج شاہی کے آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور
آغرخان کے ہمراہیوں کا حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا
سبب ہوا۔ آغرخان نے ہراول بن کے ....

حملہ

فدائی خاں کو پیشاور سے جلال آباد میں پہنچا دیا پھر فدائی خاں نے آغر خاں کو پانچ ہزار سوار
دیکر ملک بنگش بہار کے بندوبست کے لیے بھیجا جو افغانوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا اور
خود کابل گیا یہاں بھی اس نے غلزئی افغانوں کو لڑکر ٹھیک بنایا۔ بنگش بہار کے
افغانوں نے زنہار مانگی۔ راہ جگلک جس کو انہوں نے مسدود کر رکھا تھا جاری کی
تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانوں نے جمع ہوکر غازی آغر خاں پر شبخون مارا جسنے
اس کا مقابلہ کیا سہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی بھاگ گئے
فدائی خاں نے جب کابل سے پیشاور میں آنا چاہا تو افغان جمع ہوکر اُسکے سد راہ ہوئے
محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خاں نے ۔ ۔ ۔ آغر خاں کے بھتیجوں کی حسد کے سبب اون
عزیزوں میں سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو ایسی
ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپ خانہ و بہیر و بنگاہ موش مال مردم لٹ کر سب افغانوں
کے تصرف میں آیا۔ ناچار سریع السیر قاصدوں کو آغر خاں پاس بھیجا اور اسکو بلایا وہ
چند ہزار سواروں کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جگلک پر سخت لڑائی ہوئی اس قدر تیر
و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج پر کار تنگ ہوا لیکن
آغر خاں کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خاں جلال آباد پہنچا اور حکم کے
موجب اُس نے تھانے بٹھائے اور راستے میں نئے قلعے بنائے بادشاہ آخر سنہ ۱۵
جلوس میں حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خاں کو بدلکر امیر خاں پسر خلیل اللہ
خاں کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ امیر خاں کے بندوبست
تک کابل میں وہ توقف کرے اور اُس کی امداد و معاونت میں کوشش کرے
آغر خاں کو مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے امیر خاں کے ساتھ مقرر کیا۔ امیر خاں پیشاور میں
آیا اور افغانوں کی تنبیہ میں مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد بادشاہ کے حکم سے شہزادہ
لاہور کی طرف روانہ ہوا ایک بہار میں تھوڑے دنوں میں آغر خاں نے مصالح جمع کرکے

قلعہ آغز آباد بنایا ۔ جب قافلہ میں اس قلعہ کے بنانے کی خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے
فتح میں [illegible] وہ پھر جمع ہوئے امیر خاں کو انکی خبر ہوئی اُس نے سید محمد رضا داروغہ
توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ بادشاہی انکی کمک کے لیے بھیجے ۔ آغز خاں نے
[illegible] پار فوج کو مرتب کیا ایک طرف اپنے لڑکے بھائی تنگری وردی خاں کو بہت سے لشکر
کے ساتھ اور دوسری جانب میں اچوتوں اور افغانوں کو بسرداری سلطان زادہائے کے مقرر
کیا اور افغانوں کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکہ کارزار کو آراستہ کیا ۔ ادھر سے ایمل خاں لغمان
چند سرداروں اور چند داروں کے ساتھ بادشاہی فوج کے مقابلہ میں آیا محاربہ عظیم ہوا اطراف
سرداروں کے سر گیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے ۔ تیلان زمر جو اور افغانان پلنگ خو میں
معرکہ آرائی ہوئی ۔ افغانوں کے حملوں سے افواج بادشاہی تنگ ہوئی اور قریب تھا کہ
صدمہ عظیم آغز خاں کے لشکر کو پہنچتا لیکن اس نے اور اس کے بھائیوں اور خویشوں نے
جوانمردی کرکے فتح پائی ۔ کہتے ہیں کہ دوبارہ افغانوں کے غلبہ سے لشکر شاہی کو چشم زخم
عظیم پہنچا ۔ لیکن آغز خاں قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور ایمل خاں کے
سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خاں مارا جاتا مگر اُس کے آدمی بچا کر
لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غاروں میں اور جانوروں کے بھٹوں میں جا کر چھپے
اور مغلوں نے اُن کے نشان پا کر جا کر انکو ان سوراخوں سے نکالا تو ان مردہ صورتوں میں
جان کا اثر باقی نہ تھا ۔ آغز خاں نے اس فتح نمایاں کے چند مقتولوں کے سترہ سو سر اور بہت
سے اسیر بادشاہ پاس بھیجے بادشاہ نے اضافہ کرکے آغز خاں کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا
منصب دیا اُسکے بھائی تنگری وردی خاں و ہمراہیوں کو اُن کے مراتب و خدمات کے
موافق منصب لکھ دیا ۔ اس سرزمین میں آغز خاں کا نام ایسا افغانان کشتی و شمشیر زنی میں
زبان زد خاص و عام ہوا کہ افغانوں کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اُس کے نام
سے ڈرائے جاتے تھے ۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس علم گیا کہ آغز خاں نے راجہ جسونت سنگھ کو

امیر خاں کی کمک کے لیے چھوڑ کر تم لاہور میں چلے آؤ۔ بادشاہ سنہ ۵۱ جلوس میں لاہور میں آیا۔ بادشاہزادہ محمد سلطان ان دنوں میں اجل طبعی سے مر گیا۔

قاضی عبدالوہاب کی وفات

جب بادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کر کے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اُس کے ہمراہ تھا۔ اسکا راہ میں انتقال ہوا۔ اُس کے چار بیٹے تھے اُن میں بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا۔ حلیہ صلاح و فلاح سے آراستہ اور علم باعمل دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری جمع کر کے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگہ قضات میں مثل اُس کی نیک سرشت کم ہوئے ہیں۔ اُس کے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور الماس وافر کے تھا۔ اصل میں سے جو کچھ اُس کے حصہ میں آیا اُس میں سے ایک دام و درم نہ لیا کچھ بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لیے مستحقوں اور محتاجوں کو پہنچایا۔ باقی بھائیوں اور وارثوں میں تقسیم کر دیا۔ ہرچند اُس نے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا مگر بادشاہ نے اس کو خوشامد درآمد سے مقرر کیا۔

قلعہ سالیر

پھر بگلانہ سے چھ کروہ قلعہ سالیر ہے وہاں سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ ۵۱ جلوس میں خان جہاں بہادر کی عمداری میں قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے تھے کہ مرہٹوں نے انکو گرفتار کر لیا چند آدمی مستورات کی حمایت میں قتل ہوئے۔ مرہٹے ان مستورات کو گرفتار کر کے قلعہ کے نیچے لائے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کرو ورنہ تمہارے ناموس کی بے ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکر عیال کو خلاص کرانا چاہا مگر فائدہ نہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کر کے کہ قلعہ سے نکلکر تلوار سے لڑنے میں اور مرنے میں قلعہ ہاتھ سے جائے گا اور اہل و عیال جو گرفتار ہیں اُن کی بے ناموسی زیادہ ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہو چار نا چار اپنے ناموس کے بحال رکھنے کو منصب کے بحال رکھنے اور بادشاہ کے اعتراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کر کے مرہٹوں کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بلا تردد تیغ دستان مرہٹوں کے تصرف میں آیا فی الحقیقت نہ بزور

اورنگ آباد ملک دربرہان پور تک مرہٹوں کی قزاقی و رتاخت سے قافلہ کی آمدورفت کی راہ مسدود تھی اور انہوں نے بگلانہ کے اور دو تین قلعوں پر تصرف کر لیا تھا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے قلعہ دار کو مغضوب و بے منصب کرکے اپنے پاس بلا لیا اور دلیر خاں جو خان جہاں کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہو گیا تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کرکے فتح کرے دلیر خاں توپ خانہ اور بہت سپاہ لیکر پائے قلعہ میں آیا بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ میں امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت آب و ہوا سے بہت آدمی ضائع ہوئے۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیر خاں کو لکھا کہ محاصرہ کو چھوڑ دے۔

سنہ ۱۰۸۳ میں بادشاہ نے ازراہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور میں اور شہروں میں منادی کریں کہ کسی کا دعویٰ شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی ایک بے حضور میں دربار و دورہ نزدیک میں مقرر ہوں۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور میں آنے کی دسترس نہیں رکھتی وہ ان کے ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعویٰ کریں۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت و پسر پیر جی بوہرہ جو عمدہ تجار بندر مذکور میں ایک تھا یہاں موجود تھے وہ غیاث الدین خاں متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آئے تھے سلطان مراد بخش نے جب احمد آباد میں سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز نے قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا حاجی زاہد اور پیر جی بوہرہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مراد بخش نے اپنی مہر لگا کے انکو تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ میں نہیں لایا تھا سنہ دوئم میں دو مہر بھر تھا جب محمد مراد بخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربستہ بجنسہ خزانہ سرکار میں داخل ہوا۔ جب محمد محسن نے بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالتہ اور پسر پیر جی بوہرہ کی وکالتہ اس روپیہ کا دعویٰ محمد علی خانساماں کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ

پر ہمارا آتا ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ دعویٰ اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو۔ انہوں نے التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو اثبات دیوانی۔ بادشاہ نے کہا کہ کسی صورت سے دعویٰ ثابت ہو میں حق ادا کر دونگا۔ فتاویٰ عالمگیری کے موافق یہ اثبات پیش ہوا کہ جب ترکہ میت کے وارثوں میں سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین ادا کرنا اُس پر واجب ہے اور بموجب احلہ حضور کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوا بادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ کے لیے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم بندوں کا حق موافق ہمارے التماس کے حضرت پر ظاہر ہو گیا ہے۔ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ محمد محسن اپنا زرحق ہم کو بخشا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اُس کو مرحمت ہوا۔ اور غیاث الدین خان بیدار صورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس آئے۔ ان ہی دنوں میں حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کریں تو سلام شرعی السلام علیک پر اکتفا کریں کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھیں۔ حکام کو یہ طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتیں اور صوبہ داروں اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکاروں اور اہل دیوان کو برطرف کریں اور ان کی جگہ مسلمانوں کو مقرر کریں اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ محالات خالصہ میں کروڑی مسلمان مقرر ہوا کریں۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے ہر شہر و صوبہ میں اطراف میں وکیل شرعی مقرر ہوئے

. . . .

. . . . اور وہ محکمہ میں قاضی کے ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام میں ہندو نہیں موقوف ہوئے مگر بعض بلاد میں ہندو کروڑی موقوف ہو گئے پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے جملہ پیشکاروں اور سرکاری بخشیوں میں ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔

سنہ جلوس یعنی ۱۰۸۳ھ میں ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیروں کا تھا جن کو ست نامی کہتے تھے اُن کا نام مندیہ زبان و خلائق تھا۔ علاقہ نارنول اور میوات

میں ان کے پاس پانچ ہزار سپاہ رہتے تھے اگرچہ یہ فرقہ قصبہ نارنول میں بستا تھا مگر زیادہ تر کسب و پیشہ
انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجروں کی طرح وہ تجارت کرتے تھے اور اپنے مذہب میں وہ پکے
ست نامی کا ترجمہ سچا [illegible] تھے۔ کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے۔ اگر
کوئی ان پر شجاعت و حکومت کے دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اس کے متحمل نہیں ہوتے
تھے اکثر ہتھیار باندھتے تھے۔ جب بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہے تو ایک دن قصبہ نارنول
کے نزدیک ایک کسان جو زراعت کرتا تھا انکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی
نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے ہاتھ کی لکڑی کی چوٹ سے ست نامی کا سر پھٹ گیا اس
فرقے کے آدمیوں نے پیادے کے سر پر انبوہ کیا اور اس کو مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔
جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس جماعت کی گرفتاری کے لیے پیادوں کی جماعت کو
مقرر کیا۔ ست نامیوں نے جمع ہو کر شقدار کی ایک جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیوں
زخمی کیا اور سب کے ہتھیار چھین لیے اور غالب ہوئے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی
یہاں تک کہ کارطلب خان فوجدار نارنول کو خبر ہوئی جمعیت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے
لیے اور ست نامیوں کی تنبیہ اور گرفتاری کے لیے بھیجے انہوں نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ
مقابلہ کیا۔ ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہاں تک نوبت آئی
کہ اطراف کے زمینداروں کی کمک کی گردآوری کی [illegible] نے ست
نامیوں پر چڑھائی کی۔ کئی دفعہ لڑائی ہوئی فوجدار مارا گیا۔ ایک جم غفیر قتل ہوئی اور ست
نامیوں کا قبضہ نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ انہوں نے [illegible] بٹھائے۔ اس [illegible] کے دیہات
محصول وصول کیا۔ جب بادشاہ [illegible] آیا [illegible] فساد کا
حال معلوم ہوا تو اس نے [illegible] ہوئی مشہور
یہ ہو گیا کہ ان کو [illegible] ہیں وہ انکے
[illegible] دوسری [illegible]

کو نیچے گرا دیتا ہی اور چند کلمات جن کے قبول کرنے سے عقل کو حیرت ہوتی ہی۔ عوام الناس میں
یہ شہرت پکڑ گئے کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بنا کے دیا اور عورت کو اسپر سوار کراتے ہیں اور
وہ اسپ جاندار کی طرح اُن کے ہراول میں پیش قدم ہوتا ہی اب نوبت یہاں آئی کہ نامدار راجہ
اور امرائے کارزار دیدہ جنگیں فوجیں لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہیں اور شکست کھا کر گئے
پھر فوج ست لڑنے آتے ہیں وہ لوٹتے اور مارتے اور پیچھے ہٹاتے دہلی کے قریب آپہنچے
اور انکے معتقد و معتقد کے لیے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہیں ہوتی اطراف کے
زمینداروں اور راجپوتوں نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور ادائے مالگذاری
سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی۔ غرض نائرہ فساد روز بروز بڑھتا گیا اور یہاں تک
نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہرت باہر بھیجے کردئے اور اپنے ہاتھ سے قرآن شریف
کی وہ آیتیں لکھ لکر دیں جس کی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھیں اور حکم دیا کہ اُن کو
علموں پر لگاؤ۔ آخر کار راجہ بشن سنگھ و حامد خاں پسر مرتضیٰ خاں نے بڑا اثر دکھایا کئی ہزار
ستنامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فتح ہوا مگر اطراف کے زمینداروں
نے سرتابی کی۔ صوبہ اجمیر اور نواح اکبرآباد میں انتظام میں خلل آیا۔ بادشاہ نے اجمیر میں جانے
کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور راجپوتوں کی تنبیہ بھی کی جائے اجمیر کو فوج روانہ کی۔
یہ حال تو خافی خاں نے لکھا ہی جس کی عادت ہی کہ مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے
برخلاف ایسی دلچسپ اتہامات سرائی کیا کرتا ہی مآثر عالمگیری میں لکھا ہی کہ یہ سانحہ بھی
حیرت فزا ہی کہ ایک طائفہ بدنصیب سرپا زرگر و بڑھئی و گروہ کناس و دباغ اور اراذل اور اجلاف
پیشہ ناشناس معرکہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور خود اپنے پاؤں سے دام
میں گرفتار ہوا۔ اس داستان کی تفصیل یہ ہی کہ سرزمین میوات سے ایک فرقہ زمین سے
چیونٹیوں کی طرح اور آسمان سے ٹڈیوں کی طرح نمودار ہوا۔ یہ فرقہ اپنے تئیں ستنامی کہا جاتا
تھا اور سرزمین بڑی تھا نارنول کی نواح میں اس فرقہ کے پانچ ہزار آدمی تھے

سرداری اختیار کی اور قصبات و پرگنات کو لوٹنا شروع کیا۔ طاہر خان فوجدار نے اپنے میں اُن سے لڑنے کی سکت نہ دیکھی حضور میں آیا۔ بادشاہ نے اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۰ ذی القعدہ سنہ کو رعد انداز خان کو فوج اور توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینوں کے ساتھ اور سید مرتضیٰ خان اور یحییٰ خان وغیرہ کو ان کی مدد کے لیے ... کیا۔ جب فوج اس مرزبوم میں آئی غنیم اس سے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کارزار نہ تھا مگر وہ مہابھارت کی سی لڑائی لڑا اہل اسلام اُن پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حامد خان و یحییٰ خان نے بڑے تردد کیے اور اکثر جہاد میں مسلمان شہید ہوئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانوں کو فتح ہوئی اور انہوں نے ستنامیوں کو قتل عام کیا۔ اس سرزمین میں اُن کا نام و نشان مٹایا اور امراء شاہی کو اس خدمت کے بدلے میں بادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ جمیع اہل اسلام ... کفر میں تفریق ہونے کے لیے ہندوؤں سے کل صوبجات میں جزیہ لیا جائے جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دارالخلافہ اور اطراف کے ہندو لاکھوں جمع ہو کر نیچے دریا کے کنارے پر جمع ہوئے اور بہت غمزدہ نالہ و زاری کی اور اس کی معافی کیلئے کہا۔ مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا جب جمعہ آیا اور بادشاہ سوار ہو کر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ سے جامع مسجد تک کے درمیان ہندوؤں نے ازدحام کیا جزیہ کے لیے واویلا کی۔ ہندوؤں کے ہجوم نے بادشاہ کو ایسا گھیر لیا کہ بادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہو گیا۔ آخر اُن کی فریاد سننے کے لیے کوئی ... اور بہت ... اور ... جب ... تو ہاتھی ... راستہ نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑوں اور ہاتھیوں کے پیروں سے کچل کر ... ہندو اپنے گھر ... مارا۔ ... ہو گئے۔

... قوام الدین ... سلطان ... شاہزادہ تھا

جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا وزیر بنایا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہیں بنی اور وہ بادشاہ پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے اُسکو دار السلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ کی حمایت کے سبب قضایات امور شرعی میں بڑا استقلال رکھتے تھے علی اکبر پورب کا رہنے والا یہاں قاضی تھا اور وہ صوبہ دار سے ساتھ ہمچشمی کرتا تھا۔ مرزا قوام الدین اور قاضی دونوں کی آپس میں چشمک اور سخت گفتگو ہوئی اور بادشاہ پاس دونوں نے شکایت لکھ بھیجی۔ مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو اُس نے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اُس کا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیوں نے قاضی کے کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور اُنکا راستہ بند کیا۔ بادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اُس نے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے پاس بلا کر قاضی کے وارثوں کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لیں۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ میں قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش میں امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبعی کو بلایا۔ جزیہ نے مذہبی عداوتوں کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب چھ مہینے بعد اس اتفاق نے اور اس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگھ جس کا حال بہت جگہ پڑھ چکے ہو۔ وہ کابل میں کوئی صوبہ دار تھا۔ یہاں اُس دار ناپائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اُس کے بعد جسونت کی رانی اور اُسنے دو بیٹوں کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کی بے دستخط راہداری وطن جانے کے لیے چل کھڑے ہوئے معبر اٹک پر میر بحر انکے پاس دستخط نہ ہونے کے سبب مزاحم ہوا۔ راجپوتوں نے جنگ کی اور غالب ہوکر کشتی یا پایاب راستے پار اتر گئے۔ شاہجہان آباد جو سر راہ تھا ناچار یہاں وارد ہوئے عالمگیر نے انکی خبر سنکر اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگھ کے ساتھ تھا کار فرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی ڈیوڑھی پر پہرے بٹھائے چند روز بعد راجپوتوں نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہاں ہندو مذہب کی قدرت دکھائی کہ بادشاہ سے درگا داس

اور چند سرداروں نے جانے کی رخصت مانگی بادشاہ نے اس سبب کہ آدمیوں کے کم ہو جانے
سے رانی اور لڑکوں کو بس میں کرنا زیادہ آسان ہو جائے گا اُنکی درخواست منظور کر لی انہوں
نے راجہ کے لڑکوں کو غلاموں کے لڑکوں کی صورت اور غلاموں کے لڑکوں کو راجہ کے
لڑکوں کی ہم شکل بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔
یہاں عورتوں کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا سورما راجپوتوں کو خیمہ
کے اندر بٹھا کر اُن سے کہا کہ ہم رانی اور کنوروں کو لیکر چلتے ہیں اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان
جعلی لڑکوں اور رانیوں کی حفاظت میں بقدر کوشش کرنا کہ پانچ چھ گھنٹے اُس میں لگ
جائیں اُن کے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی اُس نے
تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیاں خیمے میں موجود ہیں۔ بادشاہ نے
جانے والوں کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمہ کی رانی اور لڑکوں کو قلعہ کے اندر بلایا اس پر
راجپوتوں نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکوں کو نہیں دینگے اُن کی عوض جان دینگے پھر بادشاہ
نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُن سے مقابلہ پیش آئے بہت سے اُن میں مخالفوں کو مار کر کے
جو بچے وہ بچ گئے جعلی رانیاں اور لڑکے بادشاہ پاس گئے اُس نے اُنکو حرم سرا میں بھیجا
بیگموں نے اُنکو اپنا متبنیٰ بنایا۔ رانی کو بیگموں کا پرستار بنایا اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری
دکھانے کے لیے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہیں جو بادشاہ کے محل میں
ہیں رکھوا دیں اور راجپوت تو اس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے
اور وطن کو چلے خیمہ پر لڑائی ہونے کے سبب رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودھپور میں صحیح
سلامت داخل ہوئے اور اس کے بڑے بیٹے اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت
کی اور آخر وقت تک اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ بادشاہ مدت تک اس شبہ میں رہا کہ وہ راجہ کا
اصلی بیٹا نہیں ہے رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لیے اس کو بیٹا بنایا ہے اور
اصلی اولاد اُس کی میرے پاس ہے۔ مگر جب انہوں نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے

بیٹا ہی تو اُس کا شبہ دور ہوا اور اُسی جاتا کہ جسونت سنگھ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگھ ہی۔ کوئی لکھتا ہو کہ
اس جعلی اولاد کی توقیر میں قصور کرتا رہا اور اُس نے آخر کو ان کے استحقاق کے حیلہ سے
جودھپور پر چڑھائی کی۔ مآثر عالمگیری میں لکھا ہو کہ جب راج سنگھ رانا اودے پور نے مہاراجہ
جسونت سنگھ کی رانی اور لڑکوں کی اعانت میں کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۱۰۸۹ھ کو بادشاہ
اجمیر کو روانہ ہوا۔ اور رانا اودے پور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگھ کے فرزند نا مشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکالے۔ جب بادشاہ اجمیر میں آیا
اُس نے ۷ محرم ۱۰۹۰ھ کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ممالک کے ضبط کے لیے خان جہان بہادر کو
بھیجا۔ ۲۴ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا اُس نے وہاں بت خانوں کو ڈھایا اور
کئی چھکڑے بتوں سے بھرے ہوئے بادشاہ پاس لایا مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا
کہ بتوں کو کہ اکثر مرصع و طلائی و نقرئی و برنجی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع
جہاں نما کے زینوں کے نیچے ڈالیں کہ وہ پامال ہوں۔ مدتوں پڑے رہے اور پھر ان کا نام
ونشان بھی باقی نہ رہا۔ مآثر عالمگیری میں اتفاقات سنہ ۲۲ جلوس ۱۰۸۹ھ میں لکھا ہو کہ جسونت سنگھ
کابل میں مرگیا اسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اس کے معتمد نوکروں سوانک رگناتھ داس
بھاٹی اور مکھدا اور درگا داس وغیرہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ کی دو
رانیاں حاملہ ہیں جب اس کے متعلقین لاہور میں آئے تو دو رانیوں سے بیٹے پیدا ہوئے
نوکران مذکور نے دونوں بیٹوں کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو کی اور منصب و راج
عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونوں بیٹوں کو ہمارے پاس لائیں
جب وقت لڑکے سن تمیز کو پہنچیں گے اُن کو منصب و راج عنایت ہوگا۔ راجپوتوں کا گروہ
شاہجہان آباد میں آیا اور التماس مرقوم میں مبالغہ و الحاح کیا۔ اس اثنا میں ایک بیٹا
[illegible]۔ وہ مرگیا۔ جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہو کہ پیشتر دم
اور دونوں رانیوں کو جودھپور لیجا کر فساد برپا کیجے تو ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۹۰ کو حکم ہوا کہ دیلی

راجپوتوں سے جزیہ بادشاہ نے لیا

ادپ سنگھ راٹھوڑ میں جو مہاراجہ کی دو رانیاں ٹھیری ہوئی تھیں انکو مع پسر کے نورگڑھ میں لے آئیں
فولاد خاں کوتوال و سید بدر خاں وغیرہ اس لیے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد سے باز رکھیں
اگر وہ لڑیں تو انکی گوشمالی کی جاے۔ جب بحکم امرا کاربند ہوئے۔ لوازم اندرز اور نصیحت عجز
وتنبیہ کے ساتھ بجا لائے مگر راجپوتوں نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہوں نے دو رانیوں کو
کہ مردانہ لباس پہنے ہوئے تھیں مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیر فروش کے گھر میں چھپایا تھا انکو
سراسیمگی میں چھوڑ کر فرار ہوے۔ فولاد خاں کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شیر فروش کے
گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور میں لایا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ کی لونڈیاں جو ہمراہ
آئیں ہیں ان کے ہمراہ وہ زیب النساء بیگم کے سپرد ہوا اور لڑکے کا نام محمدی راج رکھا جاے
خانہ زاد کرو۔ دوسرے روز لڑکے کا توبہ اور ختنہ لایا۔ اس آشوب میں راجہ کا اور دو رانیوں
رانیوں اور راجپوتوں کا اسباب جو شہر سے لوٹ کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے گوشہ میں
داخل ہوا۔ دو رانیوں کی اور بہت سے راجپوتوں اور تین سرداروں کی لاشیں شمار میں
آئیں۔ بتاریخ چہارم جمادی الاخری ١٠٩٠ کو بھاگ کر جودھپور میں پہنچ گئے۔ درگا کے بہکانے
سے راجپوتوں نے دو جعلی بیٹے راج تھمن (جو مرگیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے
منسوب کیے اور فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خاں فوجدار جودھپور ان سے عہدہ برآ نہو سکا
اور اندر سنگھ بھی نظم و نسق نہ کر سکا۔ اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلالیا۔ بادشاہ نے سربلند
خاں کو جودھپور کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ ۲۰ محرم کو بادشاہ سے معروض ہوا کہ اجمیر
کی فوجدار منور خاں کی بہادر اجیت کے نوکر راج سنگھ سے تن بہ تن خوب لڑائی کی
اور منور خاں کو فتح ہوئی۔ راج سنگھ بہت آدمیوں کے ساتھ مارا گیا۔ پھر تو اس نے
متعلقہ جودھپور کے معموروں کے سرکش راجپوتوں کے پرگنات کے تاخت و تاراج
کے لیے افواج مقرر کیں۔ رانا میں تاب مقاومت نہ تھی اس نے وکلا معتبر
زبان ان لائق کو مع پیشکشوں اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا

اور جو یہ دینا قبول کیا اور جزیہ کے عوض میں اپنے ملک میں تین پرگنے دینے اور فرزند اجیت
جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی۔ بادشاہ نے
خان جہان بہادر کو اس ضلع کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لیے مقرر کیا اور خود
دارالخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے میں سات مہینے بیس روز سے زیادہ
لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان
جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہو سکا تو چہارشنبہ ۷ جولائی کو بادشاہ رانا اور
راجپوتوں کی گوشمالی کے لیے اجمیر روانہ ہوا۔ اس دفعہ راجپوتوں کے مغلوب کرنے میں
اپنی ساری فراست و کیاست کو کام میں لایا۔ بادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ
وہ دکن سے اجین میں آئے۔ اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالہ میں شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ
بطریق ایلغار میرے پاس آ جائے۔ جب اجمیر کے قریب بادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ اور
تادیب کے لیے شاہزادہ محمد اکبر کو بھیجا اور شاہ قلی خاں کو تہور خاں کا خطاب دیا اور
اس کا اضافہ کیا اور امرائے کارطلب اس کے ہمراہ کیے اور اس کو بادشاہزادہ کا ہراول
بنایا۔ رانا نے اس خبر کو سن کر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور
جسونت سنگھ کے اہل و عیال آدمیوں کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑوں اور دروں
میں چلا گیا۔ شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ دروں میں راجپوتوں کے استیصال
کے لیے بعض امیروں کو بھیجے اور کچھ دلاوروں کو رانا کے ملک و زراعت کے تاخت
و پامال کے لیے روانہ کرے۔ جب بادشاہزادہ محمد معظم کی اجین میں آنے کی خبر
ہوئی تو اس کے پاس حکم گیا کہ وہ متعلقہ رانا میں اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی
کوس ہے اور اپنے لشکر کو اطراف چتوڑ میں مقرر کرے کہ جہاں آبادی دیکھے اس کو
ویران کرے۔ ان دنوں میں حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو
ایک مہینے سے کم میں طے کر کے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آ گیا۔ اسکو حکم ہوا کہ رانا

اور راٹھوروں کے تعلقہ اور بہار قلب میں جاکر راجپوتوں کے قتل و اسیر کرنے میں کوشش
کرے اور فوج تعیین کرے کہ ملک رانا میں جو غلہ کی رسد پہنچتی ہو اسکو بند کرے اور زراعت
نہ کرنے دے ۔ رانا کی مدد کے لیے تعلقہ جسونت سنگھ سے پچیس ہزار سوار راٹھور اور راجپوت
جمع ہو گئے ۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور کبھی اور رسد غلہ پر تاخت کرتے
تھے بادشاہی چند ہزار سواروں کو دربائے قلب کی طرف لے گئے اور ان کو چار طرف
سے گھیر لیا اور بہت سواروں اور پیادوں کا پتا نہ لگنے دیا لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام
سے مغلوب ہوئے ۔ راجپوتوں نے دروں کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑوں
سے اتر کر شہزادہ کے لشکر پر اول شب شب خون مارتے تھے ۔ لشکر بادشاہی خصوصاً شہزادہ
اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی میں اور تھانوں اور عالی عمارات کے
مسمار کرنے میں اور ایشیا بچہ دار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتوں کے زن و فرزند کے گرفتار
کرنے میں جو قارہ ملک میں پہنچ ہوتے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا ۔ محمد امین خاں
صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد راجپوتیہ اور احمد آباد کے
درمیان گشت کرے اور جہاں راجپوتوں کی خبر سنے اور پتا پائے ان کو غارت کرے
جب رانا کے ساتھیوں کا کام تنگ ہوا ۔ غلہ نایاب زراعت گشت کار
معطل راٹھور راجپوتوں نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے
کہ اس کو اپنے جرائم کا شفیع بنائیں یا بغاوت پر اس کو ترغیب کر کے اپنا رفیق بنائیں
پادشاہزادہ نے ان کی باتوں پر کان نہیں لگایا اور نواب بانی ممتنع والدہ شاہزادہ
کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس نے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی بات میں راجپوتوں
کی امداد اور معاونت سے آشنا نہ ہو ۔ اور راناکے وکیلوں کو اپنے پاس آنے نہ دیا
تب وہ اس شاہزادہ سے ناامید ہوئے تو شہزادہ محمد اکبر کی طرف
رجوع کی ۔ راجپوتوں میں درگا داس بڑا چرب زبان حراف تھا ۔ اس نے

اکبر پر بہت افسون و افسانے پڑہکر پھونکے۔ اور اس کو امیدوار کیا۔ کہ راجپوت پچاس ہزار سوار جرار آپ کی رفاقت کے لیے اور خزانہ بے شمار آپ کے خرچ کے واسطے موجود ہیں۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھکر تقاضائے ایام شباب اور رہنمونی احباب سے راجپوتوں کے دام میں گرفتار ہوا۔ بعض اُس کے ہمراہی بھی اُس کے ہمداستان ہوئے۔ بادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا سبب اُس نے باپ ہی سے سیکہا تھا۔

ابتدا میں اس خبر کی شہرت اُڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اُسکو بھائی سے یک گونہ محبت تھی۔ اُس کو نصیحت آمیز دو خط لکھے۔ باپ کو اپنی عرضداشت میں اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہیں اس سے غافل ہونا چاہیے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ تھا مگر بادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی جن ایدال میں اس قسم کی ہوچکی تھی اور ابتدا میں جو راجپوت بڑے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا اُس نے محمد اکبر کے حق میں محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب میں لکھا کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ شمارا ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید۔ وآلودگی سخن شنوی بدخواہاں محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ خیمہ میں سب چھوٹے بڑوں کو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ دُرگا داس تیس ہزار سوار راجپوت لے کر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منور خاں کو ہفت ہزاری کیا۔ امیر الامرا کا خطاب دیا۔ مجاہد خاں اور عمدہ نوکروں کے جو اُس کے ہمراہ تھے اضافے کیے۔ جن میں سے بعض نے مجبور ہو کر مصلحۃً قبول کیے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا ان دنوں میں بادشاہ کی فوج راجپوتوں کی تنبیہ کے لیے محمد اکبر کے ساتھ چلی

گئی تھی۔ اسد خاں و پسر مشہد خاں کے سوائے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواصوں سپاہیوں اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس سے لشکر میں تزلزل ہوا ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا محمد معظم کو بہ تاکید فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور میں آؤ۔ بادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اس کی خدمت میں روانہ ہوا۔ پھر خود محل کو خدا پر سونپا۔ دس دن کی راہ کو دو تین دن میں طے کر کے باپ پاس نو دس ہزار سوار لے کر آ گیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر سترہ ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کے لیے قریب آ گیا ہے۔ کسی کو بادشاہ کے لشکر میں امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض بدخواہوں کے کہنے سے احتیاطاً دوربینی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے بادشاہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضائے وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرا دیا اور بیٹے کو پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑ کر دو بیٹوں کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹوں کو لیکر خدمت میں آیا تو حضرت کو اس پر اعتبار آیا۔

ان باپ بیٹوں کے لشکر مل کر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سواروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے یہ عالمگیر کے لیے بڑا بڑا وقت تھا۔ مگر اس کی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتوں کے بہکانے اور چٹھیاں پڑھانے سے ہوا ہے کوئی اس کو میرے ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہیں ہے اس کا راہ پر لانا مشکل نہیں ہے۔ اس لیے اُس نے شہاب الدین پسر قلیچ خاں کو بطریق ہراولی بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جس کو راجپوتوں نے اپنے بندوبست سے مسدود کر رکھا تھا۔ اور اپنے منجھلے بھائی مجاہد خاں سے خط و کتابت کرے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضائے وقت و مصلحت رفاقت میں شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہاں سے نکل جائے۔ جب اسکے بھائی شہاب الدین کے
نزدیک اسکی خبر آئی تو اسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں جا کر اپنے بھائی کو استمالت
کرکے اپنے ساتھ لے آؤں۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لیجا سکا لیجا۔ باقی
اسباب کو وہیں چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونوں متفق ہو کر بادشاہ پاس آگئے بادشاہ کو انکے
آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خاں کا خطاب دیا۔ مجاہد خاں سے
اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا میں
محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم روشناس بادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خاں کے آنے
سے محمد اکبر کے لشکر میں خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولوں سے
دست بازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیوں کو زخمی کیا اسنے خبر پہنچائی کہ
محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہو کر حضور میں تہور خاں ہراول فوج چند آدمیوں کے ساتھ آتا ہے
جب تہور خاں گلال باڑی میں آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور میں آئے۔ خان نے اسمیں
تعلل کیا تو محمد جعفر خاں نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری اور ارادہ فاسد
اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ بادشاہ نے غصہ میں آن کر
تلوار ہاتھ میں لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتیار لگا کے نہ آئے جب وہ آنے لگا تو ایک
نوکر نے خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھکر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے منہ پر تھپیڑ مارا اور اُلٹا چلا کہ خیمہ کی رسی
میں اُسکا پاؤں اٹکا اور وہ منہ کے بل گرا کہ چاروں طرف سے بزن بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو
مار ڈالا اور سر کاٹ لیا۔ کشتہ ہونیکے بعد اسکے جامہ کے نیچے سے زرہ نکلی اسکے اسباب روایات
مختلف ہیں۔ خواجہ مکارم مخاطب بہ جان نثار خاں یہ کہتا تھا کہ عنایت خاں دیوان تن خسر اسکا
تھا اسکی تحریر سے از روے ارادت اسنے بازگشت کی اپنی حسن خدمت غنیمت و غیرت پر
خیال کرکے ہتیار اُتارنے میں یہ عذر کیا بہر حال تہور خاں کے کشتہ ہونے سے راجپوتوں اور
محمد اکبر کی فوج کے درمیان ...... تزلزل پیدا ہوا اور اسکا پاے ثبات جگہ سے ہلا

اسکا دربار ہوتا تھا۔ کبھی راہ دار اسکے پاس سے پادشاہ پاس چلے آئے اور بہت سے بھاگ گئے
اور راجپوت یہ دیکھ کر کہ سارا مقابلہ ہمارے سر پر آن پڑیگا اپنے گھروں کو چلے گئے یا پادشاہ پاس چلے
آئے۔ علاوہ اسکے اس نے یہ خبر اڑائی کہ پادشاہ نے از روئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھی اور اس میں
یہ لکھا کہ اگرچہ راجپوتوں کی دستگیری کرکے اور قزاقی اور گردآوری کے باب میں جو ارشاد ہوا تھا تم
اسکو بجا لائے مگر انکو ہراول بناکے پادشاہی سپاہ کی زد میں لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ
کیا کہ فرمان ملفوف سا راجپوتوں کے ہاتھ میں پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا لیکن اس خط
بناوٹی بات یا اڑائی گپ ہونا کی کچھ اصل نہیں ہے۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ وہ بڑی یا دبدبہ لشکر گئی
تھی مگر تلوار میان سے نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہو گئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتوں نے
اس سے روگردانی کی درگا داس اور دو تین اور آدمی راٹھور کے اسکے پاس رہ گئے پانچ تین
ہزار سوار ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہیں کہ کام آئے اسلئے وہ ناچار فرار ہوا
جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیوں میں سے تین چار سو آدمی اور ہاتھی آدمی [illegible]
سے قدیم الخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب نقل خزانہ و جواہر نے
کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکو سیر اور دو بیٹیاں یہ سب پادشاہ کو
ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو صغیر کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لیگئے۔ اب محمد اکبر ایسا ملول
تھا کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ کہاں جاؤں اور کیا کروں۔ کبھی شاہجہاں آباد و لاہور کے جانیکا
اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا۔ کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا جس طرف جاتا اسطرف زمیندار
اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ پادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کے لئے مامور ہوا
اسنے اسکے تعاقب میں اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور ملتان کی
راہ کو چھوڑ کر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال دکن کی طرف مرحلہ پیما ہوا تھا
جہاں بیجا پور صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجداروں کو بار بار احکام پہنچے کہ جہانتک ممکن ہو اسکو
زندہ دستگیر کرو اور نہیں تو قتل کرو۔ شاہجہاں بہادر حکم کے بموجب اسکے اسیر کرنے کیلئے

ایلغار کرکے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونوں میں فرق رہا تو خاں مذکور نے اُسکے دستگیر کرنے
میں اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسے مقدمات میں بے محابا تھا بادشاہ سے
عرض کیا تو بادشاہ نے اس بات میں ایک فرمان اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسوں
کو لکھے۔ شاہزادہ اکبر بگلانہ کی سرحد میں آیا۔ جو ملہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگھ کے تعلقہ میں
تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی یہ اسوقت پہنچی کہ وہ سرحد بگلانہ سے نکل گیا تھا چند نفر
راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُنکو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر راجہ پاس لائے۔ راجہ ان رجپوتوں سے
شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین
خون آلود پہنے ہوئے تھا جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب اُتار کر اپنے کندھے پر ڈالدیا تھا۔
اسکو زخمی کرکے راجہ پاس اس گمان سے لیگئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ ان کی
اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیوں کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بگلانہ کے
پہاڑوں کی پناہ میں آیا اُسنے پہاڑی آدمیوں کو روپیہ دیا اُنہوں نے
اس کو سرحد راہیری میں پہنچایا۔ جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو
آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور وجہ خرچ
اُسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھا جی نے اوّل اوّل اکبر کی بڑی خاطر داری کی۔ مگر پھر اُسکے
آدمیوں کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی اور
خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہوں تو محمد اکبر خفا ہوکر
کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات لغو کا کہنا اور آپ کا
سننا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خاں خلعت اسد خاں قلعہ راہیری کی
تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر نے مصلحت سمجھا کہ جسطرح ہوسکے ایران جائے
اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ اُنپر رکھا اور روانہ ہونیکا
ارادہ کیا تو بادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خاں حبشی نے جنگی جہاز

اس کی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف میں کوس لمن الملکی بجا رہا تھا مگر گرفتاری
میں اس نے تامل کیا شہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور چالیس پچاس آدمی خدا پر
بھروسہ کرکے سوار ہوئے۔ راہ میں محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوگئے اور ان پر حادثات عظیم واقع
ہوگئے۔ از راہ اتفاق ایام سے امام مسقط کے جزیرہ میں جہاز جا لگا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو
گرفتار کرکے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یہ امام شاہ ایران کے بڑے عمدہ زمینداروں اور توابع
میں سے تھا بحسب ظاہر تو مہمانداری کی لیکن اکبر کو بطریق نظر بند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت
بھیجی کہ اگر حضور دو لاکھ روپیہ نقد اور بندر سورت میں جو امام مسقط کے جہاز وہیں جاتے ہیں
انکی معافی محصول کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدیں تو میں محمد اکبر کو انکے حوالہ کرکے حضور میں روانہ
کردوں۔ بادشاہ نے کلی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط کی التماس کے
موافق عمل کریں۔ مسقط کو متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو سب زبانوں سے آشنا تھا
محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط کے اس ارادہ
ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اس نے امام مسقط کے پاس حکم
بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کرکے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ تمہاری سزا کے
لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیوں کی
ہمراہ کردیا۔ جب شاہزادہ اصفہان میں آیا شاہ سلیمان اُسے لینے آیا تو محمد اکبر نے
پانچ الماس لیکر بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ
امر خلاف شعار ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ میں لیکر بزرگوں سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان
میں مربی کی خدمت میں خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے ہر روز مہمانداری بڑے تکلف
سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان میں جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے
فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو۔ جب تمکو بھائیوں سے
کام پڑیگا تو ہم سے جہاں تک ہوسکیگا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

سلیمان شاہ مرگیا سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُس نے پہلے سے بھی زیادہ شاہزادہ کی مہمانداری کی محمد اکبر نے باپ کے مرنے کی خبر جھوٹی کہکر شاہ حسین سے فوج وخرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسوں نے نہیں لکھا کہ بادشاہ مرگیا۔ جب خبر تحقیق ہوجائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہوگیا تو شاہزادہ کو خفت اُٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کو موافق نہیں ہے مجھے رخصت دے کہ میں توابع گرم سیر میں سرحد خراسان میں جاؤں۔ جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ وہاں کے حکام کو لکھ دیجیے کہ بوقت ضرورت وہ اُنکے سرداروں کی فوج میری رفاقت کریں بعد اس کے شہزادہ کے لیے خرچ دریا پہ مقرر ہوا اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو ہندوستان پر جانا درکار ہو تو چودہ ہزار سواروں سے اسکی امداد کیجائے۔ ہندوستان کی سلطنت کی آرزو میں محمد اکبر توابع گرم سیر خراسان میں خوشی وناخوشی اوقات بسر کرتا تھا۔ کبھی اسکو باپ کی سلطنت میں قدم رکھنا نصیب نہ ہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد میں اسکو موت آگئی اورنگ زیب نے جو جو حیور اور اودے پور کے ملکوں پر اس طرح تاخت وتاراج کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر مرے نہیں گئے۔ اس جنگ اور جزیہ نے اُنکے ملک اور مذہب پر ایسا زخم وداغ لگایا جو کبھی نہ بھرا۔

عالمگیر کے ابتدائے عہد میں قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب وہ اس سے جدا ہوگئی کہ اسکے ملنے کی توقع نہیں رہی۔ پھر اسنے اس سلطنت کی خدمت بغیر بے اعتقادی کے نہیں کی۔ صرف رام سنگھ مہاراجہ جے پور نے کہ اسنے رشتے بادشاہ سے بہت سے تھے اور بہت منفعتیں اسکو حاصل تھیں وہ اور راجپوتوں کے ساتھ شریک نہیں ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑائی راجپوتوں سے بہت دنوں رہی بہرحال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ بادشاہی فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب وویران کرتے تھے۔ بادشاہ

مسند رو نکو توڑ اور توڑ کر مسجد بناتا تھا۔ راجپوت مسجدوں کو ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنوں کو جلاتے تھے۔ ملاؤں کی خوب گت بناتے تھے۔ اس لڑائی میں رانائے اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلیے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلوں کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا اُدھر بادشاہ کے بڑے بڑے کاموں میں جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہو رہا تھا۔ آخر کار رانا اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض میں کچھ ملک دیدے اور راجہ جے سنگھ بالغ ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت بادشاہ مہمات میں مصروف تھا اور راجپوتوں سے زیادہ مہم دکن کی سمجھتا تھا اس لیے اس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد و فتنہ کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوت بادشاہ کی کشا کشی رہی مشرقی جانب میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں تو بادشاہ کی مطیع رہیں باقی تمام ریاستیں بادشاہ سے منحرف رہیں گو انکی دار السلطنتیں بادشاہ کے قبضہ میں رہیں مگر انکے ادھر اُدھر آفتیں برپا رہیں۔ راجپوت اپنی باہمی نزاع کے سبب بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہیں اٹھا سکے مگر پھر بھی بادشاہی فوج والوں کو نہایت تنگ کرتے رہے اور مالوہ اور گجرات کے صوبوں کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ میں کہ بادشاہ خود سرحد کی قوموں کے دبانے کیلئے گیا اور راجپوتوں کی لڑائی میں مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہیں رہا جو اسکے اختیار میں حائل تھے انکو دکن کی مہمات میں بھی کام میں لایا جس وقت بادشاہ کی فوج پنجاب میں افغانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خان جہاں خان عالم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خاں اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہاں نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنیکے لئے سپاہ کافی نہیں ہے اسنے لڑنے میں توقف کیا

اور گھاٹوں کی راہیں بند کیں کہ مرہٹوں کا حملہ نہ ہو۔ اور دروں پر توپخانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خاں نے ناپسند کی شاید وہ اورنگ زیب کے سرداروں میں سب سے زیادہ دلیر اور شجاع وچست و چالاک تھا اور قلعہ چاکنہ کے حملہ میں کامیاب ہو چکا تھا اُسنے جنگ محفوظ کی غلطیوں کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُسکے قلعوں پر حملہ کرنا چاہیے مگر سپہ سالار نے اُسکی بات پر کان نہ لگایا۔ مرہٹوں کے سوار جنکی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس میں ان دروں سے آئینگے جنکو خانجہاں نے روکا تھا وہ مختلف گروہوں میں منقسم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہاں نے بہت راہوں سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہیں ہوا۔ اور برسات میں اُسنے پیر گام میں جو دریا بیما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی اور یہاں اُسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُسنے بہادر گڈھ رکھا۔

خانجہاں بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گول کنڈہ میں گیا۔ کہتے ہیں وہاں سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اسکو اطمینان خاطر کے ساتھ رائگڈھ میں پہنچا دیا۔ اور جب وہاں سے پھر کر آیا تو اُسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سواروں کو چھوڑ دیا کہ وہ دیہات قصبات و شہروں سے چوتھ وصول کریں غرض مرہٹوں اور مغلوں میں جو لڑائیاں تاخت و تاراج کے لیے ہوتیں۔ انہیں سے ہر ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ میں فائدہ میں رہا۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ جاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے اور لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اُسکی غیر حاضری میں سورت اور جنجیرا کا بیڑا متفق ہو کر آیا اور اُسنے دھندا راجپوری کے قریب تھانوں کو غارت و تباہ کر دیا اور بڑا گھوبلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آئندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی

سلطان علی عادل کی وفات

۱۶۷۲ء میں علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج میں مبتلا ہو کر مر گیا۔ اسکے کوئی اور بیٹا سوا سکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ جی جی بیگی تھی عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خاں وعبدالکریم بہلول خاں اور مظفر خاں یہ تین ارکان سلطنت تھے سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلوں سے لڑنے میں وہ فائدہ نہیں ہے جو ملک بیجاپور کی تاخت تاراج میں ہے اسلئے ۱۶۷۳ء میں پنہالہ گڈھ میں مخفی ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اسکی سپاہ نے پنہالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہبلی کو خوب لوٹا۔ یہاں سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹوں کو پہلے کبھی نہیں ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو اناجی دیوکے حوالہ کیا اس شہر میں جو مرہٹوں کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے بیڑے نے کاروار اور انکولہ لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیوں کو لکھا کہ وہ مسلمانوں کے تھانوں کو اٹھا دیں۔ ہبلی کے تاراج ہونے سے راجہ بیدنور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا وکیل اپنے دربار میں مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اس نے خان جہاں بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعے پادشاہ اس کی حمایت کرے۔ خان نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانیکا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی ملک پر تاخت وتاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے میں انہوں نے پرلی لے لیا ستمبر میں ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ و سنہ ۱۶۷۴ء میں یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اس ریاست کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹوں سے متصل تھا اور کونکن کا جنوبی حصہ فتح کرلیا۔

اگرچہ سیواجی مدت سے اپنے تئیں راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اب اور ہوا میں اُڑنے لگا اور دل میں یہ سمائی کہ مسلمان بادشاہوں کی طرح اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ اُسنے ۶ جون ۱۶۷۴ء کو برہمنوں سے مہورت پوچھکر اپنی راجدھانی رائے گڈھ میں راجگدی پر جلوس کیا اور تمام رسمیں جو شاہانہ ہوتی ہیں وہ سب ادا کیں۔ ایسے فرو شکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹوں نے خواب میں بھی نہ دیکھا تھا۔ ترازو میں بیٹھکر تُلا۔ برہمنوں کو سونے کا تلادان دیا۔ سونا روپا جواہر نچھاور ہوئے سرداروں کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام مرحمت ہوئے۔ افسروں کے خطاب فارسی سے سنسکرت میں بدلے یا نئے نام سنسکرت میں رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسموں کے برتاو میں مسلمانوں کا طریقہ اختیار کیا مگر دھرم کرم میں وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہوگیا۔ کھانے پینے میں ہندوں کی طرح پابند تھا اُس نے مسلمانوں کی بیخ کنی کے لئے ہندوں میں مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کردئے اور اپنی سادگی کو جو ابتدا میں تھی نہیں چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیرا نارنجی رنگ کا بیل کی دُم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کرلیا تھا کُل ملک بیجاپور اور کانکن سے چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئیں جانتا تھا۔ انگریزوں سے تو اُس نے کبھی چوتھ مانگی نہیں۔ مگر پرتگیزوں سے کہتے ہیں کہ اُسنے چوتھ لی۔ اس کا ذکر مرہٹوں کی تاریخوں میں اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہوں نے دی۔

۱۶۷۵ء میں دلیرخاں نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہاں بہادر سے جو عہد وپیمان ہوئے تھے اُن کے توڑنیکے لئے سیواجی کو ایک عذر ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے باندھا اور سنبھا دوبارہ لے لئے سیونیری پر حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اس کو ساری

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سنیاپت ہمبیراؤ کی قنحیا بی نے ناکامیابی کا معاوضہ کردیا وہ سورت کے پاس اس درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں میں تقسیم کیا جنہوں نے برہانپور کو اور باہور کو خوب لوٹا۔ اور بزور چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اُتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود بوندا کا محاصرہ کیا اور اُسنے بنالہ اور تو شرا کے درمیان سب تھانوں پر قبضہ کرلیا جب سیواجی کوکن میں مصروف تھا تو پہلتن ملاوری کے دیس مکہ نے نبل کیر اگھاٹ نے سیواجی کے تھانوں کو اُٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کے لئے فتح کرلیا۔

جب ہمبیراؤ گوداوری سے عبور کرکے گھر کو آیا تھا تو راہ میں دلیر خاں نے اسکا تعاقب کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلوں کی سپاہ نے ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ پونڈا کو ایک لقب اُڑا کر فتح کرلیا اور وہ جنوب کی طرف گیا۔ کوکن میں چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لیکر اپنے گھر رائگڈھ میں آیا۔ جب دلیر خاں اور خان جہاں لڑائی میں ادھر مصروف تھے تو ہمبیراؤ مغلوں کے ملک میں آیا اور اُسے خوب لوٹا۔

خواص خاں نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھکر خانجہاں بہادر سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت پادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگ زیب کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خورد پادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبد الکریم اور امیروں نے اس عہد و پیمان کے سبب خواص خاں کو سازش کرکے مار ڈالا اور لڑنے کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہاں بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اس سے کئی لڑائیاں لڑے جنمیں بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خاں کا ہموطن دوست عبد الکریم تھا۔ اسکے ذریعے سے دونوں میں صلح ہوگئی۔

سیواجی نے تیسری دفعہ تونرا اور بنالے کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا۔ جنکے نام وردن گڈھ۔ پشین گڈھ۔ سیدور شوگڈھ

بچندر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط نہ تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ روکنے کے بہت کام آئے۔

سیواجی کا اتفاق بادشاہ گولکنڈہ سے

سیواجی کو مدت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور میں ہے اُسپر کسی طرح قبضہ کیجئے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی ونکاجی قابض تھا اور حقیقت میں وہی اسکا مالک تھا مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ وراثتاً کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپکے وقت میں پنڈت راگھوناتھ نارا ین اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی ونکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو اور بھی زیادہ اپنی تمنا بر آنیکا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اُسکا آنا جانا سیواجی کے حق میں نعمت غیر مترقبہ تھا۔ سیواجی دور اندیش بڑا تھا بات کو برسوں پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُسوقت والی گولکنڈہ کو مغلوں کا خوف لگ رہا تھا اور والی بیجاپور سے بھی چشمک رہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ ورفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونوں میں اتفاق ہوگیا۔

سنہ ١٦٧٦ء میں گولکنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہاں کچھ دنوں ٹھہرا اور والی گولکنڈہ کو اپنا بنایا اور آپس میں یہ قرار ٹھہرایا کہ میں اپنے باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کروں تو اُسمیں سے پادشاہ کو حصہ دوں اور پادشاہ اسکے بدلے میں مجھے کسی قدر روپیہ اور توپخانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلوں کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپخانہ لیکر حیدرآباد میں ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ١٦٧٧ء میں کڑپہ کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ٢٠ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کڑاپہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سواروں کے ساتھ بزرگ سندر کی جاترا کو گیا یہاں مراسم مذہبی ادا کیں۔ بھوانی نے کرپا کرکے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوؤں کے

ہندؤں کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک میں اسکے بڑے درجات ہونگے

۱۲ روز یہاں رہکر مئی سنہ ۱۶۷۷ میں مندرا کے پاس ہوتا ہوا انجی کے قریب پہنچا جو اسکی قلمرو سے چھ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی بیجاپور کی طرف سے اسمیں عنبر خاں کے بیٹے روپ خاں اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔ والی بیجاپور کا افسر شیر خاں حاکم ضلع بڑتا ملی نے پانچہزار سوار لیکر سیواجی کے مقابلہ میں کوشش کی مگر وہ بہت جلد ہزیمت میں آکر قید ہوگیا۔

سیواجی کا سوتیلا بھائی سنتاجی اُس سے پہلے ہیل ملنے آیا۔

اِس اثنا میں اس فوج نے جو اراوۃ سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ کیا۔ مرہٹوں کی کتابوں میں لکھا ہے کہ محاصرہ کرکے ستمبر میں فتح کر لیا۔ قاضی ابو حسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار پیگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔ جس موسم میں کہ ویلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیواجی اپنے بھائی ونکاجی سے ملا۔ اور اُس نے اُس کو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ میں سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی باپ کے ورثہ کے نصف کا دعویٰ جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنی ہی زور سے انکار کرتا تھا سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کرکے زبردستی اُس سے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اُسکو قید کرنا شرافت سے دور بعید سمجھا اسلئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دی۔ مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور اور اولی اور ایک دو قلعوں کا دعویٰ نہیں چھوڑا اور کہا کہ میں اس سے زیادہ تجھکو دے سکتا ہوں۔ مگر باپ کے ورثہ کو نہیں چھوڑ سکتا سیواجی ویلور میں آیا اور قلعہ کرناٹک گڈھ و بہوگڈھ اور مہاراج گڈھ لے لئے۔ سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولار، بنگلور، اوس کوٹا، بالاپور، سیرا پر قبضہ کر لیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سردیشمکھی لی۔ اور جہاں لوگوں نے

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔

خان جہاں بہادر نے جو سیواجی سے صلح کرلی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہیں کی مگر دلیر خاں نے پادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکنڈہ پر دھاوا کیا جائے۔ اور عبدالکریم وزیر و فوج بیجاپور کی سے اعانت لیجائے اسکو پسند کیا اور اُسنے خان جہاں خان بہادر کو اپنے پاس بُلا لیا اور دلیر خاں کو اسکی جگہ مقرر کردیا۔

قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اُسنے سیواجی سے صلح کرلی تھی۔ لیکن مادھو پنت نے جسکو سیواجی نے گولکنڈہ میں چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خاں اور عبدالکریم کے حملہ کو ہٹا دیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مر رہی تھی اسکو دشمنوں سے لڑانا ممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۸ء میں مرگیا تو دلیر خاں نے یہ کوشش کی کہ مسعود خاں حبشی اسکی جگہ مقرر ہوجائے وہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہوگیا اُسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خاں کے قرض چکا دینے کا اور امن امان رکھنے کا اور پادشاہ بی بی کو لشکر مغل میں بھیجدینے کا وعدہ کیا اُسنے پیادوں کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا تو سواروں کی زیادہ تر سپاہ نہیں رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ کیا تو سیواجی کے نوکر ہوگئے یا پادشاہ کے

دلیر خاں مسعود خاں سے عہد و پیمان کرکے پیرگرام میں گیا سیواجی نے یہ حالات سُنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی کو سُپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ نراین اور ہمیر راؤ سیناپت کو مقرر کیا کہ وہ کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کریں۔ سیواجی نے قطب الملک کو اپنی فتح کا حصہ کچھ نہیں دیا۔ جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اُسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی راسے گڈھ میں آگیا تو اس سے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہیں کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا تو اس قلعہ کے آدمیوں نے اُسکی فوج کبھی کے چند آدمیوں کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہاں کے حاکم نے جو دس سپاہی کی بیوہ قتل نہیں کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ۲۷ دن میں لے لیا۔ اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کرلیا۔ جب سیواجی تورگل میں آیا
سہے تو اسنے اور اسکے بھائی ونکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک میں حملہ کیا اور بہت نقصان
کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اُسنے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھا اور آخر کو اس قضیہ کا اختتام اسپر
ہوا کہ موروثی جاگیر پر ونکاجی متصرف رہے اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی
وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو میں سے سیواجی کے ہاتھ آئے ہیں وہ سیواجی کے پاس رہیں۔

سیوا اٹھارہ مہینے بعد ٹھیر ٹھیراکر رائے گڈھ میں آیا دونوں ہمیرراے اور بیٹے سے مادین پنت
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال اور بیلاری
کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہیں دیتے تھے۔ انہوں نے
سیواجی کی فوج کو دبا دیا۔ بیجاپور میں سوار نہ تھے اور برسات کے سبب دریاؤں میں طغیانی
تھی اسلئے مسعود خاں کے درمیان جو عہد و پیمان ہوئے تھے وہ پادشاہ نے پسند
نہیں کئے بلکہ دلیر خاں کو پادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ دیکر جتنے
افسروں کو اپنی طرف کرسکے وہ کرے سلطان المعظم کو دکن کا صوبہ دار پھر اس غرض
سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے۔ اور اس مطالبہ
کی تعمیل میں دلیر خاں بحیثیت سپہ سالاری آمادہ ہو۔ اول بادشاہ بی بی کا مطالبہ ہوا
بعد ایک جھگڑے کے پادشاہ بی بی خود دلیر خاں کے لشکر میں اس غرض سے آئے
کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خاں نے اُس کو اورنگ آباد میں
بھیج دیا۔

بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہاں کے وزیر مسعود خاں
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اُسنے دلیر خاں پر حملہ کرنیکا وعدہ کیا۔ جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوڑے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے پنالہ میں بہت سوار جمع کئے
اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے کھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازؤں میں عالمگیری
لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہیں ہے۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جاکر کترایا
اور بادشاہی علاقوں پر حملے کرنے لگا۔ دلیر خاں فن سپہ گری سے خوب واقف تھا۔ اگرچہ
اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمیں تھے اسکے ہم قوم افغان من چلے اور بڑے
دل گردے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت بڑی فوجوں سے بھی بڑھکر
کام دے سکتی ہے۔ دلیر خاں نے محاصرہ کو نہیں چھوڑا اور سیواجی نے آگ اور تلوار سے
باشندوں کو تباہ کر دیا اور دیہات کو جلا کر خاک کیا اُسنے دریا بہیما سے اتر کر جولنا پر
حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد میں سلطان معظم تھا اُسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان میں
اسکو دولت کا گمان ہوا اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خاں نے لکھا ہے کہ ۱۰۹۱ھ میں سیواجی
افواج سنگین کیساتھ ملک خاندیس میں داخل ہوا۔ قصبہ دھرنگاؤں جو اس ضلع میں معموری میں
مشہور ہے اور جنس گرانبہا اقسام قماش وہاں بکثرت اور چیزیں قصبہ کے گرد اور اُس
کے پاس ہوتی ہیں اسیر تاخت و تاراج کی پھر چوپڑہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور جلا کر
پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہائے معمورین سے تھا
جسمیں مال تجارت بھر پور تھا اس قصبہ میں سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہاں کے واصل
باللہ درویشوں میں تھے۔ جب کوئی غنیم اس قصبہ پر آتا تو یہاں کے رہنے والوں کی
ایک جماعت وعیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ میں آتے مگر
سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہیں کیا۔ جو لوگ انکی پناہ میں گئے ان کو خوب
لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خاں سیواجی کی موت کا سبب یہی بتاتا
ہے۔ اس سے زیادہ بے عقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ میں نہیں لکھی ہے
سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گڈھ میں پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سواروں نے جمع ہوکر اسے سنگم پیر کے قریب آنکر ایسا گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل میں ایسا دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب دیکھتا ہی رہ گیا کہ اسی چوہے نے کیا کیا کام کیے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرالئے اور اچھے اچھے شیروں کے کان کترے۔

دلیرخاں نے محاصرہ کو نہیں چھوڑا سیواجی پٹہ میں تھا کہ مسعود خاں نائب سلطنت نے اسکی بہت منت سماجت کی سے

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آگیا ہے اُسوقت آؤگے تو کام آؤگے نہیں پھر پیچھے کیا کام تم سے نکلیگا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔ ہزاروں برچھیت مرہٹے بھالے برچھے سلت لیکر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کوئی نیستان اُڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُس پاس یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلوں کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ میں باپ کی خصائل اور اطوار میں سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ نہ آیا تھا عیاش ایسا تھا کہ اسنے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا چاہا سیواجی اس حرکت ناشایستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اسنے پرناد کے قلعے میں کچھ دنوں کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیرخاں پاس چلا گیا تو سپہ سالار سروقد تعظیم کے لئے اُٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا اعزاز و احترام سے خیمے میں اتارا۔ دلیرخاں نے پادشاہ سے اپنا منصوبہ بیان کیا کہ باپ بیٹے لڑائی میں ترازو کے پلڑے میں بیٹا باپ کے مقابل ہوگا۔ باپ کی بڑی گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتھکنڈوں سے واقف ہے مرہٹوں کو توڑ توڑ کر اپنی طرف بلا لیگا۔ غرض گوشت خود دندان سگ کا تماشا دکھائیگا مگر سیواجی کا

سنبھاجی کا باپ کو چھوڑ کر شاہ سے ملنا اور پھر باپ کے پاس آنا

سیواجی کا اقبال یاور تھا۔ یہ منصوبہ کب چل سکتا تھا۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ بیٹے کا جدا ہونا کیسا خطرہ وجود کا مقام تھا۔ مگر یہاں کچھ اور ہی گل کھلا کہ سپہ سالار نے جب بادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اُسنے دلیرخاں کی اس تجویز کو ناپسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پابہ زنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر چونکہ سپہ سالار دلیرخاں نے عہد شکنی کرکے اپنی عزت کو بٹہ نہیں لگایا سنبھاجی کو بادشاہ پاس نہ بھجوایا اور اُسنے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والوں کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیر راؤ کو اُسنے بھیجا اسکی لڑائی رنمست خاں سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے انہی سرداروں کو سلطان المعظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اسنے اب بھی شکست پائی۔

مورو پنت نے اہوت اور بابا دا گڑھ لے لیا۔ یہ دونوں قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس میں پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔

دلیرخاں کے لشکر کے گرد ہمبیر راؤ پھرتا تھا اور محصورین کو مسعود خاں خوب لڑا رہا تھا۔ دلیرخاں بھی ان کو دبا رہا تھا مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جابجا اُسکے رسد پر چھاپے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اُسکے لشکر تک نہیں پہنچتی تھی۔

سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہوکر محاصرہ اٹھا لینے کی کچھ اس نے بنا پڑا۔ برسات کے آخر میں وہ بیجاپوری ملک کے تاخت و تاراج میں مصروف ہوا جنجی کو لوٹ لیا۔ کرشنا جب پایاب ہوا تو وہ اس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجوں میں تقسیم کیا اور ملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ نارو پنت نے چند ہزار سواروں کو ساتھ لیکر دلیرخاں کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اُسکی فوجوں کو روکا اور اُنکے لشکر سے کمک اُٹھنے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

سیواجی کو بیجاپور والوں نے رفاقت کے بدلے میں اضلاع کوپال اور بلاری دیدیے اور ڈراوڑ میں جو
ملک اُسنے فتح کیا تھا۔ اور تنجور اور اضلاع جاگیر شاہجی پر اپنی سلطنت کے دعوی سے دستبردار
ہوگئے۔ اس سبب سے بھائی ونکاجی کے قول و غضب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جس سے ونکاجی
کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا۔ سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھا اور
ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

معلوم نہیں کہ سیواجی کے دل میں کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک میں
مل گئے کہ اُنکو بخار چڑھا اور ایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر میں سنہ ۱۶۸۰ء میں اس
دنیا سے انتقال کیا۔ مشکل ہے کہ ہم بتلائیں کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ گو ہم اُسکے کام کے
ذکر کر چکے ہیں اس سے سمجھ جاؤ کہ اُسکے مزاج میں کیا برائیاں اور کیا نیکیاں تھیں۔ کس
سبب سے وہ اپنے سب کاموں میں کامیاب ہوا اور کیونکر اور کس لئے ادنیٰ درجہ سے بتدریج اعلیٰ درجہ پر
پہنچ گیا۔ کن باتوں سے وہ تمام مرہٹوں کا دیوتا بن گیا۔ کیوں آجتک اُسکے نام کا وظیفہ مرہٹوں میں پڑھا جاتا
ہے۔ اور وہ بت کیطرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب غریب آدمی تھا۔ سلطنت کی قابلیت سپہ سالاری کی
لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیرخواہ تھا۔ قزاق ایسا تیز دست اور چالاک تھا کہ کوئی
کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورنمنٹ میں خیال نہیں آتا اور عقل کے نزدیک بیناممکن
معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو مگر جس وقت کا زمانہ اور کانپور یاد آتا ہے
تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹوں کی دغابازی اور مکاری غارت گری دیگر قوموں سے نفرت اُنکی بالکل
غارت نہیں ہوئی۔ بلکہ اُنکو مسلمانوں کے ساتھ جو نفرت تھی اب وہی انگریزوں کے ساتھ ہے
سیواجی کے حال میں ان باتوں پر طالب علموں کو چاہیے کہ خوب غور کریں۔ قاعدہ ہے کہ جب برائی کو ہموطن
اور ہمقوم برا نہیں سمجھتے اور اسلئے کہ نیو الیکو ملامت نہیں کرتے اسکے کرنیسے متوسطین درجہ کے آدمی
اپنے تئیں برا نہیں جانتے سیواجی نے بہت جنگلی اور لٹیرے جو دغا اور فریب اور برائیاں کیں اگرچہ اُسکے ہموطنوں
اور ہمقوموں نے برا نہیں جانا بلکہ اُنکو اپنا فخر سمجھا سبب کہ کام دغابازی اور چالاکی اور مکاری اور فریب کے ایسے

ہوتے ہیں جو اُمورات خانگی میں سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہیں مگر وہ معاملات جنگی اور ملکی میں قابل تعریف کے ہوتے ہیں سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خاں کو قتل کیا اسکو ساری قوم نے پسند کیا اور جب اُسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو سب نے اسکو ملامت کی اس سے ایک اور بات نکلتی ہے کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لٹیرے اور قزاق اور راہ زن ہی نہ تھے بلکہ اُنکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہیں باتوں کے سبب سے وہ سیواجی کے سب معاملات میں شریک ہوئے۔ اور اسکو دیوتاؤں کا اوتار سمجھے۔ بیجاپور اور گولکنڈہ میں جو مسلمان رہتے تھے اُنسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے کہ اُن کا خاندان نہ انکا مذہب نہ اُن کی سرزمین اُنسے ملتی تھی جب ان مسلمانوں کے ساتھ یہ اختلاف ہو تو ان مغلوں اور اورنگزیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہیں رکھتے تھے پہاڑوں کے دیوتا میدانوں کے دیوتاؤں سے ملتے جلتے نہ تھے۔ اُنکا جھگڑا مسلمانوں سے ناحق نہ تھا۔ اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شودر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ یہاں کا ہو وہ اپنے دل میں اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پچھلے زمانہ میں مسلمانوں نے دغا اور فریب سے اسکو اپنی جگہ سے ہلایا ہے اور اب مسلمانوں کا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اُس سے وہ اور بھی خائف اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانوں سے لڑے اُس سے اُنہوں نے اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی غنیمت اور دولت حاصل کی سیواجی نہایت دغا باز مکار غدار سنگدل مسلمانوں کے ساتھ تھا مگر اپنے قوم کے ساتھ رحم دل منصف متحمل ایماندار تھا جو اضلاع اس کی اطاعت اختیار کرتے اُنکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا مسلمانوں کی ہر ایک چیز کا غارت کرنیوالا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا یہی سبب تھا کہ سارے اسکے اہل وطن دل و جان سے عزیز رکھتے تھے اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

جب وہ مسلمانوں سے لڑتا تھا تو ہندو ویسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہو کر اپنی جانیں دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناؤ ہمیشہ نہیں چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہے پر ہمیشہ نہیں چڑھا کرتی۔ جن کاموں کی بنیاد دغا اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چند روز اپنا فروغ دکھا کر صبح کاذب کی طرح غائب ہو جاتے ہیں۔ سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُسکے کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے۔ جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستور العمل کے ہوتے ہیں انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے لگتے ہیں کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہیں رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار حسب نظام کے مقرر کئے مگر اُنکے تقرر میں کوئی قانون اور قاعدہ نہ تھا اسکے اپنی راے اور مرضی کے تابع تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے سے دنوں میں بھنگ ہو گیا۔ خافی خان نے اُسکے خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قافلوں کی تاراج میں مردم آزاری کرتا لیکن اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتوں اور عیال کی محافظت آبرو کا پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دے دیتا وہ اپنے تعلقہ کے علما یا اور نادرسس کے حفظ میں بڑا اہتمام کرتا تھا۔ مسلمانوں اور سیواجی کی معرکہ آرائیوں کا حال اکثر مرہٹوں کی کتابوں سے لکھا گیا ہے جو انگریزی میں ترجمہ ہوگئی ہیں۔ مسلمانوں اور مرہٹوں کے بیانات میں بہت اختلافات ہیں ہر ایک اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جس کو کوئی اچھا نہیں سمجھو۔

یہ کیا کہ سیواجی کا مرنا مرہٹوں کے حق میں زہر ہوا اُسنے ان وحشیوں کو آدمی بنایا تھا ان کے دلوں میں قومی ہمدردی و غیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔ اسکے سلئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا قلعوں کا سلسلہ وہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنوں کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو کہیں سے توڑیں ہمیشہ میں اہنی بھی جانے کا اندیشہ رہتا تھا سیاہ بان سلطنت مہیا تھا۔

مگر مشرقی ملکوں کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمانروا مر جاتا ہے تو سب سے اول اسکی سپاہ میں بے انتظامی واقع ہوتی ہے۔ سیواجی کی سپاہ میں تفرقہ کیوں نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی حالت طفلی میں تھی۔ دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیوں نہ ابتر ہوتا۔ سیواجی کے دو بیٹے تھے ایک سنبھاجی جو ابھی دلیر خاں کی قید سے چھوٹ کر پنالہ میں باپ کے حکم سے قید تھا جس کا اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھاجی کے چال چلن کی نسبت برے الفاظ کہے تھے جس سے لوگوں کو ایک حیلہ ہاتھ آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی ماں سویرا بائی بڑی ہوشیار چتر تھی اسنے ساز و باز سے سب کو یقین دلایا کہ راجہ رام کو سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و ظلم سے ہراساں اور راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شاداں تھے۔ سیواجی کی موت کو چھپایا اور سنبھاجی کی سخت قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت میں کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظوں سے اپنی تخت نشینی کا حال بیان کیا انہوں نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہیں کرتا تھا تو بھی ارکان دولت میں آپس میں باہم میں لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پرنالہ کے لئے محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار بنی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء میں رائے گڑھ میں جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اس وقت تو اس نے ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لائق تھا۔ سبب سے اسکے دشمن دوست بنگئے اور اسکے دل و جان سے خیرخواہ ہوگئے مگر جب وہ اپنی جگہ پر مستقل ہوگیا تو زور ظلم کرنے لگا اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہیں رہا اسنے راجہ رام کی ماں کو بڑی بے رحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف برہمن وزیروں کو بندی خانہ میں بھجوایا اور جو برہمن تھے اُن کا گلا کٹوایا یہ بات

پہلے سے معلوم ہوگئی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہے۔ اسکے
مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیاں اور خرابیاں اور لڑائیاں پیدا ہوئیں وہ عیاش تماش
بین فضول خرچ تلون مزاج سنگدل بیرحم تھا اس نے ان لوگوں کو جنہوں نے اسکے خلاف سازش
کی تھی ایسی سخت سزائیں دیں کہ مرہٹوں کو اس سے دلی نفرت ہوگئی اور اسکے سبب سے سرداروں کی
نوکری چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے۔ ایک بڑا ایماندار قدیم برہمن جو اسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش
کے شبہ پر ہلاک کروا دیا۔ غرض بڑا سنگدل ملال اور لالچی سپہ سالار اور مرہٹوں کے اتحاد جو
باپ نے جمع کئے تھے ان سب سے وہ سرد مہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا (فارسی
کتابوں میں کب کلس لکھا جاتا ہے) کا غلام ہو گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان
میں سنبھا کو سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھا کو اپنے پاس لایا تھا اسنے اپنے علم و فضل سے
اسکو اتو بنا لیا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کاموں کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمیں خلل آیا جب
میدان جنگ میں سوار آتے تو انکے ساتھ اور لوگ بھی ہو جاتے جن پیادہ کا پہلے یہ قاعدہ
تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمیں یہ دستور پڑ گیا
کہ وہ دشمنوں کے خیموں میں سے عورتوں کو پکڑ لاتے اور ان سے بستر ہوتے یا
بیچ ڈالتے گویا خود غنیمت ہی میں شامل اسباب غنیمت کے ہونے لگیں۔ غنیمت کے مال کو چھپا لیتے
جن سپاہ کو تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب انکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ ان کو اور لوٹ سے تنخواہ کے
پیدا کرنیکا حکم ملجائے غرض جیسی فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب حریص خونخوار اور غارت
گر ہو گئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنوں میں
اڑا کر برباد کیا۔ رگھوناتھ کے مرنیکے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی سر اڑا کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنیکے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اس سے خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا جب وصول محصول میں سختی ہونے لگی تو وہ گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے لگا سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود مسمار ہوتی جاتی تھی۔ مگر اب اسپر اور بیدزور ہے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ میں ایسا آیا کہ اسنے یہ نہیں خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہیں اور ان میں ایک عالمگیر پادشاہ بھی ہے۔ پھر اسنے دشمنوں کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشاہ کی صلاح اور مشورہ سے نہایت شوق سے سنہ ۱۰۹۱ھ میں جنجیرا والوں سے لڑائی شروع کر دی۔ اس غرض سے کہ یہ جزیرہ ہندستان کے بر اعظم سے شامل ہو جائے۔ سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروا نا چاہا جو درمیان میں حائل تھا پھر اسکے بعد کشتیوں کے ذریعے سے دھاوا کیا اس کام میں بالکل ناکام رہا جس سے وہ دل شکستہ ہوا۔ پھر اس نے پرتگیزوں اور انگریزوں سے بگاڑ دی۔ غرض وہ ان بے سود کاموں میں مصروف رہا اور اُسنے اورنگزیب کی خبر رکھی نہ والیان بیجاپور اور گولکنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم سنہ ۱۰۹۲ھ

پادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سے برہانپور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دار الخلافہ میں خبر آئی کہ ملکہ ملکی ملکات جہاں آرا بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم میں چہرہ چھپایا۔ اُسے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ میں اپنے ایام دولت میں حیات خانہ آخرت بنایا تھا اسمیں مدفون ہوئی پادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنیکا بہت رنج ہوا اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جائے۔ اس بیگم میں ساری خوبیاں جو عورت میں ہونی چاہیئے موجود تھیں حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔ وہ اپنے باپ شاہجہان سے ۱۷ برس بعد مری۔ وہ اورنگزیب سے نفرت رکھتی تھی جسکا پہلے بیان ہوا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت آب

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جاتا ہے۔ دسویں ذی قعدہ کو بادشاہ برہانپور میں داخل ہوا۔ میر تھا ہیں راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہو گئے تھے۔ اعتقاد خاں اُن سے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفوں کے جنمیں بعض عمدہ امیر بھی تھے کُشتہ و زخمی ہوئے بادشاہی آدمی بھی اسمیں مارے گئے۔ اعتقاد خاں کو اس فتح کا صلا ملا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہانپور کے قلعہ ارک میں دو حجرے بارود کے بھرے ہوئے اُڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مر گئے۔ خافی خاں اس واقعہ میں یہ اور لکھتا ہے کہ اس ضمن میں بادشاہ سے معروض ہوا کہ بادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تین گز بارود کے اُس زمانہ کے رکھے ہوئے ہیں کہ بادشاہ یہاں سے بادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق توپخانہ کے دارو غہ اور متصدیوں کو سزا دی اور بادشاہ نے کہا کہ اگر جہانگیر ہوتا تو سب کو گل دیتا۔

بادشاہ برہانپور میں تین چار مہینے رہکر غرہ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ کو یہاں سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبد الکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ میں ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا میں نے تین مہینے کے عرصہ میں برہانپور کے نصف پور جات سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب میں امیدوار ہوں کہ حضور کی ہمراہ چلوں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔ جب بادشاہ اورنگ آباد میں آیا تو اس نے بادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعوں کے تسخیر کے لئے اور وہاں کے ہندوؤں کی تنبیہ کیلئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح کیلئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہیر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سیواجی کے تصرف میں تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سوانح سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اسکے اطراف میں دریا رشور کے قریب ہو نیسے اس قدر

تا ہیں کہ اگر لاکھوں سواران اونچے پہاڑوں کے اطراف میں محاصرہ کریں تو بھی کچھ کام نہ کر سکیں نیکنام خان قلعہ دار ملہیر اور فوجدار سرکار بگلانہ خوب بندوبست یہاں کرتے تھے اور ان دونوں قلعوں میں چھ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہیں ہے محمد اعظم کے تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد وجنس دیکر منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا اسلئے اس نے محمد اعظم کے محاصرہ کے بغیر پادشاہی آدمیوں کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات پادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اسنے پادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت کی۔ مگر وہ پادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا انہیں جنگ اور مردم کشی نہ تھی۔ اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق میں سفارش ہو گئی۔

محاصرۂ قلعہ رام سیج

جب دوسری دفعہ دکن میں شاہجہان آیا ہے اور اسنے گلشن آباد اور کوکن نظام الملکی کی قلعوں کی تسخیر کے لئے سپاہ تعین کی ہے تو قلعہ رام سیج تھوڑی تردد سے پادشاہی تصرف میں آگیا تھا۔ ان دنوں میں اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان کو قلعہ رام سیج کی تسخیر کے لئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سرنگیں لگائیں مورچالوں کو بڑھایا۔ دمدموں کو بلند کیا۔ لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک مرہٹا ایسا آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی۔ اس قلعہ میں توپ نہ تھی جو اسباب تھا۔ چوب سے توپ بنائی اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی تو دس توپوں کا کام دیتی پادشاہ نے بہ تقاضائے مصلحت شہاب الدین خان کو حضور میں طلب کیا اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کوکلتاش کو تعین کیا تو اسنے محاصرہ کا کام اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اسنے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی شہرت اس طرح دیجائے کہ توپ خانہ کے آدمی مصالح آتش بازی ساتھ لیں اور تختہ پیادہ کی ایک جماعت اور بازار کا غلہ و نطیت غل مچاتے ہوئے اور شور و شر کرتے ہوئے

اس طرف جائیں تاکہ قلعہ کے آدمی اسطرف ہجوم کریں اور اسطرف قلعہ داری اور احتیاط جو
کرنی چاہیئے وہ کریں اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جانباز جو فن قلعہ گیری میں مہارت
تامہ رکھتے ہوں اور قلعہ کشائی میں ید بیضا خفیہ بدون شور و شر کے مصالح یورش
اور رسّی کی اصلاح اپنے پاس نہ رکھ کر یاری کی مانند کمند پیدا و دربند بیرون قلعہ کے اوپر چڑھ
جائیں قلعہ دار کو خانجہاں کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اُسنے اسکے دفعیہ کی تدبیر
کرلی۔ خانجہاں کی فوج جسطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اُسنے بازاری آدمیوں کو
بہادروں کی ایک جماعت کے ساتھ بجا لغیری و نقارہ ساتھ کیا انہوں نے دفعیہ کے لئے
بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزوں میں آگ لگاکے اور بانے بجانب پھینکنے کر کے
نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جو خانجہاں نے مقرر کی تھی۔ وہاں قلعہ دار نے
چند آدمی جانباز آہنی پنجے دیکر چپ چاپ بٹھا دئے۔ وہ ناخواندہ مہمانوں کے انتظار
میں بیٹھے تھے۔ جونہی پہلی دفعہ دو آدمیوں نے چڑھ کر اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانوں نے
ایکدم گھسیٹی پنجہ آہنی سے انکی سر و صورت پر دراز دستی کی کہ پوست سر کا آنکھوں سمیت
انکے کاسۂ سر سے جدا کیا اور پھر ان کو ایسا دھکیلا کہ پیشرو پیروؤں کو ساتھ لیکر زمین
پر سرنگون اور شکستہ پا ہو پہنچے چند روز بعد خانجہاں بہادر کے طویلہ کے سائیس نے
التماس کیا کہ میں جن کے تسخیر کے فن میں بڑی قدرت رکھتا ہوں ایک سونے کا سانپ ہو تولہ
کا بنوا کر میرے ہاتھ میں دیجیے اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے اُمید ہے کہ جنوں کی مدد سے
قلعہ کے دروازہ تک میں پہنچ رکھونگا۔ خانجہاں نے اس سائیس کے کہنے پر عمل کر کے
یورش کی۔ ابھی آدمی راہ طے نہ ہوئی تھی کہ نیم من کا ایک گولہ سائیس کے سینہ پر لگا کہ
مار طلا اسکے ہاتھ سے اڑ گیا اور لڑکتا ہوا نیچے آیا۔ حاصل کلام یہ کہ خانجہاں نے بہت تردد
کیا مگر قلعہ فتح نہ ہوا۔ اُسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اُسنے کچھ کے روز دریا کے کنارہ
جو مورچال اور سنگ باندھنے کے لئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کر کے

گاڑی گئی ہیں ان کو جلا دیں تو قلعہ والوں نے شوخی سے کنگروں پر آنکر جلا کر کہا کہ ان لکڑیوں کو تو جل لینے دو انکی راکھ منہ پر ملکر جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرانی کہ سپاہی اور کار طلبی میں بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سرانجام کار نہ ہوا تو پادشاہ نے اسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب بھاء نے سنا تو اسکو سونیکے کڑے اور زر نقد بھجوایا اور قلعہ داروں میں اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ میں بدل دیا۔ عبدالکریم رام سیج کی نواح میں ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے نیکنام خان قلعہ دار ماہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۵ اربیع الاول ۱۰۹۳ھ کو شاہزادہ کام بخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خاں صفوی سے ہوا اس شادی میں سات لاکھ چھبیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہیں وقت رخصت فاتحہ پڑھنے کے متر صد نہ ہوں۔ مگر اں حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو فاتحہ پڑھیں۔ قضات جو خدمات سے معزول ہوں تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب نہ ہوں۔ احمد آباد سے حضور میں حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خسرو جیلہ لایا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۵۳ ہزار اشرفی ...... وابراہی ۶۶ ہاتھی ۳۳۴ گھوڑے ۱۱۰ اونٹ ۱۱۴ چھڑ دس صندوق چینی ۱۰ لاکھ ایک من سیسہ ۴۵ من باروت۔

محمد اعظم دریائے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثنا راہ میں ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک آیا گھوڑا تپا شاہزادہ گھوڑے سے اترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا میں اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ

دلیر خاں مدتوں سے شدید بیمار تھا وہ جاودید۔ اکو گیا۔ اکثر معارک میں بذات خود

اُسنے تردّدات نمایاں کیے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زور مند تھا۔ قوت اشتہا قریب تھی۔ اجوار
عمر سے انتہا تک اپنی اوس پر ضابطہ تھا۔ مآثر الامرا میں یہ لکھا ہے کہ خافی خاں نے قسم
کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا یکرن گا۔ جیسے جسد محمد بیچ تردد دیر کو دخل نہ دونگا
وہ لکھتا ہے کہ دلیرخاں جو شجاعان کا رطب اور افغانان صاحب غیرت با نام و نشان
تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضہ بیماری کے مرگیا اور عوام میں یہ شہرت ہوئی کہ رات کے وقت
دلیرخاں کے دیکھنے کے لیے خفیۃً اعظم شاہ گیا تھا۔ بادشاہ نے اسکی اطلاع پاکر
بادشاہ سے عرض کیا۔ اسلیے دلیرخاں نے خود اپنے تئیں مسموم کیا۔ غرہ ذی قعدہ
بادشاہ اورنگ آباد سے احمدنگر کی طرف راہی ہوا۔ انہوں نے جلوس میں احمدنگر سے
بادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعوں کی تسخیر کے لیے روانہ کیا۔ یہ قلعے سنبھا
کے پاس تھے۔ ان اطراف میں بادشاہی سپاہ کبھی نہیں آئی تھی۔ اسکے ساتھ ان امیروں
کو بھیجا۔ آتش خاں داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بہ سرافراز خاں اور
اخلاص خاں برادر بہلول خاں اور ناگو کہ مرہٹوں میں تھا۔ اور اسطرف خوب واقف
کار تھا۔ خواجہ مکارم بادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جان نثار خاں جنش
ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خاں عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا واقعہ
نگار تھا۔ راہ میں لکھتا ہے بادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیاں دو ما
تنگ میں ہوئیں۔ بادشاہی آدمیوں کو مار کر غنیم بھاگ گیا۔ جب موضع سانپ گاؤں
میں کہ قلعہ قطب سے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سواروں نے بڑی
جانفشانی کی۔ جان نثار خاں اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام وہ
یہ قلعہ فتح ہوگیا۔ ملک رام درہ نہایت عجیب ہے۔ وہاں کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور
سنبھا کے لشکروں نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف رسد غلہ
بھی۔ اسکے ایک طرف دریائے شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہر دار اشجار اور

سانپوں سے بھرے ہوئے تھے۔ کبھی پر غنیم کرتا تھا۔ چارپاے اور آدم کمتر بلا آفت کبھی پھرتے تھے۔ چارپاؤں اور انسان کے لیے کوئی غذا سوائے ناریل اور کودوں کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا اُنکے کھانے سے سمیت کا اظہار ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیوں کی ہڈیاں یہیں کی خاک بنیں۔ غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنوں تک گیہوں کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہیں ملتا تھا جن آدمیوں کو موت کے پنجے سے نجات ملی تھی وہ نیم جان تھے۔ جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے۔ کسی امیر کے طویلہ میں گھوڑا نہیں باقی رہا کہ سواری کے کام آتے۔ جب بادشاہ کو اس لشکر کی صعوبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اُس نے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ بہم پہنچا سکو اسکو جہازوں پر لاد کر بادشاہزادہ کے لشکر میں دریا کی راہ سے پہنچا دو۔ بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے سمبھا کو ان کی خبر ہوئی راہ کے مابین سب جگہ دریا میں سمبھا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے سر راہ اُسنے غلہ کی کشتیوں پر حملہ کیا۔ چند کشتیاں لوٹ سے بچکر سلامت پہنچیں۔ لشکر نے بازار میں غلہ کے تیس چالیس پیوں غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ اب بادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا۔ شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر میں بادشاہ کی خدمت میں آیا۔

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد میں فرمانروا ہوا تھا اُسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اُسکے افعال قبیح میں سے یہ کام تھا کہ اُسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکن برہمنوں کو دیدیا تھا۔ یہ دونوں شدید العداوت تھے اور مسلمانوں پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے۔ فسق و فجور اور منکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سمبھا کے ملک کی تاخت اور قلعوں کی تسخیر میں امداد کی تھی اور ایک جمعیت اسکو دیا تھا۔ ان باتوں نے اسکو خلق میں بدنام کر رکھا تھا اس ضمن میں میر ہاشم پسر مظفر حضور میں آیا۔

ابوالحسن کے امرائے مقرب میں سے سید مظفر تھا اور اُسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

ابوالحسن قطب الملک [illegible]

پاسنے میں کامیاب ہوا تھا اُسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اُسنے بسبب اسراف کے اُسکو
اور اُسکے کاردستانی سے معزول کیا اور منصب وکالت و اختیار سلطنت ان دونوں ہندوں کو دیدیا
میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلے سے طرح طرح کی نالشیں کرکے تسخیر حیدرآباد کی مہم کی طرف رہنمائی
کی اور اپنے باپ مظفر کی جو ابوالحسن کی قید میں تھا خلاصی چاہی۔ مشاہی عرضیں بھی معروض
ہوئیں کہ پرگنے سرکار بنگلکنڈہ و اکثر منقد صوبہ ظفرنگر کے اس دعوے سے کہ وہ صوبہ بیجاپور
سے متعلق تھے ابوالحسن کے امرا نے اپنے تصرف میں کر لیے ہیں۔ بادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ حیدرآباد
کو تسخیر کیجئے اور ابوالحسن کو استیصال۔ ابتدا میں خانجہان بہادر کوکلتاش کو اُسکے بیٹوں
کے ساتھ بھیجا کہ جو بہادر تھے خصوصاً ہمت خان۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کو بھی اسکے ساتھ کیا
اور امرا کو ابوالحسن کے منصوبوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے نکالنے
کیواسطے مقرر کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیروں کے ساتھ ملک تلنگانہ کی تسخیر کیواسطے
انہی ایام میں مرزا محمد اشرف عاقل خان کو ابوالحسن کے پاس بھیجا کہ جا کر اسکو یہ پیام دے کہ
ہمنے سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مرصع خوش قطع شفاف ہیں ان میں ایک بجائے شمع کے
ہیں انکو اور جو الماس کہ تجھے قیمت لگا کے باقی پیشکش میں مجرا دیکے بھیجے اور خلوت میں اسے
ارشاد کیا کہ ہمکو الماسوں کی اصلا احتیاج نہیں ہے ہم انکے لئے تجھے نہیں بھیجتے بلکہ اس بات کے
شہرت دینے سے غرض یہ ہے کہ ابوالحسن ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سنے ہیں تحقیقات کرکے ہمسے
عرض کرے ہم تجھے اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہیں اسلئے چاہتے ہیں کہ اور لوگوں کی طرح دوال کی
طرح ہو کر ابوالحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلام میں
ایسا سلسلہ بے محابا اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک دستاویز
اور حجت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہو جائے تا مقدور اسکو خفا کر اور اعلا خلاف
ما میں ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جاکر الماس مذکور طلب کیے
ابوالحسن نے سخت قسمیں کھا کر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے

جواہر

توبیں اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور میں بھیجدیتا۔ پادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن سے
مرزا محمد گفتگو بڑی بیباکی سے کرتا تھا اور اُسکی بات میں جرح و قدح کرتا۔ ایکدن گفتگو میں ابوالحسن نے
کہا کہ اس کشور ملک میں ہم بھی پادشاہ ہیں تو مرزا محمد نے آشفتہ ہو کر تشنیع کے طور پر کہا کہ تمکو زیبا
نہیں ہے کہ اپنے تئیں پادشاہ کہو۔ ان ہی کلمات کے سننے سے پادشاہ کی گرانی خاطر کا مادہ پیدا
ہوتا ہے۔ ابوالحسن نے جواب میں کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہے جبتک ہم اپنے تئیں پادشاہ نہ
کہیں تو حضرت عالمگیر پادشاہ پادشاہان کبھی نہیں ہو سکتے اس جواب کو سنکر مرزا لاجواب ہوا۔ مرزا
محمد نے ابوالحسن کے پاس سے پادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن پاس خبر آئی کہ افواج شاہی
بسرداری پادشاہزادہ محمد معظم اور خان جہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہے تو اُسنے پادشاہی
لشکر کے مقابلہ میں ان امرا کو روانہ کیا۔ ابراہیم خاں عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا سپہ سالار
تھا اور خلیل اللہ خاں اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راؤ کو جو برہمن صاحب السیف والقلم اور ابوالحسن
کا مشیر اور وزیر یادنا کا چچازاد بھائی تھا اور سادہ امرا اور فوج جرار روانہ کیا اور تخمیناً چالیس ہزار سپاہ
کو بھا سرحد بیجاپور اور حیدرآباد کے ابین طرفین کی فوجیں نزدیک ہوئیں تو شاہزادہ محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ
تا مقدور جنگ نہ ہو اُسنے خلیل اللہ خاں کو پیام بھیجا اول اگر ابوالحسن اپنی ندامت کا اظہار کرے
اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی میں مادنا اور اکنا کو دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید
کرے۔ دوم پرگنات سیرم وغیرہ کو جو بندہائے پادشاہی سے دعوی کرکے غصب کئے ہیں کہ وہ پہلے
بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑ دے اور منصبان پادشاہی کو ادا کرے۔ سوم پیشکش سابق کی باقی اور
پیشکش لاحق بلا توقف پادشاہ کی خدمت میں روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کیلئے پادشاہ سے عرض کریں
امراے دکن نے پادشاہی غضب کو اپنے جوابوں سے دور نہیں کیا۔ طرفین سے جنگ و صف کشی شروع ہوئی
خان جہان سے جو لڑائیاں ہوئیں اُن سب کا بیان تو بہت طول طویل ہے۔ انمیں سے بعض بیان
کی جاتی ہیں۔ ایکدن خلیل اللہ خاں سے محاربہ ہوا۔ خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار
سوار سے کچھ زیادہ تھے اور امراے ابوالحسن پاس تیس ہزار سوار پادشاہی لشکر کی ہمراہ [illegible]

بہادر

بہت خان مقرر تھا۔ صبح کو کوس کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپ و تفنگ کی دھواں دھار
اور بان کی شورش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی۔ اور آپس میں جنگ عظیم ہوئی کہ کشتوں کے
پشتے لگ گئے اور زمین گلنار ہو گئی۔ طرفین کے اکثر سوار زخمی ہوئے۔ اور بادشاہی فوج
چاروں طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی۔ بہت خاں جو ہراول تھا اس پر عرصہ ایسا تنگ ہوا کہ بار بار
کمک کی طلب کا اور غلبۂ غنیم کی اطلاع کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہاں بہادر کو افواج دکن نے ایسا
مغلوب کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئیں خلاص کرنا دشوار دکھائی دیتا تھا۔ جراحت شمشیر دکن کا کار
ہو چکا تھا۔ اس ضمن میں ہری خان جس کا لقب ات بدھ تھا اور وہ بہادر مشہور تھا۔ اور اسکے
ہاتھ سے بچ کر کوئی ... اور یہ جانتا تھا کہ بندوق سے کوئی ہاتھی دور نہیں جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا چلا
آتا ہوا خان جہاں کے فیل خاصے کے پاس آیا اور کہا کہ سردار کی سواری فیل خاص کی
کرنی ہے یا چاہتا تھا کہ خان جہاں بہادر کے ہاتھی پر چڑھ جائے۔ مگر خان جہاں نے ...
ہوں اور اسکو بھالا مارنے کی رخصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے سے گرا اور ...
اور تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور بہر کیف ہراول اور جنداول کو غلبۂ غنیم کے پیام آنے لگے
اتی نہ تھا کہ خان جہاں کی فوج کو شکست ہو گئی۔ اس حالت میں راجہ رام سنگھ کا فیل مستی ...
ہو رہا تھا اسکے متصل تین ہاتھیوں کی زنجیر ... اکثر فیلبان بہت خاں کی ہراول کی فوج میں ...
ہاتھی مارا ... اور بہادر فوج بہت خاں کے مقابل میں گھوڑوں کو دوڑا ...
ہاتھی کے مقابل ... دیکھ کے صدمہ سے دشمن کے لشکر میں ہل چل ڈال دیا۔ تین ہاتھی ...
گھوڑوں نے جراغ پا ہو کے اور سوار خود زمین سے اور ... زمین پر ... گر گئے نیچے ...
پر بھاری ہوئی۔ خان جہاں بہادر نے جس وقت دیکھا کہ شاہ ... ہزیمت ...
گھر پڑے اور ہاتھی ... کے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس معرکہ میں ...
شہزادہ کی اور ... پیچ ... جان نثار خان ...
کا تعمیر کے لئے مقرر کیا۔ ... منصوبات ابوالحسن کی تنبیہ میں تھی۔ اس کا ...

اس نے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے دھاوا کیا۔ جان نثار خاں نے گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی محافظت میں استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ مادنا اور رستم راؤ کے اطراف پرگنات میں آئیں۔ خلیل اللہ خاں کی مدد کو آئیں۔ شاہزادہ کے مقابل میں فوجیں آئیں۔ چند روز عذر آمیز پیغام سلاموں میں بسر کیے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ عظیم رہی۔ ہر جنگ میں دونوں طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان لڑائی ہوئی کہ ہمت خاں بہادر و سید عبداللہ خاں و سعادت خاں دیوان فوج خانجہاں بہادر زخمی ہوئے۔ آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا۔ پادشاہزادہ اور خانجہاں بہادر نے تعاقب میں مصلحت نہ دیکھی اور وہیں خیمے لگا کے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت بھیجی۔ اخبار نویسوں کے نوشتوں سے بھی پادشاہزادہ کے تعاقب نہ کرنے کا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو پادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی۔ خانجہاں بہادر سے بھی کئی سببوں سے پادشاہ ناراض تھا۔ اول اس کے لشکر میں فسق و فجور کے بازار کی بڑی رونق تھی گو پادشاہ نے اس باب میں فرمان عتاب آمیز صادر کیے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب میں جب وہ سلطان پور میں بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری میں اغماض کیا میر میران فوجدار پرگنہ تھال بنیر کے بیٹے میر نور اللہ کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا۔ سوم بعض اور سلوک بھی بعض مقدمات ملکی و مالی میں پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اس کو فرمان نصیحت آمیز بھیجے جاتے اس کا جواب گستاخانہ دیتا اور سر دیوان بھیکر بہادر رضاعی ہونے کی نسبت کے سبب ناگفتنی باتیں کہتا۔ ان وجہوں سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہاں کی طرف سے پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اس کا تعاقب اس نے نگاہ تک

نہ کیا گیا۔ بجائے آفریں کے اعتراض ہوا اور اس باب میں غضب کا فرمان بادشاہزادہ اور خانجہاں بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا سبب ہوا۔ اگرچہ روز شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہیں ہوئے۔ اور بادشاہزادہ کے مقابلہ نہیں آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقوں کے اطراف لشکر کو اپنے سپاہی دکھلا کر بان مار جاتے تھے۔ بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے اور بطور طلایہ گشت کرکے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے بادشاہزادہ اور خانجہاں بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ انکی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک یونہیں بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اس سے بادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا اور اُس نے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خانجہاں بہادر کو یہ لکھا ؎

اے بادصبا این ہمہ آوردۂ تست۔ جو شاہزادہ محمد معظم نے سب امراء کو جمع کرکے مشورہ کیا۔ حیدرآباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے دلفریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہے۔ خانجہاں بہادر بھی بادشاہ کی افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ غنیم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ میں مصلحت نہیں جانتا تھا اور بعض امراء اس باب میں اسکے ہمدم تھے۔ رائیں مختلف تھیں اس پر متفق مصلحت ناتمام رہی۔ دوسرے روز سید عبداللہ خاں بارہہ نے خلوت میں التماس کیا کہ اگرچہ خانجہاں خان بہادر کہنہ کار، آزمودہ روزگار، اور ہوا خواہ جہاں پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس میں ہے کہ اب آپ بادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کریں اور اس طائفہ میں کی گوشمال کے لیے سوار ہونا چاہیے جو صلح کی التماس کرکے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر خانجہاں بہادر ہراولی قبول کرے تو فدوی کو چنداول مقرر کریں ورنہ بندہ ہراولی میں جانفشانی کرنے کو موجود ہے۔ شاہزادہ محمد معظم نے حیدرآباد کے سرلشکر محمد ابراہیم کو پیغام دیا کہ میں تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہوں اس کے سبب سے عتاب شاہی میں معتوب ہو رہا ہوں۔ طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و آبرو باقی رہنے کے لیے یہ صلاح جانتا ہوں کہ اگر

تم پرگنہ گڑاسی سیرم وکیر اور اور محال سرحدی جو کہ بادشاہی تصرف میں آ گئے ہیں دست بردار
ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و شفاعت کی دستاویز بنا کے پادشاہ سے عرض
کریں۔ یہ پیغام زہرہ نام ناظر محل شاہ کے ہاتھ ابراہیم سرفوج کے پاس بھیجا اس نے اور سرداروں
سے اس باب میں مصلحت پوچھی شیخ منہاج اور رستم راؤ زنار دار نے متفق اللفظ ہو کر دکنی
زبان میں کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہمارے نوک سنان و دم شمشیر ہے۔ البتہ ہم جنگ کو آمادہ ہیں۔
چنانچہ اس دن مرہٹوں نے اس قدر بان مارے کہ سراچہ محل شاہی میں شاہزادہ کے خاص بردار
کے سر پر سے طعام کا خوان اڑ گیا۔ اس روز ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے
ساتھ آیا تھا۔ خالی توپیں چھوڑ کر پے در پے شلک کی آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سناتیں۔ اور
کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی۔ دکنیوں کی ان خودغرضیوں سے پادشاہزادہ کی رگ غیرت
حرکت میں آئی۔ شاہزادہ معزالدین کے ساتھ خانجہاں بہادر کو بدستور سابق ہراول بنایا اور
صفدر خاں و ہمت خاں و دلاوروں کو راجاؤں کی رفاقت میں برانغار و جوانغار و طلمش
مقرر کیا۔ عبداللہ خاں کو چنداول ملتفت خاں خوافی و راجہ مان سنگھ و [illegible]
کو قول میں اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ و مقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار میں پاؤں رکھا۔ اس طرف
سرداران ابوالحسن نے آپس میں مصلحت کر کے صلاح کار اس میں دیکھی کہ تین چار گروہ پر پھیر کو
دائیں طرف پھیر دیا اور جنگ میں توپخانہ کا صرف نہ جانا۔ بڑی بڑی توپوں کو گڑھوں میں ڈال دیا اور چند
توپوں کو زیر خاک کیا۔ دو تین فوجیں بنائیں ایک فوج کو ہراول شاہی کے مقابل اور دوم کو طلمش کے لئے
ایک فوج سنگین کو ایک دو سرداروں کے ساتھ چنداول سید عبداللہ خاں کے مقابلے کے لئے مقرر کیا۔ ایکبارگی
دکنیوں نے جوش و خروش سان جلو ریز سیلاب بلا کی طرح فوج پادشاہزادہ پر تاخت کی۔ سطرف سے لشکر شاہی
انکے مقابلے کے لیے کھڑا ہوا جیسا کہ ہر دو لشکر بہادرانہ بروئے کار آئیں۔ عرصہ کارزار میں ہر طرف سے کوشش و
کشش بہادرانہ ظہور میں آئیں۔ دکن کے سرداروں نے ہراول چنداول شاہی کو چاروں طرف سے
گھیر لیا۔ سید عبداللہ خاں اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائیں بائیں طرف گیا وہ بہت تنگ معرکہ کارزار

گرم رہا۔ پھر دکنیوں نے زور کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے ان کا تعاقب بنگاہ تک کیا جس سے لشکر
دکن میں غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دو سوار زبان دان پادشاہزادہ اور ہراول فوج پادشاہی
پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا برادرانہ دعویٰ قتال و جدال ہے اور تمہارے درمیان ہے۔ اسلام
کے پادشاہان سلف مسلمانوں کے ناموس و عیال کو تاخت و تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت
سے دور نہ ہوگا کہ ہم کو تین چار گھڑی کی فرصت دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر
ہم مقابلہ کے لیے تیار رہیں۔ شاہزادہ معز الدین نے باپ سے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر
دست درازی کے منع کرنے کے لیے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکنیوں نے قبائل کو ہاتھیوں و گھوڑوں پر
سوار کر کے گڑھی میں جو پاس تھی روانہ کیا اور سہ پہر کو ہر طرف سے فوج دکن کا سیلاب نمودار
ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ تیر و بان دستہ دستہ دونوں طرف
سے ظہور میں آئے اور طرفین کی جمعیت کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکنیوں کی
طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکنیوں نے زخمی کیا
اور اس کی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبد اللہ بارہہ نے ایک راجہ کو
ساتھ لے کر بندرابن کو چھڑایا باوجودیکہ اس کے خود میں پیکان کے چھرّے کا صدمہ پہنچا ہوا تھا
غیرت خاں بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ میں ایک فیل سمیت کشتہ
ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بے نام و نشان آدمی فنا ہوئے
شام تک لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ جنگ مغلوبہ صف میں
طرفین سے مسلمان کشتہ ہوتے ہیں بہتر یہ ہے کہ دو سو سوار ہمارے اور تین چار تمہارے
بغیر فوجوں کے میدان میں آکر سپاہ گری کے فن اور تردد میں اپنے زور بازو
کا امتحان کریں۔ پھر دیکھیں کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہے۔ شاہ عالم نے یہ سن کر ان سے
کہا کہ تم کو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہے جس کا رواج تمہارے ہاں بہت ہے اس کے سبب سے
اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہیں کہ آخر کار جب دکنیوں پر صدمہ

کارزار جنگ ہوتا ہی تو وہ ننگ فرار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہیں بلکہ اسکو سپاہ گری میں ہنر سمجھتے ہیں ہمارے نزدیک اس سے بدتر کوئی عار نہیں ہی بہتر یہ ہی کہ سید عبد اللہ اور ایک اور دوسرا سردار ہمارے لشکر کے ہاتھی پر سوار ہو کر آئیں اور ہاتھی کے پاؤں میں زنجیر ڈالدیں اور تم بھی اسی طرح سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤں میں زنجیر ڈالکے مقابلہ کے لیے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت اور بہادری کا امتحان کرو۔ تو دکنیوں نے کہا کہ ہم فیل سوار پا بزنجیر جنگ نہیں کرتے۔ تو شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بگیر نہیں کرتے اور دوسرے روز ہرکاروں نے خبر دی کہ ابو الحسن کے سردار بھاگ کر حیدرآباد میں گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے ہوئے اُن کے تعاقب میں حیدرآباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدرآباد کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اس کے ہمدموں نے خلیل اللہ خاں عرف محمد ابراہیم کی طرف سے ابو الحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہی اور اس قدر اُس کو بدظن کیا کہ اُس نے اُس کے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جا کر مورد عنایات ہوا جب محمد ابراہیم سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدرآباد میں خبر پھیلی تو ابو الحسن حوصلہ باختہ ہو کر بغیر اس کے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال عیال و ناموس کا فکر کرے پچھلی رات گئے خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور جون کے صندوقچے اور جو کچھ اسباب اُٹھا سکا ساتھ لیکر قلعہ گلکنڈہ میں چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابو الحسن کے تمام کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا تاراج میں آیا۔ ناموس سپاہ اور رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جن کو سواری اور مال اُٹھانے کی فرصت نہیں ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی عورتوں کو برقعہ اور چادر بھی نصیب نہ ہوئے۔ شاہزادہ کے لشکر میں اسکی خبر پہنچنے سے پہلے شہر کے اوباشوں اور غارت گروں نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار و فقرا میں جو زر و زیور [illegible] رکھتا تھا اور خرچ کر سکتا تھا وہ رات میں جس قدر مال قلعہ میں لے جا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محلہ و رستہ و بازار میں لاکھوں زر نقد
و اقسام مال اقمشہ و امراء و تجار کے جیسی خانے اور اسکے ارکان دولت کے فراشخانوں کے
قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جس سے ہول قیامت و نمونۂ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانوں
اور ہنود کے زن و فرزند اسیری میں آئے اور شرفا و غربا و ضعفا کی ناموس برباد و فنا ہوئیں کہ
بیان نہیں ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہیں سکتے تھے اُن کے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے ٹکڑے
کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سرداروں کو مقرر کیا کہ دوسرے
لوٹ سے لوگوں کو منع کریں مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی کا
چار پانچ سواروں کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔ ابوالحسن
کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لیے پیغام لائے اور
شاہ عالم کے سرداروں نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا مگر لوٹ
بالکل نہیں موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گزرنا تھا سو گزر گیا۔ ابوالحسن کی التجا کے پیغام
آنے تو پادشاہزادہ کو اس برگشتہ بخت اور عیال کے رہنے والوں پر رحم آیا۔ اس کی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ تلنگی میں سے ایک کروڑ میں لاکر سوا وجہ مقرری سالانہ کے ادا
کرے اور دونوں بھائیوں مادنا اکنا (اکنا) کو بیدخل کرے اور کبھی بیرم اور پرگنہ کھیر اور
محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی میں آئی ہیں دستبرداری قبول کرے تو پادشاہ سے عرض
کرکے اسکے جرائم کی شفاعت کی جائے اس پیغام آمد و رفت کے درمیان ابوالحسن کو ان دو
بھائیوں کے قید کرنے میں تامل ہوا تو بعض سرداروں محل کے صاحب اختیار خدمت نے ان
دونوں بھائیوں کو قتل کروا دیا۔ دونوں کا سر کاٹ کے پادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کار آدمی کے
ہاتھ بھیجدیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے پچاس سال فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا وہ تین لڑکیاں تھیں
انمیں سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد سے کی وہ سادات اور فضلاء موروثی عرب سے تھا اور اسکو
امیر کر دیا اور اکثر امور ملکی میں اسکی رائے پر رجوع کرتا کچھ دنوں کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

اور جب نسب میں میر احمد کے خاندان پر فخر رکھتا تھا۔ تو عبداللہ قطب الملک نے دوسری بیٹی کو
اُس سے منسوب کیا جس پر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا جب جشن خیر کا وقت آیا تو میر احمد نے قسم
کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہیں تو مجھے رخصت کیجیے۔ اُس نے
حیدرآباد سے جانے کا ارادہ کیا سررشتہ مدار علیہ کل تھا۔ اور محرمان حرم میر احمد کے ہمدم اور معاون
ہوئے عبداللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار ہو کر چارہ کار کی فکر ہوئی
اور اندر اور باہر کے محرموں کی یہ صلاح ٹھہری کہ ابوالحسن سے یہ نسبت قرار دی جائے۔ وہ سلسلہ
مادری میں عبداللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع ایام شباب سے تقاضائے خراب
وضع کی صحبت میں رہتا تھا اور اطوار ناہموار کے اختیار کرنے سے قطب شاہ کے ہمدم اسکو مطعون کرتے
تھے۔ عبداللہ شاہ اس پر توجہ نہیں کرتا تھا۔ اس لیے ابوالحسن درویشوں میں خانقاہ سید راجو میں
رہتا تھا مگر وہ خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے اُس سے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح اُسی ساعت عقد
میں کہ سید سلطان سے مقرر ہوا تھا ہو گیا۔ سید سلطان فقیر ہو کر بیجاپور خواص خاں پاس چلا گیا
اب عبداللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے تلافی انتظام کا وقت آیا میر احمد
اپنے تجبر کے سبب امرا سے خصوص سید مظفر اور موسیٰ خاں محلدار سے سلوک نہیں کرتا تھا اور کل
ارکان دولت قطب شاہیہ کو اپنے آگے ہیچ جانتا تھا بعض خدمہ محل بھی اس سے نفرت کرتی تھیں۔
سید مظفر سلاطین مازندران کے خلیفہ سلطان کے سلسلے میں تھا۔ اور حیدرآباد کے امرا میں صاحب تیغ تھا
برخلاف اسکے ابوالحسن سے رفق و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا۔ عبداللہ قطب شاہ کے واقعہ کے
قبل و بعد تعین سلطنت میں اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے
ساتھ جنگ پر مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلاں کہلاتی تھی شمشیر برہنہ ہاتھ میں
لیکر حبشی و ترکی کنیزوں کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار
میں لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کو سید مظفر و موسیٰ خاں محلدار اور مادنا و اکنا کی سعی و تردد
سے کل عمدہ نوکر ابوالحسن کے رفیق ہوئے۔ دونوں بھائی مادنا و اکنا و سید مظفر کے

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے ملکر میر احمد کو معزول اور بے اختیار و منزوی کیا اور ابوالحسن کو تخت
سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اُس نے تماسے خطاب نہیں قبول کیا تھا۔
منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اُس کا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد
کی بناء دولت کے ڈھانے میں سعی کی تھی اُس کا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا مختصرا
بیان یہ ہے کہ اکثر ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ جو امیر بادشاہ کی طفولیت سلطنت میں کوشش کرتا ہے اور
صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اُسکے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمام مقدمات
جزئی اور کلی میں اپنے آقا پر تسلط پیدا کرے اور سلاطین کے مزاج میں بیہودہ خشونت کی دشوار
ہوتی ہے یا دہ فساد پیدا ہوتا ہے آخر کو ایک دوسرے کے استیصال کے درپے ہوتے ہیں۔ اس سبب
ابوالحسن اور سید مظفر میں نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت زیادہ ہوتی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابوالحسن
اس فکر میں پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو امور ملکی میں کوتاہ کرے مگر جو تدبیر و منصوبہ کہ کام
میں لاتا مگر پیش نہ جاتی کہ ہنگامہ فساد و خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہیں کر سکتا تھا۔
آخر الامر مادنا پنڈت (مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابوالحسن
کے ساتھ دمساز اور ہمراز ہوا اور دو ایام میں ایسا منصوبہ بکام میں لایا کہ سید مظفر کے عمدہ جاہ دار ادا
کو انواع و عنایات کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابوالحسن کا ہوادار بنایا اور اپنا رفیق و ہمدم
ملکی کے بیٹے صاحب منصبی نوکروں کو باہر بھیجا یا سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت
اُس سے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھکر گوشہ نشین بنایا۔ خلعت و قلمدان وزارت
پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آکنا (اکن) کو عنایت ہوا۔ ان دونوں
پنڈتوں نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزا بھی ان ایام میں ملگئیں کہ میر ہاشم پسر
سید مظفر نے بادشاہ سے اپنے باپ کے لئے التماس کی جو بعد چند برس کے منزوی تھا بادشاہ نے
بادشاہزادہ کے پاس حکم بھیجا تو اُس نے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اس کے لانے کے
واسطے تعین کیا۔ اُس نے ابوالحسن پاس قصبہ کوہیر میں یہ حکم پہنچایا۔ ابوالحسن نے اسکو مختصرا

ہمراہ نصرت خاں پاس پہنچایا۔ جب بادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا بادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُس نے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے اُس کو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لیے رخصت مانگی۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ لشکر شاہی میں مر گیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہیں۔

القصہ جب شاہ عالم کی عرضداشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی بادشاہ سے عرض ہوئی اگرچہ بحسب ظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہاں کو مطعون و مغضوب کیا۔ سعادت خاں کو کہ خانجہاں بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور بادشاہ کا تربیت کردہ تھا وہ حجابت پر مقرر ہوا اور اُس کو پیشکش باقی و سابق و حال کے زر کے وصول کے لیے تاکید کرکے بھیجا۔ خانجہاں بہادر اور بادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام میں اعتقاد خاں خلف اسد خاں نے شجاعت و جانفشانی میں علم شہرت بلند کیا تھا۔ اور تہور خاں پسر صلابت خاں خواجہ ابوالمکارم وغیرہ و دیگر خانہ زادوں نے اپنے جوہر کارطلبی دکھائے تھے۔ بادشاہ انکی تربیت میں کوشش کرتا تھا۔ خانجہاں کی عرضداشت کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز میں اعتقاد خاں تہور خاں کی تعریف اس عبارت میں لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے منہ سے دودھ کی بو آتی ہے بنسبت تجھ پیرسال خوردہ کے زیادہ شرط خدمت و جانفشانی بجا لاتے ہیں۔ شاہ عالم کی فوج میں اعتقاد خاں متعین تھا خانجہاں بہادر اُس سے دل میں بغض رکھتا تھا اس نے خفیہ سمجھا کے ان سرداروں کو جو ظاہر او پوشیدہ بیجاپوری و حیدرآبادی لشکر کی اعانت میں کوشش کرتے تھے اس مضمون کا خط لکھا کہ شہرت گرانی لشکر کو بادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خاں و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خاں وغیرہ کو غلہ لانے کے لیے بھیجونگا۔ تم کو چاہیے کہ ایک بڑی فوج سے اُنپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہو جائیں۔ اتفاق سے یہ خط سعادت خاں دیوان فوج خانجہاں بہادر کے ہاتھ لگا وہ ڈاک کا داروغہ بھی تھا۔ سعادت خاں کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خانجہاں سے رفاقت رکھتا تھا۔ مگر بادشاہ کے حق نمک اور جملۃ الملک کی خاطر داری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اس نے اتفاق سے

راز کو مناسب نہ جانا۔ خفیہ اعتقاد خاں پاس گیا اور اس کے اخفا کی قسم لیکر حقیقت کار پر اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت میں پادشاہزادہ کی خدمت میں سعادت خاں اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُس نے عرض کیا تو اُس نے وسعت خلق کے سبب سے جواب میں فرمایا کہ خان جہاں پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہیں ہی جس وقت خان جہاں بہادر اعتقاد خاں کے بھیجنے کے باب میں ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے تم اعتقاد خاں سے کہدو کہ وہ وہاں جانے سے انکار کرے۔ لشکر پادشاہی میں گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کوہیر میں چلا گیا کہ وہاں پادشاہ کے حکم کا انتظار کرے میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحۃً ابوالحسن کے لیے پادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا خاص و عام میں یہ شہرت ہوئی کہ جواہر خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور ابلہ فریبی کے لیے ہی اور میر ہاشم پسر سید مظفر بڑی ہی فوج پادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لیے آیا ہی۔ ابوالحسن کی فوج نے بسرداری شرزہ خاں لاری وغیرہ نکل کر پادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ پادشاہی لشکر غافل تھا اور پادشاہ کی طرف سے کومک نہیں آئی میر ہاشم اور ایک دو سردار زخمی ہو کر دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکر حیدرآباد کے کنارہ سے اُٹھ کر کوہیر میں آکر ٹھیرا۔ ان دنوں میں بموجب حکم شاہی قلیچ خاں بہادر عرف عابد خاں شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا۔ شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش کے وصول کرنے کے لیے آیا ہی مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے اور شاہزادہ کو پادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڑھی سنسنی بنا کے تاخت و تاراج شروع کی تھی اسکی تنبیہ کے لیے خان جہاں کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور میں پادشاہ تھا وہ مرہٹوں کی مدد کرتا تھا۔ باوجودیکہ پادشاہ نے مکرر فرمان نصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کیے مگر کچھ فائدہ

شروع ہوا تو بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امرا و رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ بیجاپور کی تسخیر
کے لیے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اس نے دیکھا کہ سب جگہ فوج
دکن بسرداری عبدالرؤف اور شرزہ خاں افواج بادشاہی کی اطاعت میں پھیل پڑی ہے اس سال
میں ہندوستان پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد میں گرانی تھی اور دکنیوں کے ہر طرف سے ہجوم
کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کر دیا تھا اس کے سبب لشکر میں غلہ کی گرانی اور کمیابی اس
حد پر پہنچی کہ جان کے بدلے میں نان کا ملنا دشوار ہو گیا کمی کے سبب جو فوج جاتی سلامت پھر کر
نہ آتی اور شاہزادہ کو چاروں طرف سے دکنیوں نے ایسا گھیرا کہ محمد اعظم اور اس کے ہمراہیان لشکر
پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ کو اس کے
بھائی مجاہد خاں اور تیر انداز خاں و خنجر خاں اور امرا کار زار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر میں غلہ
کی رسد پہنچانے کے واسطے تعین کیا۔ غازی الدین خاں بہادر نے بیس ہزار غلہ کے بیل لیکر
پرگنہ اندی میں پہنچا جو بیجاپور سے پندرہ کوس [illegible] بیجاپور کے سرداروں نے پندرہ ہزار سوار اور
پیادے محمد اعظم شاہ کے محاصرہ کے لیے بھیجے تھے قوت کے مارے سوار اور سواری میں پوست و
استخواں کے سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہے کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی
ہاتھی پر عماری میں پردہ سے باہر ہو کر تیر چلاتی اور امرا کی دلداری و تسلی میں کوشش
کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے نے آ کر غازی الدین خاں
بہادر سے لڑنے آئے۔ [illegible] مقابل ہوئیں یہاں تک نظر کام کرتی [illegible]
برق تیر و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا سپاہ دکن میں سواروں پیادوں کا ہجوم [illegible]
کہیں زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر و دکنیوں کے لشکر کے [illegible]
ہو گا۔ مگر اس کا سردار غازی الدین خاں تھا جنگ عظیم ہوئی [illegible]
پہنچے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ میں سے نکال لائے اور اس آفت عظمیٰ سے نجات دی [illegible]
[illegible] غازی الدین خاں کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی

تو اُس نے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد تیموریہ کی شرم رکھی ہے۔ ایسی اس کی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔

اس ضمن میں کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا۔ اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمرائے لشکر کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ میں شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سواد قلعہ مذکور میں پہنچا۔ محصوروں کے عقل و ہوش و حواس اُڑ گئے اور ایک تہلکہ ان میں پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خاں بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خاں بارہہ اور امراء کار طلب کو چند کلمات غیرت افزا کہہ کر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لیے اور بیجاپور کے محاصرہ و تسخیر کے واسطے رخصت کیا۔ ہر ایک اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لیے قلعہ کی تسخیر میں کوشش کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلیے وہ امرائے بیجاپور کی تالیف قلوب میں مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ایمن خانی کو سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور میں بھیجا اور اس نے بھی کبھی کبھی سید عالم پادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا ؎

سنان کے مانند آں زاندے گزد ساز نشتہا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو یہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئے۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا منہ میں لگام نہ تھی۔ جس وقت قلعہ کے نیچے مورچالوں میں سپاہیوں کا تغیر و تبدل ہوا تو محصوروں کی طرف مخاطب ہو کر بہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہیں توپ و تفنگ و سنگ سمجھ کر پھینکنا۔ اور وہاں کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہیں آئیگی جب یہ گفتگو لوگوں کی زبانی مشہور ہوئی تو اعظم خاں کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو آدمیوں نے بادشاہ کے کان تک اسے پہنچایا۔ کہ یورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی تھا اور سید عالم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت میں ہمکلام

ہوتا ہے، روح اللہ خاں کوتوال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادت خاں صدر
کوتوال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے سید عالم کو جب وہ شاہ عالم پاس آئے پکڑ لائے
اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا۔ ایک شخص سے تو معنی کی عنایت
میں شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ بادشاہ کے روبرو اسکو لائے
اس نے راز سے پردہ اٹھا دیا اور کہہ دیا کہ مومن خاں نجم ثانی و سید عبداللہ بارہہ وغیرہ بھی
میرے ساتھ شریک ہیں۔ اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت میں بلاکر یہ باتیں بیان کرکے
اس کو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خاں بارہہ کو مقید اور باقی سب کو شہر سے خارج کیا
بادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد میں شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے
بدل گیا۔ ہرچند ظاہر میں مراتب و مناصب و لوازم ولی عہدی شاہ عالم میں کسی بات کی کمی
نہیں کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ ہوگئے۔ عبداللہ کے جرم کا تفحص روح اللہ
ہوا۔ بادشاہ نے عبداللہ خاں کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظربند رکھے۔ پھر خلاصی کا حکم دیدیا۔

غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ منورہ مشرفہ کو جانے لگا تو بادشاہ نے
صندوقچہ عرضداشت بجناب رسالت مآب ص کو دیا کہ خانہ مطہرہ کے جب مبارک کے محاذی جاکر
صندوقچہ کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشبک میں داخل کرنا کہ وہ ضریح کے نیچے گر جائے۔

۱۵ ربیع الاول کو بختاور خاں داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ بادشاہ کا مصاحب عاقل
رازدان مزاجدان تھا۔ اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازے کی نماز کی
امامت بادشاہ نے خود کی۔ اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لیے مغفرت کی دعائیں
پڑھوائے۔ بختاور خاں علما و فقرا و شعرا کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا۔ [illegible]
کوشش کرتا تھا۔ مرآۃ نویسی و تاریخ دانی میں ماہر تھا۔ اسکی تصنیفات میں سے
مرآۃ العالم یادگار ہے۔ دوم شہر ربیع الآخر کو بادشاہ [illegible]
[illegible] گیا۔ بادشاہ [illegible]

نماز کی امامت بادشاہ نے خود کی۔

دوم جمادی الآخر کو بادشاہ احمد نگر سے خود لاہور کی طرف چلتا ہوا اس کے لشکر کا حال انگریزی تاریخوں میں اس طرح لکھا جاتا ہے کہ اس کی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح نہیں معلوم مگر اس سپاہ کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان میں تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئے ہیں۔ سواروں کے ہزاروں پرے انہیں غیر ملکوں کے نوجوانوں کے سوا بادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ میں گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤں تک لوہے میں ڈوبے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک و ہلکے پھلکے ہتھیار باندھنے والے انکے مقابلے کے قابل نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ ان میں سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوا انکے میواتیوں اور بندیلوں کی بھی پلٹنیں تھیں۔ وہ پہاڑوں پر اترنا چڑھنا اور لڑنا خوب جانتے تھے۔ اور دکنی مرہٹوں کا مقابلہ وہ خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادوں میں کرناٹک کے ہزاروں سپاہی تازہ بھرتی کیے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہی خیموں کے ساتھ بھی توپوں کے توپخانے سیکڑوں توپیں انکے توپچی ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزاروں بیلدار اور لوہار بڑھئی اور کاریگر انکے ساتھ جنگی ہاتھیوں کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزاروں ہاتھی ہودج و عماریوں سے سجے ہوئے۔ انہیں بعض میں بیگمات سوار اور بعض ہاتھیوں پر بادشاہی خیمے لدے ہوئے۔ جو اونٹوں پر نہ چل سکتے تھے۔ بادشاہ کے خاص گھوڑوں کا اصطبل ایسا عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ زیور بھاری بھاری ساز پہنے ہوئے۔ جڑاؤ زین دھرے ہوئے خوش رنگی ساتھ جنکے اہتمام میں دنیا کے منتخب عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بہری شکرہ۔ شکاری کتے۔ چیتے سیکڑوں ساتھ ان سے لشکرگاہ کی عجب رونق تھی۔ بادشاہی خیموں کی آرائش اور زیبائش زربفت و کمخواب سے ہوتی تھی۔ ان کا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ میں جو مکانات ہوتے ہیں۔

وہاں سب خیموں میں ہوتے تھے۔ دربار، خلوت خانہ۔ اور سب کارخانوں کے خیمے جدا جدا
ہوتے تھے۔ اُن کے بیچ میں بادشاہ کے بیٹھنے کے لیے ایک تخت گاہ ہوتا۔ بارگاہی ہوتی
حمام غسلخانہ۔ چاندماری گشتی کے لیے اور دوستوں کے واسطے الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے
مخمل زرنگی اور زربفت گجراتی قاقم سمور۔ سنجاب بیرانی۔ دمشقی قالینوں، چینی ریشمی کپڑوں
غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے۔ دو دو بلی سنہری ستونوں
پر ایستادہ ہوتے۔ بادشاہی خیموں پر سونے چاندی کے کلس لگائے جاتے۔ خیموں کے گرد
رنگین قناتیں کھڑی ہوتیں۔ باورچی خانے اور آبدار خانے کا سامان سیکڑوں [illegible] کا ہوتا۔ [illegible]
شیر [illegible] خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ۔ شربت خانہ۔ غرض سیکڑوں خانے اسی قسم کے ہوتے
اور پھر ان سب میں یہ اور تکلف زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا
جس وقت بادشاہ اپنے خیمہ میں داخل ہوتا تھا تو بیس ساٹھ توپیں سلامی کی چھوٹتیں۔ غرض اس
عیش و عشرت کے سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم و سی ام ۱۰۹۵ھ

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصوروں پر رسد اور غلہ
کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گرانی کمیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر محصور بہت سے آدمی
تلف ہوئے۔ ۵ رمضان ۱۰۹۷ھ کو بادشاہ خود اس دمدمہ کو دیکھنے گئے [illegible]
قلعہ کے کنگرہ کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھے [illegible] خندق [illegible] کی
ہانکے ہوگا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے [illegible] کا [illegible]
بادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ [illegible]
تاریخ بادشاہ پاس گئی فتح بیجاپور [illegible] شد [illegible] بادشاہ [illegible]
کہ خدا کے فضل سے قلعہ اسی ہفتہ میں فتح ہوگیا تھا اس شہر سے دو تین بار
روز میں دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب جمع کر لیے تھے۔

اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی۔ سکندر کی زبان سے اُس کے رفیقوں نے پناہ مانگی۔
چوتھی ذیقعدہ ۱۰۹۷ھ کو قلعہ کی کنجیاں بادشاہ کی خدمت میں پہنچ گئیں۔ اور بادشاہ کی خدمت میں
سکندر عادل شاہ آیا۔ بادشاہ نے ایک دربار عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خاں
کا خطاب دیا اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خاں لکھتا ہے کہ اس کو دولت آباد بھیجدیا
قلعہ بیجاپور کی تاریخ کی فتح (سد سکندر گرفت) ۱۰۹۷ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ بادشاہ نے کہا اور لکھا
کہ بہ ہشیاری فرزند ارجمند بے دیو رنگ غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ مفتوح گردید
عبدالرؤف اور سرزہ امرائے سکندری کو بادشاہ نے خلعت عنایت کیا اور
ششش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خاں کا اور دوسرے
کو رستم خاں کا خطاب دیا اور بندھا حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست
کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو ۱۰۹۷ھ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے حضرت
بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی درگاہ کی زیارت کے لیے گلبرگہ کی طرف کوچ کیا
اور ابوالحسن اور سعادت خاں حاجب حیدرآباد کے نام فرامین لکھے جن میں مضامین
بیم و رجاء کے تسلی آمیز تھے اور زر پیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ سعادت خاں
کے نام حکم صادر کیا کہ ما بدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہے تا مقدور وصول
زر میں تعجیل کرے۔ سعادت خاں نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات بادشاہی
کا امیدوار کرکے زر پیشکش کے وصول میں زیادہ تقید کی۔ ابوالحسن مامون
ہونے کی امید میں اطاعت کا اظہار کرکے سعادت خاں سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد
پیش کش کا میسر ہونا متعذر ہے۔ خواجہ سرائے خردسال کو بھیجو کہ میں اس کے
روبرو زیور اور جنس مرصع جو گھر میں موجود ہو جدا کرکے اُسکے حوالہ کردوں سعادت خاں
نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد بادشاہ کے گلبرگہ میں آنے
کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا غیب سے آدمیوں کو طلب

زر نقد خود بھیجا اور جواہر اور ندیو دیا اور مع آلات بطریق امانت کے اس کے گھر میں لگا کے بھیجے اور ان کی
قیمت منظور نہیں کی مگر قصد وارد دیں انکے ساتھ نگئیں۔ اور یہ ٹھہرا دیا کہ خود انہوں کو سعادت خاں
اپنے گھر میں رکھے اور وہ جس وقت میں زر نقد بھی جتنا میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اس کو بھی وہ وصول
کرے اور جواہرات کی قیمت انکو ادا کے سکے۔ بعض یا وصول جس پیش کش پھر ملک سے مع وصیت
کے جس میں ابو الحسن کی فرمانبرداری اور سلامت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور میں
روانہ کرے۔ یہ اتفاقات سے ہو کہ ابو الحسن نے میوہ ون کی چند جنگیں پادشاہ ... کی
نقیں ایک دو روز بعد ابو الحسن پاس یہ خبر آئی کہ پادشاہ گلبرگہ سے گلکنڈہ کی تسخیر کے
عزم سے آتا ہے تو اس نے سعادت خاں سے کہلا بھیجا کہ میرا مطلب جواہرات و زر ... سے
بھیجنے سے یہ تھا کہ پادشاہ میرے حال پر ترحم کریگا اب یہ سنا گیا ہے پادشاہ گلکنڈہ
کی تسخیر کو آتا ہے۔ تو بھیجا امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خاں نے جواب میں لکھا کہ مجھے
یہ تحقیق نہیں معلوم تھا کہ پادشاہ ادھر آتا ہے میں نے وہ جواہرات خوانچے ... مہر
میوہ ون ڈالیوں کے ساتھ بھیجے۔ وہ پادشاہ پاس ہیں۔ اس مقدمہ میں گفتگو
تو بحث فساد انگیز درمیان آئی۔ ابو الحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور
اور ... ہنگامہ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خاں نے ابو الحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ میں حق تمہاری جانب ہے۔ میں نے خود انہوں کے بھیجنے میں پادشاہ کی مرضی
پر اور پاس نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھے ... کے کام سے
جان نثار اور گشتہ ہونا چاہیے۔ پادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے ...
چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی تہمت اس کو ہاتھ آئیگی ...
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور مشروط حیات میں بھی ...
رستگاری میں بجد مقدور کوشش کرونگا۔ ابو الحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت
کا یہ مقدمہ سن لیا اور اس کو پاس بلا کر دلدہی ... کی۔

ان ہی دنوں میں ابوالحسن کی مجلس فضلا حیدرآباد میں عمداً کسی تقریب سے بادشاہ کی خوبیوں کا
ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب بادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان لشکر کشیاں
ہو رہی تھیں تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اس نے ان کو
ذبح کروا ڈالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع اور عادت تقویٰ ایسا اسراف کرنا شرع کے
برخلاف طریقہ پر اقدام کرنا ہی یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات
پر محمول نہیں ہو سکتی بادشاہ کو چاہیے تھا کہ وہ فضلاء و صلحاء مستحقوں کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے
ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خاں نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ
ہے کہ گھوڑے جب آئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائیں۔ یہ
اتفاقات وقت سے جس وقت بھی جس وقت گھوڑوں کو دکھانے لایا بادشاہ تلاوت قرآن میں
مصروف تھا [illegible] دل میں آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھ کر گھوڑوں کا ملاحظہ
کروں اس خیال ہی میں تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے
بخشش کے بعد گھوڑوں میں سے دو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا
ہو گئی تو اس کے کفارہ میں ان گھوڑوں کو انھوں نے ذبح کیا اسی لیے بادشاہ نے بھی یہ کیا
علما حیدرآباد نے اس جواب کے سننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت میں یہ کیا ضرور تھا کہ
امرا ایران کے گھروں پر گھوڑوں کو ذبح کرنے کے لیے بھیجا تو سعادت خاں نے کہا کہ یہ
بھی غلط ہے۔ ان ایام میں شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک ایک
نامی آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جس میں کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو۔ گھوڑے ایک جگہ ذبح کیے جاتے تو
بدبو عام بہت ہوتا اور فقرا ضعیف تھا کہ اس سے متمتع ہوتے اس لیے اس نے حکم دیا کہ ہر محلہ
میں ایک دو گھوڑے ذبح کیے جائیں۔ جب عالمگیر نے یہ حال سنا تو سعادت خاں پر آذربیان کی بادشاہ
تکبیر کر شریف میں زیارت کر کے اور وہاں کے مجاوروں کو بیس ہزار روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ
قیام کر کے ظفرآباد بیدر کی طرف آیا یہیں دو برس قیام کیا پھر پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا

اس خبر کے سننے سے ابو الحسن کی جان نکل گئی۔ اس نے فوج اور توپخانہ کے ساتھ [illegible]
عمدہ جواہر کی ڈالیں سکندر کے سامنے اور تحائف و ہدیے روانہ کیے [illegible] شیخ
کیفیت [illegible] بادشاہ نے اس کے عریضہ کا جواب سپاہ کی زبانی تلوار کے حوالہ کیا۔ اور سعادت خان
[illegible] جو فرمان بھیجا ابو الحسن کی تقصیرات کی بابت لکھا کہ اس بد بخت کے افعال قبیحہ
تحریر سے باہر ہیں۔ انہیں سے میں ایک دو باتیں تھوڑے شمار کئے جاتے ہیں۔ اول
اور سلطنت کا اختیار کافر فاسق ظالم کو دے دیا اور سادات و مشائخ و فضلا کو تکلیف [illegible]
فسق و فجور کا فروغ [illegible] دینے میں کوشش کرنا اور خود [illegible]
کی بدمستی میں ڈوبا رہنا [illegible] مستغرق [illegible] کفر و اسلام میں [illegible] ظلم [illegible]
بادشاہت میں فرق نہ کرنا اور [illegible] حق کی [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] الٰہی میں [illegible] شیخ سعادت [illegible] کلام مجید [illegible]
خلق خدا کے نزدیک معلوم ہوتا۔ چنانچہ اس باب میں [illegible] نصیحت [illegible]
[illegible] کے ہاتھ بھیجے تو بھی [illegible] سے نہ نکالا۔ بلکہ [illegible]
بھیجے جن کا حال ہم نے سنا [illegible] اس [illegible] بادشاہ کی [illegible] افعال [illegible] حال
[illegible] کی اور [illegible] جہاں میں [illegible]
جب ابو الحسن [illegible] بادشاہی لشکر [illegible]
[illegible] خان لاری اور سرداروں کو بھیجا [illegible]
بادشاہ کو زندہ گرفتار کریں اور [illegible] کے ساتھ [illegible]
سے چلا اور [illegible]
چند [illegible] منزل [illegible] دکن کے سردار [illegible]
[illegible] قاضی [illegible]
[illegible]

مژدہ فتح کے ساتھ آتی اور اس نے کئی کوس ایلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔

۹ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو پادشاہ قلعہ گلکنڈہ سے ایک پر خیمہ زن ہوا جس سے اُس سر زمین میں ایک تہلکۂ عظیم پڑ گیا۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہوں اور اسباب قلعہ گیری فراہم ہوں۔ قلعہ کے برج دوبارہ توپوں کے گولوں سے توڑے جائیں اور دمدمے بنائے جائیں۔ پادشاہ نے پے ہم شتاکر لشکر کی اطراف میں ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اُسکی تنبیہ کے لیے امرا مامور ہوئے دونوں فوجوں میں مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی گولے اور بان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر میں زخمی ہوا۔ دونوں طرف کے آدمی مارے گئے۔ پادشاہی لشکر نے بہادری کر کے دکنیوں کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ گیا تو مورچالوں اور دمدموں اور تقسیم افواج کا اور مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہوگیا۔ قلیچ خاں بہادر پدر فیروز جنگ کے داہنے ہاتھ میں گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اس کا انتقال ہوا۔

بیجاپور کے محاصرہ میں شاہ عالم سے پادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گولکنڈہ کے محاصرہ میں شاہ عالم سے جانب داری کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خفت انگیز پیغام اور تحفے و ہدیے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے پادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات کرادے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونوں صورتوں صلح و جنگ میں میرے استصواب سے انفصال ہو اور بحد مقدور میں ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کروں۔ فقط جو واقعہ طلب آدمیوں نے اس پیغام سے اطلاع پاکر پادشاہ کے کان میں اس کو بہت آب و تاب سے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نورالنسا بیگم پر بسبب اس کی حسن و صورت و لیاقت کے فریفتہ تھا جس سے اسکی سوکنیں جلتی تھیں۔ انہوں نے اسکی نسبت پادشاہ سے کہدیا کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس بدل کر قلعہ گلکنڈہ میں عہد و پیمان کے لیے جاتی ہے۔ یہ مشہور ہے کہ ابوالحسن کے بارہ

میں بادشاہزادہ کی التماس پر بادشاہ نے صلح کو منظور کیا ... ابوالحسن کی ... [illegible]
کرے۔ عالمگیر بادشاہ کے بعض ہمدموں نے بادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہزادہ ... سے ملے ہوئے [illegible]
ہیں ... قلعہ گولکنڈہ میں ... [illegible]
بادشاہ تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ میں ... [illegible]
... ایک رات کو اپنے ... [illegible]
بادشاہ کو دکھایا۔ بادشاہ نے ... [illegible]
... کر گئے۔ اصل حال پوچھا تو ... کہا کہ شاہزادہ ... [illegible]
وہ یہ چاہتا ہے کہ ان کی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف ... [illegible]
... خان نے بہت ... کے بادشاہزادہ کی ... [illegible]
... اس وقت سے ... [illegible]
... کو ایک مکان میں ... [illegible]
... [illegible]
نورالنساء بیگم ... ہونے لگے ... کہ جب بادشاہ ... [illegible]
... گولکنڈہ میں ... [illegible]
محاصرہ گولکنڈہ میں ... [illegible]
لشکر ... شیخ نظام ... [illegible]
پیش آئے اور عجب ... [illegible]
... اور ... جماعت ... [illegible]
ہوئے اور اس قدر ... [illegible]
لاشوں کو نہ اٹھا سکا ... [illegible]
شیخ منہاج اور شیخ نظام ... [illegible]

اور ان کو عمدہ خطاب اور منصب ملے گئے محمد ابراہیم کو خانہ زاد ہوت آنکر لاتا تھا اس کو صلابت خان
کا خطاب اور رعایت ہزاری ششش ہزار سوار کا منصب ملا۔ وہ سب سے زیادہ قلعہ کی فتح میں
کوشش کرتا تھا۔ شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور ششش ہزار پنجہزار سوار کا منصب ملا
ابوالحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفیٰ خان لاری عرف عبدالرزاق رہا۔
محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ میں بہت سا ذخیرہ، باروت و اسباب توپخانہ تھا شبانہ روز برابر
قلعہ کے در و دیوار اور برج و بارہ سے گولہ توپ گولہ تفنگ بان و حقہ آتشبار برستا
تھا۔ بہت آتشباری اور دھوئیں کے اٹھنے سے رات دن میں فرق نہیں معلوم ہوتا تھا اور
بادشاہی لشکر کے ہزاروں آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صف شکن خان و عزت خان
و صلابت خان سبقت یا وہ جانفشانی کرتے تھے سرچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچایا۔ تمام
ایک سال میں ہوا مشکل تھا۔ انھوں نے ایک لاکھ چند روز میں کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم
دیا گئے ہیں کہ اول خود عالمگیر نے دو خرکے گیشہ کر اس کو خاک کے پر کرنے کے لیے اپنے ہاتھ
سے سیا۔ بڑے بڑے اور چھوٹے دمدمے بنائے گئے اور ان پر بڑی بڑی توپیں قلعہ کے محاذی
چڑھائی گئیں جنہوں نے حصار کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی اس درجہ
پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروت لوگوں کے واسطے بگڑ گئے اور جو بیچارے بے بضاعت ہیں ان پر گذرا
وہ بیان نہیں ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا میں تمام دکن میں بارانی کی کمی کے سبب خوشہ
جوار و باجرہ کہ زیست کی عمدہ جنس ہے اور اس ملک کے غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر
ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گہوارے سے نکلے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشتی اور
کئی بار ان کے سبب سے شالی کی کشت دکار نہ ہوئی۔ جب پر حیدرآباد کے
آدمیوں کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیوں نے بدخشان کی فوج جو حیدرآباد
کی مدد کے لیے اطراف لشکر میں تاخت کرتی تھی رسد غلہ کے پہنچنے کی
مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی غلہ کے ہلاک کرنے میں صف ... ان ہوا ان

وہ وقت سے ایک [illegible] محبت [illegible] گرشتی [illegible] کی تاب [illegible] ابوالحسن [illegible]
بچ گئے یعنی نے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] ابوالحسن [illegible]
بادشاہزادہ [illegible] اور [illegible] کے [illegible] سبب سے [illegible]
پہنچ گیا تھا۔ وہ بہار [illegible] پہنچا تھا [illegible] شاہ نے [illegible] اسے [illegible]
[illegible] تو [illegible] بیگم [illegible] ہوں [illegible]
[illegible] شاہزادہ [illegible] کے [illegible] ہی [illegible]
[illegible] انکار کرتے اس کو [illegible] شاہ نے [illegible] سے [illegible]
[illegible] کی صورت [illegible] کہ [illegible] بیان [illegible] کے سبب [illegible]

سوانح [illegible] بیگم [illegible]

[illegible] سوانح [illegible] بیگم [illegible] کہ [illegible]
[illegible] سے [illegible]
[illegible] صاحب [illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible] سے [illegible] کی [illegible]
[illegible] سے [illegible] اس [illegible]
[illegible] کی [illegible] ابا [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible] سے بادشاہی لشکر [illegible] سے [illegible]
کی کہ اس کو [illegible] بیگم کے گھر [illegible] سے [illegible]
جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی [illegible]
ابوالحسن نے [illegible] کی [illegible] کوشش کی [illegible]

آیا اور دسترخوان پر مہمانوں نے ناخواندہ کے انتظار میں بیٹھا کھانے کا وقت اس کا آگیا تھا اس لیے عرض کی
بکاول نے تاکید کی۔ روح اللہ خاں و بختیار خاں اور شاہزادہ آئے تو زبانی سلام علیک میں سبقت
کی۔ وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہیں دیا اب کے سلام کا جواب خودداری اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور ہر ایک سے گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا۔ مثلاً تجربہ کار نے کہا ہے کہ جب برگشتہ
اختر صاحب شوکتوں کو جن حوادث سے میل و ملاپ سروکار پیدا ہوتا ہے تو وہ حوصلہ
بردباری کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہیں۔ صبح تک باہم صحبت بے تکلف
رہی۔ بکاول نے دسترخوان بچھایا۔ اس نے صدا کی ایک دو اس کے ساتھ کھانے
میں شریک ہوئے۔ روح اللہ خاں نے عرض کیا مجھے تعجب ہے کہ آپ سے اس تنگدستی میں
کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے۔ ابوالحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن
میرا اعتقاد اس خدا سے ہے جس نے مجھے اور شاہ ولگا کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت
میں اپنی مخلوق کو رزق سے باز نہیں رکھتا ہے اور رزق مقسوم اس کو پہنچتا ہے اگرچہ میرے بزرگوں
کے چہرے میں نے بہتر شاہانہ اور تبر کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر کچھ دن سلطنت
پر دوام کا اعتقاد یہ تھا کہ چند وہ سولہ برس تک میں فقیری کے لباس میں رہا پھر خدا نے مجھ
عاجز پر وہ فضل کیا جس کا مجھے یا دوسرے کو شاق گمان بھی نہ تھا۔ ایک ساعت اور بے تدبیر
لیے بادشاہی کا سامان تیار کردیا۔ الحمد للہ کہ میرے دل میں کافی جوہر اور آرزو باقی نہیں
لاکھوں روپے بخشے کروڑوں خرچ کیے۔ اب سلطنت میں بعض اعمال ناشائستہ ہوئے
ایسے سرزد ہوئے کہ اس کے مکافات میں خدا نے تاج سلطنت کو مجھ سے اٹھا لیا پھر بھی
میں شکر کرتا ہوں کہ چند سال کی نسبت کے بیٹے عالمگیر بادشاہ کے ہاتھ میں میرے
اختیار کی عنان دی ہے۔ پھر وہ مکان سے [illegible] بیگم کو ان میں ڈال کر امرا کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم و شاہزادہ بیدار ایک چھوٹے خیمے میں اترا ہوا تھا اس کے پاس
ابوالحسن گیا اور خوشی سے اتر کر [illegible] کو کمال گرمجوشی سے آگے کر کے شاہزادے نے

قبول کی اور پیٹھ پر ہات رکھکر اس کو تسلی دی اور اُس کو بادشاہ کی خدمت میں لایا۔ بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد میں بھیجا اور اسکے احوال ضروری کے لائق خوراک پوشاک و خوشبوئیں مقرر کر دیں کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کرے۔ بعد اسکے ابوالحسن اور اسکے امیروں کے مال کے ضبط میں متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔ عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا کہ اس کو روح اللہ خاں کے پاس لائے۔ جب صف شکن خاں کی نظر اسپر پڑی تو اُس نے کہا کہ یہ وہی لاری ناپاک بے ادب ہے اس کا سر کاٹ کے دروازہ پر لٹکانا چاہیے روح اللہ خاں نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا نہیں ہے بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔ بادشاہ نے اسکے علاج کے لیے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کیے اور بادشاہ نے روح اللہ خاں سے کہا کہ اگر ابوالحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق جیسا ہوتا تو قلعہ کی فتح میں بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق میں جان آئی تو بادشاہ نے اسکو کہلا بھیجا کہ میں نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کیں اور پسر کلاں عبدالقادر کو اور بیٹوں کو جو لائق نوکری ہوں بھیجو کہ منصب سے سرفراز ہوں اور باپ کی طرف سے تقصیرات کی تسلیمات بجا لائیں۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا گو زبان میں لکنت تھی اس حال میں بھی اُس نے جواب دیا کہ میں قدردانی کے آداب شکر کی تقدیم کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں میری سخت جان ابھی تک نہیں نکلی ہے اس حال میں حیات کی امید رکھنا خیال محال ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے دوبارہ زندگی عطا کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کرسکوں تو جس شخص کے گوشت و پوست نے ابوالحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہیں کر سکتا۔ عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہو جائے تو اس کا حال عرض کیا جائے۔ جب وہ اچھا ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے نوکری کے لیے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے اس کو اور اس کے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہے۔ ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون اور ۲ کروڑ ۵۲ ہزار روپیہ
کل تخمیناً چار کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اس کے سوا جواہر و مرصع آلات و ظروف
طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۱۵ کروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر میں لکھے تھے۔ تاریخ
فتح عبدالکریم نے از فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد کہی۔ بادشاہ کو پسند آئی۔

جب بادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کر لیا اور اسکے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا اور
اطراف و جوانب میں ناظم و ضابطہ بھیجے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجا لائے۔ اور انکو قدردانی(؟) سے
سرفراز کیا۔ تو ولایت سکر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہے۔
وہاں بیدیا بیرنایک قوم بیدہ کی بڑی مدت سے حکومت رکھتا تھا اور بارہ ہزار سوار اور
ایک لاکھ پیادوں کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے اس کا مسکن صدانت(؟)
میں بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا کوئی مسلمان اس کا
استیصال نہیں کر سکا۔ بلکہ سلطانوں نے اس کو اپنا معاون اور مدد میں کام آنے والا جانا
جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو رسد کے مارنے کے لیے چھ ہزار جنگی پیادوں کا لشکر بھیجا تھا جو
فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا محاصرہ ہوا تو پھر اس نے مکرر وہی حرکت
کی جو پہلے کر چکا تھا۔ غرض بارہ ہزار اسپ و پیادہ پادشاہ کی رسد کے روکنے کے لیے بھیجا تھا تو
پادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خان مرادخان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک
کو تاخت و تاراج و خراب کرے۔ خانہ زاد خان اسکے ملک میں آیا اور لشکر کے اطراف کے
معموروں کو ویران کیا۔ اور قلعہ گولکنڈہ کی تسخیر کی خبر نے انتشار پایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا
اور اس نے کہا کہ [illegible] ملک کو سپرد کرتا ہوں اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہوں
میری عزت میں فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے پادشاہ
کے حکم سے اسکے خان و [illegible] ان کی حفاظت کی اور پرگنہ اس کا ضائع نہ ہونے دیا۔ وہ قلعہ
سے باہر خان سے ملنے آیا اور دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیائے اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار میں جہاں کسی نے اذان کی آواز نہیں سُنی تھی بانگ صلوٰۃ اور اذان کو بلند کیا اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور بادشاہ کے حکم سے یہاں کی قلعہ داری ایک بندۂ شاہی کو سپرد کی اور پیریہ کو ساتھ لیکر حضور میں آیا ۲ ربیع الاول ۱۰۹۵ھ کو پیریہ بادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضائے مصلحت اس کو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے دنوں کے بعد وہ مر گیا۔ بڑا بدصورت تھا۔ بادشاہ نے اسکے بیٹوں اور اقرباء کو مناسب مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ میں داخل کیا۔

باوجودیکہ حیدرآباد کی آب و ہوا بادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر بادشاہ وہاں گیا جہاں جہاں باقی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اس کو منظور تھا کہ سیدھا کو سزا دے۔ سکندر اور ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا۔ غرہ شہر ربیع الاول ۱۲ جلوس کو بیجاپور کی طرف چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سواروں کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حبشی سے قلعہ ادونی کو فتح کرے یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا جب عادل شاہی دولت میں خلل پڑا تو اس نے اس کے صاحبزادہ کے ساتھ کافر نعمتی کی برائے نام اس کو حاکم بنائے رکھا۔ اور عمدہ خزائن و دفائن و اشتر گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعۂ مذکور میں لیجا کر متحصن ہوا۔ بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سیدھا کے استیصال کے لیے چالیس ہزار سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور خود بادشاہ ۱۴ ربیع الآخر کو ظفرآباد بیدر میں آیا۔ ابوالحسن جس نے پندرہ برس کی حکومت میں کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ ایک کروہ مسافت طے کرکے محمد نگر میں آیا تھا اُس نے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ خان بہادر خاں اس کو دولت آباد میں پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خورد و خواب کا اسباب گنجایش ناز پروردوں کے لیے ضروری مہیا کردیں اور پچاس ہزار روپیہ سالانہ ان ضروری اسباب کے لیے مقرر کیا۔ سویم جمادی الاولیٰ کو بادشاہ گلبرگہ میں آیا سات روز قیام کیا اور ۲۲ ماہ مذکور کو بادشاہ بیجاپور میں آیا شہر کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اُس کے نواحی کی بدہم زدگی سے

رکھا گیا اور ابوالحسن جو ... عادل شاہ ... اور ... [illegible]

نہایت ملتفت ہو گئے وہ اس کی خستہ حالت سے نکلے اور دکن اور ہندوستان کو حاصل ہوئی پادشاہ
نے بہت سے خستہ دلوں کو آسودہ کیا۔

نعمت خان عرف میرزا محمد جس کا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد عالمگیری
کے مستعدوں میں سے ایک تھا۔ نظم و نثر و اکثر علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ تمام رکھتا تھا
اُس نے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہے جس کا نام وقائع نعمت خان عالی مشہور ہے
خوش طبعی کے سبب اس کا کلام ہجو و بذلہ گوئی سے خالی نہیں۔ شیخ جگت جیسی پھکڑ کا
اس میں شمار ہو سکتا ہے کہ جب عالمگیر کو اس کی خبر ہوئی کہ اس طرح کے وقائع میرزا
نعمت خان لکھتا ہے تو اُس کے خفیہ کو گھیر لیا اور ان مسودوں کو پادشاہ نے بلکہ وہ دیا جن میں یہ
وقائع تھے چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کر کے لے گئے تھے وہ باقی رہے۔ خافی خان نے
بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے اور نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتوں کو
بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعمت خان کا عبارتی ثنا ہے اگرچہ اس کا بیان نعمت خان جیسا شگفتہ
نہیں ہو مگر جو بھی ہو تاریخی سے خالی ہے۔ دونوں ابوالحسن کی قابلیتوں اور لیاقتوں کی
بڑی تعریف کرتے ہیں ایسی لکھا ہو کہ ابوالحسن تانا شاہ نے پادشاہ سے کہلا بھیجا کہ پانچ ہزار
خیال غور کے مجھ سے لیجئے اور فوج کو بقایا عذر نے دیجئے۔ پادشاہ نے اُس کے جواب میں
کلمات نا صواب کہے کہیں لکھا ہو کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور
بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اُس نے خلاف مرضی جواب دیا۔ اس لئے وہ
حج کو بیس کا خدمت سے اس کا ارادہ تھا چلا گیا۔ عبداللہ اس خدمت پر مقرر ہوا اُس نے
عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہے اور حکم کی اطاعت کرتا ہے۔ محاصرہ اور جنگ کے سبب
دونوں طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اس کے بدیہ اعمال پر شرع
حکم بھی جانے۔ تو حکم اصلی بغیر قتال و جدال ہو قوت ہو جائے۔ شریعت کے خلاف
مسلمانوں کے حال پر ستم بیجا نہیں ہو گا۔ اس بیجا عرض کے جواب میں ابو الحسن کی

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خاں و نعمت خاں دونوں سخت شیعہ ہیں مذہب
اُن کو سنت جماعتوں کے کاموں کے بُرے رخ کو دکھاتا ہے اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے
اسلیے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہیں تو اس میں ایک رخنہ نکال دیتے ہیں
خافی خاں نے قسم کھائی ہے کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جس میں تزویر و مکر و فریب نہ ہو
کوئی اہلکار شاہی اُس کا ہم مذہب ہوتا ہے تو اس کی ستائش کا طومار باندھتا ہے۔ آگے ہم
مرہٹوں اور پادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخوں سے نقل کرتے ہیں
جس سے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اس کی تفصیل فارسی تاریخوں سے کرتے ہیں۔ ان
فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اس کے مرتے ہی پژمردہ ہو گیا بیجاپور اور
گولکنڈہ کی ریاستوں کو یوں خاک میں ملانا اور اس کو ممالک محروسہ میں شامل کرنا عقل دور
اندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتوں کے سبب سے دکن میں مسلمانوں کی حکومت قائم تھی اور ان کے
سبب سے امن امان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹوں پر اسلام کا رعب داب تھا جب وہ برباد
ہو گئیں تو ان کے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہو گئے۔ پٹھانوں اور بیگانہ
ملکوں کی سپاہ نے تو پادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسروں میں سے اپنے آقاؤں
سے بیوفا بنکر یا بیکار ہو کر پادشاہ کی خدمت اور ملازمت میں آئے اُن کے دل بڑھانے
اور درجے چڑھانے کے لیے پادشاہ کو اپنے موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے اور
باقی سپاہ اور افسر کیا تو سنبھاجی سے جا کر مل گئے یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار
کیا اسی طرح فساد اور رہزنوں کا دکن گھر بنگیا اور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لیے موقع
تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیاں اور قزاقیاں کرتے اُن میں انکے رفیق بننے کو تیار رہتے
کیونکہ وہ مرہٹوں ہی کو اپنے ان اقبالوں کا حامی اور مددگار جانتے۔ اُن ہی کی ذات کو سرکشی
کا بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمینداروں کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی
بستے تھے وہ پادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور پادشاہ کے تعصب مذہبی نے

ہندوؤں میں بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سہرا کیا بادشاہ کے
سر پر چڑھا تھا کنارہ وں کا ہار اُس کے گلے میں پڑا تھا جس نے آخر اپنے زخموں سے گور میں اس کو پہنچایا
حال میں جو فتوحات نصیب ہوئی تھیں اُن سے بادشاہ نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ۱۱۰۰ھ میں بیجاپور
اور گولکنڈہ کی ساری قلمرو بلکہ اُن ریاستوں پر بھی جو جنوب میں اُنھوں نے فتح کی تھیں
قبضہ کیا اور ساہو جی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبا لیا۔ اور دن کا جی کے علاقہ کو تنجور تک
محدود کیا۔ اور سیوا جی نے جو اپنے آخر وقت میں ملک فتح کیے تھے ان میں سے سب مرہٹوں
کو مجبور کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعوں میں جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے سپاہیانہ
اس ملک کو فتح کر لیا۔ مگر اس کے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب نہ جما۔ چنانچہ
اضلاع میں محاصل کا ٹھیکہ دیسمکھوں اور زمینداروں کو دیا جاتا اور اُن کی حکومت
افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور ان کو جو تو محاصل خرچ تحصیل کے لیے دیجاتی۔ جو
روپیہ وصول ہوتا تھا اس میں سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ اور اخراجات دیکر باقی روپیہ بادشاہ
پاس بھیجتے۔ اور اگر یہ اضلاع بعض اوقات افسروں کی تنخواہ میں کسی میعاد مقررہ تک جاگیر
میں دیئے جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس نہ بھیجا جاتا۔ یہ افسر بے لیتے اور اکثر یہی
ہوا سیوا جی کے بیٹے سنبھاجی اپنے محلوں میں پڑے اینڈتے۔ اور اورنگ زیب کی ان
فتوحات کو دیکھا کیے مرہٹے تو اُس کی کاہلی اور سستی کا سبب یہ بتلاتے ہیں کہ اُس کے
وزیر پنڈت کلوشا نے اسیر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی
چھوٹی ریاستوں کی جنگ اور سازشوں اور فسادوں سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔
عیاشی اور مے نوشی کی کثرت سے اس کے قوائے جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد
اور بیہودہ وزیر کے رایوں کا ایسا غلام بن رہا تھا کہ اُسے اسکی اور اُسکے تمام قوم کی چستی
اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی ہو گئی تھیں اگر ایسے وقت میں سیوا جی زندہ ہوتا تو وہ
دس بارہ گھنٹے میں سارے دکن کو مغلوں کے مقابل میں کھڑا کر دیتا۔ گیا وہ بیجاپور اور گولکنڈہ

کی ریاستوں کے ساتھ ہوتا کیا وہ انگریز اور پرتگیزوں سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا وہ میسور کے ہندو راجہ چک دیو جس کا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام میں شریک نہ کرتا کیا وہ بھیل آزاد باشندوں کو لڑائی کے لیے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر سنبھاجی نالائق کیا کرتا اُس کے تو خیال میں یہ ایک بات بھی نہ آئی اُس نے دکن کی سلطنت گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب کرنے کی تدبیریں بتلائے۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب وہ شہزادہ اُسے چھوڑ کر سنہ ۱۶۸۵ میں ایران کو جائے اس سے زیادہ کیا نالائقی اور کاہلی سنبھاجی کی ہو سکتی ہے (کہتے ہیں یہ شہزادہ ایران میں سنہ ۱۷۰۶ میں مر گیا۔ شاہ ایران نے اُسکی بڑی آؤ بھگت کی)

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظاموں کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے ٹوٹ پھوٹ کر برابر ہو گئے تھے۔ ایک قلعوں کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹوں کے پاس جو میدانی ملک تھا اُس پر بادشاہ کا قبضہ ہو گیا تھا اور قلعوں پر محاصرے پڑے ہوئے تھے۔ اور بعض انہیں سے چھن بھی گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹوں کی سلطنت کا نام بھی نہیں رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اُسکے سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکروں کے مقابل میں تلوار چلائی جاتی تھی۔

یہ بات بڑے تعجب کی ہے کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹوں نے اپنی بہبود اور فلاح کے لیے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیوں نہ ڈالا۔ اور ایک آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیوں روکا مگر جو کام اُن کو خود کرنا چاہیے تھا وہ مرہٹوں کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ کہ مرہٹوں کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندوؤں کا تعصب اور جوش مذہبی بڑے جوش میں آیا اور اُسنے مسلمانوں کو مزہ چکھایا۔ اُسکے مارے جانے کی کیفیت یہ ہے کہ شیخ نظام حیدرآبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغربی

بالا گھاٹ پر کولاپور میں تھا تمام نہایت دلاور اور چست و چالاک و فنون سپہ گری اور
جگرداری سے ماہر تھا اسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری
اُسکی پیچدار کوہستانی راہوں سے آگاہ ہوا اور دفعتاً بہادر سپاہیوں کا گروہ لیکر
چپ چاپ سنگمیشور کے باغ میں کہ پچاس کوس اُسکے دار القرار سے تھا جا پہنچا یہاں سنبھاجی
مع اپنے مصاحبوں کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ میں چور بیٹھے تھے
جب ملازموں نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب کے ہرکاروں نے عرض کیا
وہ نشہ کے عالم میں مست تھا یہی کب سنتا تھا اُن ہرکاروں ہی کو للکارا۔ اور اس گستاخی
میں ان کی زبان نکلوائی۔ سر کو تن سے جدا کیا۔ کلوشا و پنڈت لڑنے لگے۔ جب تک
ہی تیر لگا زخمی ہو کر پکڑے گئے۔ غرض مقرب خاں راجہ اور منتری دونوں کو اونٹ
کی پیٹھ پر کس کر گاجے باجے سے بادشاہی لشکر میں لایا۔ چاروں طرف تماشائیوں کا
ازدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے لایا گیا اور قید خانہ
میں بھجوا دیا گیا۔ بادشاہ اسکو جیتا رکھنا چاہتا تھا کہ اسکے ذریعے تمام کوہستانی قلعوں
پر قبضہ ہو جائے۔ مگر جب اسکو بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی نے جو شیوا جی
کا بیٹا تھا باپ کی طرح بھی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت و خواری کی جب پہنچی بے صبر ہو کر
وہ ہوش میں بھر آیا اور یہ جواب بیباکانہ دیا کہ بادشاہ سے کہہ دو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہ دے
تو مسلمان ہو جاؤنگا۔ وہ اسی پر بس نہیں کی۔ بلکہ وہ بادشاہ حضرت خدا اور رسول کو سب و شتم کیا۔ یہ
جواب تلخ جب بادشاہ کے کانوں میں پہنچا تو اسنے مصلحت ملکی سے ... اور جبراً عداوت
میں آ کر سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مروا کہ اول اسکی زبان کٹوائی پھر اس کی آنکھوں
میں گرم لوہے کی سلائیاں پھروائیں اور گردن اڑائی۔

کلوشا جی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹوں کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا
مگر اب وہ سمجھے کہ اس بری گت سے مارا جانا ... سمجھ لیے اور اُنکے غیظ و غضب

اور عزت و حمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہیں رہی۔ غرض اس جان کے جانے سے انکے عزم مردہ میں جان پھر آئی۔ اور جوش و خروش اور نئی ولولے انکے دلوں میں ایسے پیدا ہوئے کہ پہلے کبھی نہیں پیدا ہوئے تھے۔ مگر اب ان میں جان باقی نہیں رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے تھے۔ توجہ سے ناآشنا ہوگئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا۔ قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری سے خالی تھے نہ بارود نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس۔ قلعہ دار نالائق۔ سوا اسکے پادشاہ کی شجاعت اور اسکی کثرت سپاہ اور تدابیر و عقل کی شہرت نے انکے دل میں ایسی ہیبت بٹھا دی تھی کہ مغلوں کی فوج کے سامنے میدان جنگ میں آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑے بڑے افسر راے گڈھ میں جمع ہوئے ان میں سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی کی مخالفت ہوا تھا موجود تھے۔ سب بالاتفاق سنبھاجی کے شیرخوار بچے خرد سیواجی کو راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب مرہٹوں نے اپنے سب کارخانوں کو درست کرنا شروع کیا۔ قلعوں میں کھانے پینے کے ذخیرے بھرے۔ قلعہ دار لائق مقرر کیے جو سامان جنگ کا انتظام تھا سپاہ میں پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا کہ تھوڑی سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیریں کی گئیں کہ یہ مشکل رفع ہوگئی۔ ایک افسر نے سلحداروں کو سارے ملک میں پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جب وقت ضرورت ہو جمع ہو جائیں۔ غرض ایک غیرت قومی کا جوش جو بعض افسروں میں پیدا ہوا تھا وہ وبا کی طرح سارے ان کے پیروؤں میں پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے راے گڈھ میں اقامت اختیار کی اور اس کو خوب مستحکم کیا اور غلہ و کاہ اور اور سامان جمع کیا۔ اعتقاد خاں نے جس کا اب لقب ذوالفقار خاں ہو گیا تھا اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اس کو قلعہ کی راہ ایسی بتلادی کہ قلعہ فتح ہو گیا اور ۱۵۔ محرم ۱۱۰۱ھ کو شیرخوار راجہ پکڑا گیا اور ماں بھی اس کے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس گرفتاری سے کچھ مرہٹوں کے دل افسردہ نہ ہوئے۔ ان قیدیوں کی بادشاہ کے بیٹی نے بڑی خاطر کی اور سوا اس کے کوئی اور ان پر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹوں سے نہ ملنے پاویں۔ قلعے پنالا اور

اور ہر برج بھی دو اختیار خاں سے فتح کر لئے۔

اب راجہ رام پہلے ہی سے چاروں طرف ایسے مقامات مستحکم اور مستور کی تلاش میں پڑا پھرتا تھا کہ جہاں سے دشمنوں کا مقابلہ ہو سکے اس نے کیا کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو کہ کرناٹک کی پہاڑی گھاٹ میں چلا جائے چنانچہ اس نے ستارا، شہروں میں جو اضلاع ابتک باقی تھے ان میں دورہ کیا اور وہاں کی خلقت کی تسلی اور تشفی کی اور ملک کی حفاظت اور ریاست کا اچھی طرح انتظام کیا۔ اور کرناٹک کو چلا گیا اور شیواجی کے تعاقب سے نہایت بال بال بچ کر جنجی میں داخل ہوا اس کے ساتھ ایک گروہ بہادر صاحب ہمت اولوالعزم مرہٹوں کا بھی تھا۔ یہاں داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور دربار [illegible] اور جاہ و منصب [illegible] جاگیر امیروں کو عطا کئے۔ اور جاگیروں کے بانٹنے میں یہاں تک فضول اختیار کی کہ جو بادشاہی ملک کبھی مرہٹوں کے ہاتھ نہیں آسکتے تھے وہ بھی تقسیم کر دئے یہ اس کے نصیبوں کی یاوری تھی کہ اس کو ایک مصلاح کار اور خیرخواہ پنڈت پہلاد ناتھ مل گیا اس کی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ ان کاموں کو اختیار کرتا تھا کہ جن کے انصرام کرنے میں عمارت اور فضول وہاں سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔

کہا یہ ہے کہ اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹوں کا نام بھی کبھی تاریخ میں نہ سنا جاتا اس نے طبیعت میں ایک ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری دنیی قوم کو از سر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہوں کہ اس نئی طبیعت سے کام لیں ان کا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طور طریق ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کاموں میں متفق اور متحد ہو جاتے تھے۔ چنانچہ اس وقت اپنی مصلحت اس میں دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان نہ ہلائیں۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسے نہ رکھیں کہ جس سے دشمن کا دل ان پر حملہ کرنے کے لئے للچائے۔ اور تاک میں بیٹھے رہیں جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنوں پر حملہ کرنے میں بھی نہ چوکیں۔ جن سرداروں پاس جاگیریں تھیں ان سب نے ظاہر میں بادشاہ کی اطاعت اختیار کر لی

اور اس پر یہ اور طرہ تھا کہ وہ خدمت گزاری اور جان نثاری کے اظہار میں اوسیوں سے سبقت لیگئے تھے۔ گر در پردہ باغیوں سے ملے ہوئے تھے ان سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ انکی لوٹ مار کی مہموں میں اپنے نوکروں کو انکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ گروہ کے گروہ انہیں داخل ہونے کے لئے بھیج دیتے تھے۔ غرض ان کے اس نفاق اور جاسوسانہ حکمتوں سے جو نقصان دشمنوں کو پہنچا یاوہ علانیہ دشمنی سے نہ پہنچ سکتا تھا۔ جب یہاں کے سپاہیوں نے دیکھا نہ کوئی خزانہ ایسا موجود کہ جس سے انکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہو کہ جس کا کچھ اثر ہو تو انہوں نے اپنی نفع رسانی کیلئے راہ دوری نکالی۔ لوٹنا کسوٹنا۔ قزاقی۔ راہزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی۔ انکے یہاں فتح کے یہی معنے تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی ذخیرہ اور پیشہ رہا۔ اس قوم میں سے ہر شخص کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب برآری کیلئے متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک ادنیٰ تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار باقاعدہ اور شائستہ سے زیادہ خوفناک اور پرخطر ہو جاتے تھے۔

جب اورنگ زیب ان چوہوں اور پنڈاروں کو ان کے کوہستانی وطن میں تلاش کر رہا تھا تو وہ کہیں ان کو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اس لئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹوں کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۱۰۱ھ میں اس قلعہ کے پاس پہنچا تو اسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اس کا فتح کرنا تو در کنار اس کا محاصرہ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیراب و شاداب ترچناپلی اور تنجور کی طرف اسباب ضروری کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ملنا مشکل تھا۔ اب مرہٹوں نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ ایسا انہوں نے جو طریقہ یا دستور اپنی لڑائی کا اور دشمنوں سے مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ نے اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن کیہڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اس میں کوئی سرداران لٹیرے مرہٹوں میں سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

کام بخش کی سستی اور وحشت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب بادشاہی فوج کی چاروں طرف ضرورت یوں پڑی کہ مرہٹے میدان میں لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جیسا ہی راجا رام جنجی میں راہو ہوا تو اس نے سنتا جی گھوڑپڑی اور دھنا جی دو چالاک سرداروں کو تنخواہ طلب کے لئے اپنے ملک میں بھیجا تاکہ اشتا رام نے بیجاپور کی فوج لی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے سے معزول ہو گئی تھی اس کے گروہ کے گروہ لوگ لوٹتے پھرتے تھے جب تو فوج ان دونوں سرداروں کو دیکھا تو تمام وہاں آئے اور ان کے نشانوں کے نیچے چالیس ہزار جمع ہو گئے مرہٹوں کا جو رہا سہا ملک تھا اس کے انتظام کے واسطے رام چندر پنت کو راجا رام نے مقرر کیا تھا اس نے بھی قلعوں میں لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر لیا اور اس نے یہ تدبیر تجویز کی کہ جو سپاہیوں میں سرگروہ تھے ان کو یہ اختیار دیا کہ جو ملک مرہٹوں کی سلطنت سے خارج ہیں ان سے چوتھ وصول کریں اور سوا اس کے اور حقوق مرہٹوں کے جتلاتے رہیں۔ اور جو ملک اس چوتھ کو ادا نہ کریں ان کو خوب لوٹیں اور ماریں اور اس حاصل سے فوج کی تنخواہ ادا کریں۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ آپس میں بانٹ لیں سوا اس کے ہر سرگروہ کو اختیار ہے کہ وہ اپنے فائدے کے واسطے [illegible] راجہ کے نام سے وصول کیا کریں۔ یہ ترغیبیں ایسی تھیں کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب گھر بار چھوڑ کر [illegible] ان پر گرد [illegible] مختلف گروہ مشہور نامور ہوئے۔ کہیں وہ [illegible] ملکوں پر ہاتھ پھینکتے تھے اور بادشاہی رعایا کے مال اور دولت سے اپنے دامن بھرتے تھے کبھی سب شریک ہو کر صلاح و مشورہ کرتے پھر یورش اور غارتگری پر قدم بڑھاتے۔ سنتا جی اور دھنا جی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیروں میں بڑے نامور ہوئے غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہو گیا۔

ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ بادشاہ کے لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت کے سبب فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہو گیا تھا۔ اکبر کے خاندان اور مغلوں کی اور ملک کی [illegible] نے ان میں سے چند مسلمانوں کے [illegible] سے مغلوں کی سپاہ کو نرم اور آرام طلب بنا دیا [illegible] میں انقلاب عجیب [illegible]

مفلسوں اور حبشیوں کو حوصلہ ہوتا ہے تو بڑے بہادر بنجاتے ہیں اور جو چاہتے ہیں سو کر ڈالتے ہیں جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہوتی ہے تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہیں پھر انکی جان کے لئے ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہیں جیسے وہ خود اوروں کے لئے ہوئے تھے۔ اب پٹھانوں میں سے فن سپہ گری مٹ گیا تھا فوج میں نشان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا کیا وہ سواروں کے گلے ایلغار ہوتے تھے یا اب سالدار وا پار رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دولہا ساتھ لے جاتا ہے۔ سوا اسکے سواروں کی گھوڑوں کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز کسی پر پڑا ہوا زین دہرا کسی پر زردوزی چار جامہ کسا قمچیاں اور پاکھریں جھول پڑی ہیں جنمیں قاقم و سنجاب کی جھالر کلابتون کے پھندنے۔ دم دمچیاں تمام رنگین لگے ہیں سراگاؤ کی چوریاں ٹکیں۔ سر پر کلغیاں دہری ہیں۔ اور پاؤں میں جھانجن پڑے ریشمی باگ ڈوریں سنہری لٹکتی ہیں۔ یہ تو گھوڑوں کی کیفیت تھی۔ ایسا ان گھوڑوں کے سواروں کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر ریشم اور پشم کے دگلے روئی کے گالوں بھرے اور ان پر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگائے غرض یہ سوار دیکھنے میں ڈول کے کام کے بنے تھے۔ موٹے تازے خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنوں پر حملہ کرنے اور مہینوں کے سفر کرنے میں انکا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات سپاہ کی وبا کو ساری سپاہ میں پھیلی ہوئی تھی۔ مگر ایک آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ میں کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ عالمگیر خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانوں کو تفتیش کرتا۔ مگر منصب دار وہی اس کی یہ دغا کی کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آدھی کی بھرتی اپنے خدمتگاروں اور چوہڑے چماروں سے پوری کی۔ جنگلی بری صحبت سے بیٹے مانسوں کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اوروں کی نگہبانی کرتی اور نہ اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑوں کی کنگھی چوٹی میں وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس اس فوج کا بیان لکھتا ہے کہ اس فوج کی تنخواہیں بڑی بڑی ہیں۔ مگر کچھ کام کاج نہیں نہ پہرہ کوئی دیتا ہے نہ چوکی۔ نہ دشمنوں سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب تحریر مورخوں کے مبالغہ آمیز ہیں۔ مگر کچھ شک نہیں کہ اس بادشاہ کے عہد میں وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے عہد میں تھی عیش دوست اور آرام طلب سب سردار ہو گئے۔ قاعدہ ہے کہ ادنیٰ اعلیٰ کی تقلید

کرتے تھے۔ افسران کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہو گئے۔ اب ان کے سامنے دشمن (مرہٹے) آتے تو وہ
جنھوں نے کبھی جنگ کی صورت ہی نہ دیکھی تھی فقط ایک لمبا جامہ پہنتے۔ ایک چھوٹی پگڑی باندھتے مگر کسی
لڑائی میں تلوار بھالے لئے گھوڑوں پر سوار بیس کوس جا کر لڑنے جائیں۔ اور ضرورت پیش آئے تو سو کوس آتے جاتے
اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھائیں خیمہ لگائیں نہ بچھونا بچھائیں۔ زمین پر لیٹ جائیں۔ گھوڑے کے باندھنے
کی کھونٹی بازو کو بنائیں۔ ان کا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ پادشاہی فوج کے سارے حملوں کے سامنے ان کے پیر نہ
جمتے تھے۔ اور ایک ایک ہو کر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے پہاڑوں میں یا ادھر ادھر گڑھوں میں گھس بیٹھتے
تھے اور جب فوجیں اپنی صف بندی کو چھوڑ کر ان کے پیچھے جاتے تو دیکھتے دیکھتے کہیں نکل جاتے یا کسی کو پچھاڑتے
اور آدمی یا کسی ایسے مقام میں جہاں چھوٹی چھوٹی گروہ ہوتی ان پر حملہ کرنا جان جوکھوں سے خالی نہ
ہوتا۔ چھپ کر لگے ہوتے تھے۔ اور جب تعاقب کرنے والے شکستہ ہو کر اپنے تھکے ہارے گھوڑوں کو لیکر
واپس ہوتے تو ان نا ناموں اور ادھر سے نکلے ہو کر ٹوٹ پڑتے۔ اور اگر کوئی مخالف ضعیف ہوتا دیکھتے تو
سامنے ہو کر لڑتے تھے۔ غرض ان کا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت و بازو پر حملہ کر کے جھٹ چھپ جاتے
تھے۔ اور ایک ایک کر کے تعاقب کرنے والوں کو گرفتار کرتے تھے۔ غرض ان کی یہ چال دشمن کے
قول، توشہ دار، خندقوں میں اور متفرق سپاہیوں کو بھگا لے جاتی۔ ان پر حملہ کر کے لوٹ لیں۔ رسدوں
کے لوٹنے اور باربرداریوں کے تباہ کرنے کا ان کو بڑا شوق تھا۔ وہ پادشاہی فوج کی
رسد کی خبر رکھا کرتے تھے۔ رسدوں کے لوٹنے میں آنکھوں میں گھر کرتے تھے۔ پادشاہی سپاہ کو خبر
بھی نہ ہونے پاتی تھی کہ وہ یہاں پہنچے ہوئے ان کی رسدوں کی تاک میں بیٹھے ہیں۔ دفعتہ وہ رسد پر
آپڑے اور سامنے بیل اونٹ جو خوب فربہ سے آتے تھے پکڑ کر لے گئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو
پھر جنگل کے جنگل اکٹھے ہوتے اور خوب ہاتھ پاؤں کرتب دکھاتے اور جہاں توڑ کر تتر بتر ہو جاتے تھے
مغلوں کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ ان کے گرد ڈیروں کی ڈاک، کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند
کر دیتے تھے اور جب مغل ناچار ہو کر لڑائی کا ارادہ ظاہر کرتے تھے تو سواروں کے گھوڑے اڑا
پہاڑی پہاڑی جزیروں پہنچتے اور سرداروں کی خدمت میں حاضر ہو کر قبضے میں لیا کرتے

جنجی کا محاصرہ

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اس لئے سنتاجی اور دھناجی بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان میں ۱۱۰۳ھ میں آن پڑے۔ کئی دفعہ انہوں نے بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ مغل ان مرہٹوں کی کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب ان سے خائف رہنے لگے

ادکن کھیڑا ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اس کے محاصرہ میں مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور بخشی الملک بہرہ مند خاں دونوں مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ انکی کوشش کا نمایاں ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خاں کو وہاں بھیجا۔ اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ جمدۃ الملک اسد خاں پاس جو ایکساور قلعہ کی تسخیر میں سرحد کرناٹک پر مصروف تھا چلے۔ جب وہ یہاں آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جمدۃ الملک دونوں جنجی جاکر ذوالفقار خاں کی کمک کریں۔ وہاں دشمنوں کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی قلت سے بادشاہی فوج پر بڑی بن رہی ہے۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف چلا۔ بہرہ مند خاں نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو حسب حکم یہ بہانا کر اس سے اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جمدۃ الملک پیرانہ سالی میں شاہزادہ کی رفاقت سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ میں رنجش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہیں کہ ذوالفقار خاں کو اس قدر اس مہم میں کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اس نے دشمنوں کی خبریں پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہو سکا اور محصورین بخوبی مقابلہ کرتے رہے (جمدۃ الملک ذوالفقار خاں کا باپ تھا) جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اس کی دیواروں کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی گھورپڑی جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹوں کا سردار دکن میں تھا سنہ ۱۱۰۹ھ میں وہ جنجی کے محاصرہ اٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹوں کا سردار دھناجی تھا وہ بھی آفت روزگار تھا اور دور دور کی باتیں سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق پڑا تھا بے خبر آکر ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے یہ ایک فتح

راہ میں پانی کو منع کر دیا۔ اس کے بعد علی مردان خان حاکم تھا اس پر اس نے حملہ کیا اور تمام خیمہ اور
اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کر لیا۔

ثابت خان کا ناکام ہوا اپنے محاصرین سے تعریف گیا۔ اور یہ پیام پہنچایا کہ مرزا کام بخش کو یہ
پیغام پہنچا کہ اب بادشاہ مر گیا ہے آپ کی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اسی کرنے کو موجود
ہیں۔ یہیں سے ان دونوں میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان چاروں طرف کان لگائے رکھتا تھا
اس نے ایک ہزار روپیہ جاسوسوں کو دیکر سارا حال اس سازش کا دریافت کر لیا اور بادشاہ کو لکھ کر کل
اس کے انتظام و اختیار حاصل کر لیا اور مرزا کام بخش کے خیمے پر خیمہ بٹھا دیا۔ مگر جب جاسوسوں کے
زبانی یہ معلوم ہوا کہ کل رات کو شاہزادہ دشمنوں سے مل جائیگا تو یہ لوگ آپس میں باہم مشورہ ہو کر یہ امر
قرار پایا کہ شاہزادے کے خیمے کے گرد پہرے بٹھا دیے جائیں۔ غرض اس کو بالکل قید کر لیا اور
قلعے کے گرد سے تمام فوجیں دور ہو گئیں۔ جب دشمنوں کو بادشاہی لشکر میں نا اتفاقی کی خبر پہنچی تو
اس حال میں بعض نے شاہزادے کو اور ذوالفقار خان کو دس ہزار سواروں سے بادشاہی لشکر
پر حملہ کیا۔ اس وقت گویا ذوالفقار خان بادشاہی لشکر کا تھا۔ عمدۃ الملک تو لشکر گاہ میں
شاہزادہ مرزا کام بخش کی حراست کر رہا تھا۔ ذوالفقار خان اپنا پیچھے مورچوں کو بارہا طرف
اور چاروں طرف جب سامنے سے آیا تو ان میں سخت شکست کر کے بیکار کر دیا۔ اور وہ مر گئے
بکثرت آپ بھاگے اور گرد کے لشکر میں کم ہو گئے۔ یہاں کیا محاصرین تھے یا محصورین
سب کے ساتھ ذوالفقار خان میدان میں نکلا اور دو ہزار آدمیوں سے ایسا مقابلہ کیا کہ
دشمنوں کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیوں کے اس امید پر کہ
حوالہ ہو جب مینہ کے قریب ندیاں پیش ہیں جا کر مقیم ہو اور وہاں بادشاہی حکم کا
منتظر رہے۔ بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ عمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئیں۔ ذوالفقار خان
وہاں رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا ہے۔ جب ذوالفقار خان سے پر ہوا تو نہ گیا
بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو نہایت بدعملی کرتے ہیں کیونکہ وہ شخص تھا

سازش رکھتا تھا اور جیسے وہ وقت ٹال کو طول دیتا تھا اور اس میں اس کا مقصود یہ تھا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی پادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا پادشاہ اوس کو سمجھے۔ پادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشوں کا حال جو لکھا گیا ہے وہ فقط مورخوں کے خیالات اور قیاسات ہیں قابل اعتبار نہیں) اب اس فرصت دینے کا نتیجہ تھا کہ قاسم خاں جو ایک ممتاز افسر پادشاہ کا تھا جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اس نے دوڈیرک واقع میسور میں بھاری شکستیں پائیں۔ اور جب وہ مجبور ہو کر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہاں کے باشندوں نے اسے پناہ دی غرض ایک قلعہ میں وہ محصور ہوا۔ اور یہاں تک اسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھا کر اس دنیا کی ذلت سے چھوٹا اور ساری سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئیں دشمنوں کے حوالہ کیا۔ دشمنوں نے انکو روٹی اور پانی دیا۔ پھر ایک اور فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی۔ اگرچہ ذوالفقار خاں اپنی حکمتیں کیا کیا مگر اورنگ زیب جیسے پادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتوں کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ سمجھا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ذلت سے پادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اُسنے شعبان ۱۱۰۹ھ میں جنجی پر حملہ کرکے فتح کر لیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیاں اور تین بیٹے اور دو لڑکیاں اور اپنے دوست آشناؤں کو کشتی میں بٹھا کے لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر علی خاں بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و مار حربی گریخت گرفتنش چنداں کار نبود اما از اغماض کہنہ غلامان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور کئی بنادر فرنگ ممالک محروسہ میں پڑے ہے۔

سوا اس قلعے کے چھن جانے کے دو اور باتیں ایسی پیش آئیں کہ پیش قدمی کی وہ مانع ہوئیں یعنی سنتاجی اور اس کے نائب دھناجی میں جھگڑے قضیے شروع ہوئے اور انجام اسکا یہ ہوا کہ سنتاجی جس نے سات برس سے مغلوں کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے کسی نے اس کو مار ڈالا۔ راجا رام تو اس کے کمالات اور کامیابیوں کو دیکھ کر جیتا تھا

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ آزادی کا مانع تھا اور آئین و قوانین کا پابند ان کو کرتا تھا اس بات پر اس کے تمام خاندان نے راجا رام کی نوکری چھوڑ دی اور بطور خود مسلمانوں سے لڑنا شروع کیا دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے کرتا تو ان پنڈاریوں کے ہاتھوں سے یہ تکلیفیں نہ اٹھاتا۔ یعنی اس نے سپاہ دو قسم کی مقرر کی ایک فوج رواں۔ اس کا کام یہ تھا کہ جہاں مرہٹے کھلے میدانوں میں آئیں تو ان سے لڑنے کو جائیں۔ اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خاں کو مقرر کیا۔ دوسری فوج محاصرہ۔ اس کا کام یہ کہ وہ قلعوں کو محاصرہ کر کے فتح کرے اس سپاہ کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی۔ گو ساری فوج یوں کام میں لگی اور بادشاہ نے بیرانہ سالی میں جفاکشی اور محنت کا بوجھ لیا۔ مگر اب فسادوں کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعے سے روک تھام اس کی ممکن نہ تھی۔ اگرچہ ذوالفقار خاں نے راجا رام کو بھگا کر اور بعد اس کے مرہٹوں کو شکستوں پر شکستیں دیکر مسلمانوں کی دلیری اور بہادری پر آمادہ کیا۔ مگر آخر کار اس نے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹوں کو شکست کا صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیوں کا مارنا ہے یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش بر آب ہے ایسا ہی مرہٹوں پر اس کی شکست کا اثر ہے۔ مرہٹوں کی فوجیں شکست کھا کر ایک دن منتشر ہوتی ہیں اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہیں اور بادشاہی فوج کی یہ حالت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور ندامت اور فتح کی حالت میں خستہ اور شرمندہ ہونا محال تھا کہ اس میں فرق آتا۔ یہ کیفیت تو ذوالفقار خاں کی سپاہ کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی میں مصروف ہوا تھا البتہ اُسے فائدہ دن کی زیادہ تر فتح تھی۔ بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا امراء کو افسوس تھا کہ وہ اس بڑھاپے میں ایسے سخت کاموں کے واسطے جاتا ہے۔ اور جو مکان انہوں نے اس کی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے وہ اسے چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ وہاں بہت چند قلعوں کو فتح کرسکتا ہے کہ وہ

کر اُٹھا۔ جسکو راجا رام نے اچھا دارالسلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت میں ایسی حکمت سے بہت جلد اس کو فتح کیا کہ محصورین کے مقابلہ کے لئے یا سامان تیار نہ تھے مگر اس پر بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ میں ۱۱۱۱ھ میں فتح ہوا۔

راجا رام جنجی سے بھاگ کر دکن میں آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے کسی مرہٹے سردار کے پاس نہ جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب انتظام کیا۔ جہاں کہیں وہ نہ وصول ہوتی تو تمسک اور اقرار نامے لکھاتا۔ یہ تحریریں آئندہ زمانہ میں بہت کام آئیں۔ مگر وہ جب دریائے نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار خاں نے اس کو ایک سخت شکست دی اور اس کے تعاقب میں بڑھ کر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ بیمار ہو گیا اور ایک مہینہ کے اندر ۱۱۱۲ھ میں مر گیا۔ راجا رام نے اپنے خاندان کے نام کو روکیا۔ سنبھاجی کے مارے کا الزام اُس کے ذمے لگاتے ہیں مگر ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے مرنے سے مغلوں کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اس کی جگہ سیواجی اس کا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اس کی نائب مقرر ہوئی یہ عورت بھی ہمت اور شجاعت اور لیاقت اور قوت میں جوانمردوں سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام میں دشمنوں کے تعاقب سے بچتی پھرتی اور دشمنوں کو خوب گھٹاتی رہی۔ اور دوستوں کی بہت بڑھاتی رہی۔

قلعوں کی فتوحات کا حال پادشاہ کا نہایت طول طویل ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ پادشاہ چار سال سے برہم پوری جس کا نام اسلام پوری رکھا تھا قیام پذیر تھا وہاں سے قلعوں کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ جس ترتیب سے ان کو فتح کیا اسی ترتیب سے ہم نے نام لکھے ہیں۔ پرلیپ گڑھ۔ سنت گڑھ۔ ستارا۔ پرلی۔ بھوسان گڈھ کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ واکن کیرا۔ ان میں سے بعض قلعوں کے محاصرے مدت مدید تک رہے اور بہت خونریزیاں ہوئیں اور ان کی فتح میں رنگارنگ کی تدبیریں اور انواع اقسام کی تجویزیں کام آئیں۔ قلعہ کھیلنا کی فتح میں پادشاہ جان پر

کھیل گیا اور جو صاحب اس نے اس قلعہ کی فتح میں اٹھائیں وہ پادشاہ کے رقعہ سے جو
اس نے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہیں تفصیل صاحب منتخب اللباب کہیلیا۔ از وکیل و اظہار
جو بہیں شنیدہ باشند کہ حالت نادیدنی و محنت ناشنیدنی برا اسلامیان گذشت۔ ان قلعوں کی
فتوحات کی تفصیل در بیان نہایت دشوار اور مشکل ہے ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ پادشاہ
اودہر قلعے فتح کرتا ادہر دشمن پھر لے لیتے۔

اوپر جو مضامین لکھے ہیں انگریزی کتابوں سے لکھے ہیں ان ہی مضامین کو ہم فارسی
تاریخوں سے لکھتے ہیں مقابلہ کرکے دو تو بیانوں کا فرق طلبہ جان لیں۔

سوانح سال سی و دوم جلوس ۱۰۹۹ سنہ ۱۱۰۰

جب شاہزادہ محمد اعظم جمال کی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانوں و بلکانوں۔ سلگانوں۔ بیگانور
کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط قلعوں میں سے یہ ایک قلعہ تھا تھوڑے
دنوں میں مورچالوں کے لگنے اور توپخانوں کے چلنے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہاں بیجاپور
کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چند روز ہوئے تھے ایک طفل خردسال کو اپنا سردار محصورین نے بنا لیا تھا
محصورین نے چند روز قلعہ پاؤں دے جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی۔ اور
قلعہ مع مضافات کے فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہیں پڑاؤ
ڈال طفل مذکور کو پادشاہ پاس سے گئے۔ آپ نے اسکو منصب عطا کیا۔

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس پہنچا۔ اول یہاں کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک
کہن سال حبشی تھا۔ اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا۔ اس حبشی نے اس امر کو قبول نہیں
کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی۔ مورچالوں کو بڑھایا
سرنگیں لگائیں۔ قلعہ سے جو جماعت شوخی کرکے باہر آئی اسے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش
و کشش اور مردانگی نمایاں اور یورشیں ہوئے بہادرانہ ظہور میں آئیں تو مسعود نے اپنے
فرزندوں کو پادشاہ پاس بھیجا۔ پادشاہ نے ہر ایک کو لائق منصب دیا اور خود اس سبب سے

وبا کا آنا اور بادشاہ کا سنبھا کے ملک کی تسخیر کے لئے جانا

سنبھاجی کا اسیر و قتل ہونا

نہیں آیا کہ برص سے اسکا چہرہ سفید تھا اسکا سالانہ مقرر کیا - قلعہ ادونی کا نام امتیاز گڈہ رکھا گیا فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع ادونی فتح پادشاہ دین پناہ - خان فیروز جنگ یہاں بندوبست کرکے بہ نجم صفر کو پادشاہ کی خدمت میں آیا -

خان فیروز جنگ چند روز پادشاہ کی خدمت میں رہا - پادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا -

محرم کے مہینہ میں ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون وبا شروع ہوئی عناب کی برابر دانہ بغل یا بن گوش یا کش ران میں نمودار ہوتا اور آنکھوں میں سرخی حرارت کھائی دیتی تو مسکے وارثوں کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا - اس سبب شادی کی رسم اٹھی - زمانہ سوگ میں بیٹھا دیا یہ چاہتی تھی کہ ہیں آدمی کا بیج نہ چھوڑے اور دھرتی ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے تخم حیات کو کبرا نہ سبحے دوں - اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا - جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز میں مرجاتا بہت کم دو روز جیتے - جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئیں مردہ سمجھتے تھے - ایک دوسرے کے حال پر توجہ نہیں کرتا - نفسا نفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی - نیم جانوں نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھایا تھا - مرنے کے منتظر تھے - اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگھ جس نے محل میں پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خاں حیدر اور بڑے بڑے رئیس آدمی مرگئے اور ادنی اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مرے - بعض کو دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے - فیروز جنگ کی آنکھ میں مرض شروع ہوا - دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا ۵ قیامت بود وبا شور وبا بود - اس وبا کی تاریخ ہے - [illegible] اس میں نکلتے ہیں -

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈہ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ راج گڈہ وغیرہ کی طرف گئے ہوئے تھے - پادشاہ نے مقرب خاں عرف شیخ نظام حیدر آبادی کا سنبھا کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا - ان میں سے ہر ایک اپنے جوہر ترددکے ظاہر کرنے سے خدمات مور

میں تقدیم کرتا تھا۔ دکن میں مقرب خاں فوج پر گئی اور علاوہ کمی میں بہادر دشمنوں میں مشہور تھا۔ وہ
قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اس نے جاسوسوں کو بھیجا کہ وہ سنبھا کی خبر لائیں
وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ بکیفیت رسالی میں مشہور تھا۔ اتفاقات کی بات ہے کہ اس نے اپنے اصل
مقام راہیری میں تو رہنا چھوڑ دیا تھا۔ کھیلنا میں رہتا تھا یہاں اس نے ذخائر جمع کر لئے تھے اور
اوقات کا بندوبست کر لیا تھا اس کو افواج پادشاہی کا خوف پکڑ رہا تھا۔ وہ قلعہ کھیلنا سے دریا دہان
سنگاپر نہانے گیا تھا کہ بعید از سرحد پر گڑھ سنگیسر کے نزدیک گیا اس منزل پر مہیا دشوار تھا سنبھا دشوار گذار
راہوں میں آیا تھا یہیں اس کے وزیر کب کلس دہرشالہ نے بڑی بڑی عمارتیں بنائی تھیں ان
میں نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے یہاں کب کلس
رہیان اور سنبھا ساہو اور ہوا خواہوں کی جماعت اور دو تین ہزار سوار اس کے ساتھ تھے
یہاں سے فارغ ہو کر اس نے قلب مکان پر شب سرا و شب قرار رہنا ہوا اور تمام اشجار
خاردار پر نظر کر کے وقت گیا وہ اپنے باپ کے طریقے کے خلاف شراب پیتا تھا اور
مہ جبینوں کے ساتھ صرف کرتا تھا۔ عیش و عشرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ تیز پا ہرکاروں نے
مقرب خاں کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو و لعب میں پڑا ہے۔ مقرب خاں نے نہ
اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلب مکان کا خوف وہ اپنی بیٹا کو کولاپور سے بجنا کے
مکان تک جو دہم کر تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور جو دیگر
ہمراہیوں نے منع کیا کہ راہ بڑی قلب ہے اور راہ کے اندر چند گھاٹ اور پیچ ہیں۔ جیسے
رنا گنا تھ وغیرہ اور ہر یار قلب ایسے واقع ہیں کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتھیار کے
سر راہ کو گھیر کر بیٹھیں اور پتھر پھینکیں تو فوج کلاں کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خاں
کو جو کا خیال تھا کہ اگر میں اس کا ذریعہ غالب ہوا تو غازیوں کے ہر گروہ میں داخل ہونگا
اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا یلغار کر کے مسافت دشوار گذار کو
طے کرتا جہاں کوئی مکان قلب آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اس کے ہمراہی قافت کرتے

اور بجلی کی طرح ان پر اشجار تنگناؤں سے گذر چلتے - اس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا - جب
سنبھا کے ہرکاروں نے فوج بادشاہی کے آنے سے اطلاع دی جس کو مرہٹوں کی اصطلاح میں
فوج یا القلانش کہتے ہیں - تو اس بدبخت نے اس گمان سے کہ اس مکان میں افواج مغل کا توہم محض تصور
باطل ہے - نشے میں اس نے حکم دیا کہ ان ہرکاروں کی زبانیں کاٹ لیجائیں - ادھر سوار ہونے اور ہتھیار
باندھنے کا فکر نہ کیا - مقرب خاں اپنے بیٹے اور برادرزادوں اور دس بارہ خویشوں اور دو تین سو سواروں
کو لیکر سنبھا کے سر پر جا پڑا تو وہ بے خود مدہوش ایک فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے کو کھڑا ہوا - اسکی سپاہ سے
بہت آدمی کمر باندھنے اور ہتھیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہوگئے اس کا وزیر کلوشا
جو اس کا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر نامی مرہٹوں کی ایک ایک
جماعت لے کر مقابلہ میں آیا - اور گیسے کی شروع میں ایک تیر اس وزیر کی بازو میں
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اس نے فریاد کی کہ میں رہا - سنبھا نے کہ فرار کی فکر میں تھا
گھوڑے سے کود کر کاکا پوچھی میں بھی رہا - پانچ چار مرہٹے مارے گئے بہتیرے گرفتار
ہوگئے - سنبھا ایک بیت خانہ کی پناہ میں گیا یا شلوکا کی حویلی میں گھسا اور وہاں
پوشیدہ محصور ہوا - بادشاہی لشکر نے اس کا سراغ لگایا - اس نے لاحول ولا ہاتھ پاؤں
مارے - وہ مع عیال اور پسر خوردسال ہفت ہشت سالہ ساہو نام اور وہ اس کی بیبیاں
اور اس کے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے - اس کا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
میں مقید تھا بچ رہا - ان سب کو دست بستہ موکشاں مقرب خاں کی سواری کے پیچھے لائے
سنبھا نے ڈاڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مروارید کی مالا اس کے رخت کے نیچے سے نکلی اور اس کی سواری کے گھوڑے کے پاؤں میں
طلائی چھاجن تھے وہ پہچانا گیا - اس کو مقرب خاں نے اپنے ہاتھی پر ردیف بنایا - اور
بعض کو طوق و زنجیر پہنا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے پر سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی لشکرگاہ کولاپور میں آیا - حقیقت حال کو پادشاہ سے عرض کیا

پادشاہ پہلے سے یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت شادی کا سبب ہوا
پادشاہ اکلوج میں تھا کہ یہ قیدی اس پاس آئے۔ لاکھوں آدمی سیر کے لئے ان بدبختوں کو دیکھنے
ایران کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور ان کو لباس جیسے مسخرے کی آتی ہے پہنایا۔ طرح طرح کے شکنجہ عذاب
میں ان کو کھینچوایا خواری کے ساتھ اونٹوں پر سوار کر کے ڈھول اور نقارے بجاتے ہوئے انبوہ خلائق
میں تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ معرکہ خان سے گئے میں پار پانچ روز لگے۔ اس خوش وقتی میں لاکھوں ہندو
مسلمان ایسے تھے کہ ان کو خوشی کے مارے نیند نہیں آئی۔ جن قریہ گاؤں میں یہ خبر پہنچی وہاں سے
خوشی خوشی سیر و تماشے کے لئے لوگ دوڑے آئے کئی دن تک ایک عالم کو دن رات شب برات
تھی۔ غرض جس وقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے پیچھے آئے تو پادشاہ تخت سے اتر کر دو رکعت
نماز شکر ادا کی۔ کب کلش سے جو خود مقید تھا اور چند اشعار خوب کہتا تھا چشم و زبان سے سنبھا کی طرف
مخاطب ہو کر یہ شعر ہندی کہا جس کا مضمون یہ تھا۔ اے راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر باوجود اس قدر
حشمت کے تخت نشینی کی طاقت نہیں رکھتا اور بے اختیار ہو کر تیری تعظیم کے لئے تخت سے اتر کر نیچے
اترا۔ ان کو زنداں خانہ میں بھیجا۔ اگرچہ بعض ہوا خواہوں کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختوں کو
جان کی امان دیکر قلعوں کی کنجیاں سنبھا کے نصیروں سے طلب کر کے جا بجا اپنے قلعداروں
کو متعین کریں اور سنبھا کو قلعہ میں دوام الحبس کریں۔ مگر قیدی یہ جانتے تھے
کہ آخر کار ان کا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس و محروم
لذت زندگانی سے رہے تو ہر زمان کے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ وہ دور اندیش اور وزیر
پادشاہ کو ناشائستہ باتیں کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ یہ سرشتہ فساد کنندہ نہ ہو۔ اور
پادشاہ کی باقی عمر و نیز اس مہم اور قلعہ گیری میں ختم ہو۔ اسلئے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکی
نقش حیات کو قطع کیجئے۔ تھوڑی اندک کوشش سے فتح ہو جائینگے اس لئے امان دینے پر اور
قلعوں کے لینے پر راضی نہیں ہوا۔ حکم دیا کہ دونوں سنبھا اور کلس (کلوش) کی زبانیں
نکالیں کہ وہ ایسی ناسزا باتیں نہ کہہ سکیں۔ پھر ان کی آنکھیں نکالیں اور دونوں کو

قیدیوں کو قتل کرا ما سنبھا اور کب کلس کے کلوں کی پوست کو گھاس سے بھرا اور ان کی تشہیر بازار فنر کے
ساتھ دکن کی تمام شہر و بازار میں کرائی۔ سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ کا فرنچہ جہنمی رفت ہوئی۔ مآثر عالمگیری
میں لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے کی بشارت پادشاہ کو سید برہان اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے
سے دی تھی۔ گو وہ بظاہر مسموعات سے معلوم ہوتی تھی۔

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہاں آواخر تابستان میں پانی بہت کمیاب
ہو جاتا تھا تو سیوا جی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا میں کھدوا کے ایک باولی بنوائی
تھی اور وہاں بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تکیہ گاہ بنایا تھا وہاں وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکاروں
اور غریبوں کی عورتیں جب پانی بھرنے آتیں تو ان کی عورتوں کو فصل کا میوہ تقسیم کرتا اور عورتوں
سے اس طرح باتیں کرتا کہ جیسے کوئی ماں بہنوں سے کرتا۔ اس کے خلاف سنبھا جی نے یہ طریقہ
اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھرکے سر پر رکھتی۔ اور ایک ہاتھ سے لٹکاتی کی
اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اس کے چبوترہ کے پاس آتی تو وہ اس کی چھاتی
پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اسے حیران کرتا۔ وہ عورت عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور
فضیحت کے ساتھ اس کے ہاتھ سے نجات پاتی۔ باپ کے زمانہ میں جو رعایا آباد ہوئی تھی
ناچار وہ فرنگیوں کی عملداری میں جا بسے۔

سنبھاجی کا ظلم

سنبھا جی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھا جی مارا گیا تو مرہٹوں نے راجہ رام
کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اس سے کہ ذو الفقار نے راہیری کا محاصرہ کر کے محصوروں کو تنگ
کیا ہو وہ جوگیوں کے لباس میں کہ کوئی پہچانے نہیں قلعہ سے بھاگ گیا۔ جب پادشاہ کو
اس کی خبر مخبروں نے دی تو عبد اللہ خاں بارہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے
اس کو جاسوسوں نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ مدتوں تک تو راجہ رام گمنامی میں رہا۔ اب
اس نے تین سو سردار جمع کئے ہیں اور دراٹی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ میں آیا ہے
خاں مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے بڑے بیٹے حسن علی کو

راجہ رام کا قلعہ سے بھاگنا

اس طرف روانہ کیا۔ اور خود بھی رات دن ایلغار کر کے زمینداری کی حد میں قصبہ سجان گڈہ جا کر لگا۔ جو دریائے جمنا کے کنارے پر اس کے علاقہ میں واقع ہے۔ یہاں اسنے جنگ کی اور سرداروں ہندو راو اور ملکوجی برادر سنتاجی و بھوجی و تانتیا گھورپڑہ کو قریب سو آدمیوں کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتھیا کیا بلکہ چیرہ و جامہ و جوتیاں چھوڑ کر بھاگا۔ ایسا بھاگا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کارنمایاں کیا مگر اس پر شبہ ہوا کہ اُس نے راجہ رام کی گرفتاری میں اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ شک تھا کہ اس کو چھپا کر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور میں مقید ہوئے اور جان نثار خان نے رانی کو تنگ کر کے اس سے پیشکش جواہر لی۔ تعجب یہ ہے کہ ہندو راو و بہرجی اور چند اور سردار بھاگ گئے اور باقی آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی و سوم سنہ ۱۱۰۰

۱۰۔ شوال ۱۱۰۰ھ کو بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خاں کو دشمنوں کے قلعہ راہیری کی تسخیر کیلئے روانہ کیا۔ ۱۵۔ محرم ۱۱۰۱ھ کو اعتقاد خاں نے قلعہ راہیری فتح کر لیا اور سنبھا اور راجہ رام کے تمام ماؤں اور عورتوں اور بیٹوں اور بیٹیوں کو قید کر لیا۔ جب شاہ بیٹے نے فتح ملنے ہوا۔ عبدالرحیم خاں مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری میں ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ راجہ سنبھا کی بیوہ اور اسکے متعلقوں کے لئے گلال باڑی میں خیمے نصب کر کے باش کرائے جائیں اور انکا اعزاز و احترام سے ان میں اتار دیں۔ ہر ایک کا سالانہ مقرر کیا گیا۔ بڑے بیٹے ساہو جو سات سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اس کے چھوٹے بھائیوں مدن سنگھ اور اودھے سنگھ کو حکم دیا کہ وہ اپنی ماں اور دادی پاس رہیں ان کی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک متصدی مقرر کیا۔ اس سے مار کشتن و بچہ مار نگاہداشتن و آتش افروختن و انگشت گذاشتن کا نتیجہ بادشاہ کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا جس کا بیان آگے ہوگا۔

۹۔ شوال ۱۱۰۱ھ کو بخشی الملک روح اللہ خاں دشمنوں سے قلعہ راہیری کی فتح کیلئے

مقرر ہوا تھا اس نے بعد حضرت اعلیٰ کو اس قلعہ کو فتح کر لیا فیروز جنگ بھی اسکا نام تھا۔

ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص کو بادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اس سے مرید ہونے کے لئے آیا ہے۔ بادشاہ نے جیب خاص سے ایک سو روپے اور چند طلائی نقرئی تھان مذکور کو دیے کہ اس شخص کو دیدے اور کہدے کہ ہم سے جس فیض کا قصد ہو سکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزیں دیں تو اس نے ان کو اطاعت میں پھینک دیا اور خود دریا میں جا گرا۔ خان نے فرمایا کہ اس ڈوبے کو نکالا۔ بادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اسکے دل میں یہ خیال باطل سمایا ہے کہ ہمارا مرید ہو۔

نبے لیبدی بادہ دیندی کہ ہیچ ... چو الحسن با دلی لاگل باندی ہیچ

اس جندی فقرے کے الفاظ مشکل ہیں۔ تذکرہ چغتائیہ میں لکھا ہے کہ ایں ہردو فقرہ برزبان گوہر بار آورد و ... کمالات صوری و معنوی آں خداوند شیفتہ و والی گردد۔

سعادت خان عرف محمد مراد صاحب حیدر آباد اگرچہ بادشاہ کے خانہ زادوں و عقیدت نشانوں اور جاں نثار فدویوں میں تھا لیکن ایام محاصرت میں وہ یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ ابوالحسن کی حق تقصیرات میں اس کے حال پر ترحم کرے۔ بعض مقدمات میں وہ آتش افروزی زیادہ نہیں چاہتا تھا اور بادشاہ کی مرضی کے خلاف اسنے تین مقدموں کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدموں میں سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سمجھا کو روپیہ دیا تھا اسکی اطلاع بادشاہ کو نہیں دی۔ اور ایسے ہی اور ... تین مقدمے تھے جن کے سبب گولکنڈہ کی فتح کے بعد اس کا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام محاصرت میں اسکو دیا گیا تھا وہ بازیافت ہوا۔ تو عدہ خوانچہ میں دس لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور ان کو اس نے اپنی حسن ... ابوالحسن لیا تھا بعض جواہر ... نے سمجھایا کہ اس کے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو لیکن بغیر کسی خیانت کے بادشاہی خزانچیوں کے حوالہ ان خوانچوں کو کیا تو جواہر جانچنے کے متصدیوں نے

عرض کیا کہ تو وہ خواجہ جواہر بیچے اور جو موم کی مہر کا نقش نہیں ہے اور نہ ابوالحسن سے تصدیق
کی گیا ہے مہری ہے وہ ہمارے سپرد کئے گئے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اس مہم میں ہم کو اس کی
دیانت پر پورا اعتبار ہے۔ وہ وہی ہمارا خانہ زاد ہے ہماری گود میں اور کتب ہوں کا کھیلا
ہوا ہے۔ مجابت میں چند کلام ہماری مرضی کے خلاف کئے تھے جن کی تلافی ضروری تھی۔ اس کو پھر بحال
کر دیا۔ اور مرشد قلی خان کا خطاب دیا جو اس کے باپ کا خطاب تھا تو اس نے عرض کیا کہ میں
اپنے تئیں باپ کے خطاب کے قابل نہیں جانتا خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ بادشاہ نے کہا کہ یہی
خطاب اس کو دیا۔ دیانت کا حال اس زمانہ میں یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب حسن
نفس پروری کے کسی کو شدید نہیں جانتے۔ و انشا دانشا دی کو ضروری سمجھتے ہیں لیکن عاقل
صلاح شعار عاقبت اندیش بظاہر کی کامیابی کے نتیجہ سے نظر کر اسطے کہ اس کی مجلست و ملاقات
دیانت سے نہیں ہے۔ برکت وقت ہر حرفی پائداری دولت و خلاصی از خواست و ایذا و
عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ میں ہے۔ بشرطیکہ دیانت
داری خدا کی رضا کے لئے ہو۔ جس میں خلق اللہ کو منفعت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد ہو
اور آبادکاری ملک پر نظر ہو۔ نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن اسے
ہو جاتے کہ اپنی نفس پرستی اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و تعدی
کرتے ہیں۔ خدا تعالی اسی مخلوق کو ان کی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے۔ اس بادشاہ کے
عہد میں بعض عمدہ ملازم دیانت میں مشہور ہیں۔ عاقل خان خانی کے بعد امانت خان سے
یا جو عہدہ امور نگاری کا کاروبار کرتا ہے اگر تعمیر و ضبط و لیست کرتا ہے وہ زیر دستوں کی تالیف
قلوب کرتا مستحق دل کے حال پر رعایت کرنے کو بادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن میں اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا گذرا پر اس نے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپئے کرایات باقی سنوات کے رعایا نے سقیم حال سے مرہ کا مطالبہ کیا تھی
اور بہرحال منصب دار اہل دیوان سے عہدی مقرر ہو کر آگے وصول کرنے نے جاتے تھے

اور کوئی دام و درم نہیں وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کر کے چلے آتے تھے اور بلا مدارا وہ قبض میں
داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے نفع پیش کش کا جو ہوتا تھا وہ بالکل ان سے تمتع
ہوتے تھے یک قلم معاف کر دیا ایک دن بادشاہ نے دیانت خان کی امانت کی تعریف کی تو امانت
خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن وہ ہوگا کہ ہر سال اپنے ولی نعمت کے کئی لاکھ روپیہ
رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہیں معاف کر دیتا ہوں میں بادشاہ سے امید عفو کرتا ہوں بادشاہ
نے فرمایا کہ تجھے معاف کیا اور ہم جانتے ہیں کہ تو دنیا و آخرت کا خزانہ ہمارے لئے جمع کرتا ہے۔ امانت خاں
مختلف دستاویزوں پر ہنود کو معافی جزیہ کے پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ میں نہایت
تقید کرتا تھا۔ رشید خاں دیوان خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھلائے اور عرض کیا کہ نصف سے
زیادہ ہنود کو امانت خاں نے جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہے تو بادشاہ نے
امانت خاں سے فرمایا کہ حضرت علی اور ان کی اولاد ہی معافی کے تم مختار ہو مگر جزیہ ہزار دشواری سے کیا تھا پھر
جاری کیا ہے اسکے معاف کرنے سے پیشتر ہند لبستہ جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خاں
نے جزیہ معاف کرنے سے دستکشی کی اور ساری عمر سود، غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے
جامے کے پہنتا، لونڈی کبھی نہیں رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان میں دیانت رکن رہی
مرزا ہلالی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پہلے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر
وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرنے میں وہ گستاخ تھا ایک امرد کو منصب کے لئے کھڑا کیا
بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اس نے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہ ہائے بادشاہی میں
بالغ مستعد ہو جائیگا۔ بادشاہ نے ایک دفعہ اس کو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی
عطا کی تسلیمات بجالانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اس سے پوچھا تو وہ پانی میں
گیا۔ چار تسلیم مقرری اور ادا چار تسلیم بجالایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدۂ سہو ہے
ایک مقدمہ شرعی میں کہہ دیا کہ تورانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہیں ہے تو بادشاہ
نے فرمایا کہ تو نے پاس ادب نہیں کیا کہ ہم بھی تورانی ہیں۔

شیخ الاسلام پسر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا۔ چھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا۔ وہ گواہوں کے گذرنے کے بعد بہت کم اثبات حق کرتا تا مقدور اس کی کوشش کرتا کہ مدعی اور مدعا علیہ آپس میں صلح کریں۔

اعتماد خاں عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اس کا حقیقی بھائی آقا محمد زماں جو تجارت کرتا تھا اعتماد خاں کے گھر میں اترا اس نے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپے طلب کئے اور کہا اگر نہ دو گے تو گھر بھائی نے یہ روپیہ دیا اور ناراض ہو کر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال کہا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آخر خاں کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک پہاڑوں سے ایک آنا فانا گروہ نکل کر اس کی جان و مال پر حملہ آور ہوئے۔ آخر خاں کو جب اس کی خبر ہوئی تو اس کی ایک کے نزدیک پہنچا اور دیکھتا تھا اور کنڈی کی آنکھ میں صورت ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور سپاہ و ملازم دو گذشتہ ہو گئے۔ خانجہاں بہادر کوکلتاش کی بھی سعی کے حصار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اس کی سعی ناکام رہی۔ بادشاہ نے شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڑھی پر بھیجا جنہوں نے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱۰۱ھ

۱۹ صفر سنہ ۱۱۰۱ھ کو عمدۃ الملک اسد خاں دیار کرشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲ھ

۹ رمضان سنہ ۱۱۰۲ھ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش کو ولایت جنجی کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کے استیصال کے لئے بھیجا۔ بخشی الملک بہرہ مند خاں اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب بادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اس کو حکم تھا کہ وہ حجامت اور اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خاں کی سفارش سے اس کو ایک مدت کے بعد

اصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو پادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔

سردار خاں محافظ کو پادشاہ ادعیہ اور اوراد دیتا اور کہتا کہ ان کو اس یوسف ثانی پاس پہنچا دو اور کہدے کہ وہ انکے ورد سے غفلت نہ کرے کہ ہمارا دل اسکی اخلاص پر متوجہ ہوا ہیں۔ ایک بڑا نادر لطیفہ یہ ہے کہ خاں مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار میں چھوڑنا ہے پھر کیوں دعائیں پڑھواتے ہیں۔ اسکا جواب پادشاہ نے یہ دیا کہ ہاں۔ لیکن حضرت مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہمکو بیچ سکون کا فرمان فرما کیا ہے۔ جس جگہ مظلوم پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے اور اپنی داد پالے۔ بعض عوارض دنیاوی کے سبب سے اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا ہے اور ابھی وقت نہیں آیا کہ اس کو خلاص کریں اس کا مفر بجز درگاہ داور نہیں ہے اس لئے اس کو امیدوار رکھنا چاہیے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کونسی جگہ ہے؟

خافی خاں لکھتا ہے کہ پادشاہ نے خواجہ سرائے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع ساز اور قلم تراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسوں کے پاس کارد اور حربہ خرد و کلاں بھیجنا منع ہے۔ خواجہ سرا سے پادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلم تراش کے رکھنے میں تامل کرے تو اس سے کہہ دینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے۔ اور اگر اس کو وہ بلا مضائقہ رکھ لے تو اس کا حال ہم سے کہدینا۔ پادشاہزادہ نے قلمدان میں جب قلم تراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی سے آیا ہے۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اس نے تسلیمات بجا لاکر اس کو رکھ لیا۔ پادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اس نے کہا کہ ہم اپنے فرزندوں کی غیرت جانتے ہیں۔ چند روز گذرے تھے کہ پادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر دی۔ جس کا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہرچند وہ سزاوار حبس ہو محبوس ابدی نہیں کرسکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثیں حفظ تھیں اس نے جواب میں لکھا کہ اگرچہ حدیث میں حافظ قرآن کا حبس ابدی کرنا نہیں آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ جیسی بدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا
جس میں حکمت ہوتی اور بحال رہا۔

ان دنوں پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راہگیرہ جو سنبھا سیوا کا حاکم نشین تھا اور
پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے آیا تھا۔ ابوالخیر خاں پادشاہ کی طرف سے
قلعہ دار تھا۔ سنبھا کے قید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹوں نے اپنے غلبہ اور تسلط کے
اظہار کے لئے ابوالخیر خاں سے کہا کہ قلعہ خالی کردو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال
کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریوں کو دو تین ڈولیوں میں بٹھایا
اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے جس میں صندوقیں و
زر نقد زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹوں نے باوجود قول امان سارا
اس کا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیر خاں اور اس کے ناموس کو چھوڑا
وہ غیرت و جنگ کے لشکر میں پیادہ آیا۔ پادشاہ نے اس کو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور بندر
سورت میں حج کیلئے بھجوایا۔ مگر ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہوگیا۔

ان دنوں میں سال حال کے آخر تک کی بابت جو عطیہ زر نقد مقرر تھے۔ علما و
فضلا نے پادشاہ کے خاطرنشان کیا کہ تعین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فرد منصبدار
کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے۔ اس لئے پادشاہ نے
حکم دیا کہ کل بلاد میں سے نرخ موقوف کئے جائیں اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے
ایک اور حکم یہ ہوا کہ جب سے پادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے
بعد منصب داروں کے پاس رہتی ہے وہ بخشیوں کے دفتر میں رہے اور سررشتہ ہر ایک کے
دفتر کا جو جدا ہے وہ اس یادداشت میں لکھ جائے۔ صاحب جاگیر داروں کی طرف
رجوع کرے اکثر طلب مکرر کا منصب داروں پر لگتی اور اس سبب سے رجوع حاجب
کے لئے معزول تعین ہوتے اور منصب دار روپیہ خرچ کرکے رجوع حاجب کی اطاعت

ابوالخیر خاں و قلعہ راہگیرہ

وظائف حاجت

کار کا ذخیرہ کرنے چلے۔ بانی کی قلت اور منصب داروں کی کثرت سے خصوصاً بے شمار مرہٹوں کو نوکر لیا
کے عمدہ منصبوں پر مقرر ہونے سے خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہیں ہوتی تھی جب
موسیٰ خاں دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصب داروں سے مچلکا لیا جائے کہ
یا دو برس کی تیاری کے بعد جاگیر پائیں گے ۔ ۔ وہ ایام ما بین کا طلب کا دعویٰ نہ کریں جب
جاگیر مل جائے اور اس میں کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام ما بین محاسبے میں
محسوب ہوں۔ پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب موسیٰ خاں نے یہ مقرر کیا
کہ جب تک وہ جاگیر نہ پائے کہیں تعینات نہ کیا جائے۔ مگر وہ اپنے اختیار سے کہیں تعینات ہو جائے۔

سوانح سال سی و ششم ۱۱۰۳ھ

اس سال کے ابتدا یا اوائل میں بادشاہ کورگاؤں و شکارپور سے کوچ کر کے ظفر آباد بیدر
میں آیا۔ کچھ دنوں ٹھیر کر لشکر میں کہ توابع بیجاپور سے ہے۔ اور ایک روزہ اس سے مسافت
رکھتا تھا کوچ اور چھاونی کا حکم دیا۔

فضائل خاں جو دار الانشا کی خدمت پر مامور تھا بادشاہ سے عرض کیا کہ بعض بلاد جیسے دکن و قلعہ بیدر کی بابت
و بنگالہ و بنگالہ دو پر نارہیں۔ ان کے آخر میں بموجب رسم خط و زبان ہندی کے بجائے ہ کے الف لکھنا مناسب
معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے ہ کے الف لکھا جایا کرے۔ بادشاہ کو معلوم ہوا کہ سنبھا
کے بھائی راجہ رام کو بعض قیدیوں نے فرار دے کر بھائی اور باپ کی جگہ راجہ بنایا ہے اور اس کے لئے بہت لشکر فراہم کیا ہے
اور اس کو قلعہ سے نکالا ہے اور اس نے فوج کی استمالت کر کے مثل بھائی اور باپ کی طرح چاہا
تمام نوکروں کے ساتھ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہیں۔

شاہجہاں کے عہد سلطنت میں نصاریٰ کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارے پر بنادر ہند
میں رہتے تھے۔ بادشاہ پرتگال کے منصوبوں نے اکثر پاس کے بنادر و بلاد کنارہ دریائے شور پر پہاڑ یا
قلب مکان کی پناہ میں قلعے بنائے ہیں اور دہات آباد کئے ہیں۔ اکثر امور میں اپنی آبادی ہو لی
ما بعد کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہیں۔ مگر کوئی تکالیف شاقہ نہیں پہنچاتے۔ دور

مسلمانوں کے واسطے ایک جدا [illegible] آباد کیا گیا ہے اور ایک مسلمان کو اس میں قاضی مقرر کیا ہے ۔
معاملات جزئی اور نکاح کی تحقیقات اس کے حوالے کئے ہیں لیکن ان لوگوں کو بالکل صلوٰۃ کی عادت نہیں ۔ اگر
کبھی کوئی مسافر ان کے تعلق میں وارد ہو [illegible] اگرچہ اسکو مقرر نہیں سمجھتے لیکن وہ نماز [illegible] نہیں پڑھ
سکتا [illegible] برخلاف انگریزوں کے [illegible] نہیں [illegible] اگر اس [illegible] قول
موافق اور دستور قدیمی کے [illegible] سے انکو قدیم عداوت
ہے اور ایک دوسرے کے [illegible] کرتے ہیں [illegible] کا کوئی جہاز [illegible] سبب
ہو کر ان کے ہاتھ میں آ جاوے تو [illegible] سمجھتے ہیں [illegible] کا ظلم [illegible] کی [illegible] یا
میں کوئی مر جاوے اور اسکا کوئی وارث نہ ہو [illegible] اپنے بادشاہ کے
سرکار کا بیت المال جان کر اپنے [illegible] میں لیتے ہیں پادری ان کا [illegible]
جہاں انکا [illegible] مسلمان [illegible] اپنے [illegible]
کی [illegible] ہیں [illegible] ان کا [illegible]
[illegible] انگریزوں کا عامل [illegible] ہے اور [illegible] کی طرف سے متعلق کپتان [illegible] وہاں رہتا ہے ۔ اور
[illegible] آباد کئے ہیں [illegible] ان کے [illegible] بصورت [illegible]
[illegible] انگریز [illegible] سمجھتے ہیں
[illegible] کے [illegible] پہاڑوں کی [illegible] آباد [illegible]
کے [illegible] چھوٹے [illegible] بناتے ہیں [illegible] قلعوں کا نام [illegible]
[illegible] سلطان [illegible] بنایا ہے اور ان کو
[illegible] ہے اور [illegible] آباد کئے ہیں [illegible] میں [illegible]
[illegible] زیادہ نہیں [illegible] پہاڑ کی ترائی میں
[illegible] شکر [illegible] کی کاشت کرتے ہیں اور [illegible] زمین [illegible]
[illegible] حاصل [illegible] ہیں اور ایک [illegible] سکہ [illegible] قیمتی

نواح کان میں ہوتی ہے اور سوا اس سکے کے جسکو اشرفی کہتے ہیں ایک سات تنکے کا سکہ چلن رکھ
بزرگ کہتے ہیں۔ ایک خوش کے چار بزرگ ہوتے ہیں۔ مضمون دل میں پادشاہ کا حکم انکے ملک میں
نہیں۔ اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت داماد کو جہیز میں دیتے ہیں مگر سکے اندر بڑا کام
بیوی سے اختیار ہوتا ہے۔ بیویاں شوہر پر تسلط رکھتی ہیں۔ سوا ایک بیوی کے دوسری
بیوی کرنی جائز نہیں۔ پرتگیزوں کا صاحب اختیار کپتان گورنر ہوتا ہے اور سب کپتان اسکے حکم میں رہتے
ہیں۔ جب پادشاہ کو پرتگیزوں کی دستی احوال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا میں معتبر خاں نوبہار کو
نام جادر ہوا کہ وہ فوجداروں حبشیوں کی مدد لیکر اس ضلع کے جنال سے اس طائفہ کی
استیصال اور اخراج میں کوشش کرے۔ معتبر خاں اور ان کی کمک والوں کا مقصد نہایت
دیا۔ ایک مدت قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزوں کے واسطے پر تاخت و تاراج
شروع کی اور ایک وجہ سے قلعوں پر کہ مسلح جنگ نہیں سکتے تاخت و یورش کی
جنگ میدان میں یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق اور شمشیر کو جو سینہ کی صورت رکھتی
ہے اور تھیار نہیں رکھتے۔ وہاں پاس گوشہ نہیں ہوتے ہیں۔ وہ پہلے حملے میں بھاگ
گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ ومن اور بستی میں چھپ گئے۔ اور ایک جماعت فرنگیوں کی
مع زن و فرزند اسیر ہوئے۔ وہ قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے۔ معتبر خاں کے قبضہ میں آئے اور
قوم میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور قلعہ ومن اور بستی میں آ کر ان کے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگے
گوا اول شاہی کے تعلقے کے کپتان گورنر کو اس کی اطلاع ہوئی وہ بنگالے صوبہ دار
کی اور نائب مستقل بنگالہ کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئیں دریا کا صاحب اختیار
جانتی ہے اور روسے دریا پر جنگ جہاز میں جیسا وہ تردد کرتے ہیں ایسا کسی اور
قوم سے نہیں ہو سکتا اس نے یادداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ پادشاہ کی
اور مقربان حضور کی خدمت میں بھیجی جس میں مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے
بے تنخواہ کے نوکر ہیں جو دوسرے دریا کے مفسدوں سے شر کو دور کرتے رہتے ہیں

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگوں کو زمین کا ایک پارچہ تا کنارہ دریا پر دیا تھا کہ آباد کرکے آپ کی دولت کی دعا کرتے ہیں اگر ہمارا یہ بنانا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم خانہ بدوشی میں اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روئے دریا ہے جہازوں پر سوار ہو کر تجارت دریا میں مشغول ہوں گے۔ ہمارے بادشاہ کا حکم ہے کہ ہندوستان کے بادشاہ سے مقابلہ و پرخاش نہ کرنا۔ انہوں نے بادشاہ کے حواشی و صاحب اختیاروں کے لئے تحفے و ہدیے بھی بھیجے تھے۔ مقربان شاہی نے بادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بند و بست سے اور مرہٹوں کے قلع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزوں سے بگاڑ کر بیوپار دریا کو شورش میں لانا نہ چاہئے۔ اس لئے بادشاہ نے پرتگیزوں کی تقصیر معاف کر دی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے کا حکم معتبر خاں بھیجا۔

مرزبانان نجمی ودیناور قدیم بیجاپور کے مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ ان کا معمور تھا وہ سنبھا مقتول کے مشیروں میں سے تھے اور قدیم سے دام راہ سے بیجانگر کے ملک میں دورہ کو جاتے تھے اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانرواؤں سے مخالفت کرتے تھے۔ دو زمین خیبر تھے باہم پیوستہ ان پاس تھے۔ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کام بخش ان کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ جملۃ الملک اسد اللہ خاں اتالیق اور اعتقاد خاں جس کو خطاب ذوالفقار خاں نصرت جنگ کا ملا تھا ہراول مقرر ہوا اور عبد الرزاق خاں لاری کو کل عادل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

جب سے کہ تیموریہ کے تصرف میں ملک دکن آیا۔ خربوزہ گر کا محصول معاف تھا دریا کے کناروں کی ریتی میں غریب غربا خربوزے بوتے ہیں اس کے محصول سے عمال بادشاہی اور جاگیرداروں کے تصرف میں کوئی دام درم نہیں آتا تھا اور سررشتہ زمینداری اور ہمسرۃ اہل دیوان میں داخل نہ تھا انہی دنوں میں کہ محرم خاں عرف خواجہ یاقوت کل باقیات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اس کو معلوم ہوا کہ دریا کے کناروں پر فالیزوں کا کچھ بند و بست نہیں ہے اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزوں کا محصول نہیں لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگاں جاتا ہے۔ بادشاہ نے

اہل دیوان کو حکم دیا کہ اس کا بندوبست کیا جائے۔ تو جزیہ کا محصول از سر نو
جزیہ مقرر ہوا۔ پہلے پادشاہی باغوں کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت ان سے
متمتع ہوتی تھی۔ مگر قوام خاں نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہیں۔ خاص
حالتوں میں وہ کھولے جائیں۔

ابوالحسن کی چار لڑکیاں ناکتخدا تھیں۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا اور یہ
درخواست کی کہ میں پادشاہ کے ہاتھوں پر ہمیشہ پانی ڈالنے پر مقرر ہو جاؤں مجھے یہ
فخر ہے۔ ورنہ باقی لذت دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ پادشاہ نے اس کا یہ منظور کیا اور اس کو
اپنے پاس رہنے دیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کے ساتھ کی … دیا
اور تیسری لڑکی کا عنایت خاں پسر اسد خاں سے عقد باندھا اور چوتھی لڑکی کو شیخ …
خاندان میں بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند نہیں کیا۔

صالح اللہ خاں میر بخشی کا … تھا۔ وہ پادشاہ کے … تھا
اور خلق کی برآمد کار میں کوشش کرتا تھا وہ مر گیا … تاریخ وفات اس کی
(روح در تن ملک شفا) جب پادشاہ اس کی عیادت کو گیا … دعا پڑھی۔ اسنے یہ شعر پڑھا ۔

چو بادشاہ بہ … جان بیاید … کہ …

محمد باقر عالم … کسی تقصیر کے سبب سے … ہوگیا
فضیلت پناہ سید اسد اللہ نے جو بڑا عالم … تھا … کی … پادشاہ …
کرلی تھی اور پادشاہ اپنے دستخط خاص سے اس کو خطوط لکھا کرتا تھا …
کی سفارش میں زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اس نے محمد باقر اور ایک … کی سفارش
کی۔ پادشاہ نے دونوں کے قصور معاف کر دیئے …
آپ نے فقیر اور فاضل ہیں علماء و فقراء کے باب میں …

جو ظلم کا پیشہ اختیار کرتے ہیں پھر نہ کہیں گے اس لئے کہ نص کلام اللہ ہے کہ ظالم کی اعانت
کرنے والا ظلم میں شریک ہوتا ہے۔

مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیموریہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا۔ پیاسے باقی کی قحط اور ارباب
طلب کی کثرت حد سے گزری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازموں کی شکل پیش کرنے کا شوق تھا۔
بادشاہ نے ایک روز بیدل افسوس اس سے کہا کہ جتنا بار کہا ہے کہ نوکر رکھو کار نہیں۔ تو کس
واسطے آدمیوں کو جواب نہیں دیتا۔ روح اللہ خان نے جواب عرض کیا کہ ہندستان کی دولت
سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادوں کی زبان سے ارباب حاجت
کے لئے کوئی اس کا پاس ادب کہہ رہا ہے۔ عرض کرتا ہے جب ہر کے قبول کرنے کا اختیار
ولی نعمت کو ہو۔ ان ہی دنوں میں خمس خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ روح اللہ خان سے بھی
زیادہ خلق پر زیادہ احسان کرے۔ وہ نئے ملازم رکھنے میں زیادہ جرأت کرتا تھا۔ بادشاہ
ان بخشیوں پر بہت خفا ہوا کہ جتنے بار کہہ دیا کہ ہم کو نوکر رکھنے کار نہیں پھر تم
کیوں نوکر رکھتے ہو اور اس کی قباحت کو نہیں سمجھتے۔ دونوں بخشی خفا ہو کر گھر جا بیٹھے
اور بیچاروں سے کہہ دیا کہ آدمیوں کو جواب دیدو۔ نئے ملازموں کی سند و اسناد
جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت بیروں
سے یاد دیا کرتی تھی وہ بھی ہو کر فساد کرنے لگی۔ خیمہ خیمہ پہ چرچا پھرتی تھی
ہرکاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جو ہاتھ ملک کی تاخت کے لئے اور
قلعوں کی تسخیر کے واسطے جو بادشاہ کے قبضہ میں آئے ہیں تو ہیں نبکی ہیں چنانچہ توپخانہ
کا اور ہی بہت بڑا معتبر طالع قلعہ پرنالہ تھوڑے ہی دنوں رانا جی کے خصموں کے
تصرف میں آگیا ہے۔ قلعہ دار بادشاہی نے اس وقت کارزار میں تلف ہو گیا تھا
خبر یار کا ان شکست پائی کی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر بہت خفا
ہوا اور اس سے کہا کہ پرنالہ رفت بیجاپور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجا تھا

کرنا شاہزادہ معز الدین پر تھا کہ کا محاصرہ کر رہا ہے اس نے مصلحت یہ جانا کہ پادشاہ خود
خود برہم پوری جا کر انتظام کرے۔

سوانح سال سی و ہفت سنہ ۱۱

پادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے جادو گڈھ میں چھاؤنی ڈالی تھی اسکے نام حکم
گیا کہ خود جدید جا کر مخالفوں کی تنبیہ کرے۔ اس ضلع کے قلعوں کو تسخیر کرے۔ سنبھا کے گرفتار
ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم و جدید کی حفاظت و تاراج کے لئے مرہٹوں کے
نامی سردار بہیں گئے تھے۔ افواج پادشاہی کے اطراف میں شوخی دست درازی سے زیادہ
شریک کی تفصیل میں قلم بچا کر رشتہ سخن سے دور پڑتا ہے۔ ان سب سرداروں میں دو سردار سنتا
گھوڑپڑے اور دھنا جادو سب سے بڑھ کر تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگلی ان کے پاس موجود
تھے اور سب صاحب فوج ان کی اطاعت ... طاقت کے لئے موجود تھے۔ پادشاہی
فوج کے سرداروں کو ان سے زخم عظیم پہنچا تھا اسی سے مشہور ہوئے۔ ان کی تاراجی کا
عمدہ امرا و سر فوج شاہی کے مقابلہ میں ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسی کا ان سے
مقابلہ و مقاتلہ ہوتا اس کو سوا اس کے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہو کر اسیر ہو یا
ہزیمت پا کر فوج و بہیر کو غارت کرا کے جان بچانے کو غنیمت جانے زندگی جانے جس طرف
دو پہنچا بھاگنے جاتا۔ لشکر شاہی ڈرنے لگتا۔ کوئی ذی اقتدار امیر پادشاہی کے
مقابل میں کم ثابت رہتا۔ چنانچہ اسمعیل خان کہ ۳ ہزاری کے منصب ... سردار
میں تھا اس کے مقابلہ میں اول ہی حملے میں اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت
ہوئی اور زخمی ہو کر اسیر ہوا ... روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف
شرزہ خان ضلع ستارہ میں ان سے ... ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد کیا کر گیا۔
ہو کر بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف ...
حیدر آباد کی کشش ہزاری نے سنتا سے کارزار کر کے اسیر ہو ... فوج کو برباد کیا

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہو کر گرفتار ہوئی دو لاکھ روپیہ کا دیں کے
ہمراہی اور روپیہ دیگر رہا ہوئے مرحد کر تا نگ پرستا بی سے جان نثار خاں اور تہور خاں سے لڑائی
ہوئی جو مرہٹوں کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ فوج پادشاہی کو بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ
اور ڈیرہ غارت ہو گیا۔ جان نثار خاں زخمی ہو کر بہت کوشش کرکے جان کو سلامت لے گیا تہور خاں مُردوں
اور زخمیوں میں پڑا رہا۔ مرہٹوں نے اسکو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیوں کو جو لڑائی میں شریک تھے
جو مرہٹوں سے تنبیہ ہوئے بعضوں نے حیلوں سے جان بچائی۔ جب پادشاہ کو یہ خبریں ہوئیں
تو وہ دل میں بڑا رنجیدہ ہوا مگر ظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہیں ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے
مراد خاں نے خان جہاں سے پادشاہ کے اس تمرد کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا
میں عرض کرنی نہیں ہوئی کہ دو ہیں جیریں جب کسی کو رفتہ لڑائی میں دیا یا دیدیا۔

جرۃ الملک قلعہ تنہ پال کو فتح کرکے گلبرگہ میں آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر جنگ میں
جو اڈنی قلعی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو پادشاہ نے قلعہ واگن کھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا اور
اس مہم کے انجام کے لئے جرۃ الملک بہرہ مند خاں کو اس کا شریک کیا تھا۔ جیسے اس خدمت پر
جرۃ الملک ربیع اللہ خاں مامور ہوا تو پادشاہ کے حکم سے یہ جرۃ الملک کی کمک کے لئے مقرر
ہوا۔ جب وہ گلبرگہ آیا تو پادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جرۃ الملک کے ہمراہ ہو اور اعتبار خاں نصرت جنگ
کی کمک کو جائے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سے اور مدد کے نہ پہنچنے سے اسکا دشوار
ہو رہا تھا پادشاہ اور وہاں کی قوت رکھتا تھا۔ غرض شاہزادہ دوشی کے قریب میں آیا ہوا تھا صاحب
تجربہ آدمیوں کی باتوں پر توجہ نہیں کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور
اس عرصہ میں سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اول سے آخر تک راہ
چلتا تھا۔ جرۃ الملک بیٹھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کرکے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا
تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش اور آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زمین اطاعت میں
تو شکوہ کے اندر داغ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بد اندیشوں نے

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا۔ بہرہ مند خاں نے شہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتیں کہیں
کہ اس نے بادشاہ پاس جانے کی اس کو اجازت دیدی۔ جب یہ لشکر آیا۔ خان
نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ دیوان خانہ میں بادشاہزادہ بیٹھا
عمدۃ الملک اور نصرت جنگ سرفراز خاں نے بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید لشکر خاں پسر
سید خان جہاں تھاں بارہہ جو نصرت جنگ کی بخشیگی کا متوقع تھا اس کو بیٹھنے کی اجازت
نہ ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیوں نے پدر و پسر کی سعایت
کے لئے بادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ بادشاہزادہ بیجا
عمال پر متوجہ نہیں ہوا اس اثنا میں شاہزادہ اور راجہ رام کے درمیان مراسلت مخفیہ ہونے
لگی۔ نصرت جنگ ہر بات سے آگاہ رہتا تھا وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ روز جاسوسوں
کو دیتا تھا اس راز و نیاز کی باتوں پر تحقیق اطلاع اسکو ہوئی تو باپ بیٹوں نے بادشاہ کو
اطلاع دی اور بادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راہ دولت بند کریں کہ شاہزادہ
کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ رہتا۔ عمدۃ الملک کی بے اجازت سواری اور دیوان
اور مردم بیگانہ کی آمد و شد بند ہوئی۔ سب آمد و رفت کی بند ہوئی۔ قلعہ کے جاسوسوں سے ظاہر
تحقیق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب کہ عمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہیں رکھتا
وہ اپنے لوگوں کے ساتھ اندھیری رات میں قلعہ جنجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے
پدر و پسر نے روسائے لشکر سے مشورہ کیا سب نے متفق ہو کر چوکی اور [illegible] کو بادشاہزادہ
کے دروازہ پر زیادہ کیا اور ایک [illegible] کے مشورت سے دو [illegible] قلعہ کے [illegible] ان کو طلب
کیا یوں فتنہ واحدہ جو در قلعت پیدا ہوئی تھی ختم ہوا۔ [illegible] جمعیت کے ساتھ
مقابلہ میں آیا۔ لڑائی ہوئی۔ عمدۃ الملک کو بادشاہزادہ کی نگاہ [illegible] اور
نصرت جنگ کو جو چار میں گلاں توپوں کے اور قلعہ گیری کے سامان [illegible]
فکر نہیں [illegible] تھا [illegible] کی [illegible] ہر ایک اپنے اپنے تدبیر کی۔

تلبیہ

اسمٰعیل خاں نے لکھا ہے کہ ایک عمدہ سردار تھا اور عقب میں اس کا تھانہ تھا جنگ میں استقامت کی بنت نے لئے شکست دیکر مقید کر لیا اور نصرت جنگ نے مورچال اُٹھانے میں جلدی کی بڑی بڑی توپوں میں میخیں ٹھونک کر انکو بیکار کر دیا اور مال اسباب کو جنگل میں پہنچا دیا۔ اسی ضمن میں غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کر کے فوجان شادان نادان نادان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹوں نے بڑی شوخی کی۔ مسلمانوں کی موت آئی۔ مگر خاں بہادر دو ہزار سواروں سے ایسا لڑا کہ دشمنوں کو بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی ان کے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہو کے حصار کے دروازہ پر گیا اہل حصار نے دروازہ بند کر لیا بادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیاں جن کے سوار قلعہ میں بال بچے اور چار سو گھوڑے اور چار سو بیل ہاتھ لگے۔ بادشاہی آدمی بھی غنیم کے آدمیوں کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہ ہوا ہو چھترہ ذی میں خان بہادر اپنے لشکر میں پہنچا اور جمعۃ الالکے سے ملا۔ دونوں باپ بیٹے شہزادہ کے دولت خانہ میں گئے گئے۔ اور اس کو اپنے اختیار میں کر لیا۔ غنیم مفقود الاثر تھا۔ چند میں استقامت کی توانائی نہ تھی دشمنوں سے یک لخت صلح کر کے کوچ کیا اور ملک بادشاہی میں آگئے۔ اس اثنا میں بادشاہ کا حکم آیا کہ شہزادہ کو محرم خاں کے ساتھ ہمارے پاس بھیجو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اس کا حال آئندہ آئے گا۔ ۲۰ شوال کو بخشی نے کام بخش بادشاہ پاس آیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقا ہوا۔ بادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی ۵ ربیع الاول سنہ ۱۱۰۱ کو بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ علاج سے اس مہلک مرض سے اس نے شفا پائی بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب میں آنکر اُسے اچھا کر دیا۔

سنہ ۱۱۰۲ ... نے تمرد اختیار کیا بادشاہ نے ان کو سزا دیکے ٹھیک بنایا۔

سوانح سال سی و ہشت ۱۱۰۶ھ

امیر الامرا شائستہ خاں ناظم اکبرآباد کا انتقال ہوا وہ محاسن اخلاق میں شہرہ آفاق تھا
لاکھوں روپیہ خرچ کر کے بہت پل بنائے اور سرائیں تعمیر کرائیں۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور میں اور تمام صوبجات میں سوا راجپوت کے کوئی ہندو
ہاتھی پالکی و اسپ عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

ایک بادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت میں اس سے بڑا کوئی جہاز نہ
تھا ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا مخہ و جدہ میں ہندوستان کی اجناس بیچنے سے باون
لاکھ روپیہ نقد زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لیے بندر سورت کو آتا تھا۔ محمد
ابراہیم ناخدا تھا جس نے اسی چلتے جہاز کے اپنے ساتھ لیے کہ دریا میں غنیم کو اور اس کے جہاز کو
گرفتار کرے اس جہاز میں اسی توپیں تھیں اور سوا اس کے چار سو بندوق اور آلات جنگ
کے جو مناسب ہیں موجود تھے آٹھ نو روز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل میں ایک انگریزی جہاز
نمودار ہوا جو بادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے حصے کی بھی
سامان جنگ نہ رکھتا تھا۔ جب توپ کی مار پر فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے اول دفعہ ایک
توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی۔ نصیبوں کی شامت سے وہ توپ پھٹ گئی اور اس کے
ٹکڑوں کے لگنے سے بہت آدمی ضائع ہوئے اسی اثنا میں دشمن کے جہاز کا گولہ
جہاز گنج سوائی کے چوب میانہ پر لگا جس کو ملاحوں کی اصطلاح میں دول جہاز
کہتے ہیں اور جہاز کی سلامتی اسی کے مدار پر ہے جس سے جہاز کو صدمہ پہنچا۔ انگریزی
جہاز کے آدمیوں کو اس کی اطلاع ہوئی وہ دلیر ہو کر اپنے جہاز کو بادشاہی جہاز کے پاس لائے
اور یورش کی اور جہاز کے اندر نکل شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی باوجودیکہ جنگ شمشیر میں نصاریٰ
جرأت نہیں رکھتے جب جہاز پر انگریزوں کے غلبہ کا اثر ہوا محمد ابراہیم ناخدا جو بچا ہوا
جہاز ہو گیا تھا جہاز کے تختہ خانہ کے نیچے چھپ رہا اور ترکی کنیزوں کو کمر میں خنجر دے کر اپنی سرپرست

جاتی تھی اُن کے سر پر پیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ میں لے کے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیوں کے ہاتھ میں گرفتار نہ ہو جائیں اور انگریز تمام جہاز پر متصرف ہوئے اور جہاز میں جو زر نقد سرخ و سفید تھا اُسکو اور بہت قیدیوں کو اپنے ساتھ جہاز پر لے گئے تو اُن کا جہاز بڑا بھاری ہو گیا بادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنے تعاقب کے نزدیک لائے اور قریب ایک ہفتہ کے مال کی جستجو میں اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے میں اور پیر و جوان کی مستورات کی بے ناموسی میں کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اُٹھایا بعض باغیرت عورتوں نے اپنی عصمت کا پاس کر کے اپنے تئیں سمندر میں ڈبو دیا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام کیا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریز کا کہ بمبئی میں بنتے بادشاہ کے نام کے بنائے تھے ۔ بادشاہ پاس بھیجا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بندر سورت میں جو انگریز کے گماشتے تجارت کرتے ہیں اُنکو پکڑ لیں اور اعتماد خاں متصدی سورت اور سیدی یاقوت خاں کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کریں۔ یہ فساد اور ترک تاز سنکر انگریزوں نے بمبئی کی بارہ کی تعمیر میں اور دشوار گذار راہوں کے بند کرنے میں پیشتر سے زیادہ تردد کیا۔ اعتماد خاں متصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بندوبست کو جانتا تھا۔ کہ وہ علاقہ فتح نہیں ہوا اور کہ فرنگیوں کے ساتھ کوشش اور شورش میں ہوا اور اس کے کہ بندر سورت کے محاصل میں خلل پیدا ہو کچھ اور نہیں کیا ہو وہ بادشاہی کفایت شعاروں میں تھا۔ یہ نہیں چاہتا تھا کہ محصول بادشاہ کا ایک درم بھی تلف ہو۔ ہر چند اُس نے بظاہر انگریزی گماشتوں کو مقید کیا لیکن باطن میں وہ انگریزوں کی بدنامی کے دفع کی تدبیر کرتا تھا۔ جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو انہوں نے دریا کنارہ دریا پر کسی منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اس کو لینے کی فکروں کی عوض میں مقید کرتے اس مقدمہ نے طول پکڑا جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ نہ تھا وہ نوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزوں کا سرمایہ تجارت میں لاکھ روپیہ سے زیادہ تھا۔ باقی دولت کا مدار ان کے جہازوں کی دست اندازی

تھا جو سال ۱ سال میں ہو جاتی تھی ۔ اِن جہازات کے جو ہندوستان کی اجناس کو بندرِ مخا و جدہ کو جاتے کچھ سود کا نہیں رکھتے لیکن وہ مراجعت کرتے تو اُن میں نقد زرِ سفید و سرخ و اجناس ہیں و مال ہوتے اُن کی پاسداری کرکے جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ۔

سوانح سال سی و نہم سنہ ۱۱

۲۰ شوال سنہ [illegible] کو بادشاہ نے فوج پہاڑ نفلس پور کو کوچ کیا ۔ اور سردار کو جو شیخ برہمن پوری میں رہا تھا اور بیاہ کے کنارے پر آیا اور اس کے [illegible] قلعہ کا کیا اور اس کا نام اسلام پوری رکھا ۔ امرا کو عنایات بناتے [illegible] بہادر کو جھیر چھاونی [illegible] کا حکم دیا اور اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خاں خانہ زاد خاں مخاطب بہ [illegible] خان ثانی وصف شکن خاں اور امرا نامی کا سنتا گھوڑوں کے ہاتھ میں گرفتار ہونا ہے ۔ تفصیل اس احوال کی بطریق اختصار یہ ہے جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی [illegible] خبریں پہنچیں اور اس کو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اس کا جو لشکر ہے [illegible] کہ وہ [illegible] کو [illegible] قاسم خاں کو جو ضلع قدیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے ادونی کے قریب آیا تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ [illegible] سنتا پر جائے اور خانہ زاد خاں وصف شکن خاں [illegible] صالت خاں و محمد مراد خاں اور اور منصب داران خاص ہوئے اور [illegible] کی کے اور ایک جماعت کچھ جعفت چوکی و توپ خانہ کی سنتا کی [illegible] کے [illegible] الاخر اس راہ پر کہ سنتا کا جمعیت تھا [illegible] پیشگاہ [illegible] ۔

قاسم خاں کا اثاث البیت ادونی میں تھا اس نے چاہا کہ میں خانہ زاد خاں [illegible] کی ضیافت خاطر خواہ کروں بہت سا اپنا اسباب ظروف طلا و نقرہ [illegible] نقد نکالا دوسرے روز اپنے پیش خانہ [illegible] ایک میر [illegible] کر [illegible] پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اس نے اپنی جمعیت کو تین توپ میں تقسیم کیا [illegible] کو [illegible]

لوٹنے کے لیے بھیجا اور ایک گروہ کو لشکر شاہی کے مقابلہ کے لیے اور ایک جمعیت کو
علیحدہ مرتب کیا۔ چار گھڑی رات باقی تھا کہ جو فوج کہ پیش خانہ لوٹنے کے لیے بھیجا اُس نے
پیش خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیوں کو مار ڈالا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر قاسم خاں نے
سُنی تو اُس نے شاہزادہ خاں کو خواب سے بیدار کیا خود مقابلہ کو دوڑا ایک گروہ نے گیا تھا
کہ فوج غنیم مقابلہ کے لیے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی شاہزادہ خاں خواب سے بیدار ہوا
اور اس نے یہ خبر سنی بیہودہ بنگاہ و اعمال اشغال ڈھیروں کو بیس پچھوڑ کے جلد دوڑا دشمن کی
طرف کا یہ پہاڑ سے جلد اترے بہت سے وہ نشانہ خوب لگے ہیں اور سواروں کی جمعیت
کی بے انتہا تھی۔ یہ غنیم بہادر ان کے بہت آدمی کشتہ ہوئے پیادہ وہ سپاہ اور
سواروں کی ثبات و استقامت کے اور دشمنوں کے مارنے اور حملہ کرنے کے دشمن کے
قدم بیٹھا اور فاصل بجز آرام ستانے جو ایک ہزار کو علیحدہ کی تھا وہ شاہی لشکر پر جو پیچھے چھوڑ
گئے تھے حملہ آور ہوا اور صاحب اسباب کو لوٹ لیا اور سب آدمیوں کو مار ڈالا۔ جب یہ
خرابی کی خبر سن کر ہی جلال تہال میں شاہزادہ خاں و قاسم خاں کو پہنچی تو ان کے ثبات
میں تزلزل ہوا اور آپس میں مشورہ کیا کہ جہاں پیش خانہ گیا تھا وہاں ایک تالاب تھا
پیادوں کے لشکر تالاب پر وہاں جانا چاہیے ایک کوس کا فاصلہ طے کرتے ہوئے تالاب
کے کنارہ پر پہنچے اور غنیم نے کچھ نہیں کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ بادشاہی
آدمی جو قلعہ میں تھے انہوں نے اسباب شاہی آدمیوں کے واسطے دروازہ بند کیا خان
نے مال لیا اور ہمراہ اپنے جو حاضر ساتھ رکھتے تھے اُن کو آپس میں قسمت کر کے کیا اور تمام
سپاہ کو سوائے تالاب کے پانی پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ تھا۔ گھوڑوں اور ہاتھیوں کے
پینے کو دانہ اور مردوں کو نام بھی کوئی نہیں لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے ایک گروہ
پیش گیا لشکروں نے بھی کمر ہمت جان فدائی میں باندھ کر مقابل کھڑے ہوئے دو گھڑی
تیس وزنگ شور ہوا اور لڑائی ہم پھر اس پاس کی جزائر چاہئے جیتیں۔ کٹ کے لگے

چوتھے روز ابھی صبح کی سفیدی خوب نمودار نہ ہوئی تھی کہ کابلی پیادوں نے جو پہلے سے دو چند تھے
جنگ شروع کی۔ توپ خانہ شاہی کا سامان اکثر غارت ہو چکا تھا اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خراب
ہو چکا تھا۔ پھر بھی جنگ لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا [illegible] دشمن کی طرف سے اولوں کی
طرح تفنگ کی گولیاں برستی تھیں بہت سے آدمی ہلاک ہوئے باقی آدمیوں کی [illegible]
راہ بند دیکھی تو وہ ناکام قلعہ میں داخل ہوئے [illegible] اس جنگ میں موجود تھے
[illegible] جنگی پیادوں کا [illegible] حصہ [illegible] تھا [illegible] پٹھانوں نے جا کر
قلعہ کو دشمن نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا [illegible] سب ہوئے مر گئے
جس [illegible] قلعہ میں داخل ہوئے تو اس کے ذخیرے [illegible] اور جو [illegible] گل ہو گئے
[illegible] اور وہ اب [illegible] کھانے لگے [illegible] زندہ آدمیوں کے لیے
[illegible] نہ گھوڑوں کے لیے دانہ چارہ [illegible] قاسم خان
[illegible] تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا [illegible] کوئی
[illegible] کر مر گیا۔ غرض سب روز زندہ رہتے تھے۔ دشمن اس سے زیادہ
دلیر ہوا۔ اور [illegible] بے جگری [illegible] برج [illegible]
خرابی کے ساتھ [illegible] ایک [illegible] دشمنوں پر حملہ کر کے [illegible]
[illegible] نصیب [illegible] میں [illegible] سب [illegible] ہو گی [illegible]
قبول نہ کیا۔ [illegible] آدمی بھوک سے مر گئے [illegible] ایک دوسرے کی [illegible]
[illegible] کو [illegible] دروازہ [illegible]
[illegible] کی پناہ میں گیا [illegible] صبح [illegible] قاسم خان نے نقد و جنس
جواہر اور گھوڑے [illegible]
صاحب [illegible] اسی پر عمل کیا [illegible]
[illegible] نکل [illegible] دروازہ [illegible] جس شخص کے پاس [illegible]

نہیں کی جائے گی اور جانے لشکر سے جس چیز کو چاہیں لیویں۔ قلعہ سے تیر روز بروز شاہی پالیز پر
غنیم کے آدمی ایک طرف وقتی اور دوسری طرف پانی آدمیوں کو دیتے تھے۔ قلعہ کے دروازہ
پر دو رات ہی تیسرے روز شاہزادہ خان نے قلعہ دار سے غنیم سے جدا ہو کر لیکر بارگاہ دادا کو روانہ ہوا
حمید الدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان حیدرآباد سے کومک کے لیے روانہ ہوئے تھے وہ
دونی کے تعاقب ان سے ملے۔ انہوں نے لشکر کی خوراک پوشاک نقد و ضروری اشیا سے
امداد کی۔ رستم دل خان عمدہ اور کے زیادہ اچھی حالت سے امداد کی اور احتیاج سے زیادہ
دخان پھر ایک گھڑے اور اطراف و جوانب سے تنگ ہوا۔ غنیم اس جمعیت کو لیکر اپنے وطن کو
جاتا تھا اس نے چاہا کہ حمید الدین خان بہادر کا بھی جھگڑا چکا کے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ
ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ بندوق کی گولی اس کے جگر میں لگی اور وہ
مر گیا۔ غنیمات ہاتھ آیا باقی کو لیجانے کو بارانی ایک جمعیت سوار خان آگیا۔ اس نے
بیٹیا سے کہا کر وہ قلعہ پر باقی کو آگے بڑھا۔ غنیم کو بیٹا ہی مار کر بھگا دیا ہوا۔ اس نے
خوب مقابلہ کیا مگر بیچارہ بے سردار کب تک ٹھیر سکتی ہے۔ قلعہ نزدیک تھا اس میں وہ گیا
غنیم نے پھیر کر لوٹ لیا اور قلعہ کا چند روز محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کا بے نتیجہ دیکھکر محاصرہ
چھوڑ دیا باقی ایک رخصت کار حضور میں آیا۔ حکم ہوا کہ شاہزادہ خان اس سے جلفر آباد کو خطا
کرے اور صف شکن خان فوجداری دہامونی کا پیش کے لت خان تنجور کے قلعہ کا ادار
محمد خان فوجداری دو صد و گروہ کا باقی لشکر پادشاہی سے لگیا۔

جن دنوں میں شاہ عالم منتظر تھا تو محمد اعظم پر بادشاہ ویسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے تئیں ولیعہد
مستقل سمجھتا۔ ان دنوں میں کہ بیدار بخت شاہزادہ معتلق التفات ہوا۔ بادشاہ سابق سے زیادہ
اس کے حال پر متوجہ ہوا اور وہ معزز و محمد اعظم شاہ کی طول بندی کا سبب ہو گیا۔ تنازع
بیعلتی میں بادشاہ نے محمد معظم کو دہلی سے معظم کو دہلی میں حکومت بھیجا یا اس لیے محمد اعظم
پیک تھا بہادر گیا۔ بادشاہ نے محمد معظم کو جو بخت شاہ عالم تھا بہادر شاہ کا لقب دیا۔

اور اکبرآباد کے بندوبست کے لیے بھیجا۔ بہرام کے دو بیٹوں معزالدین محمد اعظم کو جن کو بھیجا تھا صوبہ
ملتان میں [illegible] بہ سبب [illegible] فساد کرتے تھے اور بلوچوں نے ایک مکتوب اٹھایا تھا
شاہزادہ والیعہد کو کابل میں مامور کیا اور شاہزادہ معزالدین کو صوبہ ملتان میں مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہلم سنہ ۱۱

بادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو بیگاتوں کے انتظام کے لیے اور [illegible] کی تنبیہ کی واسطے رخصت
کیا۔ اکبرآباد کی مسجد میں نمازیوں کی ایک جماعت پر بجلی گری۔ سوا تین چار آدمیوں کے
سب نمازی مر گئے۔ امام کا رخت بہت بحال تھا لیکن پیٹھ کا ازار جل گیا تھا۔ مگر اس میں [illegible]

سوانح سال چہل و یکم سنہ ۱۱

دریا بہرہ کے کنارے [illegible] شاہی [illegible] جہاں نوابی کی امرا نے بڑی بڑی
عمارات بنائی تھیں۔ ایک [illegible] پر گرا کر [illegible] رات کو ایک عالم آسودہ اور
بے خبر خواب میں تھا۔ دریا کا پانی طغیانی میں آیا اور صبح ہونے تک نشست بلکہ زیادہ لشکر
کو پانی نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت اور [illegible] کی نیند کی
نے آدمیوں کو باہر جانے سے روکا [illegible] بار [illegible] اور بادشاہزادوں اور
امرا کے مکانات اور [illegible] دفتر بیشمار اور خیمہ اسباب [illegible] سب پانی میں ڈوب گئے
[illegible] عمارتیں خراب ہوئیں بعض عمارتیں [illegible] کے نشان بھی باقی نہیں۔
[illegible] سے اکثر [illegible] اکھڑ گئے۔ [illegible] دریا [illegible]
[illegible] ڈال دیا [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] ایک دوسرے کے [illegible] اپنے [illegible]
[illegible] [illegible] کشتی پر [illegible]
[illegible] ان کے جان و مال کو [illegible] بادشاہ
اور شاہزادہ کا [illegible] کے خیمے جس کا [illegible] چالیس [illegible] تھا [illegible]

کے اندر پانی اس سے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی ہوائیاں تیار ہوتی تھیں بادشاہ خدا سے
دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی میں ڈالتا تا آنکہ پانی کچھ عرصہ میں شب کے پانی
کم ہوا اور خلائق نے زندان قید الماء شدہ من قید الماء شدید ریا پانی کی قید اور کی قید سے نجات
پائی ہے) باقی باقی۔

خان جہاں بہادر ظفر جنگ کے آزار میں شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولاپور سے
بنگاہ کو جاتا تھا تو وہ رجادی الاولی کو اس کے گھر گیا تو خان جہاں بادشاہ کے روبرو
حاضر ہوا کہ میں یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ میں جان نثار ہوں اور حضرت کے کام میں کام آؤں
بادشاہ نے فرمایا کہ تمام عمر تو نے اخلاص میں جان نثاری کی ہے ایک یہ اس کی آرزو باقی ہے۔ اور وہ
قیامت ہے ہوا اس پر حال خان کی اکثر نشان عالی بخشی تھی وہ چاہتا تھا کہ کسی کو
تسلیم کے سوا جواب نہ آتا تھا۔ اگر اس کی مجلس میں کوئی مقرر شخص ہوا یہ شخص وہ بدبختی کا ذکر کرتا تھا
۔۔ جمادی الاخری کو شاہزادہ کام بخش ... کے انتقال سے خوشحال ہوا۔ بادشاہ
... گیا کہ قلعہ ... پر لشکر شاہی پر ... پایا اور دشمنوں کی ایک جماعت کثیر کو
قتل کیا۔ اور ... رام ... کا ... ایسا ... کیا کہ یہاں اطفال اموال
و اثقال ... ۔ ... قلعہ جس میں سات قلعے ہیں قہر
و جبر ... ہوا اور بادشاہ ... قلعہ میں آیا اور ... بیٹے اور ... راجہ
رام کی اور اس کے متعلقوں ... اور ... کی ... اور جو قلعے جماعت ...
کر ... کے ... تھے ... فرنگ ... کے ... ۔ ... تھے
تھے انہوں نے اطاعت کی درخواست کی یہ سارے کام ... الملک کئے جس کو اس ہم کا ...
دیا گیا قلعہ ... کا نام نصرت گڑھ رکھا گیا۔ خیرت خاں کو ... اور پائے قلعہ ... کا
... جلوس میں مر گیا تو اس کے ... عبد الرزاق خاں کی
... کے ... خیرت خاں کا احوال ... سپرد ہوا تھا ...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] سال [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد خان دولت خانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثنائے راہ میں کسی بد اندیش نے اسکے تیر لگایا اس کی حیات باقی تھی کہ اس نے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کیونکہ وہ تنگ تھا تیر نے اثر نہیں کیا۔ جب بادشاہ کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لیے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ محافظ سواروں کے گرفتار ہونے کا بادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہو گئے مگر بادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو بادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے نکال دے۔ بادشاہزادہ نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سوا اشرفی ذخیرہ یا ہزار پان دیکر رخصت کیا اور اس کے جانے سے دلگیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ بادشاہ نے شاہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لیکر حاضر ہو۔ وہ اس کو لیکر گیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود اسکے اور کوکہ کو دیوان خاص میں پہونچے۔ شاہزادہ نے کہا کہ میں اور وہ خود ساتھ ہمراہ کریں گے اور اپنا بالا بند کھول کر لنگی اس کی کمر میں باندھ لیا۔ ان اداہا ناخوش کے سبب بادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت میں بیٹھیں۔

حمید الدین خان کو حکم ہوا کہ ان بیٹیوں کو بادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے آیا تو شاہزادہ نے حمید الدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگوں نے کوکہ کو خوب مارا پیٹا مگر بادشاہزادہ سے کوئی نہ بولا۔ اس حال کو سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگے اس میں شاہزادہ کو تادیب کے لیے رکھیں اور کوکہ کو زندان خانہ میں بھیجیں اور بادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا اور سوال و جواب اثنائے و کبت دولت سے منع کیا۔

سنتا جی گھورپڑے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان دنوں میں کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتا جی کی تنبیہ کے لیے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور سے پچاس پانچ منزل پر مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپڑے تیس پچیس ہزار سواروں کے ساتھ آٹھ نو کوس پر آگیا۔ سپہ سالار فیروز جنگ کے غلبہ و شہرت کے سبب اور اپنی فوج کی قلت سے آگاہ تھا تھا اس وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہوں۔ سر منزل کو

چلا

اور آدمی کے ساتھ [illegible]

اور کہیں [illegible] کی جب [illegible]

[illegible] بیان [illegible]

[illegible] نسبت [illegible]

[illegible]

جا کر اپنی آسائش کرو کہ اس کے آستیسبان کی فتح تھا سے پہلے تمام ہوا اس طرف کے پہنچتے ہی بیجاپور
سنتا کے قلعہ اپنے میں متصرف ہوا۔ ایک طرف سے بادشاہی لشکر اور دوسری طرف سے دہلی
کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی۔ سنتا کی فوج پاس منتشر ہوئی اور اس سے جدا ہو گئی۔ اس حال میں
ناگری جانے دین کو سعود مرشد مرد بیس تھا اور بادشاہ کے ملازموں میں ایک مشکل
داخل ہو چکا تھا مگر اپنے وقت میں ملک تھا اور اس حرص میں اس کی فکر تھا اور اس کے بال
...... کر ان کے پاس سے سنتا سلطان ہوا تھا۔ عداوت جانی اس سے رکھتا تھا
پانی پیوں کی ستانی سے چھٹا آدمیوں کی ہاتھ لیکر سنتا کے تعاقب میں گیا اور دوپہر بعد
جہاں سنتا کو قتل نازہ بہے پر وہاں ایک ناسکے کنارے چھپا تھا نا گاہ پا کر اس کو قتل کر ڈالا اور
اس کے سر کو بہیں اپنے گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اس کو لیکر اپنی فوج کے پاس آیا مگر جانا
پاس جانے سے نگاہ ہوئی پھر اس گیرفی کے کمال کے سوار میں دہ سر کاو سے اس کے
سر کو لیا ایک دولت شاہ خان پاس لیکر اس نے مکتہ اور دولت شاہ خان سر کو فیروز جنگ پاس
لایا۔ اس پر بڑی مبارک کی صلوات ہوئی۔ شاہ کا یہ شب کا قتلیہ کسرہ بادشاہ کے پاس
بابا کے پاس بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو بیکر شکر الٰہی کیا اور خوب ہوا اور خطاب بانو افسر خان
کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس سر کی تشہیر سند بعض بلاد دکن میں تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سوم سنہ ۱۱۱۱

جب بادشاہ نے مرہٹوں کا نساد و تنقیہ بڑھتا ہوا پایا اور وہ بہت شوق کرتے تھے
تو اس کے دل میں آیا کہ ان کے قلعوں کی تسخیر کے لیے جد دیکھئے کہ مرہٹوں کے مسکن وہ اور
میں اور ان کا الحاج بیشتر سال سے بادشاہ اسلام پوری میں چار سال سے بیجا پور کے باقی رہے
ہوئے تھا۔ اور سنگ نے بیجہ بند اور دوبارہ بنا لئے گئے۔ ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک
سال پہلے قلعہ سنگین بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک شاندار قلعہ جس کا احاطہ
کچھ وسیع ہو بنایا جائے یہ ایک سال کا کام نہیں ہو سکے وہ قلعہ تو پر ملا اس نے تیار

زینت النساء بیگم اور والدہ بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آگرہ راہگاہ میں بٹھایا اور عمدۃ الملک مدار المہام
اسد خاں کو یہاں کی حراست سپرد کی۔ خافی خاں لکھتا ہے کہ بادشاہ نے منادی کرائی کہ
سب امراء و منصب دار و خدمتی اپنے عیال و اطفال کو مع فضول اسباب کے اس بنگاہ میں رکھیں
اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنے اہل و عیال کو ہمراہ نہ لے مگر بادشاہ کی مروت کے سبب
اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولیٰ کو سفر کیا اور ۲۰ روز میں مرتضیٰ آباد عرف مرچ
میں آیا شاہزادہ محمد اعظم کو بیرگانوں سے طلب کیا تھا وہ بھی اس منزل میں ملگیا۔ خبروں کے
اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار میں تاخت و تاراج کر رہا ہے اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار
دیوگڑھ جو بسبب منافقت دشمن اور وارثوں کے غلبہ سے بادشاہ کے پاس آکر مسلمان ہوا تھا اور
بلند بخت اس کو خطاب ملا تھا جب اس نے مدعی وطن کے مرنے کی خبر سنی تو وہ بادشاہ کے پاس سے
بھاگ کر دیوگڑھ میں چلا گیا اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وہ نہیں دیتا اور مفسدی کرتا ہے
اور ملک کی تاخت و تاراج میں راجہ رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا
کہ آئندہ اس کو نگوں بخت لکھا کریں اور بادشاہزادہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شائستہ خاں کے ساتھ
جاکر راجہ رام اور نگوں بخت کی تنبیہ کریں۔ اور بنگاہ اپنا مرتضیٰ آباد میں چھوڑے۔ بطریق
ایلغار مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ انکا اثر وہاں کی سرحد کے نیچے شعلہ زدہ ہو
امیر روح اللہ خاں بخشی اور حمید الدین خاں بہادر کو حکم دیا کہ وہ پرتاب گڑھ سے تارا گڑھ
تک کہیں آبادی کا نشان نہ چھوڑیں۔ مرتضیٰ آباد سے جب بادشاہ نے پرگنہ کر کی نواحی میں کوچ
کیا۔ معروض ہوا کہ تھانہ بادشاہی یہاں تھا جس کو دشمنوں نے خراب کیا اور ایک مسجد
پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی ہے وہ بے چراغ ہے۔ بادشاہ دو کروہ مسافت طے کرکے اس مسجد
کو دیکھنے گیا وہاں دوگانہ شکر ادا کیا۔ یہاں پر تھانہ آباد کیا جو رعایا فراری تھی وہ یہاں امان
اور انعام دینے میں آباد کی گئی بادشاہ نے اس کی حراست کے لیے ایک جماعت مقرر کی یہاں
سے تھانہ سواری میں بادشاہ گیا۔ یہاں سے تین کروہ پر ایک مضبوط قلعہ بسنت گڑھ تھا

وہ غنیم کے تصرف میں تھا اور متانت میں مشہور تھا تربیت خاں میر آتش کو حکم ہوا کہ وہ اپنے جا کر
وہاں جا کر دشمنوں کو نکال دے۔ خان نے دو روز میں توپ خانہ کو قلعہ کی دیوار کے نیچے پہنچا دیا
آتش بار توپیں لگا کے دشمن موذی سر شر کی قلعہ نشینوں نے بھی کوہ پیکر توپوں کا چھوڑنا
اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کرکے حکم دیا کہ اب کنارے پر
جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گرد اس کے تھا خیمے لگائے جائیں صبح کو حکم دیا کہ یورش کے لیے
لشکر تیار ہو محصوروں نے بادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو انھوں نے اپنے عجز کا اظہار کیا اور جان
کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کے ہتھیار لے لیے جائیں اور
حضرت بیابانی نے بچایا اور انکو بچہ ذریات کو سب اسلحہ بھاگ گئے کہ جا بجا ان کا نہ معلوم ہوا
صبا محمد وغیرہ قلعہ قدرے غلہ اور ادر اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا ۱۰ جمادی الآخر
سنہ ۱۱ کو قلعہ سب طرح قبضہ میں آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔

بسنت گڈہ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارا کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ ستارا کا قلعہ ایسے
اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اس نے ستارا کو اسم با مسمی بنا دیا ہے۔ ۵ جمادی الآخر کو سنہ ۴۳
جلوس کو اپنے قلعہ سے ایک کروہ کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف شاہزادہ
محمد اعظم شاہ کا خیمہ نصب ہوا اور امراء کے خیمے جا بجا اطراف قلعہ میں تربیت خاں کی گورز
سے نصب ہوئے قلعہ کو مرکز وار گھیر لیا تھا۔ ترتیب دمدمے تیار کرکے قلعہ کے نیچے اور دمدموں
کے اوپر توپیں لگا دیں۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑی ہے جو تیس گز بلند اور اس کے
اوپر چھ گز سنگین دیوار ہے۔ وہ کوئی دیوار نہیں کہ جس کے ارکان میں توپوں سے تزلزل آئے
پھر اسباب استحکام سب موجود تھے توپ خانہ وغیرہ اور زور آب کہ عین گرمی کے موسم
میں چشمے جاری تھے اور کام کے آدمی نقد جان کو ہاتھ میں لیے ہوئے وہ مستعد رہتے تھے
شب و روز بان و تفنگ و حقہ ہائے دود و سنگ اور سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی شاہی افواج
سے کوشش کی اور کوس تک لگی اس کو آنچ سے بچا دیا جو جا بجا ان کا پیش ہو گئی باد و طوفان

کرکے لشکر کے نزدیک آئے مگر انہوں نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال
گرانی ہوگئی باوجود اس دشواری کے دیوار حصار سے تیرہ گز پرے کے مقابل ایک دمدمہ تیار
ہو گیا اس کے حصول میں اتنے درخت صرف ہوئے کہ تیس چالیس کوس تک درخت کا
نام نہیں رہا۔ بادشاہزادہ کی طرف سے مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابوں کو
حکم ہوا کہ وہ نقب لگائیں انہوں نے دمدمے کے قریب چند روز میں ۴۰ گز سنگ خارا
کو جس کا نام برج تھا خالی کیا۔ بادشاہ کے حکم سے قوم ماولیہ کے کہ قلعہ گیری میں ید طولیٰ
رکھتی ہے دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ چھتیس ہزار روپیہ انکو
دیا گیا اور قلعے کے اوپر چڑھنے کا اسباب بنا اور مال اور چرمین جلدی تیار ہوئے۔ سچ ہے
کہ طالب در سے اپنے مطلوب کو ڈھونڈھتا ہو کہ کسی در سے اس پر راہ کھل جائے گا۔ گردوں
کی نظر میں یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لیے مفید نہ تھا۔ تربیت خاں نے اسی دمدمہ
کے نیچے جو چالیس گز بلند تھا ایک نقب روان کیا اس کے مصالحہ میں ہزار کجاوے اور
تاٹ و کرباس کے خریطے صرف ہوئے کرباس کیابی کے سبب روپیہ کا چار گز ملتا تھا
بہمہ صحرا صرف ہوا۔ خاکریز کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اس کے اوپر چوبی زینے لگائے
لیکن پیش دست کار سوا اس کے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر رکھنے لایا تھا۔
اس کے سبب دیوار قلعہ سے سر نہیں نکال سکتے تھے اور بندوق نہیں مار سکتے تھے اور
دیوار کے نیچے چھپ کر بیٹھے تھے اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب یورش کا مقصد کہ دیوار پر
بہادر چڑھیں نہیں حاصل ہوتا تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خاں
اور روح اللہ خاں مورچال رواں کریں پنجم شوال سنہ ۴۳ جلوس کو خان مذکور نے
اپنے نکوصاحب ایک ماہ کے عرصہ میں پوئی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خاں نہیں چاہتا تھا
کہ اس کے تردد کے مقابل میں کوئی دوسرا نام آور ہو انہوں نے اپنی رائے صائب اور سنگتراشوں
کی مدد سے کمر کوہ میں طاق بقدر طول چودہ درعہ اور عرض دو درعہ خالی کیے مردم کارزار و دلیر

اور وہاں جو لوگ کے بیٹے تھے یا مارے گئے ... وقت ان ... نے بادشاہ کی طرف ... جیسا کہ [illegible]
منصوبہ ... تو ... تھا ... ان کے ... سے ... بڑی ... وہ ... اس نے
بادشاہ ... جب ... کہ ... تو وہ بادشاہ سے ... اپنے ... سے ... اور
... تو ... بادشاہ ... لوگ ... ان ... اور ... بات ...
... ان کے علاوہ ... اس ایک ... جس ... [illegible]
... کی جب ... ہو گئے ... اور ... [illegible]
وہ ... کر ... لوگ ... سے ... ایک ... کے اوپر ...
... کے ... ایک جماعت ... بادشاہ ...
... ہو ... اور ... قدم ... گئے ... [illegible]
اس کے اوپر ... کے اندر ... بادشاہ ... کے
... کی ... بادشاہ ... کے ... [illegible]
کے نیچے ... ایک دوسرے کے اوپر ...
اس سے ... کے لیے ... [illegible]
اس شہر میں ... کے اوپر ... اور ... یہاں ... نہیں ...
کے ... سے ... قدم ... ہو جاتا ... [illegible]
... کہ کوئی شخص ... سے ... ہوا ... کے اوپر ...
... کیا ... کی ... کیا ... گیا تھا ... [illegible]
... کے ... بادشاہ ... آیا جب بادشاہ ...
... بادشاہ ... کے ... اور ...
... ایک دوسرے ... کے ... بادشاہ ...
... بادشاہ ... کر ... وہ ... [illegible]

ارکان سلطنت بہت عجز و انکسار کے ساتھ اُس کے مانع ہوئے اس وقت بھی سواری تھی لیکن کام کے بگڑ جانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اس کے بادشاہ نے سپاہ کی استمالت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تم ہمارے اور اس کے واسطے اپنے دلوں میں جگہ دیتے ہو ابھی غنیم نے کوئی دست برد نہیں کی ہے جس جماعت کی اجل آگئی تھی اس نے شہادت کی سعادت پائی ہے اہل ہمت کی آرزو یہی تھا کہ درجہ پاوے اور آخرت کی رستگاری کا سرمایہ تم کو چاہیے کہ جہاد میں کمر باندھو جب تک تن میں جان ہو کوشش کرو۔ سردار خاں ککّڑ کو حکم ہوا کہ سرمایہ بہم پہنچاوے کو جو مصالح قلعہ گیری ہیں اور بہرہ مند خاں بخشی کے آدمیوں کو زخمیوں کی مدد کے لیے لیجاوے اور از سر نو مورچال اُن کے بنانے میں مشغول ہو۔ بہت سے بہادروں کو افسوس تھا کہ کارطلب آدمیوں کی جماعت یوں مفت ناگہاں خاک کے نیچے ہو گئے اور سنگ کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ روپیہ محنت اور دو پانچ ماہ کے خاک کی برابر ہوا۔ اور یہ حال کا معلوم نہیں ہوا۔

جو آدمی دبے ہوئے تھے اُن میں سے بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مُردوں اور زخمیوں کو نکال لائے۔ باقی مر گئے واللہ غریب یہ ہر کہیں یاد ہے جہانگیر اپنے بھائیوں اور فرزندوں اور یاروں کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور سر آتش سے بھی دل تنگی رکھتے تھے جب انہوں نے دیکھا کہ کوہ سنگ خاک سے مُردوں کا نکالنا مشکل ہے اور ان کے دین میں مُردوں کا جلانا واجب ہے انہوں نے اسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگادی۔ یہ آگ سات شبانہ روز اسی طرح جلتی رہی۔ اتفاق ایسا تھا کہ اس صورت نے آتش کو بجھانا کل ہنود اور بعض مسلمین بھی جن کے بچانے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے۔ دنیا بھی عجب آتش کدہ ہے کہ دوست دشمن دونوں اُس کی آگ میں جلتے ہیں۔ اس سردار جو کام نے ان کی امید اور جان کی بیم میں کشائش قلعہ میں بہت کوشش کی مگر العبد یدبر واللہ یقدر

۵ رمضان [illegible] کو خبروں نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار میں تھا اپنے گھر جاتا تھا وہ مر گیا اور تین خورد سال بیٹے اور دو بیویاں چھوڑ گیا ۹ شوال کو بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی۔

جلانہ

کہ پسر کلاں جو پانچ سال کا تھا اسکو جو بجائے باپ کا جانشین کیا تھا اور حیات مر گیا ادھر
راجہ گوندی کی رانی تارا بائی نے کوشش فرحت نیا اور ملک بچاؤ کی پر دقت میں اپنے شوہر کی
حیات میں شہرت تمام رکھتی تھی اور اس کے ایک بیٹا تھا ۔ اسکو سرداروں نے راجہ نام کیا
کام متفق کیا ۔ رانی مذکور نے دشوار گزار پہاڑ کی طرف رخ کیا ۔ بادشاہ نے [illegible]
بچانے کا حکم دیا اور راجہ کے شہر کے دفعہ ہونے کا [illegible] امیروں نے بھی بادشاہ کو [illegible]
دی کہ وہ کام [illegible] سے ناقص ہے جب [illegible] یہ بھی [illegible] کہ دکن کا فساد
برطرف ہو [illegible] سب [illegible] ہو کر [illegible] کرتے تھے اور [illegible] کہ مرہٹوں
کی جو [illegible] اور [illegible] پانچ برس [illegible]
[illegible] کہ [illegible] دشمن [illegible]
[illegible]
[illegible] قلعہ [illegible]
اس [illegible] کے [illegible] قلعہ [illegible]
[illegible] قلعہ [illegible]
[illegible] اس حالت میں [illegible] قلعہ [illegible]
[illegible] ہو گئی ۔

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

کرتا ہوں کہ تھوڑے دنوں میں قلعہ پرسے کو بلا قول امان بندہا پادشاہی کو تصرف میں لاتا ہوں
اُن کی التماس قبول ہوئی۔

۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۱ کو قلعہ ستارا کی کنجی حوالہ کردی۔ تین ہزار عورت مرد بچوں کو امن
دیا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے۔ قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے
بادشاہ پاس لائے اس نے اُس کے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دوہزار سوار مع اسپ و
فیل کتارہ مرصع وعلم ونقارہ او بیس ہزار روپیہ نقد اُس کو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارا بادشاہزادہ
محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اس لیے اُس کا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔ کشائش قلعہ
ابتدا ۱۵ جمادی الاخر ۱۱۱۱ سے نہایت ۱۳ ذی قعدہ ۱۱۱۱ میں یعنی ۴ ماہ ۱۸ روز میں
ہوئی اس اثنا میں جو اور واقعات پیش آئے انہیں لکھتے ہیں۔

شاہزادہ محمد اکبر کے وہ ملازم جن کی عرضداشت قندہار سے لائے جس میں عفو جرائم کی
درخواست تھی اور ایک مسند و تجمہ حضور کے لیے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے فرستادوں کے ہاتھ
خلعت اور فرمان بھیجا جس کا مضمون یہ تھا کہ جب تک تم ہماری سرحد پر نہ آؤ گے عفو جرائم نہیں
ہوگا اور جب ممالک بادشاہی میں داخل ہوگے تو تمہارے لیے فرمان صوبہ داری بنگالہ کا صادر ہوگا
ملتان کے اخبار نویسوں کے نوشتے سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جن کے دس بارہ
ہزار سوار فراہم ہوگئے تھے۔ اور قوم لتی دلشی یہ دونوں حد سے زیادہ فساد کر رہے ہیں شاہزادہ
معزالدین سے لڑکر مقابلہ اور مقاتلہ اُن کا ہوا۔ حفیظ اللہ خاں پسر خرد جملۃ الملک مرحوم نے
جو صوبہ ٹھٹھہ کا ناظم تھا اور اس ضلع میں تسلط کلی رکھتا تھا۔ شاہزادہ کی مدد کی لیکن مخالف
کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا اور لطف علی خاں راجہ سورج مل بہادر خاں
اور بندہائے بادشاہی کام آئے تو شاہزادہ نے دشمنوں کے ایک ہزار آدمیوں کو مارا اور فتح
حاصل کی چہارم جمادی الاخرہ کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ دریا دہر وسکے پار شاہزادہ بیدار بخت
اور راجہ رام کے درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرفراز خاں نے تردد نمایاں کیے۔

شاہزادہ معزالدین ...

ثابت [illegible] بیدار بخت لشکر شاہی کو دیگر [illegible] سے باز رکھا بادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی ہمراہی
کے لیے نامزد کیا۔

سوانح سال چہل و چہارم ۱۱۱۱ھ

قلعہ ستارا [illegible] کی قلعہ داری پر [illegible] سال [illegible] بعد سر [illegible] قصد کیا بادشاہ
اس حصہ میں گیا۔ [illegible] قدیم [illegible] کی نشانی ہوئی تھی بادشاہ نے اس پر [illegible]
بڑا [illegible] فتح کیا۔

جب بادشاہ قلعہ ستارا کی مہمات سے فارغ ہوا اور قلعہ پرلی پہنچا وہاں محاصرہ کیا
اور فتح [illegible] کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے لشکر نے فتح اللہ خاں قلعے کے محاصرہ میں مصروف ہوا
اور برسات [illegible] ہوا تھا اور بہت جلد [illegible] کے نیچے آ گیا [illegible]
[illegible] قلعہ کے سامنے [illegible] ہوا اور [illegible] کے آگے [illegible]
[illegible] قلعہ [illegible] فتح اللہ خاں بہادر اور مردم شاہی [illegible]
کے [illegible] قلعہ [illegible] آسمانی [illegible]
[illegible] کے [illegible]
[illegible]
[illegible] مگر بارش کی شدت اور غلہ کی کمی [illegible]
بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حالت میں [illegible] اور [illegible] بھی
[illegible] ہاتھ میں لیتا۔ قلعہ شکنی [illegible] کبھی بغیر پہاڑ سے نیچے آ کر [illegible] کے
[illegible] اور فتح اللہ خاں کی بہادری سے محصور دل باختہ ہو کر الامان کی فریاد کرنے لگے
ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد [illegible] میں قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ [illegible] امان
پا کے قلعہ سے باہر نکلے۔ [illegible] قلعہ میں [illegible]
[illegible] بادشاہ [illegible]

بادشاہ کا بہوسان گڑھ میں پہنچنا

اسلام عادل شاہ، جو نئی چیز بناتا تھا اس پر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتاب نورس، ظہر نورس، پور
دام نورس۔ یہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اس لیے اس کا نام نورس تارا رکھا۔ اب بادشاہ نے
قلعہ میں قلعہ دار مقرر کیا اور اس مقام میں کا بندوبست ہوگیا تو اس نے بہوسان گڑھ کی طرف
کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات بادشاہی و امراء وغیرہ کے باربردار جو ولایت سے
بارش کی زیادتی اور آب ہوائی ناموافقت سے شتر کا نام و نشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی
آمد و رفت بہ دشوار گذار کے طلب ہونے کے سبب سے کشتیاں میں متعدد گئی ارابہ باربردار کے
بیلوں جو پانچ مہینے کی برسات میں زندہ رہے تھے ان میں سوا پوست و استخوان کے کچھ باقی نہ تھا
یا گھوڑوں کا حال بھی یہی تھا۔ سرکار بادشاہی و امیروں کا کیا بیان ہے ناتوان ہاتھیوں پر
جنکی پوست استخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور نیم جان بیلوں پر اور مزدوروں پر اور پشتہ جات کے
ٹھیروں پر جو لد سکا لادا گیا۔ باقی بہکیا ہونے کے لیے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ کیا گیا
اور کچھ جلا دیا گیا۔ اور تمام اسباب ضعف خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے تھیں، وگاڑیاں جن پر لگی
جاتی تھیں گرانباری کرتی تھیں۔ دہ ہوں میں گرانی باست کر گرے اور جان عزیز کو خیرباد کہا۔
سواریں بند ہوئیں۔ بڑی سختی سے دریا کرشنا کے کنارہ رہ کر پانچ کروہ پر تھا۔ بعض منزلیں کر کے
آخر وہ میں ہا پہنچے اب عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ کشتیوں کے سوا کچھ نہ تھا۔ مقام
کا حکم ہوا شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا ہوا تھا۔ کثرت لشکر و قلت معبر پر نظر کرنے
سے تا ایک جانکتی تھی جب اترنا شروع ہوا تو باوجودیکہ بادشاہ نے گرزبردار مقرر کر دیئے
تھے کہ زبردستوں پر زبردست تعدی نہ کر سکیں اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک بادشاہزادہ اور
باقی امیر گذر میں مگر دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد و شمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ تھا کہ
دو تین نفر کشتہ و زخمی و غرق نہ ہوتے ہوں بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے ان میں سے ایک
تشنہ کشتی پر پہنچا تھا کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔ ۱۹ صفر کو
بہوسان گڑھ میں لشکر پہنچا۔ بادشاہ نے یہاں ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا بارانہ جو ابتک

رفاقت میں تھا، وہ بھی ساتھ ہوا۔ دریائے نربدا میں پانی کا شور بھی کم ہوا لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ
اعظم کو خاندیس کو رخصت کیا کہ برہانپور میں لشکر کے ساتھ آرام کرے۔ لشکر نے حال کو ملک
قدیم کی آبادی کے لئے رخصت کیا۔ جو جہات کے فوجوں کو ویران کیا کرتا تھا لشکروں کو چار طرف
پامال کریں۔ شاہزادہ بیدار بخت کو بلا کر قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر
نصرت جنگ کی فوج کو اس کے ساتھ کیا۔ کچھ دنوں بعد تربیت خاں میر آتش کو اس طرف روانہ
کیا۔ ۲۰ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور میں آ گیا۔ یہاں خلائق کو ایک گونہ آرام ملا
یہاں غلہ و کاہ و اشیائے احتیاج کی ارزانی تھی مگر یہاں ایک حادثہ ناگہانی آ گیا کہ
وہ لشکر پر واقع ہوا جس کی کل حال یہ ہے کہ ایک نالہ کہ اب تھا اس پر لشکر پڑا تھا اس
نالہ کے آب میں خشک ریت تھی۔ برسات ہو چکی تھی بے ہنگام بارش کا گمان نہ تھا کہ وہ
قدرت سے برسے گا۔ ۲۰ ربیع الثانی کو جبال و کوہستان و دشت میں غیر موسمی
بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایک بار ہی لشکر کی طرف آئی۔ اور اردو میں
کی جانب بلا مبرم بھی ایک جماعت بادۂ حضرت میں مدہوش و خواب غفلت میں بے خبر
تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گزر کر لیا۔ ہزاروں آدمی خیمہ و فرش کے نیچے دب
ہوئی سراسیمہ ہو کر نجات کی فکر میں دست و پا زنی کرنے لگے۔ اس شب تاریک میں سوائے
فریاد و فغاں سیلاب بے پایاں کچھ آپ کے کچھ نظر نہیں آتا۔ ایک عالم دریا پر جہاں
کے واسطے شتاب پہنچتا جاتا اور ڈوبتا تھا۔ اکثر نے اس بے پایاں میں جان بادشاہ
میں دی۔ جس وقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔ بادشاہ جاگے خبر دیں تھا وہ
سمجھ کر دشمن کے لوگ ناگہاں آ گئے ہیں بے تکلف متنبہ ہوا۔ وہ عالم اضطراب میں اٹھا پاؤں
پھسلا اور پاؤں میں ایسی ضرب شدید آئی کہ علاج پذیر نہ ہوئی۔ اور میراث صاحب قران کی
لنگی یادگار رہی۔ آب سیلاب کی نوبت یہ تک نہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور حضور کی
سواری طلب ہوئی اور اپنا ختم شروع ہوا۔ بہت سے صد ہا آدمی آئے

طلبہ

اور ننگے پاؤں ماں باپ کو بر باد کر کے پھرتے تھے غرض جو کچھ ضرر مالی کسالہ تصدیعہ خلق کو ہوئی وہ بیان نہیں ہو سکتی ۔

بادشاہ سے معروض ہوا کہ بہرہ در قید میں طعام نہیں کھاتے سا ہوبن سنبھا بجائے طعام کے شیرینی دیوے ۔ پکوان کی نا پر تو بادشاہ نے حمید الدین خاں کی معرفت اس کو کہلا بھیجا کہ تم قید میں نہیں ہو اپنے گھر میں بیٹھے ہو ۔ طعام کھایا کرو ۔

جب اسحق خاں حاکم کا شہر فوت ہوا ملک کے بندوبست میں خلل پڑا ۔ ارسلان خاں پسر شاہ خاں بہت جم خاں مستوفی بادشاہ کی بندگی سے سرفراز تھا اس کو ارشاد ہوا وطن میں جا کر اپنے ملک پر قبضہ کرے سردار خاں جو شاہزادہ معظم کی تعیناتی میں تھا اس کو حکم ہوا کہ اس کی کمک کرے ۔

۱۴ رجب سنہ ۱۱۱۲ کو بادشاہ مرتضیٰ آباد مرچ کی طرف چلا ۔ وہ شبہات کو یہاں پہنچ گیا

سوانح سال چہل و پنجم سنہ ۱۱۱۲

قصبہ مرچ میں توقف ہوا ۔ سوم شوال کو قلعہ پرنالہ اور اس کے پاس کے قلعہ پانگڑہ کی فتح کے لیے علم اٹھایا ۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو بادشاہ آیا اور دریا کے کنارے پر قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی ۔ دیوان حافظ میں فال دیکھی یہ شعر نکلا

دل کہ غیب نمایست جام جم دارد ۔ ز خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیوا جی نے یہ قلعہ حکام عادل خانیہ سے لیا تھا پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اس کو سنبھا جی نے لے لیا ۔ بادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چوبہرہ ہو جب مورچوں سے محاصرہ ہوا کہ دونوں قلعوں کا دور ساحت کردہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا ترتیب مورچوں کے اہتمام سے سرچال کی پیش دوی اور توپیں دشمنوں کے جلانے کے لیے کر دیں اور ان میں قلعہ کے پانچ برج مع صحت کے زیادہ گر پڑے اور یہ سرداران

جلد کار خانہ زار زمین کی شگافت میں اور کوہسار میں کوچہ بنانے میں کام آتا ہے بڑے کام
لاتا تھا۔ کئی جریب زمین مجوف کر کے راہ بنائی گئی جس میں تین سو آدمی کام کرنے والے
اس میں بیٹھ سکیں اور ہر طرف نوشے جس میں ہوگئے اور آفتاب کی روشنی پہنچے مرتب کئے
ان مکانوں میں توپ خانے کے آدمیوں کو بٹھایا کہ بندوقیں مار کر کسی کو دیوار سے سر نہ
نکالنے دیں اور اس کوچہ کو اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضروب توپ تھا۔ اسکی بنیاد
کو اس قدر خالی کیا کہ ایک بہادروں کی جماعت اس کے اندر چوکی دیتی اور کوئی
آسیب مقدور تھا غنیم کا انکو نہیں پہنچتا تھا۔ آخر کار اس کوچہ کو زیر فصیل پہنچا دیا گیا
لیکن بسبب کمی قوت کام میں توقف طاری ہوا۔ برسات کا موسم آ گیا اور خندق
پُر ہوگئیں اور سیلابوں کی طغیانی سے اسباب میں کچھ خلل پڑا اس اثنا میں فتح اللہ خان جو اوزبکوں
میں اپنے ہمراہیوں کی شکست کی خبر کے پہنچنے سے ہوا تھا۔ وہ حضور میں آنکر حاضر ہوا کہ لشکر
شاہزادہ کی اطراف سے غنیم خاں کی ہم سنگی کے ساتھ مورچال بلا استقلال رہا اگر
اس زمانہ پذیر ایک شاہ میں زمین سنگ آگین میں خاک سے زیادہ سر تر کاٹ کر
کوچہ دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی۔ محصورین نے از صلابت آتش افروزی
کرکے انہوں نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خاں چاہتا ہے کہ انکی بیخ کنی کرے
دوسری طرف فتح اللہ خان کوچہ میں لانا چاہتا ہے محمد مراد خاں اپنے ہمراہیوں سمیت اور
توپچی [illegible] شاہزادہ کے عرض روز کمان کے برج دیوار کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے
تمام سپاہیوں کی بات کو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ حالانکہ برسات کی شدت اور
بادشاہ کے نزول سے اس کے عزم جزم میں خلل نہیں پڑتا اور دولت کا ایسا ہی کہ بیچ بیک
اپنا کام نہ لگا پائے کا رستہ نہیں اٹھنگا ان باتوں پر نظر کرکے محصورین نے ڈر کر اپنا
عذر معروض کیا اور تربیت خاں کے وساطت سے زنہار جوئی کی اور بادشاہزادہ
کے امان نامہ لینے میں دوڑے۔ ان دونوں نے بادشاہ سے انکی شفاعت چاہی۔ بادشاہ

اسکو قبول کیا۔ مرتبک حاضر کو جان و مال کی امان دی غرہ محرم ۱۱۱۵ھ کو پرنالہ اور پون گڑھ ممالک محروسہ میں آگئے بادشاہ نے پرنالہ کا نام نبی شاہ درگ کیا۔ تربیت خان کا قلعہ دار مقرر کیا۔

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے کہ لنا کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہاں علف و آذوقہ کی کثرت سے ہے خلق خدا کو اس سے آرام ملے گا اور قلاع واردن گڑھ و نام گیر و چندن وندن دشمنوں کے ہاتھ سے مستخلص ہوں گے اس ثواب کی نیت سے دوم محرم ۱۱۱۵ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لیے مامور کیا۔ انہنے جا کر واردن قلعہ کے کوہ نشینوں کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا لقمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لیے۔ واردن گڑھ کے قلعہ نشینوں کے ہاتھ سے دست کوب کا یہ زور دیکھ کر اور ان کے پیچھے بادشاہ کے لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسویں ماہ مذکور کو قلعہ خالی کر دیا۔ اور بھاگ گئے اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام صادق گڑھ رکھا۔ ورکونڈا پر قلعہ کے کہ اوسکی آدھ کوس پر ہے چھاونی کی بادشاہ نے فرمایا اور میان خان بہادر کے ساتھ لشکر اس کو مسخر کرے۔ بخشی الملک بہرہ مند خان نامگیر و چندن وندن کی تسخیر کے لیے بھیجا دس ماہ مذکور میں قلعہ دار نامگیر نے اپنی جان پر رحم کر کے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آوروں کے وقعات کے سبب سے نام گیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا انہوں نے چودھویں جمادی الاول کو یہ قلعہ بھی بادشاہی قبضہ میں آگیا۔ ان دونوں قلعوں کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔ قلعہ کیسنا کو فتح کرنا لڑکوں کا کھیل نہیں تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا۔ ہر دو بستہ کے بیچ ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسائش اور ہر سے کے لیے ایک تغییر اور ہر امر کے واسطے ایک تدبیر ہوتی ہے۔ حوصلہ عالمگیر جس کا اولین عقدہ … کو ناخن سے کھلتا … جس طلسم لاینحل نظر آتا ہو اسکے

پہرہ حقیقت کو اپنی راے منیر سے کھول دیتا ہی اگر تا صادق آمال کی راہ میں خیال اشکال تنگ کرتا
ہوتا ہی تو اپنے حکم کی تلوار سے انکو کاٹ دیتا ہی اگر تراکم اشجار راہ میں آنے جانے والونکو روکے
تو اس کو اپنے حکم کے تبر بے دریغ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہی۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئیں تو
انکو ہموار کر دیتا ہی اگر حصول مقاصد کے لیے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اس کو طے کرا دیتا ہی
یہ بادشاہ ۱۰ جمادی الآخر ۱۰۲۹ کو صادق گرہ سے چلا بارہ منزلیں طے کر کے ملکاپور میں خیمہ
زن ہوا آگے راہیں دشوار گذار تھیں اس لیے سات روز یہاں قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بنی شاہ درگ سے مداوروث کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لیے ہو گئی اور کوکاک
اور اس کی حدود کی سمت میں گیا تھا۔ کم مدت میں کئی قلعے اُس نے مرہٹوں کے ہاتھ سے
چھین لئے۔ وہ بادشاہ کے حکم سے پور گانوں کی راہ سے بادشاہ سے اسی منزل میں آ ملا
یہ موضع جو تھا یہاں چند روز قیام ہوا فتح خاں نے معبر کو صاف کر کے بادشاہ کو اطلاع
دی۔ چار کروہ مسافت جو بڑی دشوار تھی آسانی سے طے ہوئی۔ ۲۱ رجب کو بادشاہ
دامن کوہ میں جو اسکی فرودگاہ کے لیے کافی تھا خیمہ زن ہوا یہاں سے کیلنا جانے کیلئے تین
کروہ تھا کوہسار کی راہ میں سر بسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ تھے اور واقع تھے کہ آفتاب
کی روشنی نہیں جا سکتی تھی اور لیے تنومند اشجار بلند کی شاخیں باہم بافتہ تھیں کہ پرندہ بھی کوئی
دشواری کو نکلتی تھی۔ اگر کوئی چیونٹی تھی تو اس پر پیادہ مشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر
فتح اللہ خاں مامور ہوا کہ ان موانع و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے اس فرمان پذیر
کی انجام دہی سے پہلے اور جنگ تھا انھوں نے ایک ہفتہ میں وہ کارگزاری دکھائی کہ
لے دیکھکر عقل دنگ ہوگئے۔ اگر پہاڑ تھا تو روئی کے گالوں کی طرح اڑا دیا اور نشیب و فراز سد راہ
ہوا تو اسکو برابر بنا دیا اگر بلند درخت رستے میں کھڑے ہوے تو انکو خس و خاشاک کی طرح
اُڑا دیا۔ غرض ایسا راستہ ہموار بنا دیا کہ سوار پیادہ آسانی سے چلے جائیں کام میں ہر روز
دشمنوں سے لڑنا اور اُن کے سروں کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنا پڑتا تھا۔ ۱۰ شعبان

کو بادشاہ نے خان بہادر کے ساتھ افواج کو بسر کردگی عمدۃ الملک مدار المہام اور بہ رفاقت
حمید الدین خان بہادر و رستم خان و اخلاص خان و راجہ جے سنگھ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان
بہادر و رستم خان در چند یکہ سواروں کے ساتھ درہ میں داخل ہوا۔ قلعہ کا پشتہ سر کوب تھا جس
کے اوپر خان بہادر توپوں کو لگانا چاہتا تھا مگر وہاں سے ایک سوار محکم برجوں کی کھینچکر
خود ہی بیٹھے اسکو اپنے روزبد کا حصار سمجھنے لگے۔ حمید الدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی
محافظت کے لیے کھڑا ہوا پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لیے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا اونچے
درختوں یا سنگہا کوہ کی پناہ میں بندوقیں مارنے اور پتھر لڑکانے شروع کیے۔ فتح اللہ خان نے
کوشش کرکے بعضوں کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹوں کا سر اڑایا۔ پشتہ کو کشتوں سے درچنینہ کیا
شاہی آدمیوں کی ایک جماعت کام میں آئی آخر کار مرہٹوں کو ایسا تنگ کیا کہ وہ فرار ہونے
گڑہوں سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب بھاگیں مگر خان بہادر نے اپنے
سوار ہونے سے پہلے جزائر اندازوں کو دشمنوں کے جلانے کے لیے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا
اسطرف بھی آگ نے راہ گزر بند کی۔ ناچار جنگل میں بھاگے۔ درخت یا ٹیلہ میں پنہاں ہوئے
اسی اثنا میں کہ افواج شاہی پیچھے پہنچیں اور انہوں نے بندوں کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے
انکی کمر میں پتھروں کو باندھ کر پہاڑ کے غاروں میں پھینک دیا۔ یہ فتح نمایاں ہوئی اور پشتہ
مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ بادشاہ نے یہاں اپنے خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے میں مشغول
رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ میں آیا جہاں سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی
تھی یہاں توپوں کو لگا کر خانہ نشینوں کے گھروں اور عمارتوں کو جلانا شروع کیا کہ جو سقف اور چہ
سلامت اجنا شروع کیا۔ دار کری کرکے اس پر مخالفوں کے سروں کو بچائے تاکہ خوشوں
کے لٹکایا۔ بادشاہ مذکور کو بادشاہ اس کارنامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالوں کو آگے بڑھانے
کے لیے ترغیب دی اور لشکر کی پشت گری اور پیش رفت کارکے لیے اپنی منزلگاہ سے اٹھکر
اس میدان میں خیمہ لگایا کہ قلعہ سے آدھ کوس تھا۔

چلہ

سوانح چہل و ششم سنہ ۱۱۱۳

بادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف بنی شاہ درگ میں منزل گزین ہوا
تربیت خاں کتل اسپ کے دمدمہ پر بیٹھا۔ محمد امین خاں نے کوکن دروازہ کا انسداد کیا۔ خانہ زاد خاں بہادر
نے توپ جو اس کے برابر کی مردی بہت سے کچھ سرخار جالی قلعہ کی طرف نکلنے لگی۔ دن
رات دن میں توپ و تفنگ کے چلانے سے لحظہ بھر کا توقف نہیں کیا کوچہ سلامت نہیں
ہر نوع کے آدمیوں کو جو کام کرتے تھے جان سے مدد دیتے تھے اگرچہ [illegible] اپنا کام بناتے تھے غنیم
نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور پوری مدافعت کے لیے بیٹھا۔ جب انہوں نے
دیکھا کہ خان بہادر دیا دمدمہ کے مقابل گیا اور زینہ پر سوار ہوا چاہتا ہے تو اس کے
ہوش اڑ گئے نزدیک [illegible] سے نکال کر ہوا کے نیچے [illegible] تک لگا دے۔ انگریزوں نے
خراب کیا۔ بہادروں نے کیا دوں کے زینے ترتیب دیئے اور ان [illegible] کے اوپر باندھے
اور جنگ شروع کی۔ محمد امین خاں کا حال یہ ہے کہ وہ کوکنی دروازہ کے انسداد کے لیے گیا تھا
پہاڑ کو پامال کر کے کیسان کے پایہ کا زمین ایک پشتہ محاذی دروازہ کے طرف [illegible] تھا
اس پر بیٹھا۔ خاں موصوف نے اس پشتہ کے اوپر سنگین دیواریں بنا لیں اور نیچے اس کے گرد
خندق کھود لی اور [illegible] ایک مدت کے بعد [illegible] دروازہ قلعہ کو
[illegible] کر کے [illegible] کے پیچھے لگ گئے اور قلعہ نشینوں کی راہ اس دروازہ سے بند
کر دی۔ محمد امین خاں کو بسبب عارضہ مرض کے بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ
کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لیے شاہزادہ بیدار بخت راجہ جے سنگھ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے
یاقوت خاں حبشی [illegible] نے ان پاس بھیجے انہوں نے [illegible] چال لگا کے
[illegible] توپیں چلانی شروع کیں۔ فتح اللہ خاں نے دو پایہ بنا کے [illegible] تک
[illegible] بٹھایا اور سب [illegible] کی تدبیریں کیں لیکن ع ہنوز [illegible]
ہر چند [illegible] اور [illegible] توپوں نے گولے چلانے کر [illegible]

چند سنگ انداز کے غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا بھی ہاتھ نہیں کھینچا۔ وہ راتوں میں کئی دفعہ قلعہ
سے باہر نکلکر مورچال پر حملہ آور ہوا۔ خان بہادر بذاتہٖ اُس کی مدافعت میں مشغول ہوا۔ ایک دن
دریا بہادر بیٹھے ہیں وہ خود مورچوں کے سامنے کام کر رہا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ
جو بالمقابل بعض پر وہ لگا تختہ شکستہ ہو کر اڑا دو ٹکڑا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اُسکے
ساق پائیں میں بھی ایک ٹکڑا لگا پاؤں اُکھڑ گیا اور وہ گر پڑا وہ ہیبت جو اس کے ہاتھ میں تھا
ایک غار میں گرا۔ جان باقی تھی کہ اس غار میں کچھ تھوڑی دور جا کر گیا وہ جو اس کے ہاتھ میں تھا
ایک درخت کی شاخ میں اٹک گیا اور اس میں خان بہادر لٹک گیا لوگوں نے اس کو
بلا دقت آسانی سے نکالا اُسکے سر کو اور تمام اعضا پر اس قدر سنگ کے صدمات پہنچے تھے
کہ ایک ماہ تک صاحب فراش رہا پھر اچھا ہو گیا۔ وہ زبان دراز تھا بادشاہ کی مرضی کے
خلاف اُس نے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے خواجہ سرا کی
معرفت کی اُس کی عمر اسی برس سے زیادہ ہو گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعمر تھا اُس نے جواب میں
خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کر کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی نوبت جب
اسی نوے برس پہنچتی ہے تو اسکی عقل میں خلل آ جاتا ہے اور اُسکے حواس خمسہ بحال نہیں رہتے
میں تو سپاہی ہوں عقل سے کوسوں دور پیدا ہوا ہوں۔ جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستوں
نے اس جواب ناصواب کے ہمراہیوں کو جتلایا اُس نے بادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس
فکر میں تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یلغار کرے مگر پھر اُس کا قلعہ تھا۔ ۵ ذی الحجہ
کو شاہزادہ نے ریونی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جسونت سنگھ بھی اس میں ہلاک کیا۔ غنیم کو
بڑی شکست فاحش ہوئی اُسکی جمعیت میں افراتفری پڑ گئی شاہزادہ نے حکم دیا کہ توپوں کو
آگے لیجائیں اور دیوار قلعہ کو گرائیں پرسرام نے جب دیکھا کہ افواج شاہی اس طرح تباہ
اندازی پر مستعد ہیں۔ تو اُس نے برہمنوں کو دکھلا بادشاہزادہ پاس بھیجا کہ قلعہ حوالہ
کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کریں۔ وساطت بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آور کا

اور پیام بری میں چند روز کے لئے مہر جنگ کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پہلے اس مصروف کی قلعہ سے
جان سلامت لیجائے۔ ۱۹ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہو گئے اسکی تاریخ فتح (فتح قلعہ
قلعہ کیلغا) ہوئی بادشاہ نے اس قلعہ کا نام ظفرنما رکھا۔ اس سرزمین کی یہ عجیب کیفیت ہے کہ وہاں زمین
ایسی ہے کہ سبزہ گل کے سوائے کہیں زمین نہیں دکھائی دیتی اس بستان سرائے میں کوئی درخت نہیں
جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو کوئی پھول نہیں کہ جس کی بو دماغ کو فیض نہ پہنچاتی ہو ہر دانہ اسکا [illegible]
ہر گھاس کی [illegible] وہ شہر [illegible] کو بادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا [illegible] بعد [illegible] کو یہاں آ کر
[illegible] اندر کی عمارتیں اس قلعہ کی عجیب ہیں یہ قلعہ [illegible] کی ہے اور [illegible] لگا [illegible]
[illegible] گھاٹ کو [illegible] کے سبب [illegible] داخل ہوا دوسرے روز بادشاہ نے شاہزادہ
کو ایک لاکھ روپیہ دیا [illegible] اور اسے باغ میں چھاونی ڈالنے کا حکم دیا اور امراء کو جو اس
مہم میں شریک تھے بڑے بڑے منصب مرحمت [illegible]

بادشاہ ۲۲ محرم [illegible] کو کیلغا سے بہادر گڑھ کی طرف چلا کثرت بارش سے یہ حال ہوا
کہ [illegible] کا نام نہیں پایا جاتا [illegible] نہیں [illegible] ہوش [illegible] سستی
[illegible] ہوا۔ لشکر کا بازار [illegible] بیکار ہوا۔ [illegible] لگے [illegible] گڑھ [illegible] میں پہنچا۔ غرض
[illegible] انتقال مرد و زن کے سر کے بوجھ سے

بلکہ کوئی [illegible] مردم اند [illegible] بیشتر گاؤ و خر [illegible] و شتر

[illegible] بارش [illegible] کسی [illegible] دل [illegible] پہنچ گئے
اور [illegible] لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب [illegible] ہوا حکم ہوا کہ [illegible]
[illegible] بادشاہ کی سواری کو [illegible] لیکن [illegible]
کھانے کے لئے [illegible] کوئی [illegible] جب [illegible] منزل میں [illegible]
[illegible] بادشاہی [illegible] اور
[illegible] کو دوڑایا کہ

سب کو صحرا اور درماندگی میں بٹھا دیا۔ اصحاب الفیل نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اُس سے
مخلص کیا اور افسوس کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک گروہ کے تقاوت سے پادشاہ
بائیں طرف چکر لگا کر چین آیا۔ اس منزل میں نالہ بگڑ دی کرکے ستد راہ ہوا اور ہر گز کسی کا نالہ
اس نے نہ سُنا اور شب و روز پانی برابر برستا رہا۔ اس شور محشر میں روپیہ کا ایک سیر غلہ
بکتا تھا۔ کاہ و ہیمہ نام کو نہ تھے۔ بارش کا تیر باران بے نواؤں کے بدن اور جان پر کارگر
تھا۔ باد صرصر کا طعن دل سستان غالب کو تہی کرتا تھا۔ خلقت کو اپنی محنت جانی پر تعجب ہوتا
تھا۔ دور سفر کو بادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر نالے سے گزرا۔ ایک کوس چل کر خیمہ لگایا۔ حجرۂ عدالت
میں بیٹھنے کی جگہ ملی۔ بادشاہزادوں اور درباروں کو اپنے گھر میں کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔
کئی روز بعد اس منزل میں آفتاب دکھائی دیا تو نیم جانوں میں جان آئی۔ ۲۰ ربیع الاول کو لشکر
نے چودہ کوس مسافت کو ایک مہینہ روز میں طے کیا اور قلعہ بنی شاہ درک کے نیچے پہنچا۔
اب سورج بہ شور نکلنے لگا اور روزی طلبوں نے ہاتھ پاؤں ہلائے۔ اطراف سے بار بردار دوڑے
آئے۔ انھوں نے غذا ... بوجھ سر گردن پر اٹھایا۔ پس ماندہ آدمی بھی لنگڑاتے لنگڑاتے
آئے۔ ۵ ربیع الآخر کو بیرگا گاؤں میں لشکر آیا۔ ایک مہینہ دو روز یہاں توقف ہوا۔
۳ ربیع الآخر کو بہادر گڑھ کی طرف لشکر چلا۔ اگرچہ ابر نے دامن میں پاؤں سمیٹے تھے۔
دریائے کشن کی طغیانی کی خبر آتی تھی مگر شاہانہ عزم کے آگے یہ موانع کچھ روک نہیں سکتے تھے
کوچ کر کے مسافت کو طے کر دریا تک ۱۲ کوس کا مقام میں طے ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔
دریا کیا تھا طوفان قیامت تھا۔ ہر موج اس کی بلا تھی۔ لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ
ہوا۔ ایسی کشتیوں پر ۵ کشتی بنا کر ۲۰ ربیع [illegible] روز ایک تابوت ہزار مردہ ہوا اس حال
پر اختلال میں [illegible] دن میں کل لشکر دریا سے گزرا۔ بادشاہ کشتی میں سوار ہو کر دوسرے کنارہ
پر گیا۔ پادشاہی لشکر نے یہاں تین روز توقف کیا۔ پھر بہادر گڑھ کی سواد میں بادشاہ خیمہ زن
ہوا۔ بادشاہ نے غازی الدین خاں کے لشکر کا تزک دیکھا۔ آخر توپ خانہ کو ضبط کیا اور حکم دیا

کہ امراء اس سے زیادہ توپ خانہ نہ رکھا کریں۔ اور یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ بعد کہ خان فیروز جنگ
کہ بخت بزرگی است در خانۂ خود نمودہ توپ گیان وخشتان وگوشان ہم بسپہر آن قدر
یاد نباید۔ سوائے آنچہ کہ از سرکار پادشاہی بادتعین است داشت چہ اشکہ مضاعف او
می باید نزد امان میگنید و بے معرف صرف نماید ع آنچہ در کار بود ساختنش خود سازیست
ع انچہ کہ باندہ خواجہ غرہ جنوز بیت

ہیچ کس نیست کہ در منکر دل خود باشد — ہمہ در دم ہمہ در فکر شکم می گردد

اور جب ۱۱۱۲ھ میں لشکر نے قلعہ کنڈانہ کی فتح کے لیے کوچ کیا۔ ماہ شعبان لشکر حصار کے نیچے آیا۔

سوانح چہل و دوم ۱۱۱۳ھ

بھیری میں جب پادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامراء کا خیمہ بہت نیچی جگہ تھا۔ اور عنایت اللہ خاں ناظم خالصہ و تن کا خیمہ مرتفع مقام میں ایستادہ ہوا۔ چند روز گذرنے کے بعد خان مذکور نے اشارہ حاصل فرمایا۔ امیر الامراء کے خواجہ سرا بختاور خان سے کہا کہ اس مکان سے اٹھ جاؤ کیونکہ خیمے لگیں گے۔ خان نے جواب دیا کہ میں اپنے اترنے کے لیے جب تک کوئی دوسری جگہ نہ تجویز کروں تو اسباب توقف فرمائیں۔ خواجہ سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خود اٹھ کر دوسرے مکان میں اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامراء کے خیمے اسکے خیموں کی جگہ لگ گئے۔ خواجہ سراؤں کی زبان سے مقدمہ کا حال پادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خاں بہادر سے کہا کہ امیر الامراء سے جا کر کہو کہ تم نے خوب نہیں کیا۔ اپنے خیمے پہلی جگہ پر یا کسی دوسری جگہ پر لگا دو اور جہاں پہلے خیمے لگے تھے وہاں اپنے خیمے لگانے۔ خان بہادر پادشاہ کے پاس سے ابلاغ حکم کے لیے امیر الامراء پاس گیا۔ امیر الامراء نے اس حکم کے قبول کرنے میں تامل کیا تو خان بہادر اسکے پاس سے اٹھا اور خالص عنایت اللہ خاں پاس آیا اور سرگذشت بیان کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامراء پاس جا کر کہو کہ مجھے خیموں کے لیے جگہ مل گئی ہے آپ کو تبدیل مکان کی ضرورت نہیں ہے۔ عنایت اللہ خاں نے کہا کہ تم کو پادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامراء پاس گئے تھے۔

میں بادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامراء کے یہاں جا سکتا ہوں۔ خان بہادر نے یہ حال بادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامراء دیوان میں آیا تو اہتمام خان قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامراء کو عنایت اللہ خان کے گھر عذرخواہی کے لیے لے جائے۔ خان کے گھر میں امیر الامراء آیا وہ حمام میں جا رہا تھا۔ جلد حمام سے نکل آیا۔ امیر الامراء اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور ایک توقوز پارچہ خان مذکور کو دیے اور پھر کبھی ان دونوں میں ساری عمر ایک نے دوسرے کا گلہ شکوہ نہیں کیا۔ مدت تک صحبت محبت ہی

فتح قلعہ کنڈانہ

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ۸ شعبان کو قلعہ کنڈانہ کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا۔ بادشاہ کے حکم سے تربیت خان اور بہادروں نے مورچال کے آگے لے جانے میں اور نقب کے کھودنے میں دمدمہ کے باندھنے میں کوشش کی۔ دشمنوں نے بھی کوشش کی اور نمایاں دست بردیں کیں۔ ۸ ذوالحجہ کو یہ حصن اور قلعوں کے ساتھ فتح ہو گیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا۔ اس لیے کہ جب تک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی نہیں لے سکتا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد میں بہت آدمی مارے گئے اور حضرت کا رونا اور صاحب سامان تنگ ہوئے۔ تو قلعہ دار کو روپیہ دیکر قلعہ خرید لیا یوں قلعہ ہاتھ آیا اور بخشندہ بخش اس کا نام رکھا گیا۔

بادشاہ کا مقام پونا

اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا لشکروں کے آرام کے لیے ایام برسات کا ایک حصہ پونا اور اس کے حوالی کے مقامات میں صرف کیا۔ یہ مقام سیوا جی کا آباد کیا ہوا ہے اور یہیں حویلی کے اندر محل سے امیر الامراء شائستہ خاں کو شب خون مار کر چشم زخم پہنچایا تھا یہاں محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جو رانی مہر پوری کے بطن سے تھا دس برس کی عمر میں وفات پائی تھی۔ شیخ صلاح الدین کے مزار میں مدفون ہوا تھا۔ اسلیے پونے کو محی آباد موسوم کیا

دکن کی گرانی

اس سال میں باوجود بے وقت و بیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب زدگی کی آفت پہنچی اور زراعت گندم اور بعض بیج پر چند روز پالا کہر پڑا کہ گیہوں سرخ ہو گیا اور دکن کے دو تین صوبوں میں دس من کی جگہ ایک من غلہ پیدا ہوا۔ بہت سی چیزیں اور جنسیں برسات کی کثرت

بارش سے دو شیرہ اور غلہ [illegible] ہو گئیں سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہوگی وہ بھی جاتی رہی زندگی بسر ہونی اسکی بڑی گرانی ہوئی۔

اور جب کہ بادشاہ نے قلعہ [illegible] کی فتح کے لیے کوچ کیا اس قلعہ سے سیوا جی کی [illegible] کی ابتدا ہوئی تھی بادشاہ نے جو اس ضلع میں [illegible] تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی اس قصور وار قلعہ کا اور دو تین قلعوں کا فتح کرنا تھا [illegible] وہ ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا جس کی [illegible] کا نام و نشان پیدا نہ تھا [illegible] کے سوا [illegible] سے [illegible] اور جب [illegible] سے [illegible] ہوئے پیل کا چلنا [illegible] کا [illegible] بہت سے آدمیوں نے [illegible] تھا [illegible] سے [illegible] ہمت [illegible] کے لیے [illegible] اور [illegible] تھا [illegible] سے [illegible] کیا تھا [illegible] گئے تھے [illegible] کو [illegible] دیکھا ایک [illegible] آدمیوں [illegible] کے لیے [illegible] تھے [illegible] کو [illegible] کے [illegible] نجات کے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] جب [illegible] کے [illegible] میں [illegible] تھا [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کو [illegible] آدمیوں کے [illegible] اور [illegible] اس طرح [illegible] بہت [illegible] آدمی [illegible] میں [illegible] کے [illegible]۔

[illegible] میں ایک [illegible] اس پہاڑ سے نیچے آئے اور [illegible] میں قلعہ کے نزدیک پہنچے قلعہ بڑا [illegible] اور [illegible] تھا [illegible] کو [illegible] میں [illegible] تھے [illegible] کے [illegible] وہاں [illegible] تھے [illegible] ایک [illegible] کرتا تھا [illegible]

ہجری کی پیدائش ہوا اس کا واقعی یہ محاصرہ منعقد ہوا کہ حضور دن کو قلعہ پر پہنچ گئے تربیت خاں اور
حمید الدین خاں بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کریں اور مورچال باندھیں
اور کرنیکی مست کو دیں۔ مجبور ہو کر دلاوران قلعہ گیری کے سرانجام میں کوشش باندھی اور تھوڑی
مدت میں لکر کر دمدمہ توپوں کو پہنچایا اور حضور دن کے حصار کے نیچے تک مورچال پہنچا دیئے۔
قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے ان پر بھی بڑی عمارتیں سیواجی نے بنائی تھیں مصلح
جنگ بھی ان میں موجود رکھا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔ (انکے نام سیلی وید ماوتت
سبر جن تھے) تینوں پہاڑوں کے حضور دن سے گولہ توپ تفنگ کے چلانے میں اور سنگین پتھروں کے
پھینکنے میں اور قلعہ کے پھاٹک کے بچنے میں بیٹھنے میں کمی نہیں کی۔ خلاصہ یہ ہے کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا
اور غول کو بہادروں اور قلعہ شکن توپوں کی ضربوں سے اول دروازہ قلعہ پر لشکر شاہی
کے نشان قائم ہوئے۔ حضور جن بجگہ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ماماجی اس قلعہ کا
نگہبان تھا وہ دوسروں کے ساتھ جو باقی دونوں پہاڑوں میں تھے با۔۔۔
تمک بے حال دست و پا زنی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خاں کو بیچ میں لا کر جان کی امان
مانگی اور اس خبر سے امان دیا گیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر
لیجائے اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کر دے۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد رات
ہو گئی۔ اس تاریکی میں وہ حضور دن جو نکلنے کے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ
کے فرار ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا آوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی
داخل ہوا۔ باقی اہل قلعہ سر برہنہ نکالے گئے۔ حمید الدین خاں کو نقارہ عنایت ہوا جسکی
آرزو اس کو مدت سے تھی۔ قلعہ کا نام نبی شاہ گڈھ رکھا گیا۔
لشکر میں غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہوں روپیہ کا دو سیر اور کبھی
اس سے بھی گراں بکتے تھے۔ قلعہ تورنہ جو ہری کا قلعہ چار یا قوت خاں ۲۵ کوس کے فاصلہ
تھا انکے نام حکم صادر ہوا کہ جلد متعدد ہو کر غلہ کا سرانجام کر کے قلعہ گیری

خود حضور میں آگئے۔ سیدی یاقوت خاں کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی باب میں بادشاہ
کے حکم سے سرتابی نہیں کرتا تھا اپنے قلعے کے اطراف میں مرہٹوں کو خوب تنبیہ کرتا رہتا
تھا سمندر میں بیت اللہ کے لیے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ کا خرچ
فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلاں کشتی و جہازوں کا اسکے تعلق میں تھا خشکی اور دریا
میں مرہٹوں کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہیں ہو سکتا تھا۔ جب راہیری
تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبہ سلطنت و شان و تجمل سلطنت کو
دیکھ کے جو غنیم باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب میں بے آبروئی اور خفت کے ساتھ رہنا
پسند نہیں کیا۔ تمارض کا بہانہ بنا کے وہ اردوئے معلی سے اپنے وطن دکن کی جبال کی
پناہ میں گیا۔ ان ایام میں کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خاں کو طلب کیا تو اس نے
اپنے تئیں ملازمت کے قابل نہ جانا کہیں کسی طرح سے بادشاہ کے دبدبہ جاہ کا کارسازی
کر کے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار پیادہ سپاہ عالمگیری حضور میں ارسال کیے
اور عرضداشت بھیجی کہ قلعہ کے آس پاس یہاں سے نقد کا سرانجام اچھی طرح نہیں ہوگا اور
اس ملک میں بندوبست منتظم نہیں رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کر لیا ان ہی دنوں میں
اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا اور وصیت کی کہ تعداد
ہر ترتیب سے کہ جو اسکے پیشکش کے قبول کرتے ہیں اور دریا میں خرچ کرتے ہیں جان و جامہ کا
گروہ کہ ناگہ وطن سے اٹھ نہ آئے اور کسی طرح اس سرزمین کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے
دینا۔ یہاں کوئی اور شخص سیدی یاقوت خاں کا قائم مقام مقرر ہو چکا تھا۔ مگر بادشاہ کے
کارکنوں نے عرض کیا کہ جتنیوں اور سیدی یاقوت خاں کے تربیت یافتہ جمع ہو کر کسی نے
اس کوہستان کا بندوبست اور راہیری کی قلعہ داری اور کعبۃ اللہ کا اجرا دریا میں بحال
رہنے کا۔ بادشاہ نے اسی غور کر کے بہ تقاضائے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اس کو
سیدی یاقوت کا خطاب دیا اور اسکے مرنے کے بعد اسکی دو بیویاں اور دو فرزند خوردسال

باقی رہے تھے تو آدمیوں کا خیال یہ تھا کہ الحال زن بیوہ اور طفلہائے شیرخوار باقی رہے ہیں مرہٹوں
کا دست تعدی ملک دکن میں کوتاہ ہوگا اور ان کا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن
عاقل کہہ گئے ہیں بیت دشمن نتواں حقیر و بیچارہ شمرد * جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان
کی تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہیں ہو سکتا۔ راجہ رام کی زن کلاں تارا بائی تھی اُس نے بطن کے
پسر کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت و سرداروں کا تغیر و تبدل اور اپنے
معموروں کی آبادی کی اور ملک پادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ میں لیا اور دکن کے چھ
صوبوں کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کے لیے فوجوں کو تعین کیا اور
اپنے منصوبوں کا ضبط و ربط ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے سلطنت تک اُسکے کل تردد و منصوبہ و
لشکر کشی و قلعہ گیری کے مقابلہ میں مرہٹے پا و سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہرچند پادشاہ
نے خود اس کے ملک میں آنکر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئی ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے
بڑے قلعے فتح کیے اور مرہٹوں کو بے خان و مان کیا مگر مرہٹوں نے زیادہ شوخی کی۔ بڑی بڑی
فوجیں لیکر ملک قدیم پادشاہی میں آنکر تاخت و تاراج کی۔ پادشاہ تو تمام فوج اور امرا
کار طلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑوں میں موجود تھا۔ تارا بائی کے منصوبے جس مکان
میں پہنچتے تھے اقامت کرتے تھے اور بند و بست میں کمائش دار مشغول ہوتے تھے۔ اور
زن و فرزند خیمہ فیل کے ساتھ خاطر جمعی سے برسوں اور مہینوں رہتے تھے۔ اور حد سے
زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب پرگنوں کو آپس میں تقسیم کر لیتے تھے اور حکام پادشاہی
کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمائش دار اور راہدار مقرر کرتے تھے ان کے
صوبہ دار کا منصب یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین سنتا تو سات ہزار
سوار کے ساتھ وہاں جاکر تاخت کرتا اور کمائش دار کو چوتھ وصول کرنے کے لیے
مقرر کرتا۔ جہاں کمائش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول کر سکتا
صوبہ دار اس کی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ میں کوشش کرتا

راہداری کا کام یہ تھا کہ جو متفرق بیوپاری یہ چاہتے کہ ان کی آفت سے سالم گذر جائیں تو
وہ حق راہداری گذار وجہ مقرری لیتا۔ جو شخص چند پادشاہ کے فوجداروں کی راہداری سے
ہوتا اور شریک غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہو کر راہ کو ان کے لیے جاری کرتا۔ ہر صوبہ
میں ایک دو گڑھی مرہٹوں نے بنا کر ان کو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہاں اور وہاں سے ہر طرف
تاخت کرتے۔ بعض دیہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڑھیوں کے سرگروہ صوبہ داروں
کے ساتھ اتفاق کر کے کام پادشاہی سے اور محصول میں دو دو اور کرتے تھے۔ سرحد
احمد آباد و دیگر گذشت صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات
دکن احمد آباد و مالوہ میں خرابیاں پیدا ہو گئے۔ بڑے بڑے قافلوں کو دو دو تین
سے دس بارہ کوس پر گھیر لیتا۔ شاہی لشکر و نشانہ ہے ایسا کوئی بھی کیا جاتا کہ بادشاہ
کی فوج گیری نے مرہٹوں کے فساد دور کرنے میں کچھ فائدہ نہیں دیا۔ سرحد بندر سورت و
احمد آباد کے مابین بابا پیارے کے معبر ہو جانے سے زیادہ پھر مرہٹوں نے کام کیا۔ دیا
کیا جاتا ہو۔ شجاعت خاں کے واقعہ کے بعد پادشاہ نے صوبہ احمد آباد پر شاہزادہ
محمد اعظم شاہ کو مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ پادشاہزادہ وہاں پہنچے یا کوئی
نائب متعلق مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ عبدالحمید خاں دیوان احمد آباد
پاس بھیجی۔ اس عرصہ میں غنیم کی فوج چند دنوں میں ہزار سواروں کی بندر سورت کی
اطراف میں پھیلی۔ چند پرگنوں میں بہت خرابی پھیلائی۔ اب وہ دریائے نربدا کے
اترنے کے ارادہ سے روانہ ہوئی۔ نربدا سرحد احمد آباد اور بندر سورت
کے مابین واقع ہے۔ نائب پادشاہزادہ اور فوجداران صوبہ احمد آباد نے
باہم مصلحت و اتفاق کیا۔ ان کے پاس شائستہ فوج متفق جن کے سردار
محمد بیگ خاں، حافظ نظر علی خاں پسر خواجہ شجاعت خاں اور التفات خاں
فوجدار تھا۔ وغیرہ گرد و نواح کے اور احمد آباد کے دس بارہ کے قریب فوجدار

جمع

تھے۔ اور تیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھے جو اس سرزمین کے جمع ہوئے تھے۔ ان سب نے دریا نربدا کے کنارے ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب مرہٹوں کے دفع شر کے لیے مستعد ہوئے۔ صبح وہاں فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی انہیں سے ایک طرف سے دو تین ہزار سوار خوش اسپ قزاق پیشہ نمودار ہوئے۔ احمد آباد کی فوج خبر پا کے ان کے مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹے فرار ہوئے۔ بادشاہی سرداران فوج نے دو تین کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیاں اور بھالے برچھیاں انکے ہاتھ آئیں۔ نقارہ فتح بلند آوازہ کر کے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوشی کی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو ہزیمت دے آئے ہیں۔ کمریں کھولیں۔ گھوڑوں پر سے زین اتارے۔ بعض سو رہے۔ بعض کھانے پکانے لگے کہ اس حالت میں سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹوں کے جو آب کنوں در کنار دریا کی اطراف کے مغاک میں پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسوں کو خبر کے لیے بھیجکر طلب تھے وہ غافل ناگہاں سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمد آباد کے ناآزمودہ کار آدمی جنہوں نے دکنیوں کی دست برد نہیں دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے۔ گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان کے درمیان کوئی مستقل سردار نہ تھا۔ دکنیوں نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا اور کل لشکر میں تزلزل ہو گیا۔ دریا کی ایک طرف میں سمندر کی رد آگئی تھی اسمیں پایاب پایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا فوج آموجود ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا میں ڈوب کر مر گئے۔ نظر علیخاں و خواجہ عبدالحمید خاں اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پا زنی لاحاصل کر کے گرفتار ہوئے۔ التفات خاں گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے پار جان سلامت لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی۔ غنیم نے تمام فوج بادشاہی کو گھیر لیا۔ دھنا جادو نے صاحب اختیار سرداروں سے صلاح کر کے مصالحہ کو اس بنا پر قرار دیا کہ بادشاہ کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ لوگوں پاس فرمان تسلی بھیجا جائے کہ وہ حضور میں آئیں۔ بعد کہ وہ اور دھنا علی کے پاس پہنچے تو

راجہ ساہو کو پادشاہزادہ کام بخش کی خدمت میں دیگر لشکر میں چار پانچ کوس پہ بھیجیں
کہ مرہٹوں کے سردار ابتدا میں راجہ ساہو سے ملاقات کریں بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے
پادشاہزادہ کی ملازمت کریں اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے پادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوں
چنانچہ منشور فرمان سرداروں کے پاس بھیجنے کے لیے تیار ہوئے۔ آخر کو یہ مصلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی
پادشاہ کے دل میں بیہودہ سودا آیا کہ اگر سب چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کر کے اردو کے
نزدیک آجائیں اور اس تقریب سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لیکر دشوار گذار جبال میں
چلے گئے تو سوائے چارہ کار کے کند ماتی کر بازی پشیمانی ہو وکیل راہی کو جواب یا سلطان حسین کو
حضور میں طلب کیا۔ لشکر روانہ ہوا ہی تھا کہ مرہٹوں نے گھیر لیا۔ وہاں سے شاہزادگان نامی ہمراہ پادشاہ پاس
پہنچا کہ قلعہ تورنا کے محاصرہ کے لیے کوچ کی تیاری ہے کہ حکم ہوا کہ وہ بغیر ملازمت قلعہ تورنا کے نیچے اپنے
مورچے قائم کرے۔

سوانح سال چہل و ہشت سنہ ۱۱۱

محمد بنی شاہ گڑھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لیے مقام کیا۔ ۵ شوال
کو قلعہ تورنا کی تسخیر کے لیے کوچ کیا جو راجگڑھ سے چار کروہ پر تھا۔ ۵ کوچ وہ مقام اس لیے
کیے کہ بارہ روز بارش کے آنے سے تمام لشکر بے حد تنگ تھا اکثر افراد اپنے اسباب کو ہاتھیوں
اونٹوں اور مزدوروں اور مزدور فقیروں پر ہر منزل پر پہنچاتے تھے ایک دو کروہ چل کر قلعہ
تورنا کے نیچے پہنچے۔ پادشاہ نے محاصرہ اور مورچال کے آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ سلطان نے
ملازمت کے لیے کمر التماس کیا تو اس کو اندر آنے کی غرض لطف آمیز جو شاہزادوں کے
ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ تورنا کے نیچے جا کر مورچال باندھے اور حسن تردد
کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اور بہادر و الاہ سرگرم خدمت مامور ہوئے۔
خصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان میرزا علی خان نے اس محاصرہ
میں خاص شستہ تردد کیا۔ پادشاہ کو ہمراہ ہی کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہاں اپنے مورچے قائم کیے تھے، وہاں سے بیس گز آگے بڑھ جاتے ہیں باوجودیکہ اسپرو دن رات گولوں اور آتش باری کا مینہ برستا تھا اور اسی آدمیوں کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر لیجاتے تھے۔ پادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیوں میں تقسیم کرے اور اس کو اپنے پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر جنگ کے فتح ہو گیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز و رسل و رسائل التیام آمیز درمیان میں آئیں۔ ۱۵ ذوالقعدہ کو جو پادشاہ کی عمر کے نواسی سال کا اول روز تھا امان اللہ خاں نے جو اس محاصرہ میں عمدہ شریک و محاصرہ گن جاتا تھا ماولیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری میں بڑی مشہور تھی۔ اس نے کمر ہمت باندھی زینوں اور کمندوں کے ذریعے رات کو کہ چاندنی نہیں نکلی تھی اور طرفین کی توپوں کا دھواں پھیلا اور آدمیوں کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر چڑھ گئے اور انھوں نے اپنے مقرری اشاروں کے موافق اوروں کو بلایا چھپن آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز کے ان پاس پہنچ گئے۔ وہ اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خاں مع اپنے بھائی عطاء اللہ خاں کے او پہنچا اور بہم جا بجا دروں کے پاسبان کے پاس پہنچا نفیر بجائی اور محصوروں پر حملہ کر کے بہت [illegible] کیا۔ اس ضمن میں حمید الدین خاں بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا زینہ و ریسمان کی مدد سے اور ماولیوں کی دستگیری سے پہنچا۔ سب نے متفق ہو کر محصوروں کو تہ تیغ کیا۔ بہت آدمی الامان الامان پکارتے بھاگے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار میں چھپی اور بہت سے صدا لیے [illegible] فتح کا [illegible] کیا۔ پیچھے شادیانہ فتح نوازش میں آیا۔ بعض نے جس طرف سے راہ پائی ننگے سر ننگے پاؤں جان بچا کر بھاگ گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو غنیمت جانا۔ عجز کیا۔ امان ہوئے۔ قلعہ فتوح [illegible] کے نام سے موسوم ہوا۔

برسات کا موسم آ گیا تھا پادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش خیمہ بھیجا جنیر ملک آباد و گلشن بادمیں پادشاہی آدمیوں کے تصرف میں تھا اور آخر ماہ ذیقعدہ (۲۳ ذی الحجہ کو موضع کھیڑ [illegible] میں متصل دریا گنگ پادشاہ آیا۔ روح اللہ خاں خانی شانگی آزادانے میں [illegible] سے بھیجا

سابق میں فتح سنگر کے ذکر میں بیان ہو چکا ہے کہ پیمنا یک زمیندار اسکا اصل قوم کا بیدر رہنے والا
تھا اصل اسکی ذات ڈھیڑ تھی جو دکن میں نجس ترین قوم گنی جاتی ہے۔ وہ قصبہ چیکان مقرری میں
گنا جاتا تھا۔ حیدرآباد کی شورش ایام میں اُس نے ابوالحسن کی کمک کے لیے اپنی فوج بھیجی تھی۔
بادشاہ نے خانزادہ خان پسر روح اللہ خان کو قلعہ سکر اور مکانات قلب واڑہ کے جاگیر کی
تسخیر کے لیے تعین کیا تھا اُس نے افواج شاہی کے صدمات سے امان مانگی اور حضور میں آیا اور پھر
جلدی سے اپنے مقر اصلی میں چلا گیا۔ پھر ان دنوں میں کہ گذشتہ جلوس میں ادونی کی تسخیر کے لیے
روح اللہ خان مامور ہوا تو اُس نے پدیا نائک برادر زادہ پیم نائک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا
اپنی مصلحت کار کے لیے اپنے ہمراہ لیا وہ حسن خدمت بجا لایا۔ ادونی کی فتح ہونے کے بعد
اُس نے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں واکنکیرا میں جاؤں وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہے
اسباب و سامان درست کروں پھر جس جگہ طلب کیجے گا فوج شائستہ کے ساتھ
حاضر ہوں گا۔ حصول رخصت کے بعد پدیا واکنکیرا میں آیا وہ توابع ملک میں کوہ پر ایک جگہ اُس
قلعہ جب پیم کے تصرف سے نکل گیا تو پدیا نے حیدرآباد باڑی کرکے اپنے فرزندوں
و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا یہاں سے بازگشت کا ارادہ نہ کیا اور احاطہ سابق کے سوا
ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اُس کو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع کرکے بغاوت کے سامان
کو بڑھایا اُس نے جو وہ بندہ ہزار پیادہ کہ قد اندازی میں شہرت رکھتے تھے جمع کیے اور
اُس شہرہ کو سد سکندر بنایا اور تھوڑے دنوں میں چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر مشہور مفسدوں کی
تالیف و تاراج نزدیک نواح میں شروع کی اور قافلوں کو لوٹنا شروع کیا وہ بیجاپور تک
استبداد رکھتا تھا اور دربار کے ساتھ احمد نگر وغیرہ تک دست درازی کا ہو گیا تھا اسکو قوت دینا
مقصود رکھتا تھا ہندو و پور و بیرون اقسام جنس کے خریدار سے گفتگو کر کے سود کرتا تھا اور ضروریات
بھیجکر اپنے تئیں زمینداران مال گذار کے برابر میں منسوب کرتا تھا اور ہر ماہ و سال میں
افزونی عمارت اور استحکام برج و بارو میں اور فوج اور جمعیت کی بیشی میں توجہ بوں کے

جمع کرنے میں کوشش کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اب قلعہ واکنکیرا مشہور ہو گیا۔ اور وہ دکن کے مرہٹوں کے ساتھ ہمدستاں ہوا۔ بعد چند پریم نائک اس ملک کا وارث تھا وہ حضور میں آیا منصب سے سرفرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پریا کے سر پر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہ کہ پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پریا کی گوشمالی کے لیے مقرر کیا اور افواج نے اسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ تا بوتے وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت میں آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور بمطالعت الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی پیشکش پر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کر لیا اور متصدیوں کو کچھ رشوت دی۔ اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہیں محمد شاہ نے پادشاہ پاس مراجعت کی وہیں اس نے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا۔ اسکے بعد پادشاہ کے حکم سے غازی الدین خاں بہادر فیروز جنگ یہاں آکر اسکا وصنہ تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام میں لاکر افسانہ و افسوں کے پیغام دیکر اور اطاعت اظہار کر کے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سے محفوظ رکھا جب پادشاہ قلعہ جات پونا کی تسخیر کے لیے آیا اور جنیر میں ساڑھے سات مہینے مقیم رہا۔ اور اس ضمن میں اس ضلع میں دو تین قلعے غیر مشہور بہادروں کی سعی سے فتح ہوئے۔ تو وہ بعد پریا کے تمرد و فساد کی خبریں شاہ پاس آئیں اسلیے پادشاہ نے واکنکیرا کی تسخیر کے لیے پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و نہم سنہ ۱۱۲۶

آغاز سنہ ۴۹ جلوس میں پادشاہ واکنکیرا کی طرف چلا۔ قلیچ خاں خلف فیروز جنگ جو بیجا پور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور صوبہ داران کار طلب میں سے تھا اور اس کی جاگیر سے پرگنات واکنکیرا تعلق رکھتے تھے اور پریا کے مفسدوں کے سبب سے ان پر اس کا قبضہ نہ تھا پادشاہ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خاں بہادر نصرت جنگ کو ... آباد کی حراست سپرد تھی اسکے نام بھی حکم آیا کہ واکنکیرا میں آ سنے۔ اسی طرح سے

گرز برداروں کے ہاتھ اکثر صاحب فوج فوجداروں کے پاس یہی حکم بھیجے گئے۔
اواخر شوال میں حوالی قلعہ گور میں بادشاہ آیا۔ تیغ خاں بادشاہ کے پاس بہت جلد آگیا
وہ تربیت خاں و محمد امین خاں اور توپخانہ کے ساتھ مامور ہوا کہ محاصرہ کرے مورچے
باندھے۔ سلسلہ قلعہ گیری جاری کرے اور بادشاہ نے حکم دیا کہ خود اس کا خیمہ ایک کروہ کے
فصل پر لگایا جائے۔ ادھر بادشاہ نے اپنے آدمیوں کو جانفشانی و کارکشی میں مصروف
کیا ادھر پیا برج و باڑے کے استحکام میں اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے میں مشغول ہوا مرہٹوں
کے سرداروں نے تارا بائی کے پاس سے کمک کی طلب میں وسائل شروع کئے۔
اس گرد چند ہزار سواروں کا مستعد تھا جنہیں تمام قومیں خصوص مسلمان یہاں تک کہ سادات
موجود تھے اور کالیہ پیادوں کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار رکھتا تھا۔ ان سب کے ساتھ
بڑی خوشی سے وہ گیا اور لشکر شاہی نے مقابلہ میں اقدام کیا۔ جیسے جیسے بڑے توپوں کے
گولے اور کئی ہزار بان رات دن پھینکے اور آن مدد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم
ہوئے دونوں طرف سے ایک جماعت کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ ایک دن صبح کے وقت محمد امین خاں
و تربیت خاں و چین قلیچ خاں بہادر و عزیز خاں روہیلہ و خواص خاں میانہ بطریق طلایہ
اور مورچوں کی سیر کو گئے تھے۔ ایک پہاڑی کہ جو لال ٹیکری مشہور تھا اور جس سے قلعہ بھی سرکوب تھا
وہاں جلوہ پر پہنچے۔ اور اس مکان کی وجہ جماعت غنیم بن کی اس کو خود سے [illegible]
اور اس جگہ پر مورچال قائم کرنے کے [illegible] کیا۔ اس زمین میں دشمن حصار کے اندر
اور باہر سے نکلے اور [illegible] لال ٹیکری پر [illegible] سے پہنچے اور ہجوم کر کے مورچہ پادشاہی
کو گھیر لیا اور کئی ہزار سنگ [illegible] توپ تفنگ کے گولے [illegible] ہونے پاؤں جانے کی
فرصت نہ دی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اس نے بادشاہزادہ محمد کام بخش کو مع امیر الامرا
اسد خاں و زمرہ جو آدمیوں کی کمک کے لئے حکم دیا کہ شخص جلد [illegible] بہ حکم زیادہ فوج
لے کر پہنچے چین قلیچ خاں بہادر نے [illegible] لال ٹیکری کا [illegible] کیا مگر کوئی فائدہ بجز [illegible] نہیں آیا۔

جان بستاں گو دی کے دو سے بُرج بہے تھے اور بہت آدمی مارے گئے تھے۔ اور گولہ کی ضرب سے اور
بان کے صدمے سے محمد امین خاں کے گھوڑے کے دونوں پاؤں اور چین قلیچ خاں کے گھوڑے کا
ایک ہاتھ اڑ گیا۔ دونوں بہادروں نے پیادہ ہو کر خدا کا شکر کیا کہ جان کو کچھ آسیب پہنچا اور
اعضا محفوظ رہے۔ ایک عشرہ پہ پہنچا تھا ان امیروں کے کوتل کے گھوڑے ان پاس پہنچ سکے
تو وہ پیادہ پاس بات سے نکلے یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اُس نے اپنے دو کوتل گھوڑے خاصہ
دونوں سرداروں پاس بھیجے۔ قلیچ خاں کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت میں زیادہ
ہو جاتا تھا اُسکے لیے چالیس تولہ عنبر بیرم خاں کے ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیسرے روز حمید الدین خاں
بہادر مع ایک جماعت دوروں کے دوسرے پشتہ پہ کہ محاذی بیٹھکے اور دو مورچوں کے
ایک برج کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت کو مار کر وہاں اپنے قدم جمائے۔ اس حالت میں ایک
جماعت مخالفوں کی جو لال ٹیکری کے پشتہ پہ منتشر تھی وہ حمید الدین خاں سے لڑنے آئی
محمد امین خاں جو گرسنہ باز کی طرح تاک ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہاں
استقامت کی۔ اسی حال میں سلطان حسین خاں عرف میر ملنگ شاہزادہ کام بخش کی فوج میں سے
ایک جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد میں ہو گیا جس سے وہاں خوب پاؤں جم گئے
ایسے ہی دوسرے پشتہ پہ باقر خاں پسر روح اللہ خاں پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی کی۔ ان بہادروں
کے مقابلہ میں بلا اتصال گولہ و اقسام آتشباری و سنگ دست و فلاخن برستے تھے۔ قریب
تھا کہ لشکر شاہی کا کام بنجاتا کہ اس ضمن میں مرہٹوں کی سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے
روز دھنا جادو اور ہندو راؤ اور وہ تین نامی سردار جنمیں سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار
واکنکیرہ میں تھے۔ آٹھ نو ہزار سوار اور پیادے ہتھیار لیکر دور سے نمودار ہوئے۔ دھنا جادو کمتر
فوج بادشاہی کے مقابلہ میں آتا۔ مگر ملک پادشاہی کو تاخت تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہاں آیا
کہ اپنے قبیلہ و اہل و عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے ناموس نہ تھی نکالکر لیجائے۔
اور سپاہ پر کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل میں

شوخی زیادہ کرکے سرداران پادشاہی کو اپنی طرف کھینچکر خود وہیں مشغول کیا۔ اور دوسری
طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ ملنے قبائل کر کے گڑھیوں پر سوار کر کے اس حصار کی پناہ
سے باہر لے گئے۔ بعد کے تارا بائی کے سرداروں نے پریا سے کہا کہ ہم اور تم آپس میں رفیق ہو کر
افواج شاہی کے مقابل میں سُست رہا نہ چاہئے خواہ کیسی ہی کریں جانبر نہیں ہو سکتے مصلحت یہ ہو کہ تو
اطاعت کرا اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ۔ مگر اس مغرور نے انکا کہنا نہ مانا
مبلغ نقد اور جنس ماکولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے اور ہر روز سرداروں کو
ترجیح مقرری جبتک یا کہ محاصرہ کے ایام کا انقضا ہو اور رفاقت دساونت کے لیے انکی بڑی منت
وسماجت کی۔ مرہٹوں کے سرداروں نے یوں منت زر ہاتھ لگنے کو غنیمت گنا اور انھوں نے
اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے
ہر روز مرہٹوں کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی اور پادشاہی آدمی کام میں آتے جاتے تھے
لشکر شاہی میں ایک تزلزل پیدا ہوا تھا۔ آخرکار روباہ بازی اور مکاری سے پریا نے ایک
تازہ منصوبہ باندھا۔ ابتدا تو عبدالغنی کشمیری نے دست فروشی اور دوستی کے وسیلے
سرمایہ تجارت بہم پہنچایا سب قوموں سے سودا اور معاملہ کرتا تھا اور سکے ساتھ اختلاط اور
آمد و رفت رکھتا تھا۔ اول پادشاہی سے حصار کے اندر بلا تکلف آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پریا کے
ساتھ وہ بہت آشنا ہو گیا اسی نے ایک پرچہ کاغذ جو التماس صلح اور اظہار ندامت و عجز پر مشتمل
تھا۔ عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا۔ عبدالغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ میں سررشتہ
واقعہ نگاری تمام مقدمات ملکی و مالی تحریر و بند کا تھا اور خود حاضر ہو کر کہا کہ میں پیاکھ حصار میں تفرج
اور نماز پڑھنے کے لیے گیا تھا محصوروں نے تغافل مجھے پکڑ لیا اور قلعہ کے اندر پریا پاس
لے گئے۔ اس نے لشکر کا احوال پوچھکر یہ پرچہ کاغذ مجھے دیا ہو کہ تمہارے پاس پہنچاؤں
کہ خلق اور پادشاہ کے خیر خواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو پادشاہ
کی خدمت میں لے جا کر عرض کیا۔ پادشاہ نے بعد تامل کے تقاضائے وقت اور غلبہ

غنیم پر خیال کرکے حکم فرمایا کہ پریا اپنی حالت کو شاہزادہ کام بخش اور ہدایت کیش سے عرض
کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پریا کا بھائی سوم سنگر قلعہ سے نکلکر ملازمت کرے اور خلعت
و اسپ جواہر و منصب سے سرفرازی پاکر بعدہ پرنال گلال باری میں رہے۔ بعد اسکے درخواست پر
مختشم خاں پسر شیخ امیر خاں خوافی کہ ان ایام میں بے منصب منزوی تھا اور اس کشمیری کا مدیون
تھا بھیجا جائے۔ اور وہ انگلیہ کا قعدہ و در قلعہ کے خالی ہونے تک جس کا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے چند نفر
معدودے کے ساتھ نشان پادشاہی لیکر قلعہ کے اندر جائے۔ اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام
یہ ہے کہ اسکے التماس کے بموجب سوم سنگر اس کا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی
خلعت اسپ جواہر منصب سے سرفرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی و عفو تقصیرات
برادر بجا لایا۔ بجز اصلاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس مابین میں مختشم خاں حصار پیا
شب کو بھیجا اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذری کہ کل بدسگیری قلعہ دار پریا ملازمت کرے
جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دوسرے روز ارکان سلطنت
تسلیمات تہنیت بجا لائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں ہادی خاں کے خطاب سے
سرفراز کیا۔ سوم چال سرو ہوئے جنگ جو طلب حضور ہوئے۔ عبدالغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض
میں منصب سہ صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے بیچ اسباب کارہ اور عورات
اور پیرزادوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سب پر تک قلعہ دار پاس پریا کے حاضر ہونے کی
خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کرکے اس دن کو ٹالا تیسرے روز کہا کہ
اس کو سرسام ہو گیا ہے۔ تپ ہذیان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اس کو جنون ہو گیا
ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے کے
لیے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اس مکار کی ماں
نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ پادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمعی
حاصل کرکے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنگر میرے پسر کو بجائے برادر کے خلعت

زمینداری رخصت کیا جاوے اور مختشم خان پاس بھیجا جاوے۔ کہ بعض جگہ خزانہ مدفون ہے جس کی اطلاع
اس کو ہے وہ قلعہ دار کو بتلا دے۔ باقی مال و عیال کے ساتھ میں قلعہ سے باہر آویں بادشاہ
اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا۔ اُس نے سوم سنگھ کو قلعہ میں اُس کی ماں پاس بھیجا بعد اُس کے جانے
کے بھی حیلے اور ناحق کے وعدے کر کے دفع الوقت کیا اور بادشاہی آدمیوں کے لیے آمد و رفت
بند کی اور مختشم خان کو گنتی کے آدمیوں کے ساتھ بطور محبوسوں کے قلعہ میں ایک جگہ بٹھا دیا اب بادشاہ
اور اُس کے خیر خواہوں کو یہ پایا کا منصوبہ و فریب و تزویر تحقیق ہوا۔ مگر بادشاہ نے بردباری اور
حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مدی رکھا۔ ان دنوں میں ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ
داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آ گئے تھے انکو اور زیادہ جلد پہنچنے کا حکم دیا۔
دشمنوں نے شوخی کی۔ بادشاہ نے پانچ مہینے قلعہ میں اقامت کی۔ لوگ بھی تھے اور بادشاہ
سوار ہو کر بیر ایسی جگہ قوم کے دم میں آ گیا۔ اب دشمنوں نے بہت شوخیاں کیں کہ بادشاہ کو محصور کر لیا مگر
اور امرا فوجیں لیکر قریب آ گئے تھے۔ بادشاہ نے نصرت جنگ کو شتاب پہنچنے کا تھوڑے سے لشکر مقدمۃ الجیش
کا لکھا کہ لے یاری وہ بیگیاں اور خود ماہر ساتھ۔ جب یہ لشکر نزدیک آ گئے تو راجپوتوں نے جنگ کی
پشت سے خبر پہنچی کہ جب محمد امین خان و سلطان حسین نے مورچال قائم کر لیے تھے اور راجپوت
لشکر کی طرح محاصرہ میں آ گئے تھے۔ اور کئی راتیں بیدار گذر چکے تھے۔ پھر ہر طرف سے لشکر شاہی نے
دشمنوں کو گھیر لیا۔ چاروں طرف خوب لڑائی ہوئی حمید الدین خان و قلیچ خان و سید محمود
و جمشید خان و راجپوتوں نے خوب اپنی بہادریاں دکھائیں۔ پانچ روز تک جنگ کا بازار
خوب گرم رہا جمشید خان و راجپوتوں کی ایک جماعت بہادر دولت کے ہمراہ تھی
اور کئی امرا خان زادوں میں سے کام آئے بعد ازاں قلیچ خان و محمد امین خان و حمید الدین خان کو
حکم ہوا کہ بطریق ایلغار کے طرف قلعہ میں کہ جگہ مقصد کی کمک کی تسخیر کریں اور
کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی مدد محصوروں کو نہ پہنچنے دیں۔ ذوالفقار خان نے چند باولیوں کو
پہ قبضہ کیا ان بی بی مراسم کے آدمیوں پر بادشاہ کو پانی پہنچانا دشوار تھا اس سبب کیا فوج

شاہی سپاہ کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنوں پر ہونے لگی روز بروز دمدموں و عمارتوں کی چوبیں
اور مٹی کو جمع کرکے مورچالوں کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ قلعہ کی دیوار تک اُنکو پہنچایا۔
اور سردار دس پہلے بھی پائے حصار تک مورچالوں کو پہنچایا جس روز یورش قرار پائی پادشاہ
خود سوار ہوا اور شریک یورش ہوا اور مکان گولہ رس میں عمداً استقامت کی۔ اس پادشاہ کے
دل میں یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ میں کسی جہاد میں شہید ہوں۔ ایک طرف سے ذوالفقار خاں
اور دوسری جانب سے تربیت خاں نے صف آرائی کی۔ مخالفوں نے بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم
اور زور کیا۔ پادشاہی جانباز بہادر روئینہ سینہ کو سپر بنا کے پیادہ ہو کر دشمنوں کا مقابلہ کیا۔
عجب زد و خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت دونوں طرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔
دشمن مغلوب ہوئے اور وہ تین ملوں میں وہ پشتے کہ جنہیں از سرنو بنایا تھا۔ پادشاہ کے قبضہ میں آئے
سب جگہ کی نسبت زیادہ وہاں آلات جان ستان بلا افراط کام کرتے تھے۔ اور لشکر شاہی نے
ایک گروہ سے زیادہ مخالفوں کا تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیوں کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ
پر دروازہ کے نزدیک علم ثبات و نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ
اور اطراف کی پناہ کے لیے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کیے اور سراسیمہ وار زن اور
فرزند اور ذخیرہ کو کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنے ساتھ لیا اور معبد خانہ میں اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگا کے
دوسرے دروازے سے دو جنگل راہوں سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے۔ اور انکے
ساتھ متفق ہو کر فرار ہوگئے۔ حصار کے اندر شعلۂ آتش بلند ہوئے۔ اور آلات شرربار کے برسنے
کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خاں و منصور خاں قلعہ کے
اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہیں سکتے تھے۔
اور محتشم خاں تھا اگر ایک لمحہ پادشاہی آدمی اُس پاس نہ پہنچتے تو دشمن اُس کا کام تمام کر دیتے
۱۴ محرم ۱۱۱۷ھ کو قلعہ پادشاہی تصرف میں آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیروں کو
بڑے بڑے منصب ملے۔ قلعہ واکنکیرا کا نام رحمٰن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود مغل کے

اہتمام سے قلعہ و مسجد دونوں تعمیر ہوئے۔ یہاں کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لیے بادشاہ دیوگاؤں میں آیا۔ جو دریا کشنا سے پانچ چار کروہ تھا۔ یہاں لشکر کے آرام کے لیے چھاؤنی ڈالی اور جا بجا حکام فہمیدہ کار دانی اور نگی بندوبست و ضبط کے لیے تعین کیے گئے اس ضلع کے مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لیے ذوالفقار خاں کو مقرر کیا ملک کو مفتوح سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنوں میں آباد ہوئی۔

ان دنوں میں خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندانا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ پرداری سے مرہٹہ کے تصرف میں آگیا ہے اُسی روز حمید الدین خاں بہادر کو مع تربیت خاں کے اس کے محاصرہ اور تسخیر کے لیے روانہ کیا۔

اسی زمانہ میں بادشاہ کے تمام اعضا میں ورد مفاصل بشدت ہوا جس سے ایک عالم کے احوال میں اختلال پیدا ہوا۔ ہر چند ہر روز خود داری کرکے بادشاہ جھروکہ دیوان داری میں مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا غشی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دفعہ خبریں ناخوش آمیز فساد انگیز دولت طلبوں کی زبان زد ہوئیں۔ دس بارہ روز تک لشکر اور امرا کے آدمیوں میں ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا۔ کبھی کبھی دیوانی کرتا۔ یہ خبر ہوئی۔ ورنہ اس از لکھوب میں کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو اس کوہستان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔ امیر خاں نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف میں زیر لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

بہشتاد و نو دیچوں در رسیدی — بسا سختی کہ از دوراں کشیدی

وراں جاچوں بصد منزل رسانی — بود مرگے بصورت زندگانی

جب میں نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید میں یہ بیت

کمی ہوسے بس آں بہتر کہ خود را شاد داری ⁂ دراں شادی خدا را یاد داری ⁂
بادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان (صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے صلہ میں بادشاہ نے اپنے تئیں سونے سے تول کر اس کو زر وزن اور سر پیچ دیا اس نے چوب چینی کا استعمال کرایا جس سے نفع عظیم ہوا۔
۱۶ رجب ۱۱۱۴ھ کو بادشاہ نے بہادر گڑھ عرف بہیر کا عزم کیا اور شعبان میں وہاں آ گیا۔ حسب آرام و ایام صیام کے لیئے چالیس روز کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۵ھ

ماہ رمضان کو اس مقام میں بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزے رکھے۔ تراویح پڑھیں۔ صلوٰۃ و سنت بدستور ادا کیے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلا ناغہ دیوان میں امور مالی و ملکی میں توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔

اب چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا نبیرہ سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار سے اور خطاب راجہ و جاگیر سیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانساماں و متصدی اسکے علیحدہ بادشاہ نے مقرر کیے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہوں۔ ابتدا قید سے نہایت حال دکا خیالی سے اسکو جدا نکیا تھا۔ احاطہ گلال بار میں اپنے ظل عاطفت میں اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اس کو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا۔ ان دنوں میں کہ ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ بزرگوں نے کہا ہے کہ ہلاک کشتن و بچہ و آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ بادشاہ کی خدمت میں التماس کر کے اس کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال میں بادشاہ سواد احمد نگر میں دوبارہ آیا جس روز بادشاہ یہاں اترا تو اس نے کہا کہ احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی الحجہ کو بادشاہ پاس خبر آئی کہ نصرت جنگ کی زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالہ داروں کو اس نے مار کر

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد میں تھا۔ باپ کے عارضہ جسمانی کی خبر سنکر حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب وہوا کی ناموافقت کا عذر کیا بادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ہم در ایام انحراف مزاج اعلیٰ حضرت عرضہ داشت بہمیں مضمون بحضور ارسال داشتہ بودیم در جواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بانشان سازگار است گر ہوائے نفس امارہ۔ بعدہ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اُسکے لیے مقرر کیا بادشاہزادہ ابھی اُجین میں نہیں پہنچا تھا کہ اُس نے عرضداشت کی کہ بادشاہ سے طرفداری کرتا اُس کو حضور میں طلب فرمایا۔ ۲۱ ذی الحجہ کو وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ صوبہ احمد آباد سے جب بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو میاں محمد ابراہیم خاں کو جو صوبہ بنگال میں تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلیے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہان پور میں تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد میں جاکر وہاں کے بندوبست سے خبردار رہے۔ محمد اعظم بادشاہ کی خدمت میں موجود تھا۔ اسے اپنی شجاعت کا غرور تھا اُس نے لشکر کی گرویدہ کی تھی۔ احمد آباد میں کچھ خزانہ بھی جمع کر لیا تھا۔ بادشاہ کی رکاب میں جو خزانہ اور فوج تھی اس کی تاک میں تھا۔ ان بھیوں سے برادر کلاں کی ہستی کچھ نہیں جانتا تھا۔ بلکہ سب باپ میں اپنے تئیں بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو بیچارہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی میں نہیں آیا۔ جب اُس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکثر بحال نہیں رہتی تو اُس کو یہ فکر ہوئی کہ شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ میں مدت سے صوبہ دار با استقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے میں بہت مشہور تھا اس کو بیجا کر کے حضور میں طلب کرے اس کی طرف سے بادشاہ سے واقعی اور غیر واقعی باتیں لگا کے اور بہت منت کر کے اس کو حضور میں طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اس کی جان کے لیے ایک بلائے عظیم ہوگی۔ محمد عظیم نے باپ کی خدمت میں آنے کا ارادہ

گیا۔ پادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ جو دلی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی میں مر گیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لیے ملتان و اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ ان دنوں میں محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مر گیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک سنہ ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور میں رہ کر عمدۃ الملک اسد خاں کو اور ایک جماعت کثیر کو اپنا رفیق بنا لیا۔ پادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہو گیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بلا ناغہ کرتا تھا۔ مگر سقوط قوت کا ضعف اس کے چہرہ پر پیدا تھا اس ایام میں روز بروز پادشاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیاں ظہور میں آتی تھیں وہ اس سے پیر خانق کے بیٹے بدلانے کی کوشش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے بہرہ تام رکھتا تھا۔ پادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ پادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا۔ سلطان حسین عرف میر ملنگ مخاطب حسن خاں کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا۔ حسن خاں بڑا ہوشیار و عاقل تھا۔ وہ اپنے حسن عقیدت و کارطلبی کے سبب تقاضا وقت کو دیکھ کر پادشاہزادہ کام بخش کو دربار میں لیجاتا تو اسکے ساتھ مسلح و مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے رفیق نوکروں کے ہوتی اسکی شکایت کئی دفعہ پادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک دفعہ تو اپنی زیب النساء بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا جسمیں حسن خاں کی بے ادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمیں یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہیں ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمیں مصلحت یہ تھی کہ پاس پہنچنے میں یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھوں میں توانا گرفتار ہو جائے۔ یہ رقعہ پادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے پادشاہ نے لکھا کہ وجہ حسن خاں معلوم کر از طرف او این ہمہ مغلوب وسواس و ہراس گردد۔

ما محمد کام بخش را جانب مرخص می نمائیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز کے مضمون سے
پیچ و تاب کھائے۔ مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا جدا ہونا غنیمت
جانا۔ بادشاہ نے اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور بادشاہزادہ اعظم کے فساد
کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اسلئے اس نے وقضیہ ناگزیر کے پیش آنے کے احتمال
کے بعد لشکر میں بنا خلق اللہ کے حق میں فساد عظیم کا مادہ جانا۔ محمد کام بخش کی رعایت خاطر
ضرور تھی اس کو مع کل اسباب سلطنت کے اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا
کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا روانہ ہو۔ اسمیں مصلحت یہ تھی کہ پاس رہنے میں یہ اندیشہ
تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ میں فوراً گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھکر سانپ کی طرح
بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ کو
رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرکے اور ہر منزل میں دو دو
قیام کرکے تیسرے روز سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اس سے بہت دور
چلا جائے جس کے سبب لشکر میں غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے میں یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا
معاملہ پیش آئے۔ ان دونوں شاہزادوں کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ
بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بسبب کمال تقوی کے پانچ
وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت میں حمید الدین خاں نے منجموں کی تجویز
سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی بادشاہ نے اسپر
دستخط کیے کہ فیل تصدق برآوردن طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد
قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید و اس عرضی پر دستخط کیے کہ این خاکسار را
زود بمنزل اول رسانیدہ بخاک سپارند بہ ترتیب تابوت نہ پردازند کہتے ہیں کہ بیٹوں
کے نام ملک کی تقسیم کا وصیت نامہ لکھکر حمید الدین خاں کو دیا تھا بعض کہتے ہیں کہ
اُنکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جس میں لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبوں پر

قبضہ کرے اور دلی کو دارالسلطنت بنائے۔ اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغربی ملکوں پر ساری دکن سمیت قابض ہو اور آگرہ کو دارالسلطنت ٹھیرا لے۔ مگر گولکنڈہ اور بیجاپور کی دو ریاستیں کام بخش پاس رہیں اُسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمیں اُس نے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیوں کی سلائی سے بچے ہیں اُن سے تجہیز و تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپئے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہیں مساکین میں تقسیم ہوں روز جمعہ ۲۸ ذوالقعدہ سنہ ۵۱ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۸ ہجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھ کے کلمہ توحید کا ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علماء و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خوابگاہ میں رکھا کہ زینت النساء بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردوئے معلی سے بیس کروہ پر تھے دوشنبہ کو آئے۔ محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پر دیوان عدالت تک گیا اور آگے اس کو روانہ کیا شیخ زین الدین کے مقبرہ میں بادشاہ نے اپنی عین حیات میں قبر بنائی تھی وہاں وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کئی سیر حاصل دیہات پرگنات اورنگ آباد کے متعلق سرکار دولت آباد کے جدا کیے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے۔ اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لیے مقرر ہوئے بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ سرخ کا ہے جس کا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہیں ہے۔ تعویذ مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو اسمیں بوتے ہیں۔ بادشاہ کا نام مرنے کے بعد خلد مکان کہا گیا۔ مدت عمر اکیانوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس سال دو ماہ ۲۰ یوم تھی۔

بادشاہ کا انتقال کرنا

آخر وقت میں اُس نے یہ خطوط ایسے لکھے ہیں کہ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا دیندار تھا۔ اس کو خوف الٰہی آخر وقت میں ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔ محمد اعظم شاہ کو یہ رقعہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علی من لدیکم۔ پیری رسید ضعف قوی شد قوت از اعضا رفت۔ بیگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ کیستم و چکارہ ام نفسے کہ بے ریاضت رفت افسوس آں باقیماندہ ملک داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد

عمر عزیز مفت رفت. خداوند در خانہ دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پایدار
نیست و از نفس رفتہ نشانے پدیدار نہ. و از استقبال توقع مفقود و تپ مفارقت کردہ جز هم و
پوست تنہا گذاشت. فرزند کام بخش اگرچہ به بیجاپور رفتہ ما نزدیکی است و آن عالی جاہ
ازان ہم نزدیکتر. عزیز القدر شاہ عالم از ہمہ دورتر. فرزند زادہ محمد عظیم بحکم اللہ اعظم نزدیک
ہندوستان رسیدہ. لشکریان ہمہ بیدست و پا سراسیمہ ہمچو من مضطرب از خداوند تنہائی گزیدہ
در حالت اضطراب است. چون سیماب بیقرار نمی فہمند کہ صاحب نخست داریم ہیچ با خود نیاوردم
و ثمرہ گناہان ہمراہ می برم. نمیدانم کہ در چہ عقوبت گرفتار خواہم شد. ہر چند نظر بالطاف
و رحمت امید قوی است اما نظر باعمال اضطراب نمی گذارد. چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماندہ
ع ہرچہ بادا باد کشتی در آب انداختیم + اگرچہ از خدا و رفتہ نگہبانی ماند چون عالم بیکسی
نیست ہمہ را بخدا می سپارم. وصیت بندگان اگرچہ پدر و کار خواہد کرد لیکن نظر بر عالم ظاہر
بر فرزندان ہم ضرور است کہ خون مسلمین ناحق کشتہ نشوند. فرزند زادہ بہادر را آخر یں
بگوئید وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند. بیگم نیاہر اگرچہ ملول است لیکن مالک الملک خداوست
کوتہ اندیشی و ثبات جز ناکامی ثمرہ ندارد. الوداع الوداع الوداع آخری وقت میں شاہزادہ
محمد کام بخش کے نام یہ رقعہ لکھا ہے. فرزند جگر بند من در عالم اختیار ہرچند برضاء الٰہی نصیحت کردم
و زیادہ از امکان وسعی کردم چون خواست الٰہی نبود بگوش رضا کسے نشنیدہ. حالانکہ از ہمہ
بیگانہ میروم بے بضاعتی خاطر غم دارم اما چہ فائدہ. عذاب گناہ ہرچہ کردم ثمرہ آن با خود
می برم عجب قدرت است کہ آمدم تنہا و می روم باین قافلہ اگرچہ تپ از دہ روز مفارقت داشتہ
لیکن تاب نیاوردہ گذشت ہر جا نظر کنم جز خدا بنظر نمی آید. اندیشہ لشکر و لشکریان نظر بر دبال
آخرت موجب ملالت خاطر شدہ از خود خبرم نیست. گناہ بسیار کردم نمیدانم بچہ عذاب گرفتار
خواہم شد. سعوا است بندگان اگرچہ رب العالمین خواہد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان ہم لازم است
حفظ و احتیاط نبدا و بجانب ظاہر حضرت در عالیجاہ ہم نزدیک ست نجہ لازم بود و حق شناگفتہ ام و ہم

بجان و دل قبول داشته شود و مسلمانان کشته شوند و وبال برگردن این ناکاره چاند شما را بخدای
سپارم و خود رخصت میخواهم حالت اضطراب است بهادر شاه جائیکه بوده است و فرزندزاده عظیم الشان
نزدیک هندوستان آمده و فرزندزاده بهادر نوری گجرات حیات النساء چیزی از روزگار ندیده طول امل ست
و عالی بیگم بیگم اندواسے پوری والده شما در بیماری باعن بوده اراده رفاقت دارد و خانه زادان
و مردمان حضور چه کنم ما جو فروش نه باید بدق و دار در آدمی به دلهٔ کار گیرد و یا بنداز و دو راز
کنند. شاهزاده محمد اعظم کے نام خط جس پر خلافت منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیده آنچه
بزبان او حواله خواهد شد ابلاغ نماید، از خود خبر نیست که کیستم و کجا می روم و بر سر این عاصی پر معاصی
چه خواهد گذشت. حالا از همه رخصت میشوم و همه را بخدای سپارم. فرزندان نامدار کامگار را باید که
مخالفت نکنند و مجوز کشت و خون خلق که بندگان خدا اند نشوند آنچه به نظر می آید طرفه هنگامه بر پا
شدنی است باید دست طلب از تفرقه خلق الله کرده که ودائع خلق الله اند. چراغ
رایان الامکان طریق ریاست ملکداری کنند. اس خط کے اس فقرہ میں کہ اودی پوری والدہ شما
در بیماری باعن بوده. لفظ اودی پوری نے عجیب تماشے دکھائے ہیں۔ کوئی تو یہ کہتا ہے
کہ اودے پور کے خاندان میں سے کوئی لڑکی اس کے نکاح میں آئی تھی۔ کوئی کہتا ہے کہ اودی پوری
کی بجائے جودھ پوری ہے۔ سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخوں میں
لکھا جاتا ہے۔ کہ اودے پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی۔ وہ
جارجیا کی بنی والی تھی۔ ایک بردہ فروش سے دارا شکوہ نے اسکو خریدا تھا وہ دارا
کی محبوبہ تھی۔ یہی مخفی سبب تھا کہ دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا۔ جب دارا مارا گیا تو
بادشاہ نے اپنے بڑے بھائی کی دو بیویوں سے شادی کرنی چاہی۔ اُن میں ایک راجپوتنی تھی وہ
تو زہر کھا کے مرنے کو موجود ہوگئی۔ عالمگیر سے نکاح نہ کیا۔ مگر اس کرسچن لیڈی نے اس سے
نکاح کر لیا۔ فرنگستانی تاریخوں میں بہت سی ایسی لغو کہانیاں ہیں۔

آنچه خوبان همه دارند تو تنها داری

عالمگیر کی خلقت و جبلت میں دین میں راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر چلتا تھا اس کے سارے اعمال و افعال و عقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہیے تابیس کرتا تھا۔ اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد میں یا غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا۔ اور کل سنن و نوافل و مستحبات کو حضور و خشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع میں جمعہ کی نماز سب مسلمانوں اور مومنوں کے ساتھ پڑھتا تھا اس کو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لیے چلا جاتا تو جمعرات کو شہر میں آجاتا تاکہ نماز جمعہ جامع مسجد میں ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لیے زیادہ دنوں کے لیے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ میں جاکر جمعہ کی نماز پڑھتا تھا۔ عیدین کی نماز سفر و حضر میں جماعت کے ساتھ پڑھتا۔ دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح و ختم کلام اللہ میں آدھی رات تک صلحا و فضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخیر میں مسجد محلہ میں معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ میں تین دن پیر و جمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا۔ سوم زکوٰۃ شرعی قبل از جلوس جو کل ملبوس خاص کے لیے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت میں صرف خاص کے لیے جو مواضع دار الخلافہ اور دو تین محل نمک رہ جدا کیے گئے انکی زکوٰۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکوٰۃ کا حساب کر کے دیتا تھا۔ چہارم حج۔ ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اس کو تھی مگر بعض موانع و عوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جاسکا اس کے بدلے میں حرمین محترمین کے خادموں کے ساتھ استقدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج اکبری کے ہو جاتا تھا اتنی مدت سلطنت میں کبھی ہر سال کبھی دو سال میں بہت سا روپیہ بھیجتا تھا اور بقعہائے شریف میں طواف حج اور سلام رسانی کی نیابت کے لیے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے تھے۔ انکی تلاوت کے لیے اور تسبیح و تہلیل و اوراد و عبادات کے ادا کے لیے بہت آدمیوں کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے

[illegible]

وہ ہمیشہ باوضو رہتا اور کلمۂ طیبہ اور اذکار اور ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ شب بیدار
اور راتوں کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ میں اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا
ہی سے کل ملاہی و مناہی و مسکرات و محرمات سے محترز تھا کبھی اُسنے شراب کو لب نہیں لگایا
مسکرات و مخدرات کی بوتک کو دماغ پاس نہیں آنے دیا اور سوا ازواج حلال کے کسی حرم سے
مقاربت نہیں کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہا و دلنواز پائے تخت میں مجتمع تھے
اور اوائل جلوس میں بھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اسمیں حقیقہ یاب تھا لیکن کمال تورع
و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویندہ و نغمہ سرا و مطرب
تائب ہوتا تو روزینہ و زمین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا مکرم خان صفوی نے
کہ فن موسیقی کے ماہروں میں تھا بادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق میں کیا فرماتے ہیں تو
اُسنے فرمایا کہ لاالہ مباح۔ پھر اُسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے
اہل ہوگا فرمایا کہ میں بے مزامیر خصوصاً پکھاوج کے سانہ گانا سن نہیں سکتا وہ بالاتفاق حرام ہے۔
اسلیے میں نے سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سرود کے جنازہ نکالنے کی مشہور ہے جس کو ہم نے
پہلے لکھا ہے۔ بادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہیں پہنا اور ظروف نقرہ و طلا مطلقاً وہ کام میں نہیں
لایا اور زردوزی لباس رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیروں کو بھی منع کر دیا کہ زنانہ لباس
پہننا چھوڑ دیں۔ انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا جواہر جسکے پہننے سے زیب و زینت وافر ہوتی ہے انکے
گھر سنگ یشب کے بجائے چاندی سونے کے بنوائے کہ وہ مشروع و مباح ہوں۔ وہ تقلیل طعام
غذا میں عبادت خدا کے لیے کرتا۔ اس کی محفل میں غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتیں مذکور
نہیں ہوتیں اُسنے بندہائے حضور کو تلقین کر رکھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ
۱۰۶۹ سے تعبیر کیا جائے۔ ترویج قواعد دین و تنقید احکام دین میں اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے
میں اور بدعتوں و مناہی و ملاہی کے اٹھانے میں ایسی کوشش کی جو پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں
نہیں ہوئی تھی بادشاہ نے سنہ ۶۹ میں یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

تمام منہیات ومحرمات خصوصاً شراب بنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام منکرات اور زناکاری
کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی
اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ میں صوبہ داروں کے نام احکام صادر
ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ میں ایسا ہی ایک محتسب مقرر کریں اور اسکے ساتھ احدی اور سوار بھی
ساتھ رہیں کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے میں حجت کرے تو اسکی تنبیہ و تاکید وہ کریں۔ بعض
مورخوں نے اس احتساب میں یہ بھی داخل کیا ہے کہ بتوں کی سواریاں اور رتھ نکلیں بھی نہ ہونے
دیں غرض اس احتساب کا فائدہ تمام اور خواص وعوام پر نہایت جاری تھے۔ طوائف نے خواہش
کو دار الخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ میں یہ حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر کہیں رہا
کریں۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے میں اور بدکاریوں کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلیے اسنے شہر کی
آبادیوں سے دور بسنے کا حکم دیا۔ اور پہچان کے لیے ان کو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے
رنگیوں میں انکا نام لال بیوی مشہور ہوا ملک میں باوجود اس وسعت کے سوا اور حد سیاسات شرعیہ
کے کوئی اور سیاست کام میں نہیں آتی ہرگز باقتضاء قوت غضبی و ہیجان نفس کسی فرد انسانی
کی حیات کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارا نہ تھا۔ پادشاہ قتل کا حکم خود دیتا۔
عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہیں کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی کہ
دار الخلافہ اور اطراف میں ہندو مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا۔ اسکو حکام شہر
کے ناظم پادشاہ کی بارگاہ میں لاتے اور اس کو ارشاد ہوتے کلمہ طیبہ کی تلقین کرتے اور پادشاہ
اس کو خلعت و انعام نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایات سے نوازش کرتا۔ اور جو ممتاز ہندو
مسلمان ہوتے وہ بے واسطہ پادشاہ پاس آتے اور پادشاہ ان کو خود اپنی زبان سے کلمہ
کی تلقین کرتا۔ خلاع اور عنایات سے ان کو کامیاب کرتا اور اسطے ایام سلطنت میں اسنے
ہندوؤں پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جس سے یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہندو
ہیں۔ وہ اکبر کے عہد میں موقوف ہو گیا تھا جس کے سبب سے مسلمانوں کے دل خیر خواہ

ہندوؤں کا مسلمان ہونا اور [illegible]

ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اس کے جاری ہونے سے ہندوؤں کا دل دکھا اور وہ بادشاہ
کے بیری بن گئے۔ اس نے ایک حکم گشتی تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم
آئندہ نوکر نہ رکھے جائیں اور حکام کے ماتحت جو عہدے خالی ہوں تو ان کی جگہ مسلمان
نوکر رکھے جائیں مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اس پر عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندوؤں کے دل ناراض
کرنے کے لیے کام آیا اور تنگ مذہب کے عہد میں ہندو نوکروں کی کچھ کمی نہیں ہوئی۔ اس نے
ایسے احکام بے ضرورت جاری کر کے ہندوؤں کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتوں کے کوئی
گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی بھی عجب ہندوؤں کا
دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی اس نے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہیں لگائی کہ وہ
ہندو تھا۔ کبھی اس نے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہیں کیا۔ ہندوؤں کی جو مذہبی عبادات
اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھیں ان کو نہیں روکا مگر باتیں وہ کیں کہ جن سے ہندوؤں کا
دل ناراض ہو گیا۔ بنارس میں بشیشور اور بندو مادھو کے عالی شان مندروں کو خاک میں
ملایا۔ متھرا میں گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا۔ جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات
میں فقط کاغذی حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانوں نے اپنی عہد سلطنت میں بتوں کو
توڑا اور مندروں کو ڈھایا۔ مگر اس سے ہندوؤں کے دلوں میں بت پرستی کا اثر
ایسا کم نہیں ہوا جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریوں کے مواعظ سے ہوا ان دونوں باتوں
سے ہندوؤں کے دلوں میں بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لامذہبی نے لی وہ پکار پکار
کے کہنے لگے کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب میں نہیں ہے۔ غرض جو سلطنت
اسلامیہ میں ظاہر بتوں اور بت خانوں کی کمی ہوئی۔ مگر باطن میں ہندوؤں کے دل
بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اس کے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بتخانے
بہت دکھائی دیتے ہیں مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلوں سے بت پرستی کوسوں
دور بھاگ گئی یہی تعلیم یافتہ ہنود آج کل اپنی قوم میں سربرآوردہ ہیں۔

اس کی عطایاے عام میں سے یہ ایک ہے کہ علاقت وجہ بات اور وجوہ راہداری اور محصول تمغہ
اور اور اموال سائر کو معاف کر دیا خصوصاً محصول تمغا کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھے اور
اسکا علاوہ ان لوگوں کی ناموس کی بے ستری کرتا جن پاس کو احتمال تمغا کوے کے چھپا کر
لیجانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ میں ہندو مسلمان پر تیس لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف کردیا
دوئم یہ ہے کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کر دیا پہلے دستور تھا کہ اولاد
کی تنخواہ اور مناصب وجہ مواجب میں سے باپ دادا کے مطالبات کی بابت اہل دیوان
عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج وضع کرتے اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے
خزانہ عامرہ میں داخل کرتے جسکے سبب پادشاہ کے منتسب پریشان حال ہوتے پادشاہ
نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہاے درگاہ میں سے
منصبدار دوبیستی سے ہفت ہزاری امیر تک جس مطالبے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت
واجب الادا ہو معاف کریں اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کریں اور منصبدار
دوبیستی سے چہارصدی تک کی منصب جبکے جو انکے باپوں پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جائے۔
اور پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ اُنکے باپوں کی بابت ہو اس کو انکی وسعت
حال اور استطاعت وجوہ کے موافق لازم الادا جانیں اگر انہوں نے مطالبات کی برابر
میراث پائی ہو تو بعضوں اور سالوں میں بتدریج مطالبہ کو وصول کریں اور اگر اس قدر
میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کریں۔ اور اگر یہ تحقیق ہو
کہ متروکہ مطلقاً نہیں پہنچا ہو تو اس کو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کریں۔ یہ عطا اسکی کروڑوں روپیے سے زیادہ کی تھی۔ اسکی مبرات
عام میں سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت میں بہت سی راہیں اور سڑکیں ایسی تھیں کہ ان میں
مسافر خانے اور سرائیں نہ تھیں۔ مسافروں کو ان میں راحت اور آسائش نہ
ملتی تھی بعض راہوں میں خاص کر اورنگ آباد سے اکبرآباد تک اور لاہور سے

[illegible]

مسافروں کو سفر کرنے میں سخت تکلیف و اذیت ہوتی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ان
ممالک محروسہ میں جہاں جہاں سرا [illegible] بادشاہی سرکار خالصہ سے سرائے وسیع سنگ و خشت و آہک سے
نہایت مضبوط و مستحکم بنائی جائے جس میں بازار و مسجد و چاہ و حمام بنایا جائے اور ہر منزل میں مسافروں کے
ایک ایک منزل گاہ بنائیں جس میں [illegible] سوداگروں و اشیاء و اموال کو رکھیں اور یہ بھی حکم دیا کہ جو پرانی سرائیں مرمت
طلب ہوں انکی مرمت کیجائے اور جہاں پل کی ضرورت ہو وہاں پل بنایا جائے ایسے کاموں میں
بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا تھا ایسے حکموں سے ہندوستان کی راہوں میں وہ امن و آبادی
ہو گئی کہ [illegible] اور راہوں کے سبب سے شہروں کا حکم رکھتے ہیں۔ جب بادشاہ کو اوائل
سال جلوس میں معلوم ہوا کہ بعض مساجد و معابد بعلت تنگی کے سبب سے بے رونق ہو گئی ہیں تو بادشاہ نے
حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ میں جہاں کوئی مسجد پرانی شکستہ ہو گئی ہو تو سرکار خالصہ سے اسکی مرمت کیجائے
یا وہ از سر نو بنائی جائے۔ امام و مؤذن و خادم و خرچ مسجد مثل روشنی و بوریا وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جائے
چنانچہ ان کاموں میں بہت روپیہ خرچ ہوتا تھا۔ [illegible] دارالخلافہ اور شہروں
میں [illegible] مساکین کے [illegible] کے بانٹے جاتے ہیں [illegible] ہزار روپیہ صدقہ
اور مستحقوں میں ہر سال بانٹے جاتے ہیں کل تقسیم ہوتا تھا محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینہ میں [illegible]
ہزار اور رجب میں [illegible] ہزار اور شعبان میں پندرہ ہزار اور رمضان میں تیس ہزار۔ باقی سات مہینوں
میں کچھ نہیں تقسیم ہوتا تھا تو اس نے حکم دیا کہ ان مہینوں میں بھی ہر مہینہ میں دس ہزار روپیہ خیرات
ہوا کرے کل سال میں ایک لاکھ [illegible] ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع میں تمام بلاد و قصبات میں فضلاء و مدرسین کو لائق وظیفے اور مدرسہ
اور [illegible] مقرر کئے اور طلبہ علم کی جمعیت [illegible] مقرر کی۔

چونکہ بادشاہ دل سے چاہتا تھا کہ تمام اہل اسلام مذہب حنفی پر عمل کریں اور
مسائل مذکورہ کتب فقہ میں روایات کا اختلاف ہے اور بعضوں نے روایات ضعیفہ لکھی ہیں اور
اسکے اقوال مختلفہ کتابوں میں منقول ہیں [illegible] ان سب کے مجموعہ پر ایک کتاب حاوی [illegible]

اور جب تک بہت کتابیں جمع نہ کی جاویں اور کسی کو سخن دانی اور دستگاہ وسیع و تتبع کامل فن فقہ میں نہ ہو استنباط مسئلہ نہیں کر سکتا اسلئے پادشاہ کا عزم صمیم یہ ہوا کہ ہندوستان کا ایک گروہ مشہور علما اور معروف فضلا کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ جو کتابخانہ سرکار شاہی میں فراہم ہیں الفاظ تتبع و تلاش کر کے استخراج مسائل متفق علیہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ جامعہ میں ترتیب دے تاکہ سب کو انکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علما کے زمرہ کو وظائف شائستہ دئے گئے۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لکھنے میں خرچ ہوا اس کا نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اس نے اور کتابوں سے مستغنی کر دیا۔

پادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہیں کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف تھا اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوبات شیخ شرف یحیی منیری و شیخ زین الدین منیری و قطب محی الدین شیرازی اور اسی قبیل کی اور کتابیں پیش نظر مطالعہ رکھتا۔ وہ حافظ قرآن تھا ابتدا حال میں اس کو کچھ سورتیں یاد تھیں مگر پادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا تاریخ شروع حفظ سنہ ہزار یک فلاتکی اور تاریخ اتمام روح محفوظ ہے۔ خط نسخ لکھنے میں اس کو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی میں ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھ کر مکہ معظمہ بھیجا۔ اور ایام شاہی میں دوسرا قرآن شریف لکھ کر مدینہ منورہ میں بھیجا۔ جسکی جدول اور لوح اور جلد میں سات ہزار روپیہ خرچ کیا۔ سوا ان دو قرآنوں کے پنج سورہ اور سورہ قرآنی لکھیں۔ وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا۔ قطعے لکھا کرتا تھا۔ اور بعض اوقات پادشاہزادوں اور امرا کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطریں نہ لکھتا ہوگا۔ اس کو فارسی کی انشا پردازی میں ملکہ تھا اور نظم میں بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی سلاست و ملاحت سے بولتا تھا۔ ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندیوں کو جو فارسی نہیں جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب میں یہ آیت الشعراء

بہت معتقد اور شاہ ولی اللہ کے خاندان کی تعظیم کرتا تھا ان پر متمسک ہو کر وہ اچھے شعر کو جو قابل وجہ
نہیں کرتا تھا۔ شاعری ترک کر دی تھی۔ اگر کسی شعر میں موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔

مگر دیر رضائے خدائے عزوجل ہر چہ ہست ہوس ازل ذات خود ہوس ترک

اسنے ملک الشعراء کا عہدہ موقوف کر دیا مگر خواجہ میر اور بعض شاعر باقی تھے ۔ یا شاعر خاص
وغیرہ ایسے شعراء قصیدہ لکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو شہنشاہی پہنچاتے جب وہ پہنچتے تو ان کو
ارشاد ہوتا کہ آئندہ ایسے بیہودہ کلام میں اپنی اوقات ضائع نہ کریں جن مورخوں نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر
کہنے اور پڑھنے کی مخالفت کی وہ مبالغہ ہے اسکی خود رقعات عالمگیری میں اساتذہ کے شعر لکھے
ہیں بعض اوقات وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت

عمر عالمگیر در ساعت ... یک نفس ... شیشہ ساعت ... [illegible]

وہ پہلے ... کو برا سمجھتا تھا ... اور اپنے مذہب کے موافق
داخل ہوتا تھا اس لئے اس کے عہد میں ... کا نشانہ ... ان کا بھی ... ہندو
کی مذہب کے موافق جو ... سے ... اسکی سماعت پر بھی ... وہ موقوف کر دی
... اسکے ... کام آلات ... سے خارج کیا۔

وہ اپنے ... قرآن ... سپاہ گری ... شکار ... تیر اندازی ... اسپ
تازی اور علوم دینی ... تعلیم کرتا اور ... لڑکیوں کو بھی ... کتب ... وغیرہ
احکام ضروریہ و تحصیل خط وغیرہ کی تعلیم کرتا تھا۔

بادشاہ نے ... حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ سے کوئی شرعی حق طلبی ہو تو ... عدالت
میں ... کی جائے اور اس لئے اس نے سارے ممالک کی کل عدالتوں میں وکیل شرعی مقرر
کئے کہ وہ عدالت میں ... شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کریں ... کوئی شرعی
نہیں ہوتی کہ وہ بادشاہ ... اپنی حق رسی کی وہ فریاد کریں اس لئے یہ وکیل شرعی مقرر
کئے کہ ان کی معرفت یہ مقدمات دائر ہو گئے ... بادشاہ کی عدالت ... کہ اس نے

یہ جائز رکھا کہ پادشاہ پر نالش ہوا کرے خلائق کی داد رسی اور رعایا و زیر دستوں کے حال کی پرسش
کے لیے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت میں اپنی اوقات کو صرف کرتا ہے عدل اور داد خواہ عدالت
تعین کیے ہیں کہ وہ مظلوموں اور دادخواہوں کو اپنے ساتھ لاویں۔ اور انکے مطالب مقاصد کو عرض اقدس
میں پہنچاویں۔ اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت جن ضعیفوں کے عرض معاملات اور مطالب
میں بسبب اغراض نفسانی کے تاخیر کریں تو مستغیث اس معتمد کی طرف رجوع کر کے اپنی حقیقت حال
کی عرائض لکھوا دیں تاکہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے روبرو لاوے۔ پادشاہ ان عرائض کو خلوت میں
پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیوں پر مستغیثوں کے مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق
باوجود اس وسعت کے اور دولت کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہیں کہ سوائے صوبہ
و سیاسات شرعیہ کے جن کا اجرا [illegible] ناگزیر کرتی ہیں اور سیاست نہیں کر سکتا کوئی شاہزادہ
اور امیرزادہ کسی ولایت و صوبہ میں منتظم معاملات ہو اس کا مقدور نہیں ہے کہ وہ پادشاہ کی اجازت بغیر
[illegible] کے سبب کسی کے قتل کی جرأت کر سکے جو جماعت کہ تعزیرات و عقوبات کی مستحق ہوتی
ہے حکام صوبہ داروں کی عرائض سے اور وقائع نگاروں کے نوشتوں سے اس کی حقیقت حال پر
پادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے پادشاہ شریعت کے موافق خود حکم سیاست صادر کرتا ہے اور محکوم قتل ہوتے ہیں۔
پادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف ادنیٰ اعلیٰ [illegible] کے یکساں ہیں [illegible]
کے [illegible] امرا و اغنیا و مقتدر [illegible] تو اس میں تمیز نہیں ہوتی جب کوئی ملازم شاہی [illegible]
مراتب خدمت [illegible] میں کسی [illegible] رشوت کا مرتکب ہوتا ہے تو بحکم آئین شاہی [illegible] اعلیٰ
گوشمالی و تادیب [illegible] اس کی جزا تنبیہ کے موافق تعزیر ہوتی [illegible] خدمت سے معزول ہوتا ہے [illegible] عزت و اعتبار
اس سے لیا جاتا ہے یا منصب جاگیر سے برطرف کر دیا جاتا ہے اگرچہ [illegible] کے جرم عفو کے
قابل ہوتا ہے تو وہ فضل کر کے بخشائش نوازش کا مورد ہوتا ہے۔ کل بندگان پادشاہی اسی طرح متنبہ
[illegible] ہوتے ہیں [illegible] اطوار و اخلاق کی تہذیب ہوئی ہے [illegible]
[illegible]

ان سے بجائے تصور مقصد کرنے۔ تمام حالات کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سخت گھبرائے ہوئے تھے جس کے
تصور وان کرنے وہ مزاج میں نہایت تحمل خیال تھا۔ جیسا شرم وہ دلی اس میں [illegible] کبھی
ایک ان پہ [illegible]۔ کوئی بات کسی کے سامنے [illegible] نہیں کہتا تھا بلکہ ہے۔ وہ مرآتی قدر ہوتا ہے کہ
چنگ عزت کا باعث ہوتا اور اس کے دل کی تسکین ہوتی۔ اگر کسی کو زخم وہ ہاتھ کے لگتا تو اسے
سامنے [illegible] حیثیت نیز خلوص سے بھی تحریر کرتا۔
بادشاہ دل وہ ہو ایسی کہ وہ پیشانی نرم قول سے کرتا کہ ہر سے دو دشمن وضعات وہ
ہر اوطلبوں کرتا۔ وہ سب کا نعت بارگاہ عدالت میں جوق جوق آتے اور بادشاہ
کی فراخ ظرف کے سبب سے بغیر کسی خوف وہراس دہیبت وہ وحشت کے اپنا عرض مطلب
کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ سب بیان کرتا بہت بڑھ جاتے اور خارجی باتیں بہت بناتے
تو بادشاہ صاحب [illegible] نہیں ہوتا۔ بار بار اتوں سب سے خصوصی
عرض کا کہا ہمیں سننے کی بہت نہیں رہنا چاہیے تو زیادہ اپنے کلام کے سننے
اپنے سرکی مشغول سے اور ضرور سخت اہلیہ نفس کو ملکہ تحمل حاصل ہوتا ہے۔
خرد سے وہ واری اس صفت سے جس کے سبب آدمی اور آدمیوں پر سب اعتبار
نہیں کرتا۔ وہ اپنے سے ہر جگہ کے سوائے کیا تھا اس کو وہ زندگی بھر ایک لحظہ بھی نہیں ہوتا
اس کو خرم اور احتیاط کے سبب یہ نہ تھی شہادت اگر میں پیری ہوں وہ بھی میرا اقبال وہی مدد کرے جو
اس نے اپنے باپ کا کیا اس لئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا۔ ہمیشہ اپنے افسروں کو ایک مقام
سے دوسرے مقام میں بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ
پیدا کریں کہ پھر اس کا توڑنا مشکل ہوجائے۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹوں کے حال کا احوال
سنے کسی بھی احتیاط کرتا۔ شہزادوں پر خفیہ جاسوس رہنا ہو تا کہ ذرا نہ لگنے پائے تا جب
ان کو فرض کے ساتھ وہ دار [illegible] کے ساتھ تاکید مقرر کرتا ان سب کا عرض پہنچتا تھا
بیٹا لگتا اگر اس کے ساتھ ہی اپنے کلمات نصیحت آمیز و تسلیت انگیز تحفے کے ساتھ بھیجتا

بیٹوں میں شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے بہت دور بھیجا ذوالفقار کی تحریر سے پادشاہزادہ کام بخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر اس سے اسکا دل بہت جلد صاف ہو گیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اسنے اعلیٰ امتحان کیا کہ اسکو شکار میں ساتھ لے گیا اور اسکے ساتھ کے آدمیوں کو راہ میں روک لیا جب اسکے ساتھ آدمی نہ رہے تو اپنی بھری بندوق اسکے ہاتھ میں دی پھر ایک خنجر میں لیا کہ ایک عجیب غریب تھا اسکو دکھایا جو خاندان میں بطور یادگار چلی آتی تھی نکل کر کے اسکے جوہر بتلائے آپ ہو گردن کا سامنا کر کے ننگا ہو گیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا امتحان کر لیا اور اپنا اعتبار اسکے دل میں بٹھا دیا۔ تو اسکو رخصت کیا۔ مورخ لکھتے ہیں کہ بعد اس معاملہ کے شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہو جاتا۔

ہر ایک سرکار و صوبہ و شہر میں سوانح نگار جدا جدا مقرر ہوتے تھے وہ روزنامچے لکھتے تھے اور یہ روزنامچے پادشاہ کی نظر سے گزرتے تھے۔ وہ جزئیات اور کلیات اور طور و طریقہ صوبہ داروں اور حکام و عمال کے ادنیٰ سے ادنیٰ تک بالکل حضور میں بھیجتے تھے۔ اور عدالت کے دیوانی وہ اپنے حسن عمل سے پاداش اور سزا کردار کے لکھا کرتے ان واقعہ نویسوں کے سوا ایک ایک خفیہ مقرر تھا۔ سوانح و حقائق لکھ دوسرے شخص کی اطلاع و خبر نہ تھی۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش میں نقص اور بے تجاوز کرتا تو مقرر کردہ کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھل جاتی۔ اس طرح کسی اہلکار کی بد دیانتی اور بدکرداری چھپ نہیں سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ پادشاہ کو ایسی جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اس کو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس پادشاہ کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا۔ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ پہنچ جاتا تھا کہ اس کو کچھ توجہ ہی کرنی نہیں پڑتی تھی۔ ہر سرکار و صوبہ سے سوانح نگار جو واقعات لکھ بھیجتے تھے ان میں بے تکلف یہ باتیں لکھا جاتا تھا۔ امرا و پادشاہ

اور سرداروں [illegible] صداقت [illegible] کے [illegible] اپنے لشکر [illegible] الی مصلحت
دیا تھا اور اپنی نظر سے کسی قدر دور کر دیا تھا [illegible] نزدیک نہ تھی۔

چونکہ فخر الدین [illegible] دونوں کا [illegible] ایک مدت [illegible]
[illegible] مشغول رہتا تھا [illegible] اپنے [illegible] کی خدمت [illegible] خیال
[illegible] کی منزلت کے [illegible] دونوں [illegible] ایک ہی [illegible]
[illegible] نہیں ہوتا تھا [illegible] اتفاق ہو گیا کہ لشکر کی جمعیت [illegible]
ہو گئی۔ حضرت [illegible] دونوں کی [illegible] جمعیت [illegible] سے [illegible]
[illegible] پادشاہ [illegible] نے [illegible]
[illegible]
[illegible] مظفر [illegible] قتل ہو گیا [illegible] جنگ میں
[illegible] وقت آ گیا [illegible] سواری [illegible] ولایت سے [illegible]
[illegible] عبد العزیز [illegible]
[illegible] لشکر [illegible] کر لیا [illegible]
[illegible] وقت [illegible] ظاہر [illegible]
[illegible] جماعت کا [illegible] زخمی [illegible]
[illegible] عبد العزیز [illegible] جب یہ خبر [illegible]
[illegible] جنگ سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

جب اس کو فتوحات ہوتیں اور امراء اس کو مبارکباد دینے آتے تو وہ اس پر کچھ توجہ نہیں کرتا اور شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حالانکہ اوقات شدت و رخا و رنج و راحت اندوہ و شادی میں اس کا حال ایک تیرہ پر رہتا امور خیر کی توفیق پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجا لاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات ظاہر کرتا۔ بشاشت انبساط میں اسکا خندہ تبسم سے نہیں گزرتا اور قہر و شورش جبلی کو قت سے پیچیں جبیں ہونے کی زیادہ عتاب نہ کرتا۔

اس کی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھیے تو معلوم نہیں ہوتا کہ خدا نے اس کو کیا استقلال دیا تھا کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادے سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر میں جب ہاتھی نے اپنی سونڈ سے اس پر کمند ڈالی تو اس نے اپنے گھوڑے سے ایسا نیزہ بلند مارا کہ نہیں کوتاہ کیا۔ جب شاہجہاں نے کہا کہ بیٹا ایسی بے اکاری نہیں کرتے جھٹ بھاگ جاتے ہیں۔ تو سعادت مند بیٹے نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا غلام کو خدا نے بھاگنے کے لئے نہیں پیدا کیا۔

... برس کی عمر میں اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیے کہ دکن سے کوچ کر لیکا اور دشمنوں کا استیصال کرنے کا شوق ان پہاڑوں میں پیدا ہوا جن کی راہیں کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل۔ پھر ان پہاڑیوں کے اندر گرمی اور برسات کے دنوں کا کاٹنا کچھ آسان ہی کے شامیانے کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانوں اور آرامگاہوں کا چھوڑنا۔ اور پھر دشمنوں سے مقید بیٹھے کرتا ... اور وہ زندگی بسر کرتا اس صاحب کمال بادشاہ کا کام تھا ان کوچوں ... میں پھرا۔ سال میں اس نے بے مکان بے محلات شاہی وہ اچھے جوان اور ... سپاہیوں سے نہیں اٹھ سکتیں۔ جن برساتوں میں وہ ان گرم ملکوں میں رہا ان میں طوفانوں نے کیا کیا تکلیفیں اسکو پہنچائیں جب وہ برسات میں کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیوں اور غرقاب وادیوں اور دلدل ریتوں اور تنگ تاریک و باریک راہوں میں گذرنے سے کیا دشواریاں پیش آتیں ایسے مقاموں میں اقامت کرنی پڑتی کہ جہاں کھانے پینے کو مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوتے کہ بار برداری کے سارے جانور

عنایت کی بہت [illegible] سے [illegible] ایک [illegible] ہو گئی [illegible]
[illegible] لڑکی کی شخصیت نہایت [illegible] ہو گئی۔ [illegible] بالا کی [illegible] پیدا [illegible]
بالا کی [illegible] کیا [illegible] سب [illegible] آفت [illegible]
بعض وقت [illegible] لشکر میں [illegible] بادشاہی [illegible] بہت [illegible]
کہ شہزادوں کا [illegible] کرتے [illegible] کی [illegible]
بیگانہ [illegible] عالمگیر [illegible] اس [illegible] منتقل [illegible]
[illegible] بہت [illegible] منتقل سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بادشاہ [illegible] سے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

دصوبوں کے ستم رسیدہ ہوں اور وہ اپنے وطنوں اور مسکنوں سے پادشاہ کے پاس عدالت کیلئے
آئے ہوں۔ غرض ان کا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا شرعیہ موافق شریعت کے فیصل کرتا ہے
اور مراتب عرفیہ کی تنقیح وتشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ مسکینی وفقیری کا ہوتا
ہے ان کو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اس کے اکثر اوقات پادشاہ اپنے شبستان میں اور بعض
اوقات منظر جھروکہ میں بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے نیچے کے میدان میں ایک خلقت انبوہ ہر
صنف گروہ کی جمع ہوتی ہے۔ بے مانع ومزاحم پادشاہ کو دیکھتی ہے (اس درشن کو پادشاہ نے
موقوف کردیا) اسی میدان میں پادشاہ لشکر کو دیکھتا ہے۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد میں جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان
میں بعض امراء اپنے تابینوں کا ملاحظہ کراتے ہیں اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیوں
کو جن کا دیوان خاص و عام میں لانا دشوار ہے پادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھلاتے ہیں اور کبھی
بعض ہاتھیوں کو گھوڑوں کے پیچھے دوڑاتے ہیں تاکہ میدان جنگ میں گھوڑوں اور سواروں
پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی پادشاہ ہاتھیوں کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جلوہ گاہ
میں دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہاں سے آکر ایوان چہل ستون خاص و
عام کے جھروکہ میں بیٹھتا ہے اور اس میں امور عظیم ملکی و کلیات مہمات مالی میں مشغول ہوتا
ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امراء منصب داروں کے لئے مراتب معاملات
اور مہام عرض کئے جاتے ہیں اور ایک جماعت توفیق خدمات اضافہ مناصب اور عطایا اور
مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی اس کی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہیں اور رسم
تسلیم کی تقدیم کرتے ہیں۔ ایک گروہ صوبوں اور بیرونی خدمتوں پر تعین ہوتا ہے خلعت سے
ہیں اور رخصت ہوتے ہیں اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار اور بہرہ ور ہوتے
ہیں اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہیں گروہ بندقانداز جو عبارت
تفنگچیوں سے ہے۔ خواہ منصب دار خواہ احدی اور قدر اندازان تیرانداز بوساطت میر آتش
و بخشی احدیوں کے موقف عرض میں پہنچتے ہیں اور پادشاہ ان کو دیکھتا ہے اور مقربان بارگاہ

اور ایران [illegible]
ان کی پرورش [illegible]
نسب [illegible]
[illegible]
زبان [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
مشغول [illegible]
واقعات بیان [illegible]
[illegible]
جاتے ہیں [illegible]
[illegible]
[illegible]
مطالب [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نظر سے گذرتے وہ ان کو اصلاح دیتا۔ جب حاشیہ جلیل القدر لکھے جاتے تو دستور اعظم ان کو نظر
سے پہلے گزرانتا۔ بعض فرمانوں پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطریں لکھ دیتا۔ ہر صوبہ سرکار کے جو واقع
نگار اور واقعات کے نوشتے بھیجتے پادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات جانوران شکاری باز وجرہ وشاہین
وچرغ وبحری یوز وغیرہ خوش بیگی وقراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی
بعض پری چہرہ گھوڑوں کو آراستہ کرکے ملاحظہ کراتے اور ان کو صحن غسلخانہ میں جا بجا کھڑا کراتے
اسی مجلس میں داروغہ عدالت مستغیثوں اور دادخواہوں کو حاضر کرتا اور عرض احوال
ومطالب گذارش کرتا۔ پادشاہ ان کی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ میں سے چہار شنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا۔ جس میں وہ دیوان خاص عام میں نہیں بیٹھتا تمام
متصدیان عدالت وقاضی عسکر ومفتی وفضلاء وعلماء وارباب علم ومحکمان شہر
صحن میں غسلخانہ میں حاضر ہوتے اور پادشاہ تمام وقت عدل پروری ودادگستری میں
مصروف ہوتا۔ جن آدمیوں کی یہاں ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے۔ دوپہر تک
پادشاہ ان شغلوں میں مصروف رہتا۔ پھر یہاں سے اٹھ کر محل میں جاتا۔ اور وہاں
قلیل کھانا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد میں جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اس کے بیٹھ رہتا۔ تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص میں جاتا اور عصر کے وقت
تک وہیں رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت وکتابت کرتا اور مسائل دینی ومطالعہ
کتب اور علماء وقت کے رسائل کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے امیروں کو مصالح ومہمات
ضروریہ کے لئے بلالیتا۔ اور بعض دادخواہوں کی اور مظلوموں کی التماس کو سن لیتا
ان کا جواب دیدیتا۔ کبھی کبھی پادشاہ کے حرم سرا میں سے بیگمیں آجاتیں
اور مستورات محنت زدہ وبیواؤں ویتیموں کا حال عرض کرتیں۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا۔ جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تاریخ نویسی سلطنت عالمگیری

بادشاہ کے عہد میں بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیر نامہ لکھا جس میں دس سال کی سلطنت کا حال بالتفصیل لکھا ہے اور یہی معتبر تاریخ سلطنت دس سال کی ہے۔ مگر بادشاہ نے اس کے بعد اپنے زمانہ کی تاریخ لکھنے کی سخت ممانعت کر دی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب اسکا سبب مآثر عالمگیری میں تو یہ لکھا ہے کہ بادشاہ بنا بر باطن کی تاسیس کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا اس لئے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کر دی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت و فطنت و عناد و عصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت کے سبب سے تو اس سے وہ کام صادر ہوتے تھے جو بادشاہان عالی مقدار کو شایاں ہیں مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور میں آتے تھے جو عظیم الشان بادشاہوں کو زیبا نہیں ہیں اس لئے اس نے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کر دی کہ اسکے یہ کام اسکے یادگار نہ رہیں مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات میں چند تاریخیں لکھی گئیں جنمیں سے ایک خافی خاں کی تاریخ ہے جو اہل یورپ کے ہاتھ میں اورنگ زیب کی بدگمانیاں بیان کرنے کے لئے دستاویز ہے۔

ہمیشہ سے سنی و شیعوں کے درمیان معاندت و مخالفت چلی آتی ہے جسکے سبب سے ایک دوسرے کی نیکیوں کو نہیں دیکھ سکتے۔ بلکہ ان کو وہ نیکیاں دکھائی نہیں دیتیں۔ غرض دونوں فریق ایک دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نیکیوں کے بیان کرنے میں کنجوس ہیں اور بدیاں کھود کھود کر نکالتے ہیں۔ ان دونوں فریق کے طرز تحریر میں یہ فرق ہے کہ اہل سنت کی تحریر میں تقیہ نہیں ہوگا اور شیعوں کی تحریر میں تقیہ ہوگا۔ خافی خاں شیعہ ہے اس کی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اس کی تاریخ کوئی غور سے پڑھے تو کسی خلیفہ بادشاہ کی نسبت نیک خیالات پیدا نہ ہوں وہ ان کے نیک کاموں کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھ دیگا جس سے وہ نیکیاں خاک میں مل جاتی ہیں اگر کسی بادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا تو اس کو لکھ کر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل میں نہیں آیا۔ اورنگ زیب نے بہت سے محصول

جلد

[illegible]

محاصل سلطنت کے حساب میں دو قسم پیش آتی ہیں - اول سکہ کی قیمت کی تشخیص میں دوم محاصل کی
تفصیل میں کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کس قدر اور ذریعہ سے - دو بالا بیان ہندوستانی
اور انگریزی تواریخ میں تحریر ہیں اور ۱ تفصیل دونوں کی تحقیق و تشخیص کر کے [illegible] ایک روپیہ کی قیمت
انگریزی سکہ میں بحساب ایک سدا شلنگ اور ۳ پنس تحقیق ہوئی ہے جو ہندوستان سے ایک روپیہ کی بابت [illegible]
نسبت گھس کر کسی قدر کم ہو گیا ہو اس کی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن میں [illegible]
اور چھ [illegible] اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ پہلے حساب دام میں ہوتا تھا [illegible]
ایک چالیسواں حصہ یعنی چالیس دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا - غرض اس حساب سے [illegible]
انگریزی کی تفصیل یہ ہے اس روپیہ کی قیمت دو [illegible]

نام پادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	۱۵۹۴	۳۲۰۶۳۰۰۰۰	ابوالفضل
"	۱۶۰۵	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	دی لایٹ
جہانگیر	۱۶۲۰	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	بادشاہ نامہ
شاہجہاں	۱۶۲۸	۱۸۶۵۰۰۰۰۰	مرز شریف
"	۱۶۴۸	۲۲۶۵۰۰۰۰۰	بادشاہ نامہ
"	۱۶۵۵	۲۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگ زیب	۱۶۶۰	۲۵۲۴۱۰۰۰۰	برنیر
"	۱۶۹۷	۳۸۶۰۰۰۰۰۰	کیرٹ
"	۱۶۹۵	۳۰۵۰۰۰۰۰۰	مختار خاں
		۳۰۰۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
"	۱۶۹۰	۳۳۵۵۰۰۰۰۰	منکی
"	۱۷۰۷	۳۰۹۳۰۰۰۰۰	راموسیو

ان ... آمدنی کی تفصیل [illegible] ہے
ملک کی [illegible] زمین کی پیداوار سے آمدنی
بادشاہ اکبر کی [illegible] ۱۵۹۵ء

نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپے
۱	دہلی	۱۲۵۵۰۰۰۰
۲	آگرہ	۲۲۲۰۰۳۵۵۰
۳	لاہور	۲۲۳۳۵۰۰۰
۴	اجمیر	۲۲۹۰۰۰۰۰
۵	گجرات	۲۲۳۴۵۰۰۰
۶	مالوہ	۱۵۰۲۲۵۰۰
۷	بہار	۱۳۱۵۰۰۰۰
۸	ملتان	۵۰۰۶۵۰۰۰
۹	[illegible]	[illegible]
۱۰	[illegible]	۲۳۰۰۰۰۰
۱۱	[illegible]	۵۸۴۵۰۰۰
۱۲	[illegible]	۵۴۳۰۰۰۰
۱۳	دکن	۱۳۳۳۵۰۰
۱۴	بہار	۱۵۸۰۶۵۰۰
۱۵	[illegible]	۱۱۰۱۵۰۰۰
۱۶	بنگالہ	۲۰۰۱۵۰۰۰
۱۷	[illegible]	۶۲۰۰۰۰۰

زمین کی جمع
۱۷۰۷ء

نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپے
۱	دہلی	۳۰۵۳۴۸۵۳
۲	آگرہ	۲۸۹۷۹۰۰۳
۳	اجمیر	۱۳۳۰۸۲۴۳
۴	الہ آباد	۱۱۳۱۳۵۰۱
۵	پنجاب	۲۰۷۵۳۳۰۲
۶	اودھ	۸۰۵۸۱۹۵
۷	ملتان	۵۰۴۰۰۰۳
۸	گجرات	۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	بہار	۱۰۰۶۹۰۲۵
۱۰	[illegible]	۲۲۹۵۴۰۰
۱۱	[illegible]	[illegible]
۱۲	مالوہ	۱۰۰۹۷۵۳۱
۱۳	بہار	۱۵۷۵۰۰۲۵
۱۴	[illegible]	۱۲۲۱۵۸۵۰
۱۵	بیدر	۹۳۳۳۳۵۹
۱۶	بنگال	۱۳۱۱۵۹۰۷
۱۷	[illegible]	۳۵۰۰۵۰۰

نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نمبر	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۸	بنگال	۴۰۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد	۲۵۰۰۳۳۰۰۰
۱۹	اجین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹	بیجاپور	۲۶۹۵۴۷۲۵
۲۰	راج محل	۱۰۰۵۰۰۰۰		میزان کل	۳۹۳۳۳۳۱۳۰
۲۱	بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰	۲۰	کاشمیر	۵۴۴۴۴۴۴
۲۲	گولکنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰	۲۱	کابل	۴۰۲۵۹۸۳
	میزان کل	۲۶۹۵۳۳۵۵۲		میزان کل	۳۴۱۸۹۷۸۶۲
۲۳	کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰			
۲۴	کابل	۳۲۰۷۲۵۰			
	میزان کل	۳۰۹۲۳۳۸۰۲			

ان نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی ترقی پر تھی نقشوں میں اضافہ کی وجہ ملکوں کی آمدنی تھی اور نقشہ دوم میں اصل محاصل زمین کی کمی کی وجہ فسادات ہیں جو نقشوں میں [illegible] کی تخت نشینی کی بابت ہوئے اور بعد کے نقشہ ہیں اور دکن کی لڑائیوں کے نقصان ہیں اور [illegible] کی [illegible] سے [illegible] نقشہ میں ہوئے

محاصل زمین کی آمدنی زمین سے نقشوں سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ترقی ہی [illegible] کے آخر میں [illegible] کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ زیب کے عہد میں [illegible] کروڑ [illegible] ترقی ہو گئی [illegible] شبہ نہیں ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار تھی اور یہ آمدنی [illegible] سلطنت [illegible] میں [illegible] کروڑ اور [illegible] میں ۳۰ کروڑ کے قریب [illegible] زمین کا محصول لیتے تھے۔ بادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سررشتہ زراعت کا قائم کیا اور [illegible] بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمائش کی اور اس سے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری رہے

امراؤ عالم میں بختاور خاں یا مرزا نے لکھا ہے کہ کل جمع ۹۲۴۲۱۵۱۴۰۰۲۲ دام تھی۔ جس میں سے
۴۵۱۳۸۶۹۹۱۶۲۹ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی میں داخل ہوتے تھے اور باقی ۵۱۳۲۸۲۸۶۳
دام جاگیرداروں اور منصب داروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔ زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو
آسان ہے مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا نہایت دشوار ہے کیونکہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے
۸۰ طرح کے محصول اکبر نے معاف کرنے تھے جن کی تفصیل آئین اکبری میں لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے
بہت سے محصول معاف کئے نئے مقرر کئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤں پر اور زکوٰۃ ڈھائی فیصدی
مسلمانوں پر مقرر کی جس سے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۸۸ء میں ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر
برہانپور سے وصول ہوا مگر امر نہایت مشتبہ ہے کہ یہ جزیہ اور زکوٰۃ وصول بھی کی گئی
امیر بڑی بڑی نذریں دیتے تھے اور پیشکش یا خلعت پاتے تھے ان کا حساب بھی کچھ نہیں
ہو سکتا کہ بادشاہ کو ان نذروں کے لینے اور خلعت دینے میں کچھ بچتا تھا یا خسارہ ہوتا
تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخوں میں نہیں ہے۔ مگر فرنگیوں نے قیاس سے
انہیں شمار پر بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۱ء تک ہندوستان میں رہا لکھتا ہے کہ
بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹ رو بیان کرتا ہے کہ ۱۶۹۷ء میں بادشاہ کی
آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے سات سو تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اس کے علاوہ اور
آمدنیاں محصولوں کی تھیں۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور نمک سال
وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیملی کیری جس نے اورنگ زیب سے ۱۶۹۵ء
میں ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ
روپیہ کی ہے اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی لگان سے بھی زیادہ تھی
ان بادشاہوں کی آمدنیاں ساری ایک ہاتھ میں آتی تھیں اور دوسرے ہاتھ میں خرچ
ہو جاتی تھیں لاکھوں سپاہی تھے ان کے افسروں اور منصب داروں اور جاگیرداروں
اور صد ہا طرح کے ملازموں میں یہ آمدنیاں خرچ ہوتی تھیں۔ اگر امیروں کی تنخواہوں کا

حساب لگاؤ تو وہ کروڑوں روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ میں شاہجہان کے خزانہ میں کبھی ۲۴ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ میں چھوڑا۔ سلاطین مغلیہ میں تیمور سے لے کر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہیں ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب پادشاہوں کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہیں۔

نمبر	نام پادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق ۱۳۵۱ء سے ۱۳۸۸ء	۰	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء	۲۶۰۰۰۰۰۰	۰
۳	اکبر ۱۵۹۳ء	۰	۳۲۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر ۱۵۹۴ء	۱۶۵۰۴۳۳۸۸	۰
۵	اکبر ۱۶۰۵ء	۱۷۴۵۰۰۰۰۰	۰
۶	جہانگیر ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۱ء	۰	۵۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر ۱۶۲۸ء	۱۷۵۰۰۰۰۰۰	۰
۸	شاہجہاں کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰۰	۰
۹	شاہجہاں کا پچھلا زمانہ	۲۴۰۰۰۰۰۰۰	۰
۱۰	اورنگ زیب	۳۰۶۱۹۰۰۰۰	۴۴۳۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہم نے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ و مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بلکل مسلم ہے۔ ہاں خافی خاں کے بیان کو پایہ اعتبار سے ساقط جانتا ہوں جس کا سبب میں نے اوپر بیان کر دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے

کہ اولاد تیموریہ بلکہ دہلی کے پادشاہان سلف میں کبھی ایسا پادشاہ کہ عبادت ریاضت و عدالت گستری میں ممتاز ہو۔ سکندر لودی پادشاہ کے بعد جس کی صفات حمیدہ جلد اول میں گذارش ہوئی ہیں کمتر دوسرا پادشاہ سریر آرا ہوا ہے۔ و شجاعت

وبردباری وسلیقے صاحب میں بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا سیاست کو کام میں نہیں لاتا تھا اور ملک کا بندوبست بے سیاست صورت نہیں پکڑتا تھا اور امرا میں سبب بخشش کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام میں آتا اکثر پیش رفت ہوتا ہر اہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی باوجودیکہ نوے برس کی عمر ہوئی مگر اس کے حواس خمسہ میں فرق نہیں آیا۔ سماعت میں خلل کچھ ہو گیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہیں ہوتا تھا۔ شب اکثر بیداری عبادت میں بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت ہیں ان کو چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی تعریف کرنی ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے اور بعد اس کے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اس نے لکھا ہے کہ وہ سیاست نہیں رکھتا تھا اس لئے اس کے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہے۔ کیا اس نے گول کنڈہ بیجاپور کو نہیں فتح کیا؟ کیا اس نے بڑے بڑے راجپوتوں کو اپنے عہد میں دبائے نہیں رکھا؟ مرہٹوں کو ایک دفعہ کیا اس نے نیست و نابود نہیں کر دیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹوں کا سر نہ کچلتا آسام کے راجہ سے کیا اس نے پیشکش نہیں لی اور اس کے ملک کا حصہ نہیں لیا؟ اسکے بعد سلطنت میں خرابی پھیلی اس کا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اسی جیسا جانشین ہوتا تو اس کو سنبھالتا۔ ہم اس کے خیالات جو پادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم اور نفس تعلیم کے باب میں تھے ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ سے اصل سے مقابلہ کر کے لکھتے ہیں

اپنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اس کے واسطے اتالیق مقرر کرنے کیلئے اپنے ارکین سلطنت و علماء کو جمع کیا اور ان کے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ میں اس نوعمر لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہوں کہ وہ بڑا لائق فائق ہو۔ پادشاہ سے زیادہ کوئی اس امر کو نہیں جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہے کہ شاہزادوں کے دلوں پر وہ مضامین مفید علوم کے ہوں جس سے وہ قوموں پر حکمرانی اور فرمانروائی کے قابل ہوں۔

اس کا قول ہے کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت میں اوروں پر فضیلت رکھتی ہیں ایسی ہی وہ

فرزانگی اور نیکوکاری میں افضل ہوں وہ خوب واقف ہو کر دنیا کی سلطنتوں پر جو آفتیں اور بلائیں پڑتی ہیں
اور انہیں بدلی اور بے انتظامی پاؤں پھیلاتی ہے اور جس سے وہ آخرکار برباد اور تباہ ہو جاتی ہیں کہ اب
یہی دریافت ہو گا کہ پادشاہوں کی اولاد کی تعلیم سراسر ناقص ہوتی ہے وہ بچپنے ہی سے روس، سرکیشیا
منگ یعنی ہندوستان، اور گرجستان، اور حبش کی عورتوں اور خواجہ سراؤں کی صحبت میں پرورش
پاتے ہیں وہ بچپنے سے بڑوں کے آگے فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہیں بچپنے سے چھوٹوں کے اوپر ظلم کرتے
ہیں اور غرور سے پیش آتے ہیں جب بیٹا شہزادے تخت نشین ہوتے ہیں اور محلوں کی چار دیواری سے
باہر آتے ہیں تو وہ اپنے فرائض منصبی سے جو ان حالات کے لازم ہیں بالکل جاہل ہوتے ہیں وہ اپنے
حیات کی تماشا گاہ میں ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ کسی اور ہی دنیا سے آئے ہیں یا اول ہی اول کو تہ خانہ سے
نکلے ہیں جو حیرتوں کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہیں یا تو وہ بچوں کی طرح ہر بات
کا یقین کر لیتے ہیں یا ہر چیز سے ڈرتے ہیں حماقت کے سبب ایسے بیجا اور بے انتہا ہوتے
ہیں کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہیں اور برے کاموں کے کرنے میں دلیر ہو کر
ہوتے جب انکے سر پر تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جہل طبیعت کے سبب یا ان خیالات
کی وجہ سے جو بچپن ہی سے انکے خاطر نشان کئے گئے ہیں اپنی شکست اور فرار دکھاتے ہیں
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری شکست وفا اور ان کی اصل خصلت نہیں ہے بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری نقش ان کی کسی جبری تعلیم کا اثر ہے بلکہ خصلت میں انکی ان صفات
کا وہ صرف نام وحشی پن اور خالی نمائش ہے۔ انکی خوش اخلاقی فقط ہول کرنی سبب ہے
کہ وہ اصل اور سبب مختلف نہیں ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہے وہ میرے اس بیان
کا منکر نہ ہو گا یہ شاہزادوں کے حال کی ہو بہو تصویر کھینچی ہے۔ کیا ایشیا کے
سلاطین انھیں بندوں کے ظلم و ستم نہیں کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خوری کے ذلیل و کمینہ عادات میں ایسے پست نہ ہوتے تھے کہ جس سے
ان کی تندرستی غارت ہو جاتی تھی اور شہرت پرستی میں ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

زمین کی حالت نہ رہتی تھی کیونکہ وہ سلطنت کے کاروبار کرنے کی جگہ سیر و شکار ہی میں اپنا تمام
وقت بسر کرتے تھے۔ بادشاہوں کی جزرسی کا خیال ان کو بہت رہتا ہے اور ان سے بہت لوگ
رہتے ہیں مگر ان بیچارے غریبوں کی کھیتیوں کی پیداوار تلف ہوکے جو شکار میں ان کے بادشاہوں
کے ساتھ جانے کی بیگار میں پکڑے جاتے ہیں۔ اور گرمی سردی کی شدت اٹھانے سے وہ
بھوک اور بیماری سے مر جاتے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ ایشیا کے سلاطین و شاہان سے جو برائیاں ہوتی ہیں
اور یہ برائیاں ملکی و [illegible] ہوتی ہیں اور یہ طور ان میں انھیں میلان کے سبب یا انتظام [illegible]
خیالات کی وجہ سے جو کہ ان کے دل نشین ہوتے ہیں۔ اگر ایسا بادشاہ کوئی ہو [illegible]
کی اندرونی حالت [illegible] وقت نہ ہو۔ اپنی سلطنت کی [illegible] وزیر کے ہاتھ
میں دے دیتے ہیں [illegible] انسان [illegible] کسی کام کا انجام نہ ہو ایسی
تدبیریں ہوتی ہیں کہ بادشاہ کسی طرح [illegible] فرصت نہ پا سکے اور
اپنے [illegible] سلطنت [illegible] سلطنت کو استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
میں [illegible] بادشاہ کی [illegible] کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے اور کوئی
[illegible] خواجہ سرا [illegible] کا مگر [illegible] تدابیر ملکی
[illegible] اور خیالات [illegible] کے جو [illegible] کی اور [illegible]
سمجھے گئے ہیں کہ کسی اپنے [illegible] کو جلاوطن کریں یا قید کریں یا [illegible]
[illegible] اور [illegible] سے [illegible] کی [illegible]
سلطنت میں [illegible] اپنی حیات [illegible]
نہیں جاتا۔ پھر ایک دوسری جگہ [illegible] اپنے استاد
[illegible]
[illegible]
[illegible]

بتلائے کہ آپ مجھ سے خوشی کیا چاہتے ہیں کیا آپ یہ دعوی کرتے ہیں کہ میں آپ کو اپنے دربار کے
اعلے درجہ کے امرا میں داخل کروں ؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہئے کہ آپ کس درجہ کی عزت کے مستحق ہیں
میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری میں میرے دل کو شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو فوراً
آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو دکھلائے تو میں کہوں گا کہ یہ مشتبہ ہے
کہ اسکا باپ یا استاد کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے۔ مجھے آپ بتلائے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے
کس قدر علم حاصل ہوا ؟ آپ نے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان یوروپ، ایک جزیرہ ہے بڑا نہیں ہے
جس میں سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اس کے بعد شاہ ہالنڈ اس کے
بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہوں کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ
اندلشیا ہیں۔ یہ بتلایا کہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے ہیں اور
ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہوں نے سارے بادشاہوں کو گرہن لگایا۔
ہمایوں ۔ اکبر ۔ جہانگیر ۔ شاہجہاں ہیں جو اقبال مند ۔ عظیم الشان ۔ کشورستان اور
جہاں کے بادشاہ ہیں اور ایران و ازبک ۔ کاشغر ۔ تاتار ۔ خطا ۔ پیگو ۔ سیام ۔ چین
ماچین (ماچین متقدمین کی کتابوں میں بطور تابع مہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا
تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ماچین جو چین کو ہندو کہتے ہیں اس کا ماچین مسلمانوں نے بنایا ہے)
کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہیں۔ آفریں ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی
اور تاریخ دانی پر میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے
مطلع کرتا کہ اس کی وسائل آمدنی کیا ہیں ؟ اور ان کی قوت کیسی ہے ؟ طریقہ آئین جنگ انکا
کیا ہیں ؟ انکی رسم و رواج و مذہب اور طرز حکومت کیا ہیں ۔ کن باتوں کو وہ اپنے حق
میں مفید سمجھتے ہیں ؟ ان سب باتوں کی سلسلہ وار کیفیت تاریخ میں پڑھا کے مطلع کرتا کہ
میں ہر ایک سلطنت کی اصل اور اس کے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات اتفاقی
واقعات ہونا اور ان غلطیوں کو جانتا کہ جن کے سبب سے ایسے انقلابات اور حادثات عظیم

واقع ہوئے اور یہ قطعی ضروری ہے کہ بادشاہ کو اپنی قوم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کر دے۔ آپ نے تو ہمارے
ان نامور بزرگوں کے نام بھی خوب طرح نہیں بتائے جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے۔ آپ نے
تو مجھے بالکل ان کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گزرے اور انکی عجیب لیاقت
جن کے سبب انہوں نے بڑے بڑے فتوحات عظیمہ حاصل کیں بالکل جہالت میں رکھا۔ بادشاہ کو ضروری ہے کہ وہ اپنے
ہمسایہ کے قوموں کی بابت واقف ہو۔ اس کی بجائے مجھے آپ نے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا اور آپ یہ سمجھے کہ
مجھ پر آپ بڑا ہی احسان کرتے ہیں کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے میں ضائع کیا جو دس
بارہ برس میں بڑی محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ اس بات کو بھول گئے کہ بادشاہ شہزادہ کی تعلیم میں
کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے۔ آپ نے مجھے علم صرف و نحو سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے
لیے ضروری ہو۔ جب بچہ تھا تب ہی میری زندگی کا بیش قیمت وقت بیہودہ لطف الفاظ کے
سکھانے میں ضائع کیا۔ کیا آپ کو معلوم نہ تھا کہ زندگی کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور
آسانی سے ہزاروں عقلی احکام منقش ہو سکتے ہیں اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ میں اعلیٰ درجے کے
خیالات پیدا ہوں اور بڑے بڑے کاموں کے کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور
علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھے جاتے ہیں؟ کیا ہم اپنی مادری زبان میں نماز پڑھیں تو
وہ خدا نہیں قبول کرتا اور مسائل مذہبیہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان میں نہیں سیکھ سکتے؟
آپ نے میرے باپ شاہجہان سے کہا کہ آپ مجھے فلسفہ سکھاتے ہیں اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپ نے برسوں
نکمے بے لاحاصل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جو کہ حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی
نہیں ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات میں کام آنے والے نہ ہوئے۔ اور صرف ایسے غیر معین و فضول خیالات
اور توہمات ہیں جو بڑی مشکل سے سمجھ میں آتے ہیں مگر فوراً بھول جاتے ہیں اور جس کا نتیجہ صرف یہ ہے کہ
دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر میں آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے
کہ لوگ اس سے دق ہو جائیں۔ بے شک آپ نے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل
منفردہ کی تعلیم میں جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب میں آپ کی تعلیم سے علیحدہ ہوا تو

کسی رشتے میں منسلک ہو جانے کا لازمی نتیجہ ہو سکتا تھا بجز اس کے کہ اس سے چند عجیب و غریب [illegible] نکلا ہوتا
واقف تھا جو ایک عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان شخص کی بہت [illegible] دماغ کو حقیقی طبیعت کو حیران کر دیتی
اور فلسفے کے مضمون کے تصنیف و تحقیق اور جہالت کے چھپانے کی خاطر جناب کی مانند لوگوں
کو حد درجہ میں مشغول [illegible] ہیں کہ وہ عقل و دانش میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور یہ کہ ان کی تاریک
اور رشتہ [illegible] ایسے بہت سے دقائق ہیں جو بجز ان کے اور کسی کو معلوم نہیں گزری
گئی ہیں اگر آپ [illegible] جس سے ذہن منتقل ہو جاتا ہے کہ بجز برہان اور دلیل کے سمجھ کے
کسی بات کو [illegible] یا آپ مجھکو ایسا سبق پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو دنیا
شرافت و [illegible] کہ دنیا کے انقلابات کے متعلق میں سمجھتا اور ترقی و تنزل کی حالت
میں [illegible] جو آپ مجھے انسان کی لازمی عزت و [illegible] (فطرت) سے واقف
کر [illegible] لال کا دوسری سمت [illegible] اور تخیلات کو چھوڑ کر جب
[illegible] کی طرف رجوع کیا کرتا [illegible] کے متعلق [illegible]
[illegible] جو غلط آپ نے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے
[illegible] معلوم ہوتا تھا
[illegible] آپ کو [illegible] عربی زبان [illegible] جو مجھ کو [illegible]
[illegible] کیا آپ [illegible] جانتے [illegible] ضروری [illegible]
[illegible] لازم ہی [illegible] ہم کو اول ہی یہ خیال [illegible]
[illegible] میں [illegible] کی خاطر [illegible] اپنی جان بچانے کے لیے تلوار پکڑ کر اپنے بھائیوں
لڑنے پر مجبور [illegible] آپ خوب جانتے ہیں کہ سلاطین ہند کی اولاد کو [illegible]
[illegible] آتے جاتے ہیں [illegible] آپ نے کبھی [illegible] کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج کی صف آرائی
کا طریقہ سکھایا تھا۔ مگر میری خوش قسمتی [illegible] معاملات میں ایسے لوگوں سے
[illegible] سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقل مند تھے۔ آپ اپنے [illegible]

بادشاہ کے فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات

اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام میں اس قدر محنت و مشقت اٹھاتے ہیں۔ اس سے خوف
ہے کہ مبادا صحت جسمانی بلکہ قوائے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اس کو سنکر
بادشاہ نے اس ناصح عقلمند کی طرف سے تو منہ پھیر لیا گویا سنا ہی نہیں اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے
امیر کی طرف جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب میں متفق الرائے
ہیں کہ تنگی اور خوف کے زمانہ میں بادشاہ کو جان جوکھوں میں ڈالنا اور ضرورت کے وقت
رعایا کی بہتری کے لیے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑ کر میدان جنگ میں جان دیدینا
فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ نیک اور باتمیز شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور آسائش
کے لیے مجھے ذرا بھی تکلیف گوارا نہ کرنی چاہیے اور بغیر اسکے کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیروں کے سوچنے
میں مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے۔ یا ایک دن بھی بے عیش و عشرت اور لہو و لعب کے
بسر ہو … رعایا سے ہی غافل ہو جاوے اور اسکی یہ رائے ہے کہ میں اپنی تندرستی کو مقدم جانوں
اور زیادہ تر عیش و عشرت و آرام و آسائش ہی کے امور میں مصروف رہوں اور اسکا نتیجہ
یہی ہو سکتا ہے کہ میں اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسے پر چھوڑ بیٹھوں مگر معلوم
ہوتا ہے کہ اس نے اس امر پر غور نہیں کیا جس حالت میں مجھے خدا نے بادشاہی خاندان میں پیدا
کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دنیا میں اپنے ذاتی فائدے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ اوروں کے
آرام کے لیے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہیں ہے کہ اپنی ہی آسائش کی فکر کروں
البتہ ان ہی کی رفاہ کی غرض سے جس قدر آرام لینا ضروری ہے اس کا مضائقہ نہیں ہے
اور بجز اس حالت کے کہ انصاف اور عدالت اسکی مقتضی ہو یا اقتدار سلطنت کے قائم
رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لیے ضروری ہو اور کسی صورت میں رعایا کے آرام و آسائش
کا لحاظ نہ کرنا جائز نہیں ہے اور رعیت کی آسائش اور بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ
جس کا فکر مجھے ہونا چاہیے مگر یہ شخص اس بات کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے
لیے تجویز کرتا ہے کیا کیا قباحتیں پیدا ہونگی اور یہ اس کو معلوم نہیں کہ دوسرے کے ہاتھ میں

حکومت کا یہ کیا کیسی بات ہے اور سعدی نے جو یہ کہا ہے کہ بادشاہوں کو چاہیے کہ بذات خود
کار و بار سلطنت کا بوجھ اپنے اوپر لیں ورنہ بہتر ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑ دیں تو کیا اس بزرگ کا
یہ قول ہم نے اپنی دولت سے گم کیا ہے کہ اگر ہم سے تحسین و آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام
اسکے سپرد ہوا ہے اس کو اچھی طرح سے کرتا ہے اور ہمیشہ ایسی صلاح جو بادشاہوں کے سننے کے
لائق نہیں ہے ہرگز بھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تیرے بیہودہ وہم اور ایسے خیالات سے بچارہ
دوسروں کی بیہودگی کے کہ وہ دین آدمی کو ... میں انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس
ایسے فضول صلاح کاروں کی ہم کو حاجت نہیں اور عیش و آرام کی صلاح میں ہماری سنگیں بھی
دے سکتی ہیں یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے۔ والعلم عنداللہ۔ مگر عالمگیر نے جو رقعات
باپ پاس اسکی قید کی حالت میں لکھے ہیں ان میں اس نے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ میں
صرف آپ کو بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لیے کہ اسکے اٹھانے کی طاقت آپ میں نہیں
رہی یہ کام کرتا ہوں نہ یہ کہ آپ سے سلطنت کی ... آرام کو ترجیح دیتا ہوں ...
... سلطنت ... کے لئے ... گئے۔ ان رقعوں کو ... شاہجہاں کے آخر میں
... پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیوں کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا۔

عالمگیر کی سلطنت کا خلاصہ اور اسکا مآل

سنہ ... میں اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید میں تھا اس نے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو
ایک ... کا نام تھا جو شاہجہاں نے اپنے قید کی حالت میں اس پاس بھیجے تھے۔
... برس سلطنت کی۔ ہندوستان میں جتنے مسلمان بادشاہ گزرے ان سب میں
وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو
دنیا میں بڑی بڑی سلطنتوں کو ہوئی ہے۔ اسکے عہد میں خاندان تیموریہ کی سلطنت اوج
معراج پر پہنچی اس نے پچاس برس تک بڑے کروفر شان و شوکت سے سلطنت کی
... اسکو ... باپ سے ... کی بڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو ... اسکو کب سلطنت

کرنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیوں کو بھی اس کو ضرور مارنا پڑا۔ وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا
دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعوی کرے اس کو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے
خارج۔ اسکو بھی یہی کام بھائیوں کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہیں کرتے۔ در سلطنت
خویشی نیست کے مقولہ کو نہیں سمجھتے۔ اگر وہ باپ اور بھائیوں کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا تو
تخت سلطنت پر ایک دم کے لیے قدم نہیں رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہیں بچا سکتا۔ جو اُس نے
بھائیوں کا حال کیا وہ حال اسکا بھائی کرتے لیے فسادات تو اُس خاندان میں ارث میں
ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہیں ہوا۔ اُس نے اپنی حسن تدبیر سے
کابل اور قندھار کے پٹھانوں کو سر نہیں اٹھانے دیا ان کو تابع رکھا شاہ ایران اُس کے
ساتھ اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا۔ اور بڑے بڑے شاہان اسلام غیر ملکوں سے اُس کے
دربار میں سفیر اور تحفے تحائف بھیجتے تھے۔ اور وہ دوستانہ خط و کتابت اُسکے رکھتے تھے۔ راجپوت
لڑتے۔ مگر پھر اُس نے ان کو اپنے قبضہ میں رکھا۔ بادشاہ دکن میں اپنے زمانہ میں بڑے
بڑے کارنمایاں کیا تھا اس کو فتح دکن کی ایسی دھن تھی کہ اپنی سلطنت کے آدھے زمانہ
میں اپنے بیٹیاں اوروں کو بھیج بھیجکر دکن سے لڑتا رہا اور آدھی مدت سلطنت میں خود
دکن میں جا کر معرکہ آرا ہوا۔ دکن میں مسلمانوں کی پانچ سلطنتیں تھیں جن میں سے تین
بیدر۔ احمد نگر۔ ایلچ پور۔ (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت مغلیہ میں داخل
ہو چکی تھیں۔ اب اُس نے باقی دو بیجاپور اور گولکنڈہ کو بہت محنت شاقہ اُٹھا کر فتح کیا اور
اپنی سلطنت میں ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔ مشرق میں آسام پر میر جملہ
نے معرکہ آرائیاں کیں جنمیں فتحیابی اور ناکامیابی دونوں ہوئیں۔ ساحل مالابار فرنگیوں
کی بگن کا ٹکڑا تھا اور گھاٹوں پر جا۔ امید تھی کہ اُسے عالمگیر کی ہوا یوں ہی اُڑا کر دُور
کر دیتی مگر امید کے برخلاف اس سے وہ طوفان بلا خیز اُٹھا کہ ہندوستان میں سلطنت اسلام
پر اُس نے پانی پھیر دیا۔ اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گولکنڈہ کے مسلمانوں

۱۱۱۶ھ ۱۷۰۵ء۔ مرہٹوں کی فتوحات۔

۱۱۱۸ھ ۱۷۰۶ء۔ بادشاہ کا احمد نگر میں آنا۔

۱۱۱۸ھ ۱۷۰۷ء۔ اورنگ زیب کا مرنا۔

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اوصافِ حمیدہ میں سے یہ بھی ایک صفت تھا کہ اس نے اپنے بیٹوں کی تعلیم و صلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سرداری و سپہ گری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے۔ حافظ کلام اللہ علم دین بقدر معتدبہ آگاہ۔ اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے۔ اور بیٹیاں بھی عقائد حقہ اور احکام فروعیہ دینیہ سے واقف و تلاوت و کتابت قرآن مجید سے شناسا تھیں۔ بادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں اگرچہ ان شہزادوں کا حال تاریخ میں بیان کیا گیا ہے مگر یہاں دونوں شاہزادوں و شہزادیوں کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے۔

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النساء	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۱۳ / ۱۷۰۱	زبدۃ النساء	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۱۹ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۷ / ۱۶۷۶	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۹ / ۱۷۰۷
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۲۴ھ	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۴
زینت النساء	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۱۱ / ۱۶۹۹	مہر النساء	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۷ / ۱۷۰۵
بدر النساء	۱۰۵۷ / ۱۶۴۷	۱۰۸۱ / ۱۶۷۰	کام بخش	۱۰۷۷ / ۱۶۶۶	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹوں کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا۔ خوب بالیاقت تھا۔ کلام مجید کا حافظ تھا۔ عربی۔ فارسی۔ ترکی کے لکھنے پڑھنے میں بہرہ کافی رکھتا تھا صاحب جرأت شجاعت و دلیری دکھائی سنہ ۱۷ جلوس میں وفات پائی۔

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی خوب یاد رکھی کے بطن سے پیدا ہوا۔ حافظ قرآن عالم قرأت و تجوید سے آگاہ۔ اس طرح ترتیل و تجوید سے قرآن پڑھتا تھا کہ اس کے سننے سے سامع کا دل

بھرتا تھا۔ ایام شباب کو زیادہ تر تحصیل علمی میں صرف کیا۔ علم حدیث میں اسکو عمدہ دستگاہ
رکھتے تھے۔ فقہ میں قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کر لیتا تھا۔ عربی زبان ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب
پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی میں بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام خطوط لکھنے میں استاد تھا۔ اکثر
شب کو نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و
سلوک کی کتابوں کا مطالعہ کرتا۔ وقت پیدا ہونے صبح کی نماز پڑھتا۔ جب ایک دو گھڑی آفتاب بلند ہوتا تو
وہ جھروکے سے ملاقات عوام کے عرضوں میں بیٹھتا۔ اور ستم رسیدوں کی التماسات کو سنتا اور بقدر مصلحت
بیان توقف کرتا۔ بعد اس دیوان خاص کو دیوان عام کے ساتھ آراستگی دیتا۔ مقدمات
مالی و ملکی بر ساخت دیوانوں اور بخشیوں اور متصدیوں کے معروض ہوتے اور لوگوں کے
منصب ملتے۔ ظہر کی نماز کے بعد محل میں جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز
پڑھتا اور پھر خلوتوں کے اندر ملکی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے قور کے ملازموں کا مجرا
لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تنہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب و عشا کے مابین
میں عبادت کرتا اور پھر شبستان میں جا کر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا بیٹا سید حامد سادہ سا تھا
اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ عوام کو تابعداری کیا کرینگا۔ کبھی کوئی بات بلند نہ ہوتی
لیکن کسی بات میں نہ تھا اور باپ کا کہا ہوا کسی بات میں مانتا۔ اور [illegible] مذہب کا حال بھی
معلوم ہوا [illegible] کہ وہ بالکل [illegible] سے خالی تھا۔ [illegible] اسکی [illegible]
سے آگے کا حال تاریخ میں پڑھو۔

تیسرا بیٹا محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی۔ سب
بیٹوں میں بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو صاحب بے بدل
بدل نظیر کہتا۔ باپ سے تین مہینے بعد وہ معرکہ آرائی میں مارا گیا۔

چوتھا بیٹا محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ میں مرگیا۔

عالمگیر دین میں وہ خوبیاں تھا کہ ہمیشہ نماز جماعت پڑھتا ہے۔ کوئی جمعہ ترک نہیں کرتا اور

محافظ قرآن میں سے کچھ یاد نہیں رکھتا۔ وہ تمام منتخب کتابیں علوم روحانی شریعت کی زیارت کی۔
بیگم جان کو امام بخش پیدا ہوئی اور پیچھے سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا۔ کتب متعددہ فارسی میں اور عربی میں
زیادہ ماہر تھا۔ قرآن دانی میں ... تمام ختم کئے گئے ہیں۔ عبارت میں فصاحت و بلاغت
اسی میں تھی۔ اسکے بعد دو سال بیمار گیا۔
امام بخش کا حال یہ کہ ... بیگم جان بیگم سے پیدا ہوئی۔ حافظ کلام مجید تھی
... میں پیدا ہوئی ... علوم عربی و فارسی سے بہرہ ور تھی
... تمام ... مشغول رہتی ... کتابیں ... ہیں۔
تصنیف و تالیف میں ... اور اب ... کی تعریف ... میں توجہ کرتی ...
... کتب ... نے ... اور ... نہیں ...
... شاعری ... خوشنویسی ... زبان ...
... کشمیر میں ... کا ... گیا
... میں انتقال ہوا۔ ... بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی حافظہ
... سے ... بہت ... تھی ... بیگم
... سے پیدا ہوئی۔ حافظ قرآن مجید تھی ...
... میں وفات پائی۔ ... بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی
... ہوا۔ جس ... میں ... اسی ... میں وہ مر گئی۔
... بیگم ... بخش ... سے پیدا ہوئی۔ امام بخش ... سے پیدا
کی ... میں وفات پائی تھی